فتاویٰ ختم نبوّت

جلد دوم

مرتب:

مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری

رئیس دار الافتاء ختم نبوّت کراچی

تحقیق و تخریج:

جناب مولانا فخر الزمان، جناب مولانا عبد الستار حیدری، جناب عزیز الرحمان رحمانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ • ملتان • فون:514122

فتاویٰ ختم نبوت

جلد دوم

مرتب

مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری

رئیس دارالافتاء ختم نبوت کراچی

تحقیق وتخریج

مولانا عزیز الرحمن ثانی　　مولانا عبدالرزاق مجاہد　　الحاج رانا محمد طفیل جاوید

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ • ملتان • فون:514122

فہرست

اقتباس از فتاویٰ قادریہ .... مولانا محمد قادریؒ ۵

رجم الشیاطین براغلوطات البراہین .... مولانا غلام دستگیر قصوریؒ ۲۳

فتویٰ علمائے پنجاب وہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان .... مولانا محمد حسین بٹالویؒ ۱۱۰

فتاویٰ تکفیر منکر عروجِ جسمی ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام .... مولانا قاضی عبید اللہؒ ۲۱۴

درّہ زاہدیہ برفرقہ احمدیہ .... مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ ۲۷۵

قہریزدانی بردجالِ قادیانی .... حافظ سیّد پیر ظہور شاہ قادریؒ ۲۹۰

القول الصحیح فی مکائد المسیح .... مولانا محمد سہولؒ دیوبند ۳۲۹

فتویٰ تکفیرِ قادیان .... کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ۳۶۰

استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائیین .... انجمن حفظ المسلمین امرتسر ۳۸۲

مرزائی کا جنازہ اور مسلمان .... مولانا احمد سعید گوجرانوالہ ۴۰۱

مرزائی کا جنازہ اور اس کے نہ پڑھنے کا حکم .... حافظ عبدالحقؒ سیالکوٹ ۴۲۶

عرب وعجم کے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ علماء کا متفقہ فتویٰ .... اہلیان علاقہ مانسہرہ ۴۳۱

علمائے اسلام کا متفقہ فیصلہ: قادیانیوں کی طرح لاہوری مرزائی بھی کافر ہیں .... اراکین مسجد ووکنگ انگلینڈ ۴۴۰

القادیانیة فی نظر علماء الأمّة الإسلامیة .... علمائے حرمین وشام ۴۴۸

قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ، اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے .... مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ ۴۵۹

***

© ROBINELIZABETHART.DEVIANTART.COM

اِقتباس اَز

فتاویٰ قادریہ

(ص:۲۶ تا ۴۷)

اَز

حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ

تعارف

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اِبتدا میں جب پَر پُرزے نکالے اور سوادِاعظم اہلِ سنت کی شاہراہ سے علیحدہ قدم مارا تو وہ اپنی جنم بھومی قادیان سے لدھیانہ آیا اور وہاں آکر اس نے اپنے کفریہ عقائد کا اپنے مخصوص حلقے میں پرچار شروع کیا تو اس وقت قادیانی کفر کے سامنے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے علمائے لدھیانہ کو سدِسکندری کے طور پر کھڑا کر دیا۔ تب اوائل ۱۳۰۱ھ (مطابق ۱۸۸۳ء) میں لدھیانہ کے حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے صاحبزادگان حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف معرکۂ حق قائم کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو غیر متوقع طور پر ان حضرات کی للکار نے ایسا زچ کیا کہ مرزا قادیانی بدحواسی سے بدزبانی تک جا پہنچا۔ اس معرکہ ۱۳۰۱ھ کی تفصیل حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ نے ''فتاویٰ قادریہ'' اشاعتِ اوّل ربیع الاوّل ۱۳۱۹ھ مطابق جون ۱۹۰۱ء میں قلم بند کی ہے، جو فتاویٰ قادریہ کے صفحہ:۲۶ سے ۴۷ تک اکیس صفحات پر مشتمل ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے روبرو اس کے کفر کی حقیقت الم نشرح کرنے کی پہلی کامیاب کوشش ہے، اس لئے اس کتاب میں سب سے پہلے رسالے کے طور پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

قارئین کرام خوشی محسوس کریں گے کہ ''جماعتی سطح'' پر سب سے پہلے قادیانی فتنے کو ناکوں چنے چبوانے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے ''مجلس احرار اسلام ہند'' کو نصیب کی۔ جس کے سربراہ اسی خاندانِ علمائے لدھیانہ کے چشم و چراغ، ان کی روایات کے امین، ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ تھے، جنہوں نے اپنی جماعتی و خاندانی ذمہ داری کو ایسے نبھایا کہ اس پر دُنیا عش عش کر اُٹھی۔ حق تعالیٰ اس عظیم خاندان کی باقیات کو تازیست، قادیانی فتنہ کے تعاقب کے لئے پاک و ہند میں مزید درمزید اعلائے کلمۃ الحق کی توفیق رفیق فرمائیں۔ یاد رہے کہ ''اِحتسابِ قادیانیت'' کی جلد دہم میں سب سے پہلے تکفیری فتوے کے حوالے سے ایک رسالے کے ابتدائی تعارف میں چند گزارشات کی تھیں، لیکن ہجری و عیسوی تاریخوں کی تقویم میں سہو ہوا، جس پر فاضل بھائی حضرت مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی نے متنبہ کیا۔ جس کا اِعترافِ سہو کے ساتھ شکریہ لازم ہے۔

فقیر اللہ وسایا

۲۶/اگست ۲۰۰۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قادیانی اپنا ایمان قائم کرکے اس بارے میں گفتگو شروع کرتا تو فوراً اس کو جواب میں ہم یہ رسالہ پیش کرتے، **حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر، وھی ھٰذا:**

بعد الحمد والصلوٰۃ محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی ہیچ خدمت اہلِ اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلماتِ کفریہ کے اوّل ۱۳۰۱ ہجری میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی، اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے، بعد میں رفتہ رفتہ کل اہلِ علم نے قادیانی کے ضال مضل ہونے پر اتفاق کیا، حتیٰ کہ علمائے حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تحریر کردیا، جیسا کہ رسائل مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب میں تفصیل وار موجود ہے، اگرچہ ان فتوؤں سے لوگوں کو بہت ہدایت ہوئی، لیکن بعض بعض کور باطنوں کو اس آفتابِ ہدایت مآب سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا:

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر

یعنی جو کفریات اس کے صاف صاف آیاتِ قطعیات کے مخالف ہیں، ان پر ان کے ایمان کی بنیاد ہے، جیسا کہ رسالہ اِزالۃ الاوہام میں عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے،(۱) اور جو خدا تعالیٰ جل شانہٗ نے ان کے معجزے مثل احیاء اموات اور مادرزاد نابینوں کو بینا کرنا اور جانور مٹی سے بنا کر خدا کے حکم سے جاندار بنا دینا وغیرہ وغیرہ، جن کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے،(۲) ان سب کو اس قادیانی نے مشرکانہ خیال لکھ کر منکرِ قرآن ہوکر اپنا کفر ظاہر کرکے زُمرۂ مرتدین میں داخل ہوا۔

اکثر مباحثات میں قادیانی اس امر پر زور دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور ان کے فوت ہونے کا ثبوت آیاتِ قرآنیہ میں موجود ہے۔ اگرچہ اس کا جواب علمائے اسلام دندان شکن اپنی اپنی تصانیف میں دے چکے ہیں، لیکن ہماری طرف سے بھی اس امر کا جواب دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اس عاجز نے اس کا جواب لکھنا شروع کیا اور نام اس کا ''**کشف الغطاء عن ابصار من ضل وغویٰ**'' رکھا، **حسبی اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم الکفیل**۔ اور ترتیب دیا گیا یہ رسالہ اُوپر مقدمہ اور مقصد اور خاتمہ کے۔

---

(۱) دیکھئے اِزالہ اوہام ص:۳۰۳، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴۔

(۲) قولہ تعالیٰ: ''وَرَسُولاً إِلَی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ أَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِآیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ أَنِّیْ أَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَأَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِإِذْنِ اللہِ وَأُبْرِئُ الأَکْمَہَ وَالأَبْرَصَ وَأُحْیِیْ الْمَوْتَی بِإِذْنِ اللہِ'' (آل عمران:۴۹)۔

مقدمہ میں اِصطلاحات علمِ اُصول کی بیان کی جاتی ہیں، جو واسطے اِستنباطِ اَحکام کے معلوم ہونا ان کا نہایت ضروری ہے۔

ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کا مطلب الفاظ سے صاف صاف ظاہر ہو۔

قال فی المنار: الظاهر اسم لکلام ظهر المراد به للسامع بصیغته۔

نص وہ ہے جس کے واسطے کلام چلایا گیا، هو النص ما سیق الکلام لأجله کذا فی نور الأنوار۔[1] مثال ان دونوں کی یہ آیت ہے: ''وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا'' (البقرۃ:۲۷۵) یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو اور حرام کیا سود کو۔ یہ آیت بیع کے حلال اور سود کے حرام ہونے پر بطور ظاہر کے دلالت کررہی ہے، بیع اور سود میں جو فرق اس آیت سے شارع کو مقصود ہے، اس پر دلالت اس کی بطور نص کے ہے۔

اور حکم ظاہر اور نص کا یہ ہے کہ جو ان دونوں سے ثابت ہو، اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ قال فی نور الأنوار:

''وحکمهما وجوب العمل بالذی ظهر منهما علٰی سبیل القطع والیقین۔''

(نور الأنوار ص:۸۶ طبع مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

یعنی ان دونوں سے جو اَحکام ثابت ہوں وہ قطعی اور یقینی ہوتے ہیں۔

مفسر وہ ہے جو اپنی مراد پر ایسا واضح ہو کہ کسی تأویل کی اس میں گنجائش نہ ہو۔ قال فی المنار:

''المفسر ما ازداد وضوحًا علی النص علٰی وجه لا یبقی معه إحتمال التأویل والتخصیص وحکمه وجوب العمل به۔'' (المنار مع نور الأنوار ص:۸۷،۸۶ طبع نعمانیہ کوئٹہ)

یعنی ظاہر اور نص اگرچہ قطعی ہیں، لیکن اِحتمال تأویل کو مانع نہیں، یعنی اگر کوئی دلیل قطعی اس اَمر پر دلالت کرے کہ یہاں ظاہری معنی حقیقی مراد نہیں، بلکہ مجازی مراد ہیں، تو اس وقت ظاہری معنی ظاہر اور نص میں مراد نہیں لئے جائیں گے اور مفسر میں ایسے احتمال کو گنجائش نہیں، کیونکہ شارع کے بیان کرنے سے اس کی اصلی مراد معلوم ہوگئی، جیسا کہ آیت: ''وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً'' (التوبۃ:۳۶) میں لفظ کافۃ کا واسطے بیان کرنے اس اَمر کے زیادہ کیا گیا ہے تاکہ احتمال اس اَمر کا باقی نہ رہے کہ شاید مشرکین سے بعض مشرک مراد ہوں، کل مراد نہ ہوں۔

اور حکم مفسر کا یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ ساتھ احتمال منسوخ ہوجانے کے یعنی اس کو منسوخ کرنے کے واسطے شارع حکم لگاسکتا ہے، قال فی نور الأنوار:

''وحکمه وجوب العمل به علٰی إحتمال النسخ والتبدیل ای فی زمن النبی فأما بعد فکل القرآن محکم لا یحتمل النسخ۔'' (نور الأنوار ص:۸۷)

اور محکم اس کا نام ہے جس کا مفہوم قابلِ نسخ وتبدیل نہ ہو۔ قال فی المنار:

(۱) نور الانوار ص:۸۵، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ۔

"المحکم فما احکم المراد به عن إحتمال النّسخ و التبدل۔" (نور الأنوار ص:۸۷)

اور حکم اس کا یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور کسی اِحتمال کو اس میں گنجائش نہیں۔ قال فی المنار:

"و حکمه و جوب العمل به من غیر إحتمال کقوله تعالٰی: إن اللّٰه بکل شیء علیم۔"

(نور الأنوار ص:۸۸)

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے۔ یہ مضمون قابلِ نسخ و تبدیل نہیں، اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ہر شے کا علم ہے۔

خفی وہ ہے جس کی مراد بغیر غور کرنے کے معلوم نہ ہو، قال فی المنار:

"الخفی فما خفی مراده بعارض غیر الصیغة لا ینال إلّا بالطلب۔" (نور الأنوار ص:۸۹)

جیسا کہ آیت: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا" (المائدۃ:۳۸) کی ظاہر ہے چور کے حق میں، اور خفی ہے طرار یعنی کیسہ بر کے حق میں، چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم اس آیت سے بلا غور کرنے کے فوراً معلوم ہوجاتا ہے، لیکن طرار کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اس آیت سے بعد غور کے مفہوم ہوتا ہے کہ طرار کی چوری معمولی چوریوں سے بڑھ کر ہے، اس واسطے اس کا ہاتھ ضرور کاٹنا چاہئے۔

اور حکم اس کا یہ ہے کہ اس میں غور کرکے معلوم کرے کہ اس کے خفی ہونے کا کیا سبب ہے، تاکہ اس کی مراد معلوم ہو۔ قال فی المنار:

"و حکمه النظر فیه لیعلم ان اختفاءہ لمزیة او نقصان فیظهر المراد به۔"

(نور الأنوار ص:۹۰)

اور مشکل اس کا نام ہے جو اپنے جیسوں میں داخل ہوکر مشتبہ ہوجائے۔

حکم اس کا یہ ہے کہ اس کی مراد پر حق ہونے کا اِعتقاد کرنا، پھر متوجہ ہوکر غور اور تامل کرنا، یہاں تک کہ اس کی مراد ظاہر ہوجائے۔ قال فی نور الأنوار:

"و المشکل فهو الداخل فی اشکاله و حکمه اعتقاد الحقیة فیما هو المراد ثم الإقبال علی الطلب و التأمل فیه إلٰی ان یتبین المراد۔" (نور الأنوار ص:۹۰)

جیسا کہ آیت: "فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" (البقرۃ:۲۲۳) میں لفظ انّٰی کا مشتبہ ہوگیا، کیونکہ اس لفظ کے دو معنی ہیں: ایک معنی اس کے "من أین" یعنی کسی مکان سے، اور دُوسرے معنی اس کے "کیف" یعنی کسی طرح، جب غور اور تأمل کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں "کیف" کے معنوں میں مستعمل ہے، کیونکہ لفظ "حرث" جو زراعت کے معنوں میں ہے، وہ اسی معنی کو معین کرتا ہے۔

اور مجمل وہ ہے جس میں معانی کے ازدحام سے مراد اس کی ایسی مشتبہ ہوجائے کہ اس کی عبارت میں فکر کرنے سے اِشتباہ رفع نہ ہو، بلکہ اجمال کرنے والے سے اس کی تفسیر معلوم کرنے کی حاجت پڑے اور حکم اس کا اس کی مراد کو برحق اعتقاد کرنا اور توقف کرنا یہاں تک کہ ظاہر ہو ساتھ بیان کرنے اجمال کنندہ کے، قال فی نور الأنوار:

’’اما المجمل فما ازدحمت فیه المعانی واشتبه المراد به اشتباهًا لا یدرک بنفس العبارة بل بالرجوع إلی الإستفسار ثم الطلب ثم التأمل وحکمه إعتقاد الحقیة فیما هو المراد والتوقف فیه إلٰی ان یتبین ببیان المجمل کالصلوٰة والزکوٰة۔‘‘　(نور الأنوار ص:۹۲،۹۱)

یعنی لفظ صلوٰۃ وزکوٰۃ کا آیت: ’’وَأَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ‘‘(البقرۃ:۴۳) میں مجمل تھا، کیونکہ معنی ’’صلوٰۃ‘‘ کے لغتِ عرب میں دُعا کے ہیں، اور معلوم نہ ہوا کہ کونسی دُعا یہاں مراد ہے؟ پس اِستفسار کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کردیا اور اس کو اَدا کرکے ہم کو معلوم کرادیا کہ یہاں قیام، رُکوع، سجود والی دُعا مراد ہے۔

اسی طرح ’’زکوٰۃ‘‘ کے معنی لغت میں بڑھنے کے ہیں، اور یہاں یہ مراد نہیں، بعد اِستفسار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ اس کے معنی چالیسواں حصہ مال کا بعد ایک سال کے ادا کرنا ہے۔

اور متشابہ وہ ہے جس کی مراد کا معلوم ہونا قبل روزِ قیامت ممکن نہ ہو۔

اور حکم اس کا یہ ہے کہ اپنے اِعتقاد میں جو اس سے شارع نے مراد رکھا ہے، حق جاننا قبل معلوم ہونے اس مراد کے جیسا کہ حروفِ مقطعات جو سورتوں کے اوائل میں ہیں، مثل الٓمّٓ وغیرہ کے، قال فی نور الأنوار:

’’المتشابه فهو إسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه ولا یرجٰی بدوه اصلا کالمقطعات فی اوائل السور مثل الٓمّٓ، حمٓ۔‘‘　(نور الأنوار ص:۹۳،۹۲)

ظہور کے مراتب میں محکم کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے، مفسر کا درجہ نص سے، اور نص کا ظاہر سے اعلیٰ ہے۔ پس سب سے محکم کا درجہ اعلیٰ اور ظاہر کا سب سے ادنیٰ ہوا۔ اور خفا میں سب سے زیادہ خفی متشابہ ہے، اور مجمل مشکل سے اور مشکل خفی سے زیادہ ہے۔ پس متشابہ کا درجہ خفا میں اعلیٰ ہوا، اور خفی کا سب سے ادنیٰ۔ بروقتِ تعارض جس کا مرتبہ ظہور میں اعلیٰ ہوگا، اس پر عمل کیا جائے گا، اور جس کا مرتبہ خفا میں کم ہوگا، وہ اس پر جس میں خفا زیادہ ہے، غالب ہوگا، جیسا کہ تفصیل اس کی نور الانوار وغیرہ کتبِ اُصول میں مذکور ہے۔

مقصد اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور آخر زمانے میں نازل ہونے کا بیان ہے، دلائلِ شرعیہ: قرآن اور حدیث اور اِجماع اور قیاس ہیں۔ آیاتِ قرآنیہ کا درجہ سب سے بڑھ کر ہے، بعد اس کے حدیث ہے، بعد ازاں اِجماع ہے، اگر تینوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو قیاسِ مجتہد سے دلیل پکڑی جاتی ہے، چونکہ اس مقصد کے اِثبات کے واسطے قرآن اور احادیث اور اِجماع موجود ہیں، قیاسی دلائل سے ثابت کرنا ضروری نہیں، لہٰذا ترتیب وار دلائلِ ثلاثہ کو واسطے اِثبات اس مقصد کے بیان کرتا ہوں، حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر۔

قال اللہ تعالیٰ:

’’وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰـکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْناً۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً'' (النساء ۱۵۷،۱۵۸)

ترجمہ اس کا بامحاورہ موضح القرآن سے معہ بعض فوائد کے نقل کیا جاتا ہے:

''اور لعنت کی ہم نے اہلِ کتاب پر اور بسبب کہنے ان کے کہ: تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کے کو پیغمبر اللہ کا تھا، اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو، لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے، اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے، نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم، مگر پیروی کرنا گمان کا، اور نہ مارا اس کو بہ یقین، بلکہ اُٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔''

فائدہ:۔۔۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مارا عیسیٰ کو۔ اللہ نے فرمایا: اس کو ہرگز نہیں مارا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی ایک صورت ان کو بتادی، اس کو سولی چڑھایا۔ پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی اوّل سے یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں، وہ زندہ ہے، لیکن تحقیق نہیں سمجھتے، کئی باتیں کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ: بدن کو مارا، ان کی رُوح اللہ کے پاس چڑھ گئی، بعض کہتے ہیں: مارا تھا، پھر تین روز میں زندہ ہوکر بدن سے چڑھ گئے، ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کو نہیں مارا، سو یہ خبر اللہ کو ہے، اس نے بتایا اس کی صورت کو مارا اور ان کے پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئے تھے اور یہود ابھی نہ پہنچے تھے، اس دن کی خبر نہ ان کو، نہ ان کو، تمام ہوئی عبارت موضح القرآن کی بقدرِ حاجت۔

چونکہ اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو مقتول یا مصلوب گمان کرکے ان کا فوت ہونا قرار دیتے ہیں، بالکل غلطی پر ہیں، اگرچہ شروع اس آیت کا واسطے مضمون مذکورہ کے بموجب قاعدہ اُصول نص قطعی الدلالۃ تھا، لیکن تاکیداً بار بار بیان کرنا شروع کا اس مضمون کو اور اَخیر میں آپ کا اُٹھالینا جتلاکر کُل اِحتمالات کا سلسلہ ایک لخت کاٹ ڈالا، پس یہ آیت بموجب قاعدہ اُصول قسم مفسر میں داخل ہوئی، البتہ لفظ ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' میں کسی قدر اِجمال تھا، سو اَحادیث میں یہ مضمون تفصیلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرماکر اس کا اِجمال دُور کردیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آسمان کی طرف اُٹھالیا، قیامت کے نزدیک آپ آسمان سے نزول فرمائیں گے جیسا کہ صحیح بخاری اور اس کی شرح وغیرہ میں بجنسہٖ نقل کیا جائے گا۔

خلاصہ مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ اس آیت سے زندہ اُٹھالینا آپ کا اسی جسمِ عنصری کے ساتھ قطعی طور پر ثابت ہے، اور اس میں کسی اِحتمال کو گنجائش نہیں، پس یہ آیت واسطے ثبوت مضمونِ مذکور کے آیت ''وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ'' سے، جو واسطے فرضیت نماز کے وارد ہے، یقینی ہونے میں بدرجہا عالی ہے، کیونکہ یہ آیت اصل میں مجمل تھی، نماز کا ثبوت اس سے قبل بیان کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوسکتا تھا۔ اور آیت ''وَمَا قَتَلُوْهُ'' واسطے مضمون مذکور کے نص اور مفسر ہے۔ خودبخود یہ آیت واسطے ثبوت زندگی عیسیٰ علیہ السلام کے کافی اور وافی ہے، جو شخص نماز کی فرضیت سے انکار کرے، اس پر اہلِ اسلام کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ پس جو شخص زندگیٔ

عیسیٰ کا منکر ہو، اس پر فتویٰ کفر کا دینا نہایت ضروری ہوا، کیونکہ یہ آیت نماز کی آیت سے یقینی ہونے میں بہت عالی مرتبہ پر ہے، کما مرّ غیر مرّۃ۔ پس جو شخص نماز کے منکر کو کافر قرار دے اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے منکر کو ایمان دار اعتقاد کرے، پرلے درجے کا ضال اور مضل ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے زندگی عیسیٰ علیہ السلام کی یقینی طور پر بیان فرمائی، اب بعد میں آپ کے انتقال ہونے کا حال بیان فرمایا:

''وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا'' (النساء ۱۵۹)

''اور نہیں کوئی اہلِ کتاب سے، مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے، پہلی موت اس کی کے، اور دِن قیامت کے ہوگا اس پر گواہ۔''

یعنی اہلِ کتاب آپ کو زندہ دیکھ کر اِیمان لائیں گے اور ان کے کُل شبہے رفع ہوجائیں گے، بعد اس کے آپ اِنتقال فرمائیں گے، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے:

''والذی نفسی بیدہ! لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واقرؤا إن شئتم: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ الآیۃ، رواہ الشیخان۔''

(مشکوٰۃ المصابیح، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص: ۴۷۹)

اگرچہ آیت میں اِجمالاً بیان تھا جیسا کہ نماز کے واسطے آیت: ''وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' اور زکوٰۃ کے بارے میں ''وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ'' وارِد ہے، ان دونوں آیتوں میں حکم نماز اور زکوٰۃ کا اِجمالاً مذکور ہے، اوقات اور عددِ رکعات وغیرہ جو نماز میں ضروری ہیں، کسی ایک کا بھی ذِکر نہیں، اسی طرح جو زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط اور اسباب شرعاً ضروری ہیں، اس آیت میں ان میں سے ایک بھی مذکور نہیں، فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے سب حال معلوم ہوا۔

اسی طرح اگرچہ اس آیت میں ایمان لانا اہلِ کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بیان ہے، نزول وغیرہ اُمور کا حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے معلوم ہوا، پس جیسا کہ آیت: ''وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' و آیت: ''وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ'' واسطے فرضیت نماز اور زکوٰۃ کے قطعیات سے ہے، ان کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اسی طرح یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر قطعی طور پر دلالت کر رہی ہے۔

فإن قلت: لا یستقیم ھٰذا الإستدلال إلّا أن یکون الضمیران راجعین إلٰی عیسٰی علیہ السلام البیضاوی زیف ھٰذا الإحتمال ورجح عود ضمیر موتہ إلٰی أھل الکتاب مؤیّدًا القراءۃ أُبیّ بن کعب قبل موتھم، وتبعہ مصنف المظھری حیث قال: قلت: نزول عیسٰی قبل یوم القیامۃ حق وان یھلک فی زمانہ الملل کلھا إلّا الإسلام حق ثابت بالصحاح من الأحادیث المرفوعۃ لٰکن کونہ مستفادًا من ھٰذہ الآیۃ وتأویل الآیۃ بإرجاع الضمیر الثانی إلٰی عیسٰی علیہ السلام ممنوع وکیف یصح ھٰذا التأویل مع أن کلمۃ: إِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ شامل

لموجودین فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم البتة سواء کان ھٰذا الحکم خاصًا بھم او لا، فإن حقیقة الکلام للحال ولا وجه لأن یراد به فریق من أھل الکتاب یوجدون حین نزول عیسٰی علیه السلام فالتأویل الصحیح ھو إرجاع الضمیر الثانی إلٰی أھل الکتاب ویؤیّدہ قراءة أُبیّ ابن کعب انتھٰی۔

قلت: قولھما باطل لکونه مخالفًا لما علیه الجمھور من المحققین کصاحب المدارک والإمام الرازی وشراح البخاری وغیرھم۔

قال فی المدارک: الضمیران لعیسٰی علیه السلام لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی وھم أھل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزوله، روی انه ینزل من السماء فی آخر الزمان فلا یبقی احد من أھل الکتاب إلّا لیؤمنن به حتّٰی تکون الملة واحدة وھی ملة الإسلام۔

(تفسیر النسفی ج: ۱ ص: ۴۱۴، ۴۱۵، طبع مکتبة دار ابن کثیر، بیروت)

وبمثله فی التفسیر الکبیر وغیرہ من التفاسیر وشروح البخاری وغیرھا من کتب الحدیث، وتمسکھما بقراءة أُبیّ بن کعب اوھن من نسج العنکبوت، لأن قراءة أُبیّ بن کعب لیست بمتواترة ولا متضادة فالعمل علیھما واجب، کما صرح الأصولیون فی قوله تعالٰی: حَتّٰی یَطْھُرْنَ ۚ بقراءتی التشدید والتخفیف بوجوب الغسل للحائض لجواز الوطی إن قطع دمه فی ما دون العشرة عملًا بقراءة التشدید وعدم وجوبه إن قطع بعد تمام العشرة عملًا بقراءة التخفیف، وھٰھنا ایضًا کذالک فإن إیمانھم قبل موت عیسٰی علیه السلام فی زمن نزوله لا یمکن إلّا قبل موتھم، لأن ما بعد الموت لم یبق احد مکلفًا بل لم یبق اھلًا للإیمان قبیل الموت وقت معائنة الملائکة العذاب کما بین فی موضعه، وأما قول صاحب المظھری لا وجه لأن یراد من لفظ اھل الکتاب فریق یوجدون آہ ظاھر الفساد لأن الإضافة واللام تکونان للعھد ما لم تقم القرینة علٰی خلافه، وھٰھنا ایضًا للعھد للذین یوجدون فی زمن نزول عیسٰی علیه السلام، ولم تقم القرینة علٰی خلافه، بل القرائن قائمة علٰی ھٰذا العھد سنذکرھا عن قریب إن شاء اللہ تعالٰی ألا ترٰی ان ما ذکر فی المدارک من لفظ الحدیث فلا یبقی احد من اھل الکتاب آہ لا یمکن ان یراد به غیر الذین یوجدون فی زمان نزوله علیه السلام وکذا من لفظ الخطاب الذی ھو موضوع للحاضر ارید به الذین یوجدون فی آخر الزمان قطعا ھو قوله علیه الصلاة والسلام: لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم الحدیث۔ وبالجملة القول بعدم کون نزول عیسٰی علیه السلام مستفادًا من ھٰذہ الآیة بعد إدعاء عقلیة نزوله فی آخر الزمان مستدلًا بالأحادیث الصحاح کما مر من صاحب المظھری لیس علٰی ما ینبغی لأن الأحادیث کلھا وحی من اللہ عزوجل لقوله تعالٰی: وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ إِنْ ھُوَ إِلَّا وَحْیٌ یُوحٰی (النجم ۳، ۴) فی الواجب علینا ان نعتقد انھا مطابقة للقرآن سیما إذا ظھر لنا وجه المطابقة نعته مع کونھا مؤیدة بأقوال الصحابة الذین شاھدوا الوحی وکانوا معصومین فی تبلیغ الشرائع کما ھو فیما نحن فیه فالتمسک بھا واجبة،

وعلينا ان نذكر الوجوه التى تدل علىٰ ان الضمير الثانى راجع إلىٰ عيسىٰ عليه السلام۔

الوجه الأوّل: انه يلزم علىٰ تقدير إرجاع الضمير الثانى إلىٰ أهل الكتاب الإنتشار فى الضمائر وهو قادح للبلاغة، فاختياره فى الكلام القديم فرية بلا مرية، ولذا لم يذهب إليه اكثرهم۔

قال بدر الدين العينى فى شرح البخارى: روى من طريق ابى رجاء عن الحسن قال: قبل موت عيسىٰ عليه السلام والله وانه لحى ولكن إذا انزل آمنَوا به أجمعون وذهب إليه أكثر أهل العلم انتهى۔

(عمدة القارى شرح صحيح البخارى ج:۱۵ ص:۳۹، باب نزول عيسىٰ عليه السلام)

والوجه الثانى: ان السياق والسباق كلاهما يرجحان ان الضمير الثانى راجع إلىٰ عيسىٰ عليه السلام لأوّل الكلام لما الخبر إلىٰ ان عيسىٰ عليه السلام حيٌّ فمقتضى المقام ان يذكر موته وذالک لا يستقيم إلّا بإرجاع الضمير الثانى إلىٰ عيسىٰ عليه السلام۔

والوجه الثالث: ان علىٰ هٰذا التقدير تكون هٰذه الآية دليلًا آخر علىٰ منكرى حياته فإن إيمان اهل الكتاب لما كان منوطا بحياته إستحال ان يموت قبله۔

والوجه الرابع: انه إذا اريد من الضمير الثانى اهل الكتاب لا يكون إفادة بل إعادة لأن قوله تعالىٰ: ليؤمنن دال علىٰ انهم وقت الإيمان يكونون أحياءً لأن الحياة من لوازم الإيمان والشيء إذا ثبت، ثبت بلوازمه، فإثبات حياتهم ثانيا بهٰذا الضمير لا يكون إلّا إعادة بخلاف ما إذا اريد منه عيسىٰ عليه السلام فإنه حينئذ يكون إفادة قطعًا لأن مفاده وهو كون عيسىٰ عليه السلام حيًا فى وقت إيمانهم به لم يكن معلومًا من قبل، ومن المعلوم ان حمل الكلام البليغ سيما الكلام المعجز على الإفادة أولىٰ لا سيما الإفادة التى ازداد بها إعجاز القرآن لكونه الاعلى نزوله من السماء، لأن الموت لا تكون إلّا فى الأرض لقوله تعالىٰ: وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ (طه:۵۵) وذالک يستلزم نزوله من السماء يعنى كما ان الآية السابقة دلت علىٰ كونه مرفوعًا إلىٰ السماء كذالک هٰذه الآية دلت علىٰ كونه مرفوعًا إلىٰ السماء كذالک هٰذه الآية دلت علىٰ موته فى الأرض بعد نزوله وهو من المغيبات الخارجة عن طوق البشر الدالة علىٰ إعجاز القرآن بأبلغ وجه۔

والوجه الخامس: انه يلزم علىٰ تقدير إرجاع الضمير إلىٰ أهل الكتاب ان كل أحد منهم يؤمن بعيسىٰ عليه السلام قبل موتهم وهو خلاف الظاهر والتأويل بأن المراد انهم يؤمنون وقت معاينة العذاب قبيل الموت وإن لم يطلع عليه أحد من جلسائه لا طائل تحته لأنه لم تقم به حجة عليهم بل لهم ان يقولوا لو كان القرآن من كلام الله لم يتخلف لأنه يستلزم الكذب فى كلامه تعالى الله عن ذالک علوًّا كبيرًا بخلافٍ ما إذا اريد به عيسىٰ عليه السلام فإن الآية حينئذ تصير حجة لنا بعد ما كانت حجة علينا قال العلامة بدر الدين العينى فى شرحه للبخارى:

’’والحکمة فی نزول عسیی علیه السلام الرد علی الیهود فی زعمهم الباطل انهم قتلوه وصلبوه، فبیّن الله تعالٰی کذبهم۔‘‘ (عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج:۱۵ ص:۳۹)

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی اِعتراض کرے کہ تفسیر بیضاوی اور تفسیر مظہری میں ضمیر قبل موته سے اہلِ کتاب کا فقط مراد لینا صحیح قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں قرائۃ اُبیّ بن کعب جو قبل موتھم کے لفظ سے مروی ہے، قبل موته کے مخالف نہیں ہے۔ کتبِ اُصول میں لکھا ہے جہاں دو قرائتیں باہم مخالف نہ ہوں، دونوں پر عمل کرنا لازم ہے، جیسا کہ لفظ: ’’یطهرن‘‘ میں دو قرائتیں تخفیف اور تشدید کے ساتھ مروی ہیں، دونوں پر عمل کرکے علماء نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ تخفیف کی قرائۃ سے وہ عورت مراد لی جائے جس کا حیض بعد دس روز کے بند ہوا ہے، اس سے مجامعت کرنی شوہر کو اسی وقت دُرست ہے، عورت کا غسل کرنا شرط نہیں ہے، اور تشدید کی قرائۃ سے وہ عورت مراد لی گئی ہے جو قبل گزرنے دس روز کے حیض اس کا بند ہوگیا ہو تو ایسی عورت جب تک غسل نہ کرلے اس سے مجامعت کرنی شوہر کو دُرست نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی دونوں قرائتوں پر عمل ہوسکتا ہے یعنی قبل موته زندگی عیسیٰ علیہ السلام کی اور قبل موتھم سے اہلِ کتاب کا زندہ ہونا مراد لینا دُرست ہے۔ یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آخر زمانے میں نزول فرمائیں گے، جو اس وقت اہلِ کتاب بقیدِ حیات ہوں گے آپ کو زندہ دیکھ کر آپ پر اِیمان لائیں گے، جیسا کہ احادیثِ صحاح سے اس امر کا حق ہونا خود صاحبِ مظہری نے بڑی شدّ و مدّ سے بیان کیا ہے، پس اہلِ کتاب کا مراد لینا ضمیر ثانی سے بوجوہاتِ ذیل بالکل بے محل ہے:

وجہ اوّل:۔ یہ ہے کہ ضمیر ’’به‘‘ سے عیسیٰ علیہ السلام کا، اور ضمیر قبل موته سے اہلِ کتاب مراد لینے سے ضمیروں میں اِنتشار لازم آتا ہے، اور یہ امر اہلِ بلاغت کے نزدیک مذموم و قبیح ہے، پس کلامِ الٰہی میں ایسے اِحتمال کا جاری کرنا نہایت بے جا ہے۔

وجہ دوم:۔ یہ ہے کہ جب آیت کا سباق اور سیاق آپ کی زندگی و انتقال کے بیان میں ہے، پس موت کا ذِکر غیر کی طرف راجع کرنا خلافِ عقل و نقل ہے۔

وجہ سوم:۔ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مراد لینے سے دوسری دلیل واسطے رَدّ منکرینِ حیات کے قائم ہوتی ہے، یعنی جب تک کُل اہلِ کتاب ان پر اِیمان نہیں لائیں گے، وہ فوت نہ ہوں گے۔

وجہ چہارم یہ ہے کہ اِیمان لانے والے کا زندہ ہونا اَمرِ لازمی ہے، کیونکہ مرنے کے بعد تو کوئی شخص مکلف نہیں رہتا، پس زندہ ہونا اہلِ کتاب کا وقت اِیمان کے لفظ اِیمان اسے جو لیؤمنن میں مذکور ہے، ثابت ہوگیا قبل موته کی ضمیر سے دوبارہ ثابت کرنا بے فائدہ ہے، البتہ عیسیٰ علیہ السلام پر اِیمان لانے میں آپ کا زِندہ ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح آپ پر اِیمان لانا بعد ممات کے بھی ہوسکتا تھا، چونکہ یہ واقعہ وقتِ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام زمانۂ آئندہ میں بقیدِ حیات آپ کے ہونے والا تھا۔ خدا تعالیٰ نے بطور پیشین گوئی کے قرآن شریف میں بیان فرمادیا، اور وہ بلا اِرجاعِ ضمیرِ ثانی طرف عیسیٰ علیہ السلام نہیں بن سکتا، اسی واسطے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ ضمیرِ ثانی سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جیسا کہ گزر چکا بیان اس کا پہلے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام جو بموجب آیت پہلی کے آسمان پر زندہ ہیں، پس انتقال کرنا آپ کا جو اس آیت میں دوسری سے ثابت ہوتا ہے بعد نزول کے

ہوگا، کیونکہ مر کر دفن ہونا زمین میں بموجب فرمانے پروردگار کے وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ (طه:۵۵) بدون نزول کے ممکن نہیں۔ پس یہ دونوں آیتوں سے پورا واقعہ جو اَحادیثِ صحاح میں مذکور ہے، ثابت ہوا۔

وجہ پنجم یہ ہے کہ برتقدیر مراد لینے اہلِ کتاب کے یہ اِعتراض پڑتا ہے کہ اگر ہر اہلِ کتاب کا وقت مرنے کے اِیمان لانا عیسیٰ علیہ السلام پر پایا جاتا تو یہ امر نہایت شہرت پکڑتا، اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ہر اہلِ کتاب وقت مرنے کے خفیہ طور پر اِیمان لاتا ہے، کسی کو اس کے اِیمان کی خبر تک نہیں ہوتی، لاطائل اور خلافِ ظاہر ہے، اور برتقدیر مراد لینے عیسیٰ علیہ السلام کے یہ آیت واسطے رَدِّ منکرینِ حیات کے دلیلِ قاطع ہے، یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں اہلِ کتاب کو زِندہ معلوم ہوں گے، اس وقت ان کے سب شبہ رفع ہوجائیں گے، یقینی طور پر ان کو یہ امر ثابت ہوجائے گا کہ جو حال عیسیٰ علیہ السلام کا اہلِ اسلام بیان کرتے تھے، وہی ٹھیک نکلا، ہمارا کہنا سراسر جھوٹ تھا۔

فإن قلت: ان قوله تعالٰی: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" یدل علٰی ان الرفع کان بعد موته معارضًا لقوله تعالٰی: "وَمَاقَتَلُوْهُ" اھ۔

قلت: اولًا ان المعارضة لا تتصور فی کلام الشارع لأنها دلیل الجهل، کما صرح به صاحب التوضیح، لٰکنها توجد فی الأحکام بالنسبة إلینا لجهلنا بالتاریخ ویحمل ذالک فی الحقیقة علی النسخ کما بین فی الأصول وأما فی الأخبار کما فیما نحن فیه فلا یمکن ان یوجد فی کلام احد فضلًا عن کلام الشارع، لأن النَّسخ اللازم للمعارضة لا یتصور فی الأخبار أو تحقق المحکی عنه فی زمانه لا بد صدق الخبر ولا یمکن ارتفاعه بالنسخ ولو حملنا التعارض بمعنی التخالف، فنقول: لا تعارض لأن کون التوفی بمعنی الموت أو مساویا له لم یثبت بعدد دوز خرط القتاد بل هو مشترک بین إستیفاء الحق والقبض وهما من لوازمه العامة لأن کون الإستیفاء عاما ظاهر وکذا القبض لوجوده فی النوم ایضًا فی قوله تعالٰی: "اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْأَنفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْأُخْرٰی إِلٰی أَجَلٍ مُسَمًّی" (الزمر:۴۲) وفی قوله تعالٰی: "وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُم بِاللَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰی أَجَلٌ مُّسَمًّی" (الأنعام:۶۰) فإن التوفی استعمل فی الآیة الأولٰی للقبض الذی یعقبه الموت او المنام، وفی الثانیة للنوم خاصة فثبت کون التوفی عاما من الموت وذالک ما اردناه، ولأن آیة القتل مفسر فی إثبات الحیاة کما مرّ، آیة التوفی وإن کان مشترکًا لیکن قوله تعالٰی "وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" وقوله علیه السلام: "لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم" الحدیث، کما مرّ، یشعر إلٰی ان التوفی بمعنی القبض الذی لا یعقبه الموت، کما لا یخفی، وکون التوفی مخلًا للموت لا یجدی ایضًا لأن التوفی بسبب الإشتراک واحتمال کونه بعد نزوله مشکل والمشکل لا یعارض المفسر الذی هو آیة القتل لأن المفسر مقدم علی المشترک بمراتب کما مرّ فی المقدمة، والتعارض لا یکون إلّا فی الآیة المساویة فی الدرجة کما بین فی موضعه۔ فإن قلت: إحتمال کون التوفی فی آخر الزمان بعد الرفع یبطله تقدیم ذکره قبل الرفع۔ قلت: عطف الرفع علی التوفی بالواو لایدل علٰی کونه

مؤخرًا عنه فی الوجود ایضًا لأن الواو لیست للترتیب کما فی قوله تعالیٰ: ”وَأَوْحَیْنَا إِلَی إِبْرَاهِیمَ وَإِسْمٰعِیلَ وَإِسْحٰقَ وَیَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِیسَی وَأَیُّوبَ وَیُونُسَ وَهٰرُونَ وَسُلَیْمٰنَ“ (النساء:۱۶۳) الآیة، فإن سلیمان ذکر بعطف الواو بعد عیسیٰ فی مرتبة خامسة، ومن المعلوم ان سلیمان مقدم علیه بزمان کثیر ولهٰذا ذهب المفسرون إلیٰ ان فی بعض الفاظ القرآن تقدیم وتأخیر، منهم وعدوا الفظ التوفی والرفع المذکورین فی هٰذه الآیة من کما صرح السیوطی فی الإتقان حیث قال: واخرج عن قتادة فی قوله ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ قال: هٰذا من المقدم والمؤخر: إنی رافعک إلیَّ ومتوفیک انتهی۔ وبه یرتفع التدافع ولیحصل الموافقة بین الآیتین۔ ولو فرض التعارض بینهما فلیس السبیل إلّا الرجوع إلی الأحادیث کما بین فی الأصول، والأحادیث تنادی بأعلیٰ نداء ان عیسی بن مریم علیه السلام حیٌّ ینزل فی آخر الزمان إلی الأرض۔

ولنذکر نبذًا منها ما یشفی العلیل ویروی الغلیل روی البخاری عن ابی هریرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی بن مریم حَکَمًا عدلًا، یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، حتّٰی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها، ثم یقول ابوهریرة: واقرؤا إن شئتم: وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْکِتَابِ إِلاَّ لَیُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکُونُ عَلَیْهِمْ شَهِیْداً (النساء ۱۵۹) (بخاری ج:۱ ص:۴۹۰)۔

وعن ابی هریرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: کیف انتم إذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم، رواه البخاری (ج:۱ ص:۴۹۰)۔

قال الطیبی: ای یأمکم عیسیٰ حال کونه فی دینکم قیل یعکر علیه قوله فی حدیث مسلم فیقال له: صل لنا! فیقول: لا! إن بعضکم علیٰ بعض امراء، تکرمةً لهٰذه الامّة۔

قال ابن الجوزی: لو تقدم عیسیٰ علیه السلام إمامًا اوقع فی النفس إشکالًا ولقیل اتراه تقدم نائبًا او مبتد شرعًا فصلی مأموما لئلایتدنس وجه قوله صلی اللّٰه علیه وسلم: ”لا نبی بعدی“ وذکر فی کیفیة نزوله انه ینزل وعلیه ثوبان ممصران، رواه احمد عن ابی هریرة مرفوعًا۔ والممصر ما فیه صفرة خفیفةً۔

وفی کتاب الفتن لأبی نعیم (ص:۳۳۸ و ۳۴۴، طبع مکتبة الصفا): یهبط المسیح عیسی ابن مریم علیه السلام عند القنطرة البیضاء علیٰ باب دمشق الشرقی إلیٰ طرف الشجر تحمله غمامةً واضعًا یدیه علیٰ منکب ملَکین، علیه ربطتان ۔۔۔۔۔ إذا کب رأسه یقطر منه کالجمان، فیأتیه الیهود فیقولون: نحن اصحابک! فیقول: کذبتم۔ ثم تأتیه النصاریٰ فیقولون: نحن اصحابک، فیقول: کذبتم، بلیٰ اصحابی المهاجرون بقیة اصحاب الملحمة ۔۔۔۔۔ فیجد خلیفتهم یصلی بهم فیتأخر المسیح حیث یراه، فیقول: یا مسیح اللّٰه! صلّی لنا، فیقول: بل انت فصل لأصحابک فقد رضی اللّٰه عنک، فإنی بعثت وزیرًا ولم ابعث امیرًا۔ وعن کعب یحاصر الدجال

المؤمنين ببيت المقدس فيصيبهم جوع شديد حتّٰى يأكلوا اوتار قسيهم من الجوع فبيناهم كذالك إذا سمعوا صوتًا فى الغلس فيقولون: إن هٰذا لصوت رجل شبعان، قال: فينظرون فإذا بعيسى ابن مريم عليه السلام۔ قال: وتقام الصلٰوة فيرجع إمام المسلمين فيقول عيسٰى عليه السلام: تقدم فلك اقيمت الصلٰوة! فيصلى لهم ذالك الرجل تلك الصلٰوة ثم يكون عيسٰى الإمام بعد وليس فى ايامه إمام ولا قاض ولا مفت وقد قبض الله العلم وخلى الناس عنه فينزل وقد علم بأمر الله فى السماء ما يحتاج إليه من علم هٰذه الشريعة للحكم بين الناس والعمل به۔

وروى ابو نُعيم فى كتاب الفتن فى مدة إقامته وله عن ابى هريرة: يقيم بها اربعين سنةً روى احمد وابو داؤد بإسناد صحيح من طريق عبدالرحمٰن بن آدم عن ابى هريرة مرفوعًا مثله۔ وعن كعب: مكث اربعين سنة منها عشر حجج يبشر المؤمنين بدرجاتهم فى الجنة۔ وعن يزيد بن حبيب: يتزوج امرأة من الازد ليعلم الناس انه ليس بإلٰه۔ وقيل: يتزوج ويولد لهٗ ويمكث خمسا واربعين سنة ويدفن مع النبى صلى الله عليه وسلم فى قبره، وقيل يدفن فى الأرض المقدسة۔

ولما كان نزوله من السماء امرًا يقينًا عند اهل السُنَّة ادخلوه فى العقائد واجمعوا علٰى انه ينزل لا محالة، وفى العقائد النسفى وشرحه وما اخبر به النبى صلى الله عليه وسلم من اشراط الساعة أى من علاماتها من خروج الدجال ودابة الأرض ويأجوج ومأجوج ونزول عيسٰى عليه السلام من السماء وطلوع الشمس من مغربها فهو حق لأنها امور ممكنة اخبر بها الصادق صلى الله عليه وسلم۔

قال حذيفة بن أُسيد الغفارى: اطلع النبى صلى الله عليه وسلم ونحن نتذاكر فقال: ماتذكرون؟ قلنا: نذكر الساعة، قال: انها لن تقوم حتّٰى تروا اقبلها عشر آيات، فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسٰى عليه السلام ويأجوج ومأجوج وثلاثة خسوف، خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف بجزيرة العرب، وآخر ذالك نار تخرج من اليمن تطرد الناس إلٰى محشرهم (مشكوٰة ص: ۴۸۴، ۴۸۳، باب العلامات بين يدى الساعة وذكر الدجال)۔

والأحاديث الصحاح فى هٰذه كثيرة جدًّا وقد روى فى تفاصيلها وكيفيتها فليطلب من كتب التفسير والسير والتواريخ انتهٰى۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی اِعتراض کرے کہ آیت ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ (آل عمران:۵۵) دلالت کررہی ہے کہ اُٹھانا خداتعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف بعد توفی کے جو معنی موت کے ہے، پس ثابت ہوا اس آیت سے برخلاف آیت: ”وَمَاقَتَلُوْہُ“ (النساء:۱۵۷) مذکورہ بالا کے فوت ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیاتِ قرآنی میں اصلی مخالفت نہیں ہے، بلکہ ہماری سمجھ میں فرق ہونے سے مخالفت پیدا ہوتی ہے، خصوصاً جو آیات کسی امر کی خبر دے رہی ہیں، اُن میں

مخالفت کا ہونا ممکن نہیں، کیونکہ اس سے کلامِ الٰہی میں کذب لازم آتا ہے، اہلِ علم پر لازم ہے کہ ایسے مقام میں سوچ سمجھ کر وہ تأویل کریں جو کسی حکمِ قطعی کے برخلاف نہ ہو، اسی طرح اگر اس مقام میں بنظرِ غور خیال کیا جائے تو بالکل مخالفت کا نام تک باقی نہیں رہتا، کیونکہ بنا اس مخالفت کی اس امر پر ہے کہ معنی توفی کے ہر مقام میں موت کے ہیں، حالانکہ یہ امر غلط ہے، بلکہ معنی اس کے قبض اور استیفاءِ حق کے ہیں، جو بغیر موت پائے جاتے ہیں، جیسا کہ آیت:

''اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْأَنفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْأُخْرٰی إِلٰی أَجَلٍ مُسَمًّی'' (الزمر:۴۲)

ترجمہ:۔۔۔''اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو نزدیک موت ان کی کے، اور جو نہیں موئے قبض کرتا ہے ان کو بیچ نیند ان کی کے، پس بند رکھتا ہے جس کو کہ مقرّر کی ہے اُوپر اس کے موت، اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وقتِ مقرّر تک۔''

فائدہ:۔۔۔اس آیت میں توفی بمعنی قبض کے مستعمل ہے، خواہ وہ قبض موت کے واسطے ہو، یا نیند کے واسطے۔ اور دوسری آیت میں توفی صرف نیند کے بارے میں مستعمل ہے، قال اللہ تعالیٰ:

''وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰی أَجَلٌ مُّسَمًّی''

(الانعام:۶۰)

ترجمہ:۔۔۔''اور وہ جو قبض رکھتا ہے تم کو بیچ رات کے، اور جانتا ہے جو کماتے ہو بیچ دن کے، پھر اُٹھاتا ہے تم کو بیچ اس کے تو کہ پورا کیا جائے وقتِ معین۔''

فائدہ:۔۔۔ثابت ہوا ان دونوں آیتوں سے کہ توفی کے معنی موت کے نہیں ہیں، بلکہ قبض کے ہیں۔ پس اس بنا پر آیت ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ'' آہ کے معنی آیت ''وَمَاقَتَلُوْہُ'' کے بالکل موافق ہوگئے، یعنی میں تجھ کو اپنے قبضے میں کر کے اپنی طرف اُٹھالوں گا، اگر بالفرض ان دونوں آیتوں میں تعارضِ صوری قرار دیا جائے تو اس کے واسطے احادیث کی طرف رُجوع کرنا لازم آتا ہے، یعنی جس آیت کو حدیث تائید دے، اسی پر عمل کرنا لازم آتا ہے۔ سو اس اَمر پر اَحادیث پکار پکار کر بیان کر رہی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں آسمان سے نزول فرما کر اِنتقال فرماویں گے، اسی مقام پر چند احادیث بطورِ اختصار کے بیان کی جاتی ہیں۔

''روی البخاری عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: والذی نفسی بیدہ! لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی بن مریم حَکَمًا عدلًا یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتّٰی لا یقبلہ احد حتّٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا، ثم یقول ابو ھریرۃ واقرءُوا إن شئتم: وَإِنْ مِّنْ أَھْلِ الْکِتٰبِ إِلاَّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' (صحیح البخاری ج:۱ ص:۴۹۰)

یعنی اِمام بخاریؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قسم ہے اس ذات کی جو جان میری اس کے ہاتھ میں ہے! نزدیک ہے کہ نازل ہوں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم۔۔۔ علیہما السلام۔۔۔ منصف عدل کرنے والے، توڑ دیں گے صلیب نصاریٰ کی اور قتل کریں گے خنزیر کو، اور ان کے زمانے میں کافروں سے جزیہ لے کر ان کو اَمان دینے کا حکم نہیں رہے گا، بلکہ جو شخص ایمان قبول نہیں کرے گا، اس کو قتل کیا جائے گا، یعنی کوئی کافر ان کے زمانے میں رعیت بن کر زِندہ نہیں رہ سکے گا، اور مال اس وقت بہت ہوجائے گا، یہاں تک کہ کوئی قبول نہ کرے گا، ایک سجدہ اس وقت میں سب جہان سے بہتر ہوگا، پھر پڑھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی سند میں یہ آیت: ''وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ'' آہ۔ یعنی اگر تم کو اس مضمون میں شک ہے تو اس آیت سے اپنے شک کو رفع کرو، کیونکہ اس کا مضمون بھی اسی حدیث کے موافق ہے، اور حدیث میں وارِد ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے، نماز میں اِمام تمہارے میں سے ہوگا، یعنی عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوکر نماز اَدا کریں گے، تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ اپنی نئی شریعت جاری کریں گے، اور نزول آپ کا دمشق میں ہوگا، قومِ یہود آپ کے پاس آکر کہیں گے کہ: ہم آپ کے اصحاب ہیں! آپ فرمائیں گے کہ: تم جھوٹے ہو! اور اسی طرح نصاریٰ کو کہا جائے گا، فرماویں گے کہ: اصحاب میرے وہ ہیں جو مہاجرین ملحمہ سے باقی رہے ہیں۔ پس پائیں گے ان کے خلیفہ کو جوان کو نماز پڑھا رہا ہوگا، آپ کو دیکھ کر وہ پیچھے کو ہوجائے گا، آپ فرماویں گے: تو ہی نماز پڑھا، تحقیق خدا تعالیٰ تیرے سے راضی ہے، مجھ کو خدا تعالیٰ نے وزیر کرکے بھیجا ہے نہ امیر کرکے۔ اور ٹھہرنا آپ کا بعد نزول کے زمین پر بقیدِ حیات چالیس برس تک روایت کیا گیا ہے، اور نکاح کریں گے تاکہ معلوم ہو لوگوں کو کہ یہ خدا نہیں ہیں، اور اولاد بھی ہوگی، اور دفن کئے جائیں گے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں، یہ سب عینی شرح بخاری میں مذکور ہے۔ چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے یقینا ثابت ہے، اسی واسطے کتبِ عقائد میں درج کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے عقیدے میں اس اَمر کو یقینی خیال کرکے اِیمان لائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ عقائد نسفی جو بڑی معتبر کتاب عقائد کی ہے، لکھا ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان کی ہیں، دجال کا آنا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور طلوعِ آفتاب مغرب کی طرف سے سب حق ہے، کیونکہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ہم باتیں کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا باتیں کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ہم قیامت کے آنے کا ذِکر کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت ہرگز نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں نہیں ہولیں گی، پھر ذِکر کیا دجال اور دابۃ الارض اور طلوعِ آفتاب کا مغرب سے اور نزول فرمانا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور یاجوج ماجوج کا آنا اور تین خسوف، ایک مشرق میں اور دُوسرا مغرب اور تیسرا جزیرۂ عرب میں، اور نشانیوں کے بعد آگ نکلے گی یمن سے، ہانکے گی لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف۔ اس بیان میں احادیثِ صحیحہ کثرت سے ہیں۔ بڑی بڑی کتابوں میں یہ اُمور تفصیل وار بیان ہیں، پس جب بموجب تحقیق بالا حیات اور نزول آپ کا آیات اور اَحادیث اور اِجماع سے ثابت ہوا، منکر اِن اُمور کا بے شک کافر ہوگا۔

خاتمہ:۔۔غرض ہماری اس تحریر سے یہ نہیں کہ قادیانی مسئلہ مذکورہ سے منکر ہونے کے باعث ہی کافر ہے، بلکہ غرض ہماری تحقیق حق ہے کہ اگر قادیانی میں اور کوئی وجہ اِرتداد کی نہ ہوتی تو بھی اس مسئلے کے اِنکار سے اس پر کفر عائد ہوسکتا ہے، لیکن اس کا مرتد ہونا اور کئی وجوہ سے ثابت ہے، چند وجوہ بطورِ اختصار بیان کی جاتی ہیں۔

ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۷ (خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱) میں اس مرتد نے لکھا ہے کہ: ''تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔'' اور اِزالہ اوہام میں لکھا ہے کہ: ''مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس سال کی مدّت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں'' (اِزالہ ص:۳۰۴، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴، ۲۵۵)۔

یہ سب کفر ہے، خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بیان فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بلاباپ پیدا کیا، یہ مرتد ان کا باپ یوسف نجار بیان کرتا ہے، اور جو معجزے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بیان فرمائے ہیں، ان کو اِزالۃ الاوہام میں مرزا نے لکھا ہے کہ: وہ شعبدہ بازی کے قسم سے ہیں اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے (اِزالہ اوہام ص:۳۰۲، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴)۔ اس کلام کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، خدا تعالیٰ نے وہ معجزات برخلاف عادت واسطے اِیمان لانے لوگوں کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر کئے، ان کو یہ مرتد عملِ مسمریزم اور بے سود بتاتا ہے۔

اِزالۃ الاوہام میں لکھتا ہے کہ علماء نے سورۃ الزلزال کے معنی نہیں سمجھے (اِزالہ ص:۱۲۸، خزائن ج:۳ ص:۱۶۶)۔

توضیح مرام میں اس نے لکھا ہے: جبرئیل علیہ السلام کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں (ملخصاً ص:۶۸، ۷۰ خزائن ج:۳ ص:۸۶)۔

لکھتا ہے: انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں (اِزالۃ الاوہام ص:۶۲۸، ۶۲۹، خزائن ج:۳ ص:۴۳۹)۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی (اِزالۃ الاوہام ص:۶۸۸، خزائن ج:۳ ص:۴۷۱)۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِبنِ مریم اور دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی خبر نہیں دی (اِزالۃ الاوہام ص:۶۹۱، خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)۔

براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے (اِزالۃ الاوہام ص:۵۳۳، خزائن ج:۳ ص:۳۸۶)۔

قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں (اِزالہ اوہام ص:۷۲۸ تا ۷۵۳، خزائن ج:۳ ص:۴۹۰ تا ۵۰۶)۔

قرآن شریف میں ''إنّا أنزلناہ قریبًا من القادیان'' موجود ہے (اِزالہ اوہام ص:۷۶، ۷۷، خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)۔

مکہ، مدینہ، قادیان تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اِعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے (اِزالۃ الاوہام ص:۷۶، ۷۷، خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)۔

حضرت رسولِ اکرم خاتم النّبیین والمرسلین نہیں ہیں (اِزالۃ الاوہام ص:۴۲۲، خزائن ص:۳۲۱)۔

قیامت نہیں ہوگی، تقدیر کوئی چیز نہیں ہے (صفحہ دوم ٹائٹل پیج، اِزالۃ الاوہام)۔

آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا (ازالۃ الاوہام ص:۵۱۵،خزائن ج:۳ص:۳۷۶)۔

عذابِ قبر نہیں ہے (ازالۃ الاوہام ص:۴۱۵،خزائن ج:۳ص:۳۱۶)۔

تناسخ صحیح ہے (ست بچن ص:۸۴،خزائن ج:۳ص:۳۷۶)۔

ایسے ایسے اس کے کلمات بے شمار ہیں، جن کا کفر ہونا علمائے اسلام پر کیا، بلکہ عوام پر بھی ظاہر ہے۔

اور جو شخص اِعتراف کرے کہ قادیانی اہلِ قبلہ ہے، اس کو کافر کہنا دُرست نہیں۔ اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہو، اور ایک وجہ اسلام کی ہو، اس کو بھی کافر قرار دینا شرعاً منع ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک دُرست نہیں جب تک اس میں کوئی وجہ کفر کی یقینی موجود نہ ہو،(۱) مثلاً اگر کوئی رافضی نماز روزے کا پابند ہوکر اصل پیغمبری حضرت علیؓ کا حق گمان کرے تو اس کے کفر میں کس کو کلام ہے؟(۲)

اور سو وجہ کفر کے مسئلے کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسا کلمہ کہا کہ جس کے ایک کم سو معنی کفر کی طرف عائد ہوتے ہیں، اور بموجب ایک معنی کے وہ لفظ کفر کا نہیں ہے، تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلاتحقیق اس پر فتویٰ کفر کا جاری نہ کرے، جیسا کہ ایک شخص کو کسی نے نماز کے واسطے تاکیداً کہا، اس نے نماز سے اِنکار کیا، تو اِنکار اس کا نماز کو بُرا جان کر، یا نماز کے فرض ہونے کا منکر ہوکر، یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے، وغیرہ وغیرہ، جن کا مرجع کفر کی طرف ہے، تو بے شک وہ شخص کافر ہے،(۳) اگر غرض اس کی اس اِنکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز کو تیرے کہے سے نہیں ادا کروں گا، تو اس صورت میں یہ اِنکار کفر نہیں ہے۔(۴) ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلاتحقیق فتویٰ کفر کا نہ دے، اور جو اَمر یقیناً کفر کا کسی میں پایا جائے، جیسا کہ بتوں کو سجدہ کرنا، پیغمبروں کی اہانت کرنی، اس کے کافر ہونے میں کسی کو کلام نہیں، اگرچہ نماز روزے کا پابند ہو۔ مُلَّا علی قاریؒ نے ان دونوں امروں کو شرح فقہ اکبر میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، پہلے فتویٰ میں جو مولانا مولوی رشید احمدؒ کے جواب میں لکھا گیا ہے، اس میں مُلَّا علی قاریؒ کی عبارت درج ہے۔

ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس فرقے کو راہِ ہدایت پر لائے، ورنہ ان کے شر سے عوام اہلِ اسلام کو بچائے۔

وماتوفیقی إلّا باللہ، آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

***

(۱) وأن المراد بعدم تکفیر أحد من أهل القبلة عند أهل السُّنَّة أنه لا یکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیء من موجباته۔ (شرح فقه اکبر ص:۱۸۹، طبع مجتبائی)۔

(۲) ان الرافضی إن کان ممن یعتقد الألوهیة فی علیؓ، أو ان جبریل غلط فی الوحی ۔۔۔۔۔ فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة۔ (ردالمحتار ج:۳ص:۴۶، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۳) ومن ترک صلوٰة تهاونًا ای إستخفافًا لا تکاسلاً فقد کفر۔ (شرح فقه اکبر ص:۲۱۳)۔

(۴) والثانی، لا أصلی بأمرک ۔۔۔۔۔ فهذه الثلاثة لیست بکفر۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۲ص:۲۶۸، طبع بلوچستان بک ڈپو)۔

رجم الشیاطین براغلوطات البراهین

(عربی)

تحقیقاتِ دستگیریہ فی رَدِّ ہفوات براہینیہ

(اُردو)

از

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے لئے اِشتہار شائع کئے، پھر براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء میں چار حصے شائع کئے۔ صفر ۱۳۰۲ھ (دسمبر ۱۸۸۳ء) میں قصور کے عالم دین حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے براہین احمدیہ سہ حصص اور اِشتہار پڑھ کر اُردو میں ایک رسالہ ''تحقیقاتِ دستگیریہ فی رَدِّ ہفواتِ براہینیہ'' تحریر کیا، اوراس کی نقل مرزا قادیانی کو بھیج کر اس سے توبہ کا تقاضا کیا۔ مرزا قادیانی نے چپ سادھ لی تو مولانا قصوریؒ نے مولانا احمد بخش امرتسریؒ، مولانا نواب الدین امرتسریؒ، مولانا غلام محمدؒ اِمام شاہی مسجد لاہور، حافظ نور احمدؒ اِمام مسجد انارکلی لاہور، مولانا نور احمدؒ ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی سے اس رسالے پر تقریظات تحریر کرائیں۔ جس میں مرزا قادیانی کا مدعیٔ نبوّت، مدعیٔ اِلہام ایسے دعاوی کو مبرہن کیا گیا اوراس کے عقائد کو اِسلام اور اہلِ اسلام کے منافی قرار دیا گیا۔ علمائے کرام کے فتویٰ جات اور شرعی آراء آجانے کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کو پھر دعوتِ اسلام دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے بھی نظر اَنداز کردیا۔ تو مولانا نے شوال ۱۳۰۳ھ مطابق جولائی ۱۸۸۶ء میں تحقیقاتِ دستگیریہ کا عربی میں ترجمہ کیا اوراس کا نام ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' تجویز کیا۔ علمائے کرام کے فتوے، مرزا قادیانی کی کتاب براہین کے متعلقہ حصے، اِشتہار پر مشتمل دستاویزات تیار کرکے حرمین شریفین کے اَئمہ ومفتیان سے فتوے طلب کئے۔ ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۸ء) میں فتویٰ جات حرمین سے موصول ہوگئے، وہ فتاویٰ جات لے کر آپ امرتسر گئے، بعض رُؤسا اور اِسلامی درد رکھنے والے مؤثر حضرات کے ذریعے مرزا قادیانی سے رابطہ کیا کہ اب بھی وقت ہے کہ آپ توبہ کرکے مسلمان ہونے کا اِعلان کردیں۔ بعض رُؤسا نے پھر مرزا قادیانی کو مباحثہ ومناظرہ کے لئے بلایا، لیکن وہ اِنکاری رہا۔

ایک بار موسمِ گرما کی تعطیلات میں مرزا قادیانی نے لاہور آنے کا وعدہ کیا۔ مولانا غلام دستگیرؒ وعدے کے مطابق لاہور دس دِن قیام پذیر رہے، لیکن مرزا قادیانی نہ آیا۔

ابتدا میں جب مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مرزا قادیانی کے متعلق مثبت رائے رکھتے تھے، ان سے مباحثے کے لئے مولانا قصوریؒ نے طرح ڈالی، مولانا محمد حسینؒ نے بند کمرے میں گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر کی، لیکن مولانا غلام دستگیرؒ نے کہا کہ علماء کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے اِلہامات پر گفتگو ہوگی۔ مولانا بٹالویؒ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔

ایک بار مرزا قادیانی کو امرتسر کے ایک رئیس کے ذریعے مباحثے کے لئے طلب کیا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ میری باتیں

تصوّف کی ہیں، صوفیائے کرام شریکِ مجلس ہوں۔ مولانا نے قبول کرلیا کہ صوفیائے کرام کے خاندانی تین علماء کو بلالیں۔ لیکن مرزا قادیانی پھر طرح دے گیا۔

اس کارروائی کے درمیان صفر ۱۳۰۲ھ سے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ تک۔۔۔دسمبر ۱۸۸۳ء تا اپریل ۱۸۹۱ء۔۔۔ مرزا قادیانی کی متعدّد کتب ورسائل بھی سامنے آگئے۔ مرزا قادیانی کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے، اس کے سخت مخالف ہوگئے۔ خود حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مرزا قادیانی کی موافقت ترک کرکے اس کے سخت مخالف ہوگئے۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی کی تین کتابیں: توضیح المرام، فتح اسلام، اِزالہ اوہام شائع ہونے پر مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے تلافی مافات کی۔ اس کتاب میں مولانا قصوریؒ نے مولانا بٹالویؒ کی مرزا قادیانی کی تائید پر سخت تنقید بھی کی۔ کتاب مرتب ہونے، فتویٰ آجانے کے بعد مولانا قصوری، مرزا قادیانی کو توبہ کے لئے مباحثہ، مناظرہ، مباہلہ کے لئے بلاتے اور دعوتِ اسلام دیتے رہے۔ مایوس ہونے پر ۱۳۱۲ھ-۱۸۹۶ء میں کتاب شائع کردی۔

فقیر اللہ وسایا
۲۶/ اگست ۲۰۰۵ء

***

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلٰوۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہٗ وعلٰی آلہٖ وصحبہ الذین راعوا عھدہ، اما بعد!

فإن مرزا غلام احمد القادیانی الفنجابی من علماء غیر المقلدین ألَّف کتابًا باللّغة الھندیة فی إظھار حقیة الإسلام لفرق غیر الإسلامیة وسمّاہ بالبراھین الأحمدیة علٰی حقیقة کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمَّدیَّة وطبع حصصاله الأربع فی بلدۃ امرتسر وادعی فی الحصة الثالثة منه، ان إلھام الکامل من الأولیاء یکون مفیدًا له للقطع والیقین وعدم ادفًا لوحی بالرسالة بإتفاق السواد الأعظم من العلماء کما ان اصل عبارته الھندیة ھٰذہ:

’’علمائے اسلام وحی کوخواہ وحی رسالت ہو یا کسی دوسرے مؤمن پروحی اعلام نازل ہو، اِلہام سے تعبیر کرتے۔‘‘ (ص:۲۲۰)

’’جبکہ سواد اعظم علماء کا اِلہام کووحی کا مترادف قرار دینے میں متفق ہے۔‘‘ (ص:۲۲۱)

’’خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جس کا وجود افراد اُمت محمدیہ میں ثابت ہے۔‘‘ (ص:۲۳۴)

ثم أعلن فی الإشتھار المطبوع عشرین ألفًا انه ألَّف ھٰذا الکتاب بإلھام اللہ تعالٰی وبأمرہ لغرض إصلاح الدین وتجدیدہ، وأنه اظھر صدق الدین الإسلام بصدق إلھاماته والخوارق وکراماته والأخبار عن المغیبات والأسرار الدینیات والکشوف الصادقات والأدعیة المستجابات التی اشھد علیھا أکثر کفار الھند وغیرہ یتبع ادرجھا کتابه البراھین الأحمدیة وانه مجدد زمانه یقینًا وان لکمالاته شدۃ مشابھة بکمالات مسیح بن مریم، وانه ونموذج الخواص من الرسل والأنبیاء، وله فضیلة علٰی أکثر أکابر الأولیاء الماضین ببرکة متابعة سید المرسلین صلی اللہ علیه وسلم، واتباع اثارہ موجب للنجاۃ والسعادۃ والبرکة ومخالفته سبب البعد والحرمان یعنی من رحمة الرحمٰن، ودلائل ھٰذہ الدعاوی تظھر بتلاوۃ کتابه البراھین الذی طبع خمس وثلاثون جزءًا منه یعنی الحصص الأربعة التی ادنٰی قیمتھا خمس وعشرون روبیة، ثم قال وان احد من الناس لا یحضر عندنا لحل عقدہ بصدق طلبه وقلبه بعد ھٰذا الإشتھار فأتممنا الحجة علیه وھو عند اللہ مسئول منه۔ ھٰذہ ترجمة عبارات ذلک الإشتھار وکتب فی آخرہ: المشتھر: خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، ضلع گورداسپور، ملک پنجاب، مطبوعه: ریاض ھند پریس، امرتسر، پنجاب، انتھی۔

فسببه ھٰذا الترغیب اشتری کتابه کثیر من الناس وشاع واشتھر فی اکناف الفنجاب والھند شیوعًا

كثيرًا، وهو ادعى فى ذلک الكتاب انه يلهم عليه آيات القرآن كثيرة ومتواترة من الله تعالٰى والعبارات العربية ايضًا كما صرح به فى ص:۴۸۵ وصرح بأن اكثر آيات فضائل الأنبياء أنزل عليه يخاطبه الله تعالٰى بها وهو المراد منها، وغالب الملهمات بل جميع ما يوحى إليه غاية نعته التى تترشح منها وصوله إلٰى درجة الأنبياء والمرسلين بل يفهم ويلزم ترقيه فى بعض ما انزل إليه من النَّبِيِّين فنعوذ منه بربّ العالمين كما سنذكر نبذًا من القسمين هٰهنا هدية للناظرين وتردهما ابتغاء لمرضات مٰلک يوم الدين وارضاءً لجناب سيّد المرسلين صلوات الله عليه وعليهم اجمعين۔

أما نموذج القسم الأوّل من الإلهامات التى يزعمها مؤَلِّف البراهين إلهامات كاملة ومثل وحى الرسالة فهٰذه:

۱- يا احمد بارک الله فيک۔

۲- ما رميت إذ رميت ولٰكن الله رمٰى۔

۳- لتنذر قوما ما انذر آباؤُهم۔

۴- ولتستبين سبيل المجرمين۔

۵- قل إنِّى اُمِرت وانا اوّل المؤْمنين۔

۶- قل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا۔

۷- قل إن افتريته فعلىَّ إجرامى۔ (۲۳۹، خزائن ج:۱ ص:۲۶۵)

۸- وما انت بنعمة ربک بمجنون۔

۹- قل إن كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله۔

۱۰- إنا كفيناک المستهزئين۔

۱۱- وقل اعملوا علٰى مكانتكم إنِّى عامل فسوف تعلمون۔

۱۲- يريدون أن يطفؤُا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون۔

۱۳- إذا جاء نصر الله والفتح۔

۱۴- هٰذا تأْويل رؤْياى من قبل قد جعلها ربِّى حقًّا۔ (ص:۲۴۰، خزائن ج:۱ ص:۲۶۶)

۱۵- قل الله ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون۔

۱۶- ولن ترضىٰ عنک اليهود ولا النصارىٰ۔

۱۷- وقل رب ادخلنى مدخل صدق۔

۱۸- إنَّا فتحنا لک فتحًا مبينًا۔

۱۹-ووجدک ضالّاً فھدیٰ۔ (ص:۲۴۱)

۲۰-قلنا یانار کونی بردًا وسلامًا علٰی إبراھیم۔

۲۱-یأیھا المدثر قم فأنذر فربک فکبر۔

۲۲-وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر۔ (ص:۳۴۲)

ثم قال فی صفحۃ: ۴۸۶ نزل علیَّ ھٰذہ الإلھامات:

۲۳-بورکت یا احمد وکان مابارک اللہ فیک حقا فیک۔

وفی ص: ۴۸۹:

۲۴-انت مِنّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ وقال فی ترجمتہ: ان اللہ تعالٰی قال لہ ھٰذا وقال المولوی فیض الحسن السھارنفوری احد مشاھیر علماء الھند ان مؤَلِّف البراھین ادعی ان منکرہ منکر التوحید انتھی۔

وفی ص: ۴۹۱:

۲۵-إذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔ وقال فی ترجمتہ: خاطبنی اللہ تعالٰی بأنہ إذا یجییء المدد وفتح اللہ تعالٰی ویتم کلام ربک یخاطب الکفار بھٰذا الخطاب ای ھٰذا الذی کنتم بہ تستعجلون انتھیٰ بترجمۃ کلامہ۔

وفی ص: ۴۹۳ ادعی انہ الھم إلیہ:

۲۶-دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین أو أدنیٰ۔

وفی ص: ۴۹۶ صرح بأنہ خوطب ھٰذہ الفقرات:

۲۷-یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ، یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ، یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ، نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔

وقال فی ترجمتھا: ان المراد من آدم ومریم واحمد نفسہ، ومن الزوج: رفقائہ، ومن الجنۃ: وسائل النجاۃ، انتھی۔

ثم قال فی ص: ۵۰۳ انہ الھم إلیہ:

۲۸-إنک علٰی صراط مستقیم۔

۲۹-فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاھلین۔

وقال فی ص: ۵۰۴:

۳۰-تاللہ لقد ارسلنا إلٰی أمم من قبلک فزیّن لھم الشیطان۔

وقال فی ترجمته: ان المراد من کاف الخطاب نفسه، والمراد من المرسلین: اولیاء الأمة، انتھی۔

وفی ھٰذہ الصفحۃ ادعی انه الھم إلیه:

۳۱-سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلًا۔

وفی صفحۃ: ۵۰۶ صرح بأنه الھم إلیه:

۳۲-وإذا سألک عبادی عنّی فإنّی قریب الآیة۔

۳۳-وما ارسلناک إلّا رحمة للعالمین۔

وفی ص: ۵۱۰:

۳۴-لعلّک باخع نفسک ألّا یکونوا مؤمنین۔

۳۵-ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا إنهم مغرقون۔

۳۶-یا إبراھیم اعرض عن ھٰذا، إنه عبد غیر صالح۔

۳۷-إنما انت مذکر۔

۳۸-وما انت علیهم بمسیطر۔

وادعی فی ترجمة ھٰذہ الملھمات ان المخاطب لھٰذہ الآیات نفسه، انتھی۔

وفی ص: ۵۱۷ ادعی انه الھم إلیه:

۳۹-یا احمد فاضت الرحمة علیٰ شفتیک۔

۴۰-إنا أعطیناک الکوثر۔

۴۱-فصل لربک وانحر۔

۴۲-وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک ورفعنا لک ذکرک۔

وصرح بأن ھٰذہ الآیات انزلت علیه مثل السابقات۔

ثم قال فی ص: ۵۵۶ انه ألھم إلیه:

۴۳-یا عیسیٰ إنّی متوفیک ورافعک إلیّ وجاعل الذین اتّبعوک فوق الذین کفروا إلیٰ یوم القیامة۔

وادعی بعد ترجمة ھٰذہ الآیة انه ھو المراد من لفظ عیسیٰ ایضًا۔

وایضًا فی ص: ۵۵۶:

۴۴-قل عندی شھادة من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔

وادعی فی ترجمة ھٰذہ الإلھام ان المراد من الشھادة من اللّٰہ ھی التأییدات الإلٰھیة والإطلاع علی

المعارف والحقائق الإلٰهية والأسرار الغيبية والاعلام على الوقائع الآتية قبل وقوعها وإجابة الأدعية والإلهام فى الألسنة المختلفة له فإن كل هٰذه شهادة الله فى حقه فتجب على المؤمنين قبوله وتصديقه انتهٰى بترجمة كلامه۔

وفى ص: ۵۶۱ و ۵۶۲:

۴۵- قل جاءكم نور من الله فلا تكفروا إن كنتم مؤمنين۔

وعنى ان ملهماته نور من الله ففى انكارها زوال الإيمان انتهٰى۔

وايضًا فى هٰذين الصفحتين:

۴۶- ففهّمناها سليمان۔

۴۷- فاتخذوا من مقام إبراهيم مصلّٰى۔

وعنى من سليمان وإبراهيم فى هٰذين الآيتين نفسه كما صرح بأن الله تعالٰى امر الناس باتباع اثر قدم إبراهيم يعنى مؤلف البراهين لأن الطريقة المحمدية فى هٰذه الايام اشتبه علٰى اكثر الناس وبعضهم يتبعون محض الظاهر مثل اليهود وبعضهم وصلوا إلٰى عبادة المخلوق مثل المشركين فعليهم ان يعلموا الطريقة الحقة منه (اى من مؤلّف البراهين) ويتخذوه سبيلًا، هٰذه ترجمة كلامه۔

وآخر كتابه وملخص مرامه فظهر من هٰذه سبع واربعين الآيات القرآنية والفقرات العربية التى ادعى صاحب البراهين انها الهمت عليه واوحيت إليه ان هٰذا المدعى اثبت لوازم الرسالة وخواص النبوة لنفسه لأنه ايقن اولًا بخلاف اهل السُنَّة ان إلهام الأولياء ووحى الرسالة مترادفان، والإلهام يكون قطعيًا واتقن ثانيًا بأن المضامين التى تجب تبليغها انزلت عليه، وهو مأمورٌ بالإنذار والإبشار للناس، بأن من كان يحب الله فيتبعه يحببه الله، وإن قبول ملهماته فرض عليهم، وإنكارها منهى عنه، فمن آمن به فهو مؤمنٌ، ومن أنكره فهو من الكافرين، كما هو مفاد الإلهام الأربع والأربعين والخامس والأربعين اعنى:

”قل عندى شهادة من الله فهل انتم مؤمنون“

”وقل جاءكم نور من الله فلا تكفروا إن كنتم مؤمنين“

وما معنى الرسالة والنبوة إلّا الإتصاف بهٰذه الفضيلة العظيمة وما مفاد الشركة بالأنبياء فى خصائصهم إلا التشرف بهٰذه المزية الكريمة علٰى انه اراد نفسه من الخطابات التى خاطب لها الله سبحانه فى القرآن المبين بأنبيائه من سيد المرسلين وسائر النبيين صلوات الله عليهم اجمعين فليس هٰذا إلّا الإلحاد فى آيات الله بداهةً والتحريف المعنوى لكلام الله صراحةً۔

فان قلت انه يعد نفسه من تابعى الرسول الكريم عليه الصلٰوة والتسليم ويثبت هٰذه الفضائل لنفسه

ببر كةتلك المتابعة بالظلية كما صرح به فى الإشتهار المذ كور نقله فيما سبق۔

وايضًا اقر فى عدة مواضع من كتابه انه مورد حديث: ''علماء امتى كأنبياء بنى إسرائيل'' فكيف يظن فى حقه انه يثبت الرسالة والنبوة لنفسه، الاترىٰ انه يدعى بفضيلته على الأولياء، وما قال قط أنه من الأنبياء۔

قلت: من المعلوم ان صاحب البراهين الّف كتابه فى مقابلة النصارىٰ واليهود وغيرهما من عبدة الأصنام ليظهر عليهم صداقة الدين الإسلام، فما ذكر فيه من انه منعوت بنعوت الأنبياء فى آيات القرآن وموصوف بخصائص الرسل علٰى لسان الفرقان وينزل عليه الآيات لا فائدة فى هٰذه الحكايات، لأن من لم يؤمن بالقرآن فكيف يصدق هٰذا البيان، ويعده من عظيم الشان، فعلم ان غرضه الأصلى من هٰذا اظهاره على المسلمين بأنه افضل الأولياء ونموذج الأنبياء، وان قاديانه مهبط الوحى كبيت العتيق، والله تعالٰى امر الناس بأن يقصدوه من كل فج عميق ومن لم يحضره بعد هٰذا الإشتهار المبين فيسئله يوم القيامة اسرع الحاسبين كما مر نقله۔

وامثال هٰذه الدعاوى ما صدرت من اكابر الصحابة سيما الخلفاء الراشدين واهل البيت والتابعين الذين هم افضل الاُمّة باليقين فهل هٰذا إلّا إثبات مساواة صاحب البراهين بالأنبياء والمرسلين، وإن لم يقل بلسانه انه من المرسلين خوفًا من بلوى المسلمين لٰكن ينزل عليه: فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلين، لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين، قل إنّى امرت وانا اوّل المؤمنين، قل جاءكم نور من الله فلا تكفروا إن كنتم مؤمنين۔

ومع هٰذا قد صرح فى ذلك الإشتهار نموذج الأنبياء والرسل كما نقل سابقًا من اشتهاره، والظاهر ان نموذج الشیء يكون عين ذلك الشیء، لأنه معرب نمونه ويقال فى الفارسية: ''مشتى نمونه خروار'' يعنى ان قليلًا من البرّ مثلًا نموذج الكُرّ، فثبت من هٰذه الدعوىٰ كون صاحب البراهين من الرسل والأنبياء بإقراره فى اشتهاره فليس هٰذا إلّا المثلية لا الظلية۔

وايضًا قال ص: ۵۰ من براهينه انه الهم إليه هٰذه الفقرة جرى الله فى حلل الأنبياء وفسرها بأن منصب الإرشاد والهداية وكون مورد وحى الإلٰهية يكون فى الأصل حلة الأنبياء ويحصل لغيرهم بالطريق المستعار انتهى۔

فتحقق بتصريحه ان ورود الوحى من الله تعالٰى من خواصّ الأنبياء فلما اثبت هٰذه الخاصة لنفسه فقد اثبت النبوة لها بوصفه۔ واما قوله: وهٰذه الحلة يستعار لغيرهم فباطل لأن منصب ورود وحى الرسالة لا يحصل لغير الرسل والأنبياء، وإلهام الأولياء لا يكون ترادفًا بوحى الرسالة فإنه يكون محفوظًا بحفاظة الملائكة بحيث

يحصل منه الإطلاع الذى لا يجرى فيه الإلتباس و الإشتباه قطعًا، ولا يكون فيه إحتمال الخطأ اصلًا، فمن ثم يجب على المكلفين قبوله والإيمان به، ومن انكره فقد كفر، بخلاف إلهام الأولياء، فإنه وإن كان يحصل منه العلم ببعض حقائق الذات والصفات او الوقائع الكونية ولٰكن لا يرتفع منه الإلتباس والإشتباه بجميع الوجوه فيبقى إحتمال الخطأ فيه۔

ولهٰذا لا يتحقق التكليف العام عليه كما صرح به فى تفسير فتح العزيز وغيره تحت قوله تعالٰى: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَداً۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَداً (الجن ۲۶، ۲۷) علٰى ماهو إعتقاد اهل السُنَّة والجماعة۔

ومنشاء غلط صاحب البراهين وغيره من غير المقلدين فى جعل الإلهام حجة قطعيّة مثل الرسالة والوحى قصة إلهام خضر مع موسٰى وواقعة إلهام أمّ موسٰى علٰى نبينا وعليهم السلام، بإبقائه فى اليم كما هو منصوص القرآن الكريم۔

وقوله: ”إن خضر لم يكن نبينا كما فى ص: ۵۴۸ من كتابه السقيم“ جهل عظيم لتصريح علماء العقائد وغيرهم بأن خضر كان نبيًّا عند الجمهور من العلماء الربانيّين، والقرآن ينطق باختلاف حال ومآل، وحى موسٰى وإلهام أمّه فإن أمّ موسٰى مع كونها الملهمة من الله تعالٰى بسلامة ولدها ورده إليها كما قال عز من قائل: فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (القصص۷) لم تكن مطمئنّة علٰى ذلك الإلهام، وإلّا لما كانت حالتها مثل الحالة المنصوصة فى كلام الملك العلّام كما قال تعالٰى: وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَارِغاً إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (القصص ۱۰) وإن سيّدنا موسٰى كان مطمئنًّا وموقنًا بوحيه تعالٰى: لَا تَخَافُ دَرَكاً وَلَا تَخْشَى (طٰه۷۷) فمن ثم لما تحير اصحاب موسٰى وقالوا وقت رؤية قوم فرعون كما اخبر عنهم الله تعالٰى: إِنَّا لَمُدْرَكُونَ (الشعراء ۶۱) قال فى جوابهم ما حكا الله سبحانه عنه: إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ (الشعراء۶۲) فاتضح الفرق بينهما باليقين بشهادة القرآن المبين فالقول بترادفهما باطل عند المسلمين۔

واما حديث: ”علماء أمّتى كأنبياء بنى إسرائيل“ لا اصل له كما قاله الدميرى والزركشى والعسقلانى كذافى المصنوع فى احاديث الموضوع لمولانا القارى عليه رحمة البارى۔

ودعوى صاحب البراهين بإتباع سيّد المرسلين صلوات الله عليه وإخوانه وعترته اجمعين مع انه بمحض اللسان وما صدر من الجنان كما يشهد عيله كتابه وسيجىء فى معرض البيان لا ينافى النبوة والرسالة، لأنه قال فى ص: ۹۹ من كتابه: ان المسيح كان تابعًا وخادمًا لدين نبى كامل وعظيم الشان يعنى موسٰى، وكان

انجیله فرع التوراة انتهی ترجمًا فکمازعم صاحب البراهین ان المسیح مع متابعة موسیٰ علیٰ نبینا و علیهما السلام کان نبیًّا فکذلک یعد نفسه موصوفًا بخصائص الرسالة و النبوة مع ادعاء الإتباع۔

وایضًا: الأنبیاء وإن کانوا یتفاضلون فیما بینهم لقوله تعالیٰ: تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ الآیة (البقرة:۲۵۳)، لٰکن یستوون فی الإیمان بهم کما قال تعالیٰ: لا نفرق بین احد من رسله الآیة فبالجملة ادعاء مساوات صاحب البراهین بالنَّبِیّین یعلم بالیقین لمن تدبر و تعمق فی ملهماته المندرجة فی البراهین۔

الاتریٰ أنه ادعی فی ص: ۵۱۱ بنزول آیة: قل إنما انا بشر مثلکم یوحیٰ إلیَّ انما إلٰهکم إلٰه واحد، فی حقه۔ وقال فی ص: ۲۴۲ انه الهم إلیه: واتل علیهم ما اوحی إلیک من ربک، انتهی، فهٰذا صریح مقابلة صاحب البراهین بأفضل النَّبِیّین صلوات الله وسلامه علیه و علیهم اجمعین۔

فالحاصل ان مؤَلِّف البراهین وإن کان لا یدعی بلسانه انه نبی و رسول خوفًا من بلوی المؤمنین لٰکنه ماترک خاصة من خواص الرسل و النَّبِیّین إلّا و قد اثبتها لنفسه بالیقین فمثله کمثل احمد خان نیجری العلی گڑهی فإنه بدل شعائر الإسلام تبدیلًا و احل کبائر الدین تحلیلًا کما یشهد علیه تفسیره الهندیة للقرآن واخباره التهذیب للإنسان و الفقیر الراقم لهٰذا التسطیر ردّ هفواته بعون الملک النصیر فی رسالة مستقلة مسماة "بالجواهر المضیة فی ردّ عقائد النیجریة" فالحمد الله القدیر فالنیجری مع ذالک التنسخ لأحکام الشرع المعتبر والخلاف مع جمیع العلماء المتقین یزعم انه من خواص الأولیاء و الصالحین۔ ومن اجلة مؤیدی الدین فکذلک حال صاحب البراهین عند العلماء الراسخین کما قال فی حقه المولوی فیض الحسن سهارنفوری فی اخباره شفاء الصدور فانه ای صاحب البراهین کمثله ای مثل احمد خان النیجری یعنی فی اختلال الدین الإسلام و تضلیل الخواص و العوام۔

واما ادعائه بأنه اعطی علمًا بفضیلته علیٰ اکابر الأولیاء فهٰذا ایضًا مثل دعوی النموذجیة بالأنبیاء باطل، لأن فضیلة الصحابة و التابعین علیٰ سائر الأمّة المرحومة ثابتة بالقرآن المبین و الأحادیث الصحیحة عند المحدثین کما حقق فی موضعه۔ وباقی حال فضیلة هٰذا المدعی سنبیّنه فیما بعد باعلام الحق المبین هٰذا۔

ومن عجائب ملهمات صاحب البراهین ما ذکرها فی ص:۴۹۷ من انه الهم إلیه: إنَّا انزلناه قریبًا من القادیان، و بالحق انزلناه و بالحق نزل، صدق الله و رسوله و کان امر الله مفعولًا و فسرها بما ترجمتها هٰذه قال تعالیٰ: إنَّا انزلنا هٰذه الخوارق والأمور المعجبة والإلهام المملو من المعارف والحقائق قریبًا من القادیان، و بالضرورة الحقة انزلناه و بالضرورة الحقة نزل، وما اخبره الله و رسوله ظهر صدقه فی وقته و ما شاء الله فهو کائن لا محالة، فهٰذه الفقرة الأخیرة (أی صدق الله و رسوله إلخ) تشیر إلی النبی صلی الله علیه وسلم اشار (بظهور نفسی

فی الحدیث المذکور فی الصدر) ای فی الصفحة السابقة، والحدیث: ”لو کان الإیمان معلقًا بالثریا لناله“ واللہ تعالٰی اشار إلیّ فی الآیة التی ادرجتها فی الحصة الثالثة، وتلک الإشارة فی ھٰذہ الآیة ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله فھٰذہ الآیة اخبار بالغیب فی حق المسیح بحسب الجسمانیة والسیاسة الملکیة فالغلبة الکاملة الموعودة للدین الإسلام تظھر بوسیلة المسیح فإذا جاء المسیح علیه السلام مرة ثانیة فینشر الدین الإسلام فی جمیع الآفاق والأقطار ولٰکنی اظھرت بأنی فی غربتی وانکساری وتوکلی وإیثاری وآیاتی وانواری نموذج المسیح فی حیاته الأولٰی وفطرتی وفطرة المسیح متشابھتان تشابھًا تامًّا کأننا نصفان من جوھر واحد او ثمرتان من شرجة والإتحاد بیننا بحد لا تکاد تمتاز فی النظر الکشفی والمشابھة الظاھریة بیننا ثابتة۔

ایضًا بأن المسیح تابع وخادم لدین نبیّ کامل عظیم الشان یعنی موسٰی وإنجیله فرع لتوراته وھٰذا العاجز ایضًا من احقر خادمی سید الرسل وافضل الأنبیاء فإن کان اسمه حامدًا فھو احمد، وإن کان محمودًا فھو محمد صلی اللہ علیه وسلم فلثبوت المشابھة التامّة لی بالمسیح اشرکنی اللہ تعالٰی فی الأخبار بالغیب عن المسیح من ابتداء الأمر یعنی ان المسیح مصداق الآیة بحسب الظاھر وبالطور الجسمانی، وھٰذا العاجز مورد تلک الآیة ومحلھا علٰی طبق المعقول والروحانی فغلبة الدین الإسلام بإقامته الحجج القاطعة والبراھین الساطعة مقدرة بوسیلتی سواء کانت فی حیاتی او بعد مماتی، انتھی ص: ۴۹۸ و ۴۹۹۔

یقول العبد الضعیف ان الانزال والتنزیل فی إصطلاح القرآن مستعمل فی الکتب السماویة والمنزلة من اللہ تعالٰی إلٰی رسله کما قال تعالٰی فی إبتداء سورة البقرة: وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَیْکَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِکَ الآیة، وایضًا فی إبتداء سورة آل عمران: نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ، بأن اللہ تعالٰی قال فی حقھا انزلناہ قریبًا من القادیان فوصفھا بالآیات القرآنیة التی انزلت فی وصف القرآن الکریم اعنی وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ (بنی إسرائیل: ۱۰۵) تصریح بأن ملھماته مثل الفرقان العظیم، ثم فی ترجمة لفظ الحق الواقع فی الموضعین بالضرورة الحقة تنصیص بأن اللہ تعالٰی وجب علیه انزال ھٰذہ الملھمات وھٰذا مخالف لعقیدة اھل السُنَّة لتصریحھم بأن اللہ سبحانه لا یجب علیه شیء کما فی شرح الفقه الأکبر وشرح العقائد للنسفی وغیرھما۔

وایضًا فی ھٰذا الکلام اشارة إلی ان الدین فقد عن اکناف العالم واطراف الدنیا عربًا عجمًا فلھٰذا اختار اللہ تعالٰی المقام القادیان لإنزال الملھمات کما صرح به فی آخر الحصة الرابعة من کتابه: بأن الدین اشتبه علی الأکثر والبعض صاروا کالیھود والبعض کالمشرکین فأرشد اللہ الناس بھٰذا الإرشاد فاتخذوا من مقام إبراھیم مصلّٰی کما مر علی الصدر ص: ۵۶۱ و ۵۶۲ مع تصریح صاحب البراھین بأن المراد من إبراھیم نفسه والناس

مأمورون بإتباعه، فلا خفاء فی أنه عين قرية قاديان مثل أمّ القرىٰ فی نزول الوحی كما قال تعالٰی: وَكَذٰلِکَ أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ قُرْآناً عَرَبِيّاً لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا الآية (الشوریٰ:۷)۔

والحال انه لا حاجة إلٰی نزول شیء بعد تنزيل القرآن المجيد للمؤمنين فإنه هدًى للمتقين والشرع المهدی كاف للأمّة المرحومة إلٰی يوم الدين۔

فأقول بأن الله عز وجل انزل الملهمات والمعارف على القاديان للضرورة الحقة إفتراء علٰی رَبّ العالمين۔

ومن الأدلة الدالة عليه انه صرح فی ترجمة هٰذا الكلام بإرجاع ضمير انزلناه المذكر إلی المرجع المؤنث ای الخوارق والأمور المعجبة بتأويل الجماعة، ولا شک ان ضمير الواحد المذكور لا يرجع إلی الجمع، فالكلام الصحيح علٰی هٰذا التفسير انا أنزلناها فإسناد هٰذا الكلام الغلط والإلهام المخبط إلی الله سبحانه كذب باليقين ثم انزل آيات القرآن المنزل على النبی صلی الله عليه وسلم مما لا طائل تحته وهو تحصيل الحاصل۔

فإن قيل قال الله تعالٰی: لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَاباً فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (الأنبياء) وأيضًا: وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنٰتٍ الآية (النور:۳۴) فثبت ان القرآن انزل إلی المسلمين فلم لا يجوز ان ينزل الخوارق وغيرها بتوسل آيات القرآن وغيره علٰی صاحب البراهين۔

قلت: القرآن العظيم ما نزل إلّا على الرسول الكريم -صلی الله عليه وسلم- لٰكن لما كان مشتملًا على الأحكام التی امر بتبليغها النبی صلی الله عليه وسلم إلی المؤمنين بل إلٰی كافة الناس وغيرها اجمعين صح ان يقال مجازًا انه انزل إليهم وهو كما قال تعالٰی: وَأَنزَلْنَا إِلَيْکَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل ۴۴) علٰی ان اسناد نزول القرآن المبين إلی المؤمنين وقت نزوله إلی سيّد المرسلين صلی الله عليه وعلٰی إخوانه وعترته اجمعين مع القطع بأنه صلی الله عليه وسلم خاتم النبيين وكتابهٗ ودينهٗ ناسخ الكتب والأديان إلٰی يوم الدين لا يستلزم ان يكون صاحب البراهين منزلًا مستقلًا فی هٰذا الحين ويقال له إنّا انزلناه قريبًا من القاديان فما هٰذا إلّا بهتان وهذيان۔

واما ادعاء صاحب البراهين بأن الله تعالٰی اخبر بوجوده فی القرآن وكذا النبی صلی الله عليه وسلم فی الحديث صحيح العنوان فباطل قطعًا، لأن المشار إليه من ذلک الحديث المذكور فيما سبق الإمام الأعظم والهمام الأقدم رضی الله عنه كما صرح به غير واحد من المحدثين والفقهاء بالإتفاق وبينت طرفًا منه فی رسالتی "توضيح الدلائل وعمدة البيان فی اعلان مناقب النعمان" ردًّا علٰی اهل الطغيان من غير المقلدين فی هٰذا الزمان وكذا آية: هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَه الآية (الفتح:۲۸) ليست فی حق المسيح وصاحب البراهين بل هی

فی شان إمام الأنبياء وسيّد المرسلين باليقين باتفاق جميع المفسرين بل بشهادة القرآن المبين الايدى آخر هٰذه الآية قول الله سبحانه: وَكَفَى بِاللهِ شَهِيداً. مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (الفتح ۲۸، ۲۹)۔

وقد قال محى السُنَّة فى تفسيره تحت هٰذه الآية يعنى قوله تعالىٰ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (الفتح: ۲۹) تم الكلام هٰهنا، قال ابن عباس: شهد له بالرسالة ثم قال مبتديًا: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ انتهى۔ فالقول بأن هٰذه الآية فى حق غير النبى صلى الله عليه وسلم مخالف للقرآن ومنافى لبيان جميع مفسرى الفرقان، ليت شعرى ما اجهل هٰذا القائل فى ادعائه بأن هٰذه الآية اخبار عن الغيب فى حق المسيح ظاهرًا او فى حقه معنى ومايشعر بأن هٰذا الخبر بصيغة الماضى فكيف يراد به الإستقبال فنعوذ بالله من هٰذه التحريفات فى الآيات البينات۔

ولما اراد نفسه من لفظ رسوله الواقع فى هٰذه الآية وصرح بشركتهٖ مع المسيح فى انواره وآياته وغير ذلک من ابتداء الأمر ثبت أنه يدعى برسالته ومايبالى من إطلاق كلمة رسول الله علىٰ نفسه ولو مع غيره فهٰذا صريح ضيره۔

واما تصريحه بأن الغلبة الموعودة (اى فى هٰذه الآية) تظهر بوسيلة المسيح فعلى القول القوى لجمهور المفسرين باطل، لأن هٰذه الغلبة حصلت بظهور نبينا حبيب إلٰه العالمين صلى الله عليه وعلىٰ عترته اجمعين وإتمام النعمة عليه كما فى القرآن المبين: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الآية (المائدة:۳) كما فى التفسير الكبير وغيره۔

ويقول الفقير الراقم اى غلبة تقابل فتح مكة التى بكت رقاب الجبائر من وضعها إلىٰ يوم ذلک الفتح واى ظهور الدين توازى تطهير اوّل بيت وضع للناس من الارجاس والادناس۔

واما يقول الضعيف بأن هٰذه الغلبة تحصل وقت نزول المسيح من السماء فلايلزم منه ان هٰذه الآية بشارة فى حق المسيح وغيره، وان المراد من قوله تعالىٰ ارسل رسوله غير النبى الأمّى صلى الله عليه وسلم بل المراد منه ان المسيح علىٰ نبينا وعليه السلام لما ينزل من السماء يكون تابعًا للشرع المحمدى ويؤَيد هٰذا الدين فهو ايضًا فرع غلبة سيّد المرسلين صلى الله عليه وسلم وعلىٰ إخوانه وعترته اجمعين۔

قال مولانا القارى فى شرح الفقه الأكبر: فيجتمع عيسىٰ بالمهدى علىٰ نبينا وعليهما السلام وقد اقيمت الصلوٰة فيشير المهدى لعيسىٰ بالتقدم فيمتنع معللًا بأن هٰذه الصلوٰة اقيمت لک فأنت اولى بأن تكون الإمام فى هٰذا المقام ويقتدى به ليظهر متابعتهٗ لنبينا، كما اشار صلى الله عليه وسلم إلىٰ هٰذا المعنى بقوله: ”لو كان موسىٰ حيًا لما وسعه إلّا اتباعى“ وقد بينت وجه ذلک عند قوله تعالىٰ: وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ الآية (آل عمران: ۸۱) فى شرح الشفاء وغيره انتهى۔

وما افاده مولانا القاری علیه رحمة الباری هو المذکور فی عامة التفاسیر، فالحاصل ان تلک الآیة الشریفة انما هی فی حق النبی صلی اللہ علیه وسلم بحکم القرآن فدعوی صاحب البراهین بدیهی البطلان۔

واما قوله: ولٰکنی فی الآیات والأنوار وغیر ذلک نموذج المسیح فی فی حیاته الأولٰی وفطرتی وفطرة المسیح متشابهتان تشابهًا تامًّا کأننا نصفان من جوهرة او ثمرتان من شجرة انتهی۔

فیشعر بدعوی مساواته بالمسیح علٰی ما هی مفاد لفظ نموذج وفقرة کأننا نصفان من جوهرة۔۔۔إلخ فی الإتقان فی علوم القرآن قال حازم: وانما تستعمل (ای کَاَنَّ) حیث یقوی الشبه حتّٰی یکاد الرائی یشک فی ان المشبه به هو المشبه به وغیره ولذلک قالت بلقیس ای کما اخبر اللہ سبحانه به: کَاَنَّهُ هُوَ (النمل:۴۲) انتهی۔

وصاحب البراهین فی هٰذا القول کاذب البتة اما اوّلًا فلأنّ دعوی المساواة بالأنبیاء باطل لما تقرر من عقیدة اهل السُنَّة بأن الولی لا یبلغ درجة النبی کما فی شرح الفقه الأکبر وشرح العقائد للنسفی وغیرهما۔

واما ثانیًا فلأنّ المسیح علٰی نبینا وعلیه السلام کان من آیاته ان یبرئَ الأکمه والأبرص، ویحیی الموتیٰ بإذن اللہ، وإذا قال: قَالَ مَنۡ أَنصَارِیٓ إِلَى اللهِ قَالَ الۡحَوَارِیُّونَ نَحۡنُ أَنصَارُ اللهِ (آل عمران: ۵۲) کما هو منصوص القرآن الکریم وهٰذا القائل ما ظهر شیء من هٰذه الخوارق منه، وما آمن به احد من النصاریٰ والهنود الذین صنف کتابه فی مقابلتهم سیّما النصرانی الذی طبع ثلاث حصص کتابه فی مطبعة مع انه قد دعی اللہ سبحانه بخلوص قلبه وکمال تضرعه وابتهاله لإیمان جمیع النصاریٰ خصوصًا وطبع هٰذا الدعاء منذ سنتین ونصف سنة فی آخر اشتهاره الذی مر النقل منه فیما قبل والدعاء هٰذا: اللّٰهم اهد للمستعدین من جمیع الأقوام سیّما الحکام من النصاریٰ فإنهم یرحمهم وإحسانهم إلینا وامتنانهم علینا بلبلونا بلبالًا لندعوا بخلوص القلب وخضوع الباطن لخیر دنیاهم ودینهم ونسئل اللہ تعالٰی خیرهم فی الدنیا والآخرة، اللّٰهم اهدهم وایدهم بروح منک واجعل لهم حظًّا کثیرًا فی دینک واجذبهم بحولک وقوتک لیؤمنوا بکتابک ورسولک ویدخلوا فی دین اللہ افواجًا آمین ثم آمین والحمد للہ رب العالمین، المشتهر: مرزا غلام احمد القادیانی۔

فهٰذا الدعاء الذی دعا بکل خضوع قلبه وهلوع باطنه وسئل اللہ تعالٰی ان یجذبهم بحوله وقوته لیدخلوا فی دین اللہ افواجًا، فما آمن رجل واحد من النصاریٰ علٰی یده إلی الآن فضلًا عن ان یؤمنوا جمیعًا او یدخلوا فی دین اللہ افواجًا لظهر عدم المشابهة بین المسیح وبین صاحب البراهین فی الآیات والأنوار وغیر ذلک وکذلک لیست المشابهة بینهما فی الفطرة، لأن المسیح ولد بغیر أب من نفخة روح رسول کریم کما یشهد به القرآن والحدیث وإجماع الأُمَّة، وصاحب البراهین ولد من نطفة غلام مرتضی القادیانی الحکیم کما یعلم الأنام من الخواص والعوام، بل صرح هو فی کتابه ان والده هٰذا اید الحکام وقت بلویٰ عساکرهم فی سوالف

الأيام فكيف يشبه من خلق من ماء مهين بمن قال الله سبحانه فى شأنه: وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الأنبياء ۹۱)۔

وقوله: والمشابهة الظاهرية بيننا ثابتة ايضًا بأن المسيح تابع لدين موسٰى وإنجيله فرع لتوراته، وهٰذا العاجز (اى صاحب البراهين) من احقر خادمى سيّد المرسلين صلى الله عليه وسلم ۔۔۔۔إلخ۔ هٰذا ايضًا باطل باليقين، اما اوّلًا فلأنّ المسيح ما كان تابعًا لدين موسٰى بل كان من اولى العزم من الرسل اى صاحب الشريعة مستقلة وإنجيله ما كان فرعًا للتوراته بل الإنجيل ينسخ التوراة فى بعض الأحكام كما سنبين دليله من كلام الملك العلّام قال عز من قائل: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الأحقاف:۳۵) قال ابن عباس رضى الله عنهما: اولوا العزم ذوو الحزم، وقال الضحاك: ذوو الجد والصبر، قال ابن عباس وقتادة: هم نوح، وإبراهيم، وموسٰى، وعيسٰى اصحاب شرائع، فهم مع محمد صلى الله عليه وإخوانه وآله وسلم خمسة۔

قلت: ذكرهم الله على التخصيص فى قوله: وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِن نُّوحٍ وَّإِبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (الأحزاب:۷)۔ وفى قوله تعالٰى: شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهِ نُوحاً وَالَّذِىْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰى وَعِيْسٰى (الشورىٰ:۱۳)۔ قاله البغوى فى معالم التنزيل وهٰكذا فى عامة التفاسير وفى شرح الفقه الأكبر لمولانا القارى عليه وعلى المفسرين رحمة البارى وقوله تعالٰى: إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُواْ لِلَّذِيْنَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُواْ مِن كِتَابِ اللهِ وَكَانُواْ عَلَيْهِ شُهَدَاء فَلاَ تَخْشَوُاْ النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلاَ تَشْتَرُواْ بِآيَاتِيْ ثَمَناً قَلِيْلاً وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدة ۴۴)۔ وقوله تعالٰى بعد هٰذه الآية بآية واحدة: وَقَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِم بِعَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الإِنجِيْلِ بِمَا أَنزَلَ اللهُ فِيْهِ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ فثبت من هاتين الآيتين ان الشريعة الموسوية والعيسوية شريعتان مستقلّتان۔

ومن قال: ان الإنجيل فرع التوراة يكذب القرآن، وقوله تعالٰى حكاية عن عيسٰى علٰى نبينا وعليه صلوات الرحمٰن: وَمُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (آل عمران: ۵۰) اى فى شريعة موسٰى من الشحوم والسمك ولحوم الإبل والعمل فى السبت وهو يدل علٰى ان شرعه كان ناسخًا لشرع موسٰى قاله القاضى بيضاوى فى تفسيره وهٰكذا فى المدارك والجلالين والبغوى وغيرها فتحقق من القرآن المبين تكذيب صاحب البراهين فالحمد لله رب العالمين۔

واما ثانيًا: فلأنّ قول صاحب البراهين بأنه من احقر خادمى سيّد الرسل صلى الله عليهم اجمعين صريح البطلان لأنه يدعى مساواته فى كمالاته وينسب خصوصياته المنصوصة به صلى الله عليه وسلم إلٰى غيره

كيف لا وان هٰذا المدعى صرف عنه صلى الله عليه وسلم فضيلة الرسالة المشهورة عليها من الله تعالٰى فى آية: هُوَ الَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُوۡلَه الآية (الفتح:٢٨) واثبت تلك الفضيلة اوّلًا فى حق المسيح لعله لتأليف قلوب حكام هٰذا الديار وإظهار المحبة معهم لجلب المنافع ودفع المضار، وثانيًا لنفسه ليظنه الجهال رئيس الأولياء ونموذج الأنبياء ويغبنون غبنًا فاحشًا باشتراء كتابه بالثمن الغالى ليحصل له الدراهم والدينار زائد العدد والإنحصار فالمدار على حب الدنيا كما لا يخفى عند اولى الأبصار، وسنبين هٰذا الأمر بزيادة الإظهار فثبت من المنقولات السابقة واللاحقة ان مؤلف البراهين محرف لآيات القرآن المبين فليس له مشابهة ولا مماثلة بأحد من المؤمنين المخلصين فضلًا عن الفضيلة على الأولياء الكاملين، وكونه نموذج الأنبياء والمرسلين فنعوذ من هٰذه الدعاوى الباطلة برب العالمين، ولا يخفٰى ان تحريفه القرآن ليس منحصرًا فى التحريف المعنوى بل حرف كثيرًا من الآيات تحريفًا لفظيًا ايضًا، الا ترىٰ فى ملهماته المذكورة على الصدر انه حرف آية: قُلۡ إِنِّىٓ أُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ أَوَّلَ مَنۡ أَسۡلَمَ (الأنعام:١٤)، وآية: تُبۡتُ إِلَيۡكَ وَأَنَا أَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (الأعراف)، وركب منهما آية ثالثة هٰذه: قل إِنِّى امرت وأنا اوّل المؤمنين۔ وبدل آية: إِنَّهُ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ (هود:٤٦) وزاد فى اوّل آية: مَا أَنتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُونٍ (القلم٢) حرف الواو، وكتب الحاء بدل الهاء فى آية: وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ (بنى إسرائيل:٨١)، وغيّر واو: وَاتَّخِذُوۡا مِن مَّقَامِ إِبۡرٰهِيۡمَ مُصَلًّى (البقرة:١٢٥) بالفاء وترك فقرة: وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا (آل عمران:٥٥) من بين آية: يٰعِيۡسٰى إِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ الآية، كما نقلناه من صفحة: ٥٥٦، وكذلك فى ص: ٥١٩ من كتابه ترك تلك الفقرة من هٰذه الآية وهٰكذا الحال فى كثير من الآيات عما يظهر بالتأمل علٰى حافظ القرآن المبين، ومع هٰذا جعل القرآن حصين وذلك كثير جدًّا فى ملهماته ولا يذهب عليك انه من سهو قلم الناسخ ان مؤلفه صريح فى ص: ٥١٦ من كتابه انه طبع هٰذا الكتاب بتصحيحه وتنقيحه ومع ذلك ترجم تلك الآيات المحرفة حسب تحريفه هٰذا وقد قال انه الهم إليه: ”وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله ليعذبهم وهم يستغفرون“ (ص:٥١٤)، وفى القرآن بعد ”ما كان الله“ الثانى كلمة ”معذبهم“ فحرفها بلفظة ”ليعذبهم“ وقال (ص:٥٥٥) انه انزل عليه آية: وكذلك مننا علٰى يوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء، ثم صرح فى آخر ترجمتها ان المراد هٰهنا من يوسف نفسه فحرف آية: وكذلك مكنّا ليوسف بقوله: وكذلك مننا علٰى يوسف، ومن غرائب ملهماته المحرفة والمبدلة لآيات القرآن ما انزل له فى وصف نفسه وكتابه فى ص: ٤٩٧ و٤٩٨ وهى هٰذه ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله رد عليهم رجل من فارس شكر الله سعيه عنى فى ترجمة هٰذه الإلهام عن رجل من فارس نفسه لأنه يدعى كونه من اولاد فارس فسمى نفسه فارسى الأصل وجعل الله سبحان شاكره ثم كتب هٰذه الإلهام كتاب الولى

ذو الفقار علی، وقال فی ترجمته: ان اللہ تعالٰی شبه کتابه بسیف علی فی استیصال المخالف فهٰذه ایضًا اشارة تدل علٰی تأثیرات عظیمة وبرکات عمیمة لکتابه البراهین انتهی۔

وکتب بعده هٰذا الإلهام: ولو کان الإیمان معلقا بالثریا لناله وصرح فی ترجمته ان المراد من هٰذا الحدیث نفسه وبعده هٰذا الإلهام: یکاد زیته یضیء ولم تمسسه نار، وترجم هٰذه الآیة واوردها فی وصف کتابه۔ وکتب بعدها هٰذا الإلهام: ام یقولون نحن جمیع منتصر سیهزم الجمع ویولّون الدّبر وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر واستیقنتها انفسهم وقالوا لات حین مناص فبما رحمة من اللہ لنت لهم ولو کنت فظًّا غلیظ القلب لانفضوا من حولک ولو ان القرآن سیر به الجبال۔ انتهی۔

وصرح فی ترجمة هٰذه الآیات انها فی بیان ان المخالفین یعجزون عن جواب ذلک الکتاب والقیت علیّ هٰذه الآیات فی حق القوم الذین خیالهم وحالهم هٰکذا یعنی انهم مع رؤیة الآیات والخوارق ینکرونها باللسان ویتیقنون بالجنان ولعل الناس یأتون بعدهم علٰی صفتهم هٰذه ترجمة عبارته ملخصة۔

فیقول العبد الضعیف انه حرف هٰهنا تحریفًا لفظیًا کثیرًا وبهت بهتانًا کبیرًا، لأن الحدیث الصحیح المتفق علیه الفاظه: ''لو کان الإیمان معلقًا بالثریا لتناوله رجال او رجل من فارس'' فزاد فی اوله الواو وبدّل لتناوله بلفظ لناله وحذف فاعله برأسه وهٰذا غیر جائز۔ ثم حرف لفظة زیتها الواقعة فی القرآن بکلمة زیته لرعایة المرجع المذکر وهو کتابه وحرّف آیة: فنادوا ولات حین مناص (ص ۳) بقوله: وقالوا لات حین مناص، فی تبدیل الواو بالفاء، ونادوا بقالوا، وحذف واو ولات فی ثلاث مواضع من کتابه احدها فی هٰذا الإلهام۔

وفی ص: ۴۹۰ و ۴۹۷ وترجمها ایضًا بحسب هٰذا التحریف وبدّل آیة: ولو اَنَّ قراناً سُیِّرَتْ بہ الْجِبَال (الرعد: ۳۱) بقوله: ولو ان القرآن سیر به الجبال۔ بازدیاد اللام علٰی قرآنًا، وحذف تاء سیرت، ومع هٰذا بدّل ترتیب آیات سورة القمر اعنی کتب آیتین من آخر هٰذه السورة وهما: أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ . سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (۴۴، ۴۵) فی إبتداء الإلهام وسطر آیة إبتداء تلک السورة بعدهما وترجم علٰی هٰذا الترکیب، فهٰذا تبدیل فی ترتیب آیات سورة واحدة، وقد قرر فی الشرع ان ترتیب آیات السور توقیفی بأمر الشارع بدلالة الأحادیث الصحیحة وإجماع العلماء الإسلامیة کما انعقد العلامة السیوطی فصلًا مستقلًّا فی بیان هٰذا المسئلة فی تفسیر الإتقان فی علوم القرآن بالبسط الوسیع وذکرها مبسوطة المحدث الدهلوی فی شرحیه لمشکوٰة المصابیح ونص صاحب تفسیر فتح العزیز فی إبتداء سورة البقرة بعد تحقیق هٰذه المسئلة علٰی حرمة مخالفة هذا الترتیب وکونها بدعة شنیعة من شاء الإطلاع علٰی اصل العبارات لتکمیل الإعتبار فلینظر فی هٰذه الاسفار۔ فتبین ان هٰذه الإلهامات المحرفة لآیات القرآن المبین والمبدلة ترتیبها المتین والجاعلة القرآن عضین لیست من إلقاء

رب العالمین بل هی تسویلات نفسانیة و تلبیسات شیطانیة عند الحق و الیقین۔

فإن قیل هٰذه التحریفات و التبدیلات و غیرها إن کانت من عند غیر الله فلا شک فی حرمتها و کونها بدعة شنیعة، و اما إذا کانت من عند الله کما یدعیه صاحب البراهین فلا جناح علیه و الله یفعل ما یشاء ویحکم مایرید۔

اقول: قال الله فی سورة الأنعام: وَلاَ مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ الله (الأنعام:۳۴)، و ایضًا فیها: وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقاً وَعَدْلاً لاَّ مُبَدِّلِ لِكَلِمٰتِهِ (الأنعام:۱۱۵) ای لا احد یبدّل شیئًا منها بما هو اصدق و اعدل ولا احد یقدر ان یحرفها تحریفًا شائعًا ذائعًا کما فعل بالتوراة او لا نبی و کتاب بعدها ینسخها و یبدل احکامها قاله القاضی بیضاوی و غیره من المفسرین۔

وقال تعالٰی: وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ (فصلت) کثیر النفع، عدیم النظر او ملیع لا یتأتی إبطاله وتحریفه، لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه من جهة من الجهات تنزیل من حکیم حمید یحمده کل مخلوق کذا فی انوار التنزیل و غیرهما۔

فعلم من القرآن ان الله تعالٰی لم یشأ تبدیل القرآن بل اتمه بالصدق و العدل ویحفظه من التحریف و التبدیل ونظمه ورتبه فی اعلٰی درجات من البلاغة و الفصاحة وغیرهما فلا یتصور کلام احسن منه بالنظم و الترتیب وغیرهما ولا یکن تحریفه وتبدیله لا من جهة بنبی و کتاب من الله تعالٰی لأنه خلاف الوعد و الله لا یخلف المیعاد و لا من جهة غیرهما فتحقق ان هٰذه الملهمات المحرفة و المبدلة لآیات القرآن المبین لیست من الله المعین بل من نفسانیة صاحب البراهین و من شیطانه الذی هو له قرین، فنعوذ بالله من الإلحاد فی آیات الفرقان المتین۔ قال عزّ من قائلٍ: إن الذین یلحدون یمیلون عن الإستقامة فی آیاتنا بالطعن و التحریف و التأویل الباطل و الإلغاء فیها لا یخفون علینا فنجازیهم علٰی إلحادهم أفمن یلقیٰ فی النار خیر ام من یأتی اٰمنًا یوم القیمة اعملوا ما شئتم، تهدید شدید انه بما تعملون بصیر وعید بالمجازاة کذا فی انوار التنزیل ومدارک التنزیل و غیرهما۔

وقال تعالٰی: ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبًا او قال اُوحِیَ إلیَّ ولم یوح إلیه شیء الآیة۔ وقوله تعالٰی: ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبًا کان اسند إلیه ما لم ینزله او نفی عنه ما انزله اولٰئک یعرضون علٰی ربهم فی الموقف بأن یجیبوا او تعرض اعمالهم ویقول الأشهاد من الملائکة و النّبیین او من یواریهم هٰؤلاء الذین کذبوا علٰی ربهم الا لعنة الله علی الظّٰلمین تهویل عظیم مما یحیق بهم بظلمهم بالکذب علی الله، کذا فی انوار التنزیل و غیره۔

ومن اقسام الکذب علی اللہ الغلط فی نقل العلم والرؤیة الکاذبة والحکم فی الدین بمقتضی العقل یعنی خلاف الشرع والإدعاء بالکشف او القرب من اللہ تعالٰی قاله الشیخ عبدالقادر الدهلوی فی ترجمة المسماة بموضح القرآن، قال مولانا القاری علیه رحمة الباری فی شرح الفقه الأکبر: وهٰؤلاء الذین یفعلون هٰذه الأفعال الخارجة عن الکتاب والسُنّة انواع، نوع منهم اهل تلبیس وکذب وخداع الذین یظهر احدهم طاعة الجن له او یدعی الحال من اهل المحال کالمشائخ النصابین والفقراء الکذابین والطرقیة المکارین، یستحقون العقوبة البلیغة التی تردعهم وأمثالهم من الکذب والتلبیس وقدیکون فی هؤلاء فهٰؤلاء من یستحق القتل کمن یدعی النبوة بمثل هٰذه الخزعبیلات او یطلب تغیر شیء من الشریعة ونحو ذالک انتهی۔

ولیعلم هٰهنا ان صاحب البراهین کتب فی ص: ۵۲۰ و ۵۲۱ قصة إلهامه: بأنی ذهبت یومًا إلی المولوی محمد حسین البتالوی للبحث به فی مسئلة إختلافیة بترغیب بعض الناس، فلما سمعت تقریره علمت غیر قابل الإعتراض والبحث معه اللہ فإذا جن علیَّ اللیل ألهمنی اللہ بالمخاطبة بهٰذه الکلمات: إلٰهک رضی عن فعلک هٰذا۔ مشیرًا إلٰی ترک البحث مع ذلک المولوی وهو یعطیک برکة کثیرة إلٰی ان السلاطین یأخذون البرکة عن ثیابک ثم رأیت فی الکشف هٰؤلاء السلاطین راکبی خیولهم فی ذلک الحین انتهی بترجمة کلامه۔

فهٰذا المولوی الممدوح نهایة درجة الکمال وسبب حصول البرکة من اللہ ذی الجلال لصاحب البراهین هو الذی رئیس غیر المقلدین وتلمیذ المولوی نذیر حسین الدهلوی وقد کان هٰذا المولوی محمد حسین فی إبتداء الأمر یبحث بالمکابرة مع المقلدین ویعدهم من المشرکین ویسمی تقلید الأئمة المجتهدین شرکًا وکفرًا کما طبع فی هٰذا الباب إشتهارات واخبارات وغیرها فلمارداقواله بجهد العلماء المقلدین اعانهم اللہ المعین رجع من تلک الشدة قلیلًا وعاد من ذلک الجدال ذلیلًا والآن یشتهر اهل الحرمین ظالمین باتباع استاذه نذیر حسین بسبب حبس استاذه فی مکة المحمیة سنة ۱۳۰۱ من السنن الهجریة یشکو عنهم عند حکام هٰذه الدیار من النصرانیین کما یظهر من هامش رسالة المسماة باشاعة السنة نمبر: ۹، جلد:۷ ص:۲۵۶ وغیرها، واللہ خیر الناصرین والحافظین والعاقبة للمتقین۔

فهٰذا محمد حسین یصف کتاب البراهین اداء لشکر مؤلفه فی رسائله المجریة علٰی رأس الشهور المسماة بإشاعة السنة وبالغ فی وصفه کثیرًا کبیرًا إلٰی ان قال یجب علٰی جمیع المؤمنین من الشیعة واهل السُنّة والمقلدین واهل الحدیث ان یشتروا کتاب البراهین بأدنیٰ قیمته (وهی خمس وعشرون روبیة) ویقرؤن فی شکر حصوله هٰذا البیت الفارسیة:

جمادی چند دام جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

ووعی اللہ سبحانہ بأن یشرفہ وجمیع المسلمین بفیوض هٰذا الکتاب المستطاب کما فی ص:۳۴۸، نمبر: ۱۱، جلد:۷ من إشاعة السنة شهر ذی القعدة وذی الحجّة سنة ۱۳۰۲۔ وفی هٰذه الرسائل اید کلام صاحب البراهین بتأویلات فاسدة وتسویلات کاسدة حاصلها ان آیات القرآن إذا نزلت فی خطاب نبینا او سائر الأنبیاء سمیت قرآنا، وإذا خاطب بها اللہ تعالٰی غیر الأنبیاء مثل صاحب البراهین، لم تسم قرآنًا، وإن کانت بعینها آیات القرآن، وغرضه من هٰذا الهذیان ان یخلص صاحب البراهین من تحریف القرآن وإلحاد آیات الفرقان۔ ثم صرح بالتصریح التام بهٰذا المطلب الفاسد النظام فی صفحات: ۲۶۳ و۲۶۴ و۲۶۵ و ۲۶۶، من رسائله المسطورة، فالعبد الضعیف بتأیید العلیم اللطیف ینقل اقواله بترجمة عبارات الهندیة فی العربیة مع إبطالها بالقرآن والحدیث والإجماع، حسبنا اللہ ونعم الوکیل وهو الهادی إلٰی سواء السبیل۔

قوله: ”تسمیة الکلام الواحد فی الوقت الواحد بسبب إختلاف المخاطب أو المتکلم قرآنًا وغیر قرآن لا یستبعد عند اهل العلم ولا یرد الإعتراض علیه۔“

اقول: او المتکلم فی کلام واحد فی زمان واحد: لأن المتکلم الأوّل إذا تکلم بکلام فمجرد تکلمه ینقضی ذلک الزمان فکیف یتصور تکلم المتکلم الآخر بذلک الکلام فی ذلک الزمان، وکذلک الحال باعتبار إختلاف المخاطب عند اهل العلم من الأعیان۔

والثانی: وان سلمنا إختلاف المتکلم او المخاطب فی الکلام الواحد فی الزمان الواحد فتسمیة الکلام الواحد فی الوقت الواحد قرآنًا وغیر قرآن غیر ممکن، لأن إثبات الشیء ونفیه فی الوقت الواحد غیر جائز عقلًا۔

والثالث: ان القرآن قرآن من الأزل إلی الأبد فلا یجوز ان یقال له غیر قرآن شرعًا فإن اللہ تعالٰی سمی الآیات البینات قرآنًا کما قال عزّ من قائل: قرآنًا عربیًا غیر ذی عوج الآیة، فمن سمی تلک الآیات بعینها غیر قرآن فقد خالف الفرقان۔

قوله: ”والکلام یختلف اسمه دائمًا باختلاف المخاطب او المتکلم مع کونه بعینه فالکلام الواحد إذا اضیف تکلمه إلی اللہ مثلًا فهو الکلام الرحمانی وإذا اضیف تکلمه إلی الشیطان او فرعون فهو الکلام الشیطانی او الفرعونی مثاله هٰذا الکلام المنقول من إبلیس فی القرآن: انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین، والکلام الثانی نقل من فرعون وهو: انا ربکم الأعلٰی، فإن اعتبرنا ان هٰذین الکلامین قالهما إبلیس وفرعون فی لسانهما فیقال لهما الکلام الشیطانی والکلام الفرعونی انتهی۔

وقال فی هامش هٰذه الصفحة: إذا جعل انا ربکم الأعلٰی کلام فرعون فی ای لسان قاله، لا یسمی قرآنًا، انتهی۔“

اقول: الکلام لا یختلف باختلاف المتکلم، فإن الکلام کلام من قاله اولاً ألا تریٰ ان من قرأ الحمد اللہ رب العٰلمین وقل هو اللہ احد فلا یقال انهما کلام هٰذا القاری بل یقول کل مؤمن: هاتان آیتان من کلام الباری، ومن قال: إنّما الأعمال بالنِّیَات، فیقال إنما هو حدیث الرسول علیه الصلٰوۃ والسلام، ومن قال: قفا نبک من ذکری حبیب ومنزل، فیقال هٰذا المصراع من شعر امرؤُ القیس کذا فی شرح الفقه الأکبر لمولانا القاری علیه رحمة الباری، ثم اضافه آیات القراٰن العظیم إلٰی غیر اللہ الکریم وجعلها کلام الشیطان الرجیم وفرعون اللئیم لیست من داب المؤمن الحکیم، بل یقول المؤمن فی مقابلة هٰذا المقال سبحانه هٰذا بهتان عظیم، لأن ما فی الدفتین من الحمد اللہ رب العالمین إلٰی من الجنة والناس لیس إلا کلام رب رحیم وقد کتب فی اللوح المحفوظ قبل خلق الأرض والسماء والأرواح وإنما انزل هٰذا جبریل علی الرسول الرئوف الرحیم علیهما الصلٰوۃ والتسلیم کما قال تعالٰی: بل هو قراٰن مجید فی لوح محفوظ قال فی تفسیر فتح العزیز: بل هو قصة القرآن القدیم التی قبل وقوعها فی لوح محفوظ من الشیاطین والجن والإنس واخرج فی المعالم باسناده عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: اللوح لوح من درة بیضاء طوله ما بین السماء والأرض وعرضه ما بین المشرق إلی المغرب وحافتاه الدرر والیاقوت ودفتاه یاقوتة حمراء وقلمه نور وکتابه معقود بالعرش واصله فی حجر ملک انتهی۔ کذا فی المدارک والجلالین وغیرهما لٰکن اخرج هٰذا الحدیث فی الإتقان عن الطبرانی عن ابن عباس مرفوعًا بتفاوت یسیر وایضًا قال تعالٰی: لا تحرک به ای بالقرآن لسانک لتعجل به بالقرآن وکان علیه السلام یأخذ فی القراءۃ قبل فراغ جبریل کراهة ان ینفلت منک ثم علل النهی عن العجلة بقوله ان علینا جمعه فی صدرک وقراٰنه وإثبات قراءۃ فی لسانک والقرآن القراءۃ ونحوه ولا تعجل بالقراٰن من قبل ان یقضیٰ إلیک وحیه فإذا قرأناه ای قرئه علیک جبریل فجعل قراءۃ جبریل قرائته تعالٰی فاتبع قراٰنه ای قرائته ثم ان علینا بیانه إذا اشکل علیک شیء من معانیه قاله فی مدارک التنزیل وهٰکذا فی عامة التفاسیر ثم اوّل آیات نزلت علیه صلی اللہ علیه وسلم من القرآن بالإجماع قوله تعالٰی اقرأ باسم ربک الذی خلق إلٰی مالم یعلم وقال فی تفسیر فتح العزیز انه صلی اللہ علیه وسلم خرج یومًا من غار حراء للغسل وقام علٰی شط الماء إذ ناداه جبریل من الهواء ان یا محمد! فنظر صلی اللہ علیه وسلم إلی العُلٰی ولم یبصر احدًا فناداه ثلاث مرّاتٍ وهو صلی اللہ علیه وسلم ینظر إلی الیمین والشمال فإذا شخص نورانی مثل الشمس وعلٰی رأسه تاج عن نور ولبس حلة خضراء علٰی صورة إنسان جاء إلیه صلی اللہ علیه وسلم وقال له: اقرأ! وفی بعض الروایات: ان جبریل جاء بقطعة حریر اخضر قد کتب فیها شیء فرآه صلی اللہ علیه وسلم تلک القطعة وقال: اقرأ! فقال صلی اللہ علیه وسلم: انا لَا اعرف صورة الحروف وما انا بقاریٍ الحدیث۔

وقال مولانا القاری فی شرح الفقه الأکبر فی الملحقات: ومنها ما ذکره شارح عقیدة الطحاویة عن الشیخ حافظ الدین النسفی فی المنار ان القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعًا وکذا قال غیره من اهل الاُصول وما ینسب إلٰی أبی حنیفة رضی الله عنه ان من قرأ فی الصلٰوة بالفارسیة أجزأه فقد رجع عنه، وقال: لا یجوز مع القدرة بغیر العربیة، وقال: لو قرأ بغیر العربیة فإمَّا أن یکون مجنونًا فیداوی او زندیقًا فیقتل، لأن الله تعالٰی تکلم بهٰذه اللغة والإعجاز حصل بنظمه ومعناه، انتهی۔

فثبت بالقرآن والحدیث وتصریح علماء عقائد اهل السُنَّة ان هٰذه الآیات البینات المسماة بالقرآن انزلت علٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم بهٰذه الحروف والکلمات کانت مکتوبة فی اللوح المحفوظ هٰذا وقد قال الإمام الأعظم فی الفقه الأکبر والقاری فی شرحه: وما ذکره الله تعالٰی فی القرآن ای المنزل والفرقان المکمل عن موسٰی وغیره من الأنبیاء علیهم السلام ای اخبار منهم او حکایة عنهم وعن فرعون وإبلیس ای ونحوهما من الأعداء والأغبیاء فإن ذلک ای ما ذکر من النوعین کله علٰی ما فی نسخة ای جمیعه کلام الله تعالٰی ای القدیم اخبارا عنهم ای وفق ما قد کتب الکلمات الدالة علیه فی اللوح المحفوظ قبل خلق السماء والأرض والروح بکلام حادث عند سمعه من موسٰی وعیسٰی وغیرهما من الأنبیاء ومن فرعون وإبلیس وهامان وقارون وسائر الأعداء فإذًا لا فرق بین الأخبار من الله تعالٰی عن اخبارهم واحوالهم واسرارهم کسورة تبت وآیة القتال ونحوهما وبین اظهار الله تعالٰی من صفات ذاته وافعاله وخلق مصنوعاته کآیة الکرسی وسورة الإخلاص وامثالها وبین الآیات الآفاقیة والأنفسیة فی کون کلها منها کلامه وصفته الاسمیة الأنفسیة ومجمل الکلام۔

> قوله علٰی ما فی نسخة وکلام الله تعالٰی ای ما ینسب إلیه تعالٰی غیر مخلوق ای ولا حادث، وکلام موسٰی علٰی نبینا وعلیه السلام ولو کان مع ربه وغیره ای وکذا کلهم غیره من المخلوقین ای کسائر الأنبیاء والمرسلین والملائکة المقربین مخلوق ای حادث بعد کونهم مخلوقین، والقرآن کلام الله تعالٰی ای بالحقیقة کما قال الطحاوی رحمه الله تعالٰی لا بالمجاز کما قال غیره إن کان مجازًا یصح نفسه وهٰهنا لا یصح۔

واجیب بأن الشرع إذا ورد بإطلاقه فیما یجب اعتقاده لا یصح نفیه فهو قدیم کذاته لا ککلامهم فإنه حادث مثلهم إذا النعت تابع بمنعوته، وإنما یقال المنظوم العبرانی الذی هو التوراة والمنظوم العربی الذی هو القرآن کلامه سبحانه، لأن کلماتهما وآیاتهما ادلة کلامه وعلامات مرامه، ولأن مبدأ نظمهما من الله تعالٰی ألا تریٰ انک إذ قرأت حدیثًا من الأحادیث قلت هو الذی قرأته وذکرته لیس قولی بل قول رسول الله صلی الله علیه وسلم، لأن مبدء نظم ذلک القول من الرسول علیه الصلٰوة والسلام، ومنه قوله تعالٰی: افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله وقوله عز وجل: وإن احد من المشرکین استجارک فأجره حتّٰی

یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مأمنہ انتہی۔

وفی المشکوٰۃ عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ کتب کتابًا قبل ان یخلق السماوات والأرض بألفی عام انزل منہ آیتین ختم بہما سورۃ البقرۃ، رواہ الدارمی والترمذی۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ تعالیٰ قرء طٰہٰ ویٰس قبل ان یخلق السماوات والأرض بألف عام، الحدیث رواہ الدارمی، انتہی بقدر الحاجۃ۔

فلما تبین من القرآن والحدیث وعقائد اھل السُنَّۃ ان آیات القرآن باجمعھا انما ھی کلام اللہ تعالیٰ لا کلام غیرہ من المخلوقین فما فیہ من قصص الأنبیاء واقوال الأصدقاء واحوال الأعداء ومقال الأشقیاء انما ھی کلام اللہ تعالیٰ قالھا اللہ سبحانہ إخبارًا منھم، قیل خلقھم ووجودھم فی دار الفناء فقول ھٰذا المبتدع ای صاحب الرسالۃ اشاعۃ السنۃ بأن آیۃ: انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین، کلام شیطانی، وآیۃ: انا ربکم الأعلیٰ، کلام فرعونی، ولیست بقرآن، انکر بمآۃ آیات الفرقان وجعل جمیع قصص القرآن وحکایات الفرقان من کلام المخلوق نعوذ باللہ من ھٰذا المنطوق۔

قال مولانا القاری فی المنح الأزھر شرح الفقہ الأکبر تحت قول الإمام الھمام: وکلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق بل قدیم بالذات، قال الطحاوی: فمن سمعہ فزعم انہ کلام البشر فقد کفر وقد ذمہ اللہ واوعدہ بسقر، حیث قال اللہ تعالیٰ: سأصلیہ سقر، فلما اوعدہ اللہ بسقر لمن قال: إن ھٰذا إلّا قول البشر علمنا وایقنا انہ قول خالق البشر ولا یشبہ قول البشر انتہی۔

وایضًا فی ذلک الکتاب فإن قیل: قال اللہ تعالیٰ: إنَّہ لقول رسول کریم، وھٰذا یدلُّ علیٰ ان الرسول احدثہ إما جبریل او محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فقیل ذکر الرسول معرف انہ مبلغ عن مُرْسِلہ لأنہ لم یقل انہ قول ملک او نبی فعلم انہ بلغہ عمن ارسلہ بہ لا انہ انشاءہ من جھۃ نفسہ وایضًا فالرسول فی إحدی الآیتین جبریل وفی أخریٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فإضافتہ إلیٰ کل منھما تبین ان الإضافۃ للتبلیغ إذ لو احدثہ احدھما امتنع ان یحدثہ الآخر۔ وایضًا فإن اللہ تعالیٰ قد کفر من جعلہ قول البشر فمن جعلہ قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی انہ انشاءہ فقد کفر ولا فرق بین ان یقول انہ قول البشر او جن او ملک إذا الکلام کلام من قالہ مبتدیًا لا من قالہ مبلغًا انتہی۔

ولنعم ما قیل:

گرچہ قرآن از لب پیغمبر ست
ہر کہ گوید حق نگفت او کافر ست

فإن لم يطمئن قلب صاحب الاشاعة بهٰذه النقول لأنها من زبر العلماء المقلدين ولعل قولهم عنده ليس بمقبول، فأقول نقل هو ايضًا شرح الفقه الأكبر فى ص: ۲۹۲ و۲۹۳ و۲۹۴ من اشاعة السنة وايضًا نقل فيها بصفحة: ۳۱۴ من مولانا شاه عبدالعزيز الدهلوى بوصف كثير فى حقه ومع هٰذا نقل هٰذا المطلب بعينه من سفار غير المقلدين ليكون لقطع حجته اوّل دليل ويعلم انه اى صاحب الإشاعة عند قومه ايضًا ضل عن سواء السبيل۔ قال فى نهج مقبول من شرائع الرسول الذى صححه وامر بطبعه فى بلدة بهوبال المولوى صديق حسن القنوجى ثم البهوبالى احد مشاهير علماء غير المقلدين ما نصه القرآن الكريم كلامه تعالٰى منه بدء وإليه يعود و لفظه ومعناه كلامًا من الله تعالٰى ليس جبريل إلّا ناقله وما محمد صلى الله عليه وسلم إلّا مبلغه وما قرأ منه الخلق ويقرؤن كله كلام الله تعالٰى كلم الله سبحانه به وسمع منه جبريل صدقًا وانزل علٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقينًا من قال انه كلام ملك او بشر فمسكنه سقر انتهى بترجمة عبارته الفارسية، وهٰذه الرسالة تأليف الولد الأكبر لمولوى صديق حسن البهوبالى وما نقل منه هو فى ص: ۵ المطبوع فى مطبع بهوبال، فماذا بعد الحق إلّا الضلال۔۔۔؟

قوله: ”فإن اعتبرنا ان هٰذا الكلامين بعينيهما فى ضمن حكاية إبليس وفرعون وجدا فى كلام الله فيسميان كلامًا رحمانيًا وجزءًا من القرآن۔“

اقول: لا حاجة لإعتبار معتبر فى جعل آية: أنا خير منه الآية، وآية: انا ربكم الأعلٰى من الكلام الرحمانى وجزء من القرآن المبين، بل هما فى الحقيقة والأصل كلام الله سبحانه قالها الله تعالٰى وكتبتا فى اللوح قبل خلق إبليس وفرعون بآلاف سنين كما مر سنده من القرآن المبين واحاديث سيّد المرسلين ومعتقدات العلماء الربانيين۔ فجعل هٰذا الكلام العربى المعجز العظيم الشأن كلام إبليس وفرعون، ثم إعتبار النقل منهما فى القرآن ليس إلّا الهذيان والبهتان ابعد الله عز وجل من هٰذه العقيدة والقول بها جميع اهل الإيمان۔ وليعلم ان هٰذه الأقوال التى مبناها علٰى إختلاف المتكلم قالها صاحب الاشاعة فى تمهيد تأييد صاحب البراهين وفدى فى حب دينه بشهادة الشرع المتين۔

والآن انقل اقواله التى مدارها علٰى اختلاف المخاطب وهى فى الأصل امداد محبه وارادها بأدلة الدين المتين بمدد الملك المعين:

قوله: ”وكذلك يختلف الكلام بسبب اختلاف المخاطب۔“

اقول: قد مر الكلام فيه وايضًا قد صرح علماء الفنون ان الكلام إمّا خبر او إنشاء وما اعتبروا فى مفهوميهما هٰذا الإختلاف، فليت شعرى من اى مأخذ اخذ هٰذا المبتدع ذلك القول بخلاف الأسلاف۔

قوله: ”والكلام للذى قاله الله تعالٰى فى خطاب رسوله واندرج فى كتاب معروف

یقرءہ المسلمون فذلک یسمی قرآنًا۔“

اقول: الخطاب فی الکلام انما یکون بصیغة الحاضر، قال فی تلخیص المفتاح مثال الإلتفات من التکلم إلٰی خطاب: وما لی لا اعبد الذی الآیة، ومثال الإلتفات من الخطاب إلی الغیبة: حتّٰی إذا کنتم فی الفلک الآیة، ومثال الإلتفات من المغیبة إلی الخطاب: مٰلک یوم الدین، إیّاک نعبد، انتھٰی۔

فإذا تمهد هٰذا فلیعلم ان حد القرآن الذی عرفه به صاحب الاشاعة غیر جامع لخروج آلاف آیات القرآن بحسب هٰذا التعریف من الفرقان، لأنه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس مخاطبًا بجمیع آیات القرآن والقرآن کله لیس خطابًا لسید الإنس والجان علیه صلوات الرحمٰن بل آیات الخطاب مثل: وعلّمک ما لم تکن تعلم الآیة، و: قل إن کنتم تحبون اللّٰه الآیة، وإنّا فتحنا لک فتحًا مبینًا لیغفر لک اللّٰه ما تقدّم من ذنبک وما تأخر، و: إنّا أعطینٰک الکوثر، وامثالها، حصه قلیلة من القرآن وخوطب غیره صلی اللّٰه علیه وسلم کبنی إسرائیل ومؤمنی هٰذه الأمّة والکفار والجن وغیرهم فی آیات کثیرة، وکثیرة من الآیات لیس فیها خطاب لأحدٍ أصلًا، فعلٰی هٰذا التفسیر خرج هٰذا المقدار الکثیر من القرآن عن کونه الفرقان فیا اسفٰی علٰی هٰذا المؤید لصاحب البراهین فإنه فی ودّه وشکر وصفه یخرج آلاف آیات القرآن من کلام رب العالمین فکفی به منتقمًا العظمة اللّٰه، یقول العوام الأمثاله انهم علماء الدین وهو یسمّٰی رسالته بإشاعة السنة ویزعم نفسه من اکابر المصنفین ویشتهر صاحب البراهین الکاملین المکملین والحال انهما مع جمیع غیر المقلدین یحبون المال جامین ولتحصیل الدنیا من الحرام والحلال من المحتالین کما یبیعون حق تصانیف رسائلهم بکثیر من الدراهم والدنانیر ویجمعون بنحو هٰذا الوجه المال الکثیر، وهٰذا صاحب الاشاعة حجم رسائله فی تمام السنة اربع وعشرون جزءًا وفی ثمنه تکفی روبیة او روبیان وهو یأخذ من النوابین والرؤساء ثلاثون روبیة ومن دونهم من الأغنیاء خمس عشر روبیة ومن المتوسطین فی المال سبع ونصف روبیة ومن المقلین ثلٰث وثلٰث ربع روبیة وذلک صاحب البراهین ضخم کتابه المطبوع ثلاث وثلاثون جزءًا الذی قیمته فی السوق إثنان او ثلاث روبیة وهو قرر اقل قیمته خمس وعشرون روبیة واعلٰی قیمته مأة روبیة ومن اشتری کتابه فبالغ فی وصفه وإن کان رافضیًا أو کان من عبدة الأصنام ومن لم یشتر فغلا فی توهینه وذمه غلوًا حتّٰی شبهه بقارون وجعله من عبدة الدنیا، وإن کان من رؤساء اهل الإسلام کما یظهر من مطالعة کتابه لأولی الافهام ایضًا وإذا ألهم علیه من خبر حصول المال الکثیر فرح فرحًا شدیدًا وإذا اخبر بأنه المال القلیل فحزن حزنًا کبیرًا کما فی ص: ۵۲۴، ۵۲۲ من کتابه، فلیس ذلک إلّا المدار علٰی حب هٰذا الدار وغایة الجهد فی جمع الدراهم والدینار فاعتبروا یا اولی الأبصار، واللّٰه سبحانه اعلم بالظواهر والأسرار۔

وملخص الکلام فی هٰذا المقام ان التعریف الجامع المانع للقرآن المکرم والفرقان العظم ما ذکره

علماء الإسلام سیما الإمام الأعظم و الھمام المفحم علٰی ما فی الفقه الأکبر و شرحه ”و القرآن منزَّل بالتشدید ای نزل منجمًا علٰی رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم ای فی ثلاثة و عشرین عامًا و ھو فی المصحف ای فی جنسه، و فی نسخة فی المصاحف مکتوب ای مزبور و مسطور و فیه ایماء إلٰی ان ما بین الدفتین کلام اللہ علٰی ما ھو المشھور انتھی۔

و فی مقام آخر من ذٰلک الکتاب و القرآن فی المصاحف مکتوب فی القلوب محفوظ و علی الألسنة مقروء و علی النبی صلی اللہ علیه و سلم منزل بالتخفیف و التشدید و ھو الأولٰی لنزوله مدرجا و مکررا، و المعنی انه نزل علیه، علیه السلام، بو اسطة الحروف المفردات و المرکبات فی الحالات المختلفات انتھی۔

فانظروا یا اولی الألباب إلٰی ھٰذا الرجل العجاب الذی لا یمتاز بین التنزیل و الخطاب و یقول لآیات القرآن انھا کلام فرعون و الشیطان اللعین۔ و مع ھٰذا یدعی انه یظھر اغلاط المجتھدین و یؤید الدین المتین فلیس ذٰلک إلّا الرعونة و الجھل المرکب بالیقین۔

قوله: ”و ذٰلک الکلام ای المسمی بالقرآن ان قاله تعالٰی فی خطاب غیر النبی و فی کتاب متقدم من التوراة و الإنجیل و غیرھما ادنیٰ إلھام و لی فلا یسمی قرآنًا، و إن کان ذٰلک ای ما ألھم من القرآن بعینه۔“

أقول: فی ھٰذا الکلام اغلوطات کثیرة و یکفی بإظھار ما نحن فیه و ھو ھٰذا قد مر الکلام فی ان الخطاب لا دخل له فی کون آیات القرآن قرآنا، انما القرآن ما انزل علیه و اوحی اللہ صلی اللہ علیه و سلم، و من کلامه تعالٰی و القرآن کان قرآنًا قبل التنزیل و یکون قرآنًا بعد الإنزال إلٰی یوم القیامة، و إن الھمت آیة من القرآن علٰی احد من الأولیاء فلا یخرجھا عن کونھا آیة من القرآن بل القرآن فرقان من الأزل إلی الأبد، معناه ھو الکلام النفسی القدیم و نظمه ایضًا من اللہ الکریم و قد سماه اللہ سبحانه بالقرآن الحکیم فکیف یتصور ان یکون القرآن غیر قرآن و تقرر فی عقائد اھل السُنَّة انه لا تغیر علٰی صفاته کما لا تغیر علٰی ذاته تبارک و تعالٰی، و ایضًا فی نھج مقبول الذی لغیر المقلدین اصل الأُصول ما نصه، و لا یجری التغیر علٰی ذاته و لا علٰی صفاته (ص: ۱۰ س: ۱۶۱) انتھی بترجمته، ثم العجب ان صاحب البراھین یسمی ما یدعی القائه إلیه من القرآن آیات قرآنیة کما نقله من ص: ۴۸۵ و ۴۹۸ و ھٰذا صاحب الاشاعة بل الشناعة یلغو بأنھا غیر قرآن و لیست بفرقان و یتفوه فی حق الآیات البینات انھا کلمات شیطانیة و فرعونیة، و لیت شعری بأن ھٰذا الرجل إن لم یبال عن غضب الرحمٰن بسوء الأدب فی حق حضرة القرآن، أفلا یعلم ان ھٰذا توجیه القول بما لا یرضیٰ به صاحبه، فنعوذ باللہ المعین من ھٰذا الجھل المبین، ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و أنت خیر الفاتحین۔

اما ما قال صاحب الاشاعة فی ص: ۳۰۴ ان إلهامات صاحب البراهین لیست من الشیطان اللعین مستدلاً بآیة: انما یأمرکم بالسّوء و الفحشاء، و آیة: الشیطان یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء، لأن تلک الإلهامات غیر مشتملة علی السوء و الفحشاء۔

فأقول: و بحول اللّٰه النصیر احول قدمر علی الصدر ان صاحب البراهین قد ارتکب الکذب علی اللّٰه الکریم و التحریف المعنوی و اللفظی فی آیات القرآن العظیم و تزکیة النفس إلی حد یترقی به إلٰی درجة الأنبیاء علیهم الصلٰوة و الثناء فهٰذا اسوء سوء و افحش الفحشاء و إن لم یبصر به من علٰی عینیه غشاء، و علٰی قلبه عماء نعم کیف یبصر من یخرج من سواد الأعظم شینه، و فی ذلک الکتاب مدحه و زینه فذلک و یدرجه فی الکاملین المکملین بادعاء إلهام رب العالمین لإظهار کمال حاله و مآله علٰی غیر المقلدین و من دونهم من الجاهلین، و یؤَید هٰذا اقواله الباطلة بغایة اهانة القرآن المبین فاللّٰه خیر حافظًا و هو ارحم الراحمین۔

بقی هٰهنا شیء و هو ان صاحب الاشاعة قال فی ص: ۲۵۹ انه ان اشتبه علٰی احد من لفظ النزول فی إلهام صاحب البراهین بأنا انزلناه قریبًا من القادیان، و بالحق انزلناه و بالحق نزل بنزول القرآن او وحی الرسالة فدفعه ان هٰذا اللفظ لیس مخصوصًا بنزول وحی الرسالة او القرآن بل یستعمل بمعنی الکرم و العطاء کما فی قوله تعالٰی: و انزل لکم من الأنعام ثمانیة ازواج، ای اعطٰی لکم فکذالک عطا إلهام المعارف لصاحب القادیان عبر بالنزول فلا یشتبه بنزول القرآن و وحی الآیات اقول هٰذا باطل بوجوه:

احدهما: ان صاحب البراهین الذی انزل إلیه: إنَّا انزلناه لماترجمه لفظ الإنزال و النزول بالمعنی الحقیقی و لهما و قد نقل هٰذه الترجمة صاحب اشاعة السنة فی هٰذه الصفحة فی السطر الثامن فتأویله علٰی خلاف مراد المنزل علیه لیس إلَّا توجیه القائل بما لا یرضی قائله۔

و ثانیها: ان انزال المعارف و الإلهام المعطوف بآیة: و بالحق انزلناه و بالحق نزل، التی لیست هی إلَّا فی بیان انزال القرآن و نزوله ینکر هٰذا التأویل و یبطله بألف لسان۔

و ثالثها: ان لفظ الإنزال فی آیة: و انزل لکم من الأنعام الآیة، محمول علٰی معناه الحقیقی عند اکثر المفسرین بأن اللّٰه تعالٰی انزل الأنعام من الجنة مع آدم أبی النبیین صلوات اللّٰه علیهم اجمعین کما فی المدارک و الکبیر و النیسابوری و الخازن و الحسینی و اللباب و غیرها انهم فسروها بأن الأنعام لا تعیش إلَّا بالنبات، و النبات لا تقوم إلَّا بالماء و قد انزل الماء فکأنه انزله کذا فی المدارک و المعالم و الکبیر و النیسابوری و ابی السعود و البیضاوی و غیرها، فعلی هٰذین القولین لا یجوز تفسیر الإنزال فی الآیة الشریفة ای و انزل لکم من الأنعام الآیة بالعطاء و جمهور المفسرین فسروا النزول فی الآیة الشریفة بالخلق فالآیة مثل آیة و الأنعام خلقها

لکم و مثل أنا خلقنا لهم مما عملت ایدینا انعامًا و هٰذا الوجه ایضًا یأبی حمل الانزال علی العطاء و امّا ما زعم بعض المفسرین بأن انزال الأنعام غیر ظاهر المراد فعبره بالعطاء فلا یلزم منه ان یفسر انزال القرآن و نزوله بالعطاء، لأنه لا یصار إلی المجاز إلّا عند تعذر الحقیقة فقیاسه علٰی انزال الأنعام قیاس مع الفارق، فالحاصل ان صاحب الاشاعة فی الحقیقة بصدد شناعة صاحب البراهین فإنه یمده فی الإضلال و یمده فی الضلال المهین و ما علینا إلّا البلاغ المبین، و الله سبحانه هو الموفق و المعین۔

و اما ما قال صاحب الاشاعة فی توجیه إلهام: یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة، ان صاحب البراهین شبه بمریم لمناسبته روحانیة بینهما و هی ان مریم کما حملت بلا زوج کذالک صاحب البراهین بغیر تربیة الشیخ الکامل و الولی المکمل صار موردًا لإلهامات غیبیة و مهبطا لعلوم الدینیة بمحض ربوبیة من الغیب و ادنی مثال هٰذا التشبیه شعر نظامی:

ضمیرم نه زن بلکه آتش زیست
که مریم صفت بکر و آبستن ست

انتھٰی۔

فباطل، لأن ارکان التشبیه اربعة: المشبه، و المشبه به، و وجه الشبه، و اداة التشبیه لفظًا او تقدیرًا کما فی المطول و غیره ففی فقرة یا مریم إلخ بدون ذکر المشبه، کیف یتصور التشبیه بل خوطب صاحب البراهین بیا آدم و یا عیسٰی و یا مریم و بغیر اهم من اسماء الأنبیاء، فمن المحال ان یکون الشخص الواحد ابًا و اُمًّا و ابنًا و اما الربوبیة الغیبة فلا یفیض تحریف القرآن و دعوی المساواة بالأنبیاء و غیرهما من الاُمور الخارجة عن الشرع بالإیقان، فما ذالک إلّا الطغیان و العصیان و التعدی عن حدود الرحمٰن بما حصل الفراغ من بیان بعض إلهامات، القسم الأوّل و ما یتعلق بها من جواب تأویلات مؤَید فلنذکر شیئًا من القسم الثانی و هی التی تفهم منها فضیلة صاحب البراهین علی الأنبیاء و المرسلین صلوات الله تعالٰی و سلام علیهم اجمعین فنموذجها هٰذا کتب صاحب البراهین فی ص: ۲۴۰ کان الله تعالٰی الهم إلیه بحمدک الله من عرشه نحمدک و نصلی و فی ص: ۵۰۴ یحمدک الله و یمشی إلیک ترجم هٰذا بأن الله سبحانه قال له یحمدک الله و یمشی إلیک مشیًا استمراریًا انتهی۔

یقول الفقیر کان له الحمد لا یکون إلّا بعد الإحسان کما فی التفسیر الکبیر و النیسابوری و فتح العزیز و غیرها و فی مجمع البحار: و الحمد راس لشکر لأن فیه إظهار النعمة و لأنه اعم فهو شکر و زیادة انتهی۔

و فی رد المحتار علی الدر المختار فی تعریف الحمد، و عرفًا فعل ینبیء عن تعظیم المنعم بسبب انعامه إلٰی قوله و الحمد حیث اطلق ینصرف إلی العرفی لما قاله السید فی حواشی المطالع انتهی۔

فمن المحال ان يحمد الله احدًا من مخلوقاته ومعهذا لا يوجد فی القرآن ولا فی الحديث الصحيح التصريح بما حاصله يحمد الله حبيبه محمدًا واحدًا من الأنبياء صلى الله عليه وسلم بل قال تعالٰى لجميع عباده قولوا الحمد الله رب العالمين فكيف يتصور ان يقول الله سبحانه فی حق صاحب البراهين يحمدک الله من عرشه إلخ ای يفضلک علٰى جميع عباده الصالحين والشهداء والصادقين والأنبياء والمرسلين صلوات الله تعالٰى عليهم اجمعين ليت شعری ما انعام صاحب البراهين على الله رب العالمين حتى استحق به حمد محمود الحامدين هل هٰذا إلّا بهتان عظيم نشاء من غاية الكبر والحمق والغرور وغاية الكذب والزور علٰى ان ركاكة هٰذا الكلام المنسوب إلٰى الله العلام ليس بمخفی على العلماء العلام وما جاء فی القرآن المجيد من لفظ الحميد فی وصفه تعالٰى فقد قرن بالغنی والعزيز وغيرهما ليدل علٰى انه عز وجل محمود لا حامد وكما فی التفاسير والتراجم وان فرض ان الحميد بمعنى الحامد فهو سبحانه حامد لذاته وصفاته وفی مجمع البحار: فيه الحميد تعالى المحمود علٰى كل حال انتهی۔ وما نطق القرآن بأنه تعالٰى شاكر وشكور فالمراد منه انه تعالٰى يجازی القليل من العمل بالكثير من الثواب كما فی عامة التفاسير وقال محی السُنّة فی المعالم والشكر من الله تعالٰى ان يعطی فوق ما يستحق انتهی۔ وفی المجمع انه شكور تعالٰى من يزكو عنده العمل القليل فيضاعف جزاءه فشكره لعباده مغفرته لهم انتهٰی۔ وفی القاموس الشكر من الله تعالٰى المجازاة والثناء الجميل انتهی والفرق بين الحمد والمدح ای اثناء الجميل بين ثم من البين ان النبی صلى الله عليه وسلم سری وارتقی إلى الله سبحانه ليلة المعراج كما فی القرآن والحديث وهٰهنا يمشی وينزل الله سبحانه إلٰى صاحب القاديان فسبحان الذی ليس كمثله شیء۔

ثم فی ص: ۵۵۸ ادعی صاحب البراهين بأنه ألهم إليه هٰذا الإلهام: الم نشرح لک صدرک، الم نجعل لک سهولة فی كل امر بيت الفكر وبيت الذكر ومن دخله كان آمنًا وصرح فی ترجمته ان الله اعطانی بيت الفكر وبيت الذكر والمراد من بيت الفكر علو بيتی الذی اشتغلت فيها بتأليف البراهين واشتغل، والمراد من بيت الذكر المسجد الذی بنيته فی جنب تلک العلو وصف الله ذلک المسجد بالفقرة الأخيرة ای ومن دخله كان آمنًا، انتهیٰ بترجمة عبارته۔

يقول الفقير كان الله له: ان هٰذه الآية ای: ومن دخله الآية نزلت فی شأن بيت الله المبارک كما قال تعالٰى: إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ . فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيْمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ اٰمِناً (آل عمران ۹۶، ۹۷) وما مدح الله الكريم مسجد النبی صلى الله عليه وسلم ولا المسجد الأقصى الذی هو قبلة الأنبياء بهذا النعت العظيم المختص بالبيت الكريم فإدعاء صاحب البراهين بأن هٰذه الآية انزلها الله سبحانه عليه فی وصف مسجده اقرار بفضله عليهما، ظهر من هنا شیء وهو أنّ صاحب البراهين اشتهر فی ابتداء كتابه

انه یملک العقار وغیرها التی قیمتها عشر آلاف روبیة۔

وادعی انه صاحب الإلهام والمخاطبة الإلٰهیة فمع هٰذا القرب الأتم والطول المعظم ما حج إلی الیوم بیت الله المکرم، لأن الحج لتحصیل تکفیر الخطیات وامن یوم المجازات وهٰذان الأمران حاصلان له فإن الله تعالٰی قال له إعمل ماشئت فإنی قد غفرت لک (ص: ۵۶۰)۔

والأمن المطلوب قد حصل لمصلی مسجده وهو مع الخیر امامه وبانیه وسبق من ص: ۵۶۲ ان الدین المتین اثبت علٰی جمیع الأنام والله تعالٰی امر الناس بأن یأخذوا الطریقة الحقة من صاحب القادیان انتهی۔

فما الحاجة إلٰی اداء الحج بل یحسب ادعائه قادیانیة الیوم مکة المحمیة فنعوذ بالله من شر شر البریة فالأنبیاء وسید المرسلین کانوا یحجون ویطوفون البیت ولم یحج من یمشی إلیه ویحمده رب البیت۔

ثم قال فی ص: ۵۶۰: انه ألهم الله سبحانه إلیه هٰذا الکلام: انت معی وانا معک خلقت لک لیلًا ونهارًا انت منّی بمنزلة لا یعلمها الخلق انتهی۔

یقول الفقیر کان الله له: قال الله تعالٰی: وما محمد إلَّا رسول الآیة، وایضًا: محمد رسول الله الآیة، فعلم منزلة حبیب الرحمٰن من القرآن صلی الله علیه وآله قدر عزه وکماله ولنعم ما قیل فمبلغ العلم فیه انه بشر وانه خیر خلق الله کلهم۔ فیعلم هٰذه المنزلة الخلق ویشهدون انه رسول الخلق ویدعی صاحب البراهین انه یقول الحق فی شأنه انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق، فثبت من ظاهر هٰذا الکلام فضیلته علیه وعلٰی سائر النبیین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین وهو کاذب فیه بالیقین ثم کتب صاحب البراهین فی ضمیمة اخبار ریاضی الهند المجریة فی بلدة امرتسر الغرة مارج الشهر الإنجلیزی ۱۸۸۶ء المطبوعة فی بلدة هوشیاربور، ان الله تعالٰی قال فی حق انت منی وانا منک ص: ۱۴۸ س: ۴، من کالم الثانی، وقال تعالٰی فی حق ولده المبشر به الأول والآخر مظهر الحق والعلا کأن الله نزل من السماء (ص: ۱۴۷، س: ۱۴، ۱۳) من کالم الثانی یقول الفقیر کان الله له: الإلهام الأوّل هو فقرة الحدیث الصحیح المتفق علیه، قاله صلی الله علیه وسلم لعلیٍّ: انت مِنِی وانا منک، ای انت متصل بی فی النسب والصهر والسابقة والمحبة وغیرها کذا فی القسطلانی والکرمانی شرح البخاری یعنی فی الأخوة والقرب وکمال الإتصال والإتحاد کذا فی المرقات واشعة اللمعات شرحی المشکوٰة وقال الکرمانی: ومن هٰذه تسمی اتصالیة انتهی۔

فعلم منه ان صدور هٰذا الکلام بین القریبین من النسب والصهر وغیرهما صحیح لا شک فیه، واما الله المنعوت بنعت لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد والموصوف بصفة لا یتصل بشیء ولا یتحد لا یشبه مع شیء کما صرح به علماء العقائد فکیف یقول الله سبحانه لأحد من عباده: انت مِنِی وانا منک؟ حاشاه! فتحقق ان هٰذا بهتان بهت صاحب البراهین لغرض إثبات فضیلته من الأنبیاء والمرسلین صلوات الله علیهم اجمعین، واما

الإلهام الثانی فهو ایضًا کذب محض و بهتان عظیم، لأن المشابهة المعبرة بلفظة کانَّ اشد مشابهة من غیرها کما مر من الإتقان فلما اشتبه ولد صاحب البراهین اشد مشابهة به سبحانه وتعالٰی عما یقول الظالمون علوًّا کبیرًا، فوالده فی اعلی العُلی یعنی یعادل الإلٰه بلا اشتباه فسبحان من تازه عما یصفه الملحدون، ونعوذ ب الله من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشیاطین وان یحضرون۔ ولٰکن هٰذا آخر الرسالة المسماة بـ"رجم الشیاطین برد اغلوطات البراهین" والحمد لله رب العالمین وصلی الله تعالٰی علیی خیر خلقه وحبیبه محمد وعترته کلما ذکره الذاکرون وکلما غفل عن ذکره الغافلون وبعد ختم هٰذه الرسالة یعرض المشتاق الٰی وفور کرم الخلاق محمد ابو عبدالرحمٰن الفقیر غلام دستگیر الهاشمی الحنفی القصوری کان الله له لساداتنا وموالینا حضرات علماء الحرمین الشریفین زادهم الله الکریم حرمةً وکرامةً فی الدارین وعزةً وشرافةً فی الملوین بانی عثرت فی الصفر المظفر من ۱۳۰۲ من هجرة سید المرسلین صلوات الله وسلامه علیه وعلٰی سائر الأنبیاء اجمعین علٰی اشتهار صاحب البراهین الذی مرَّ نقله فی ابتداء هٰذا التحریر واشتهر بطبعه عشرین الفًا فی اقطار الأرض غایة التشهیر فلما رأیت فیه ان مشتهره ادعی بتالیف کتابه بأمره وإلهامه تعالٰی ووصف بنفسه فیه بأوصاف یتعدی بها حدود الله عزوجل کرهت ذلک وما طاب نفسی عما هنالک، ثم رأیت کتابه لکشف حقیقة الحال بالکمال فوجدت إلهاماته مخالفة للشرع الشریف بتحریف کلام الله اللطیف وغیر ذلک مما صرحته فی هٰذه الأوراق بعون الملک الخلاق فکتبت إلٰی مؤلف البراهین بنیته اداء حق اخوة الإسلام ان یرجع من هٰذه الدعاوی الکاذبة المرام ویبیع کتابه ببیان رد الأدیان الباطلة النظام فما جابنی بذلک وما تاب عما هنالک فذکرت بعد ذلک فی بعض مجالس تذکیر المسلمین ان إلهامات کتابه حرفت وبدلت کلام رب العالمین وشارک مؤلفه نفسه فی فضائل النبیین وجعل القرآن عضین فطلب منی مؤیده صاحب الاشاعة الخلوة للکلام فی امرا لإلهام فلعلمی بأن صاحب البراهین ومؤلف الاشاعة واصف احدهما للآخر فی الکتاب واظهر الثانی حقیقة الأوّل فی رسائله عند الأصحاب وبهٰذه المواصفة والممادحة امن بحقیقة صاحب البراهین اکثر العلماء وجمیع العوام من غیر المقلدین، وبعض العلماء وکثیر العوام من المقلدین وصار قادیانه مرجعًا للخواص والعوام مثل بیت الحرام ما رضیت بالمکالمة فی الخلوة بل طلبت البحث معه لإظهار الحق بمحضر من العلماء والأذکیاء فما قبل صاحب الاشاعة هٰذا المدعا بل ما اجابنی فی هٰذا الدعا فبعد ذلک فی شهر الجمادی الأُخریٰ اعلنت بطبع الإشتهار ان اکثر إلهامات صاحب البراهین مخالفة لأصول الدین الإسلام فإنه اطلب منه ومن مؤیده صاحب الاشاعة المناظرة فی مجلس العلماء الأعلام حتّٰی یظهر الحق ولا یختل عقائد الخواص والعوام فما اجابا بذلک ایضًا ثم کتبت فی شهر رمضان المبارک رسالة هندیة لرد هفواتهما نصرةً للدین وعرضتها علٰی علماء الفجناب والهند فوافقوا بی فی اعتبار مخالفة صاحبی البراهین والاشاعة للشرع المتین وبعد ذلک: قال لی بعض رؤساء بلدة

امرتسر بأن المسلحة فی المناظرة لإظهار الحق اولًا و باشتهار ماظهر من الحق ثانیًا فقبلته و قلت له انی سعیت لهٰذا الأمر منذ ثمانیة عشر شهرًا لٰکن لا یقبله صاحب البراهین، فقال لی: انی اسعی للمناظرة و اکتب إلی صاحب البراهین ثم کتب إلَیَّ ذلک الرئیس ان صاحب البراهین یقول فی کتابی تصوف فأناظر بحضرة من العلماء الصوفیة و سمی ثلاثة رجال فقبلتهم و طلبت منه ان یجمع معهم العلماء الثلاثة الآخرین و یعین الیوم للمناظرة عند القوم فما اجابانی إلی الآن و ما انطبعت تلک الرسالة الهندیة إلی هٰذا الزمان رجاءً ان تتزین بتصحیح حضرات علماء الحرمین المحترمین لیظهر نهایة اعتمادها عند المسلمین و ینسد اختلال الدین المتین، و یرجع إلی الحق بعض العلماء من المقلدین المصدق لصاحب البراهین فترجمتها فی العربیة فی شهر شوال ۱۳۰۳ھ و ما فعلت ما ذکرت إلّا حمایةً للقرآن المبین و رعایةً لحقوق حضرات الأنبیاء و المرسلین صلوات اللّٰه و سلامه علیهم اجمعین، و صیانةً لعقائد المسلمین و ارسلها إلٰی جنابکم المحیی لمراسم الدین و المعاذ و الملجاء للمؤمنین مع الکتاب البراهین و رسالة الاشاعة المشتملة علٰی وصفه تأویل اقواله و مع اشتهاری صاحب البراهین لطلب التوجه من حضرتکم إلٰی ملاحظة هٰذه الرسالة و توافق النقل بالأصل فإن کان ما کتبته حقًّا موافقًا بالکتاب و السُّنَّة و إجماع الأُمَّة فدینوها بتصحیحکم الشریف و ما کان فیها من الخطأ و السهو فأصلحوها بإصلاحکم النظیف، و بینوا ابالبیان الشافی و الشرح الکافی طلبًا للأجر العافی حکم صاحبی البراهین و الاشاعة و معتقدیهما و حکم کتابیهما شریعةً و طریقةً حتّٰی یطمئن المسلمون و یرجعون إلی الحق کلهم اجمعون فجزاکم اللّٰه الشکور خیر الجزاء فی الدنیا و العقبیٰ و سلمکم و ابقاکم لتأیید دین سیّد الأنبیاء علیهم الصلٰوة و الثناء و زادکم اللّٰه تعالٰی بسطة فی العلم و الجسم لإحقاق الحق و إبطال الباطل عند الکرام و علیکم مدار الإسلام إلٰی یوم القیام و السلام خیر الختام مع الإکرام، و رزقنا اللّٰه المجیب الدعوات لقائکم و زیارتکم الموصلة إلی السعادات العظمیٰ و البرکات الکبریٰ بالأمن و الأمان و الإسلام، و الحمد للّٰه رب العالمین و الصلٰوة و السلام علٰی مظهر جماله و نور کماله و آلهٖ و صحبهٖ قدر جوده و نواله عدد جمیع معلومات العلیم العلام۔

تَمَّتِ الرِّسَالَة و شرعت التقاریظ

تقریظ حضرة سیّد العلماء سیّد الأتقیاء مولانا مولوی محمد رحمت اللّٰه الهندی المهاجر الذی اعزه حضرت سلطان الروم بتجویز شیخ الإسلام فی الروم بخطاب پایه حرمین شریفین و کتب له فی منشوره بألقاب عالیة۔

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

اما بعد! فإنی سمعت هٰذه الرسالة من اوّلها إلٰی آخرها فوجدتها صحیحة العبارة و المضمون و النقول التی

نقلها حضرت مؤلف هٰذه الرسالة جزاه الله خيرًا مطابقة للأصل و قد سمعت قبل هٰذا ايضًا من الثقات المعتبرين حال صاحب البراهين الأحمدية فهو عندى خارج من دائرة الإسلام لا يجوز لأحد إطاعته و جزى الله مؤلف هٰذه الرسالة عسٰى ان ينجو بمطالعها كثير من الناس من ان يتبعوا صاحب البراهين الأحمدية عصمنا الله و جميع المسلمين من اغواء الشياطين ومكرهم و خديعتهم وانا الفقير الراجى رحمة الله ابن خليل الرحمٰن غفر الله لهما ولجميع المسلمين اجمعين۔

تقريظ حضرة مفتى الأحناف بمكة المكرمة

الحمد لمن هو به حقيق و منه استمداد العون و التوفيق الحمد الله الذى تنزهت ذاته العلية عن الغفلة والنسيان وتقدست اسمائه و صفاته عن ان يعتريها زوال او نقصان وجعل العلماء فى كل عصر وزمان قائمين بحفظ الشريعة و قواهم علٰى إظهار الحق و اخماد الباطل بلا مداهنة شنيعة و اجرا لهم بذلك اجرًا و افرًا و خيرات بديعة حيث بينوا ما هو صواب و ما هو خطاء كسراب بقيعة، و الصلٰوة و السلام علٰى سيدنا محمدِن الذى جمع فيه مولاه الفضل جميعه و علٰى آله و اصحابه ذوى النفوس السميعة المطيعة اما بعد!

فقد اطلعت علٰى هٰذه الرسالة الشريفة و النقول اللطيفة فرأيتها هى التى تقر بها العينان و ان غلام احمد القاديان قد هوىٰ به الشيطان فى اودية الهلاك و الخسران فجزى الله جامع هٰذه الرسالة خير الجزاء و اجزل ثوابه و احسن يوم القيامة مآبنا و مآبه آمين۔ و صلى الله تعالٰى علٰى سيّدنا محمد و علٰى آله و صحبه امر برقمه خادم الشريعة راجى اللطف الخفى محمد صالح ابن المرحوم صديق كمال الحنفى مفتى مكة المكرمة حالًا كان الله لهما حامدًا مصلّيًا مسلّمًا۔

تقريظ حضرة شيخ العلماء مفتى الشافعية بمكة المحمية

الحمد الله الذى يسر بهٰذا الدين من يقوم بحقه من خفض كل زنديق ضال مضل وردعه و قمعه و نصر كل عالم هاد مهتد و اعانته و رفعه و بعد!

فقد نظرت فيما نسب لغلام احمد القاديانى الفنجابى فإن صح ما نسب إليه عنه كان من الضالين المضلين ومن الزنادقة للملحدين ومثله فيما ذكر محمد حسين المؤيد له برسالته المسماة باشاعة السنة فكل منهما يجب علٰى ولى الأمر وفقه الله لما يحبه ويرضاه ان يعزرهما التعزير البليغ الذى يحصل به ردعهما وردع امثالهما، و اما ما الفه الإمام الفاضل و الهمام الكامل الشيخ محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگير الهاشمى الحنفى القصورى فى بيان ضلال المذكورين و ابطال اقوالهما وسماه برجم الشياطين برد اغلوطات البراهين فتاليفه المذكور هو الحق الذى لا شک فيه فجزاه الله عن الإسلام و المسلمين الجزاء الجميل و احله فى القلوب المحل

الجليل، واللّٰه سبحانه وتعالٰى اعلم قاله بفمه ورقمه بقلمه المرتجى من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل مفتى الشافعية بمكة المحترمة غفر اللّٰه له ولو الديه ولجميع المسلمين۔

تقريظ حضرة مفتى المالكية بمكة المحمية

الحمد اللّٰه رب العالمين، رب زدنى علمًا، اللّٰهم هداية للصواب من يهدى اللّٰه فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له، اما صاحب هٰذا المقال فقد انعمس فى ابحر الخواطر الشيطانية والهواجس النفسانية فما اكذبه واشقاه حيث ادعى ما ادعاه من الدجل المنصوص عليه يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤُكم الحديث، واما المؤَيد له بالرسالة المسماة باشاعة السنة فهو اشقى منه لقوله تعالٰى: ولا تعاونوا على الإثم والعدوان الآية، فكل منهما يجب علٰى ولى الأمر تعزيرهما التعزير البليغ، واما ما الفه الفاضل العلامة للشيخ محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگير الهاشمى الحنفى القصورى فى بيان ضلال المذكورين وابطال أقوالهما فقد اجاد فيه بما ذكره من الحث البليغ علٰى اتباع الدين الحق القوام واللّٰه اعلم، اللّٰهم لا تجعلنا ممن اتبع هواه وسلک طريق الشيطان فأغواه وحسن له سوء المقال فأرواه آمين بجاه الإيمان، كتبه الراجى العفو من واهب العطية محمد ابن المرحوم الشيخ حسين مفتى المالكية ببلد اللّٰه المحمية مصلّيًا ومسلّمًا۔

تقريظ حضرة مفتى الحنابلة بمكة المعظمة

الحمد اللّٰه الذى انزل علٰى عبده الكتاب الصادق فى قيله القائل فيه، وان هٰذا صراطى مستقيمًا فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله، والصلٰوة والسلام علٰى سيدنا محمد نبيه وحبيبه وخليله وعلٰى آلهٖ واصحابهٖ وانصارهٖ وتابعى سبيله، امابعد!

فقد اطلعت علٰى هٰذه الرسالة الشريفة المشتملة على النقول الصحيحة الصريحة المنيفة فرأيتها محكمة مؤَيدة شافية كافية مفيدة تقر بها اعين الموحدين اهل السُنَّة والجماعة وتعمى بها اعين المعتزلة والخوارج والملحدين والمبتدعة المارقين من الدين كما يمرق السهم من الرمية، كما اخبر بذالک خير البرية وهى التى اظهرت زيغ احمد القاديانى وانه مسيلمة الكذاب الثانى واظهرت تلبيس إبليسه الشيطانى فجزى اللّٰه مؤَلفها عن المسلمين خيرًا كثيرًا واجرًا جزيلًا جميلًا كبيرًا، وصلى اللّٰه علٰى سيّدنا محمد خاتم النبيين والمرسلين وعلٰى آله وصحبه اجمعين امر برقمه الحقير خلف بن إبراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة حالًا حامدًا مصلّيًا مسلّمًا۔

تقریظ حضرۃ مفتی الحنفیۃ فی المدینۃ النبویۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ السرمدیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسأل اللہ سبحانہ المولی الکریم ذاالجلال التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول الحمد اللہ الواحد الفرد الصمد المنزہ عن الشریک والولد الذی بعث الرسل الکرام بالحجج الواضحۃ والآیات البینات وایدہم بالإرھاصات الخارقۃ بالمعجزات المنزل علیٰ خاتم انبیائہ وسید اصفیائہ کتابًا معجزًا مبینًا القائل فیہ جل شانہ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُم الْإِسْلَامَ دِيْناً کتابًا ھادیًا إلی الصراط المستقیم وناطقًا بکل امر رشید لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید، والصلوٰۃ الدائمۃ والسلام التام علی النبی الداعی إلیٰ سبیل النجاح والإستقامۃ المبنی عن کل کذاب ومبیر إلیٰ یوم القیامۃ۔

القائل فیما رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: ”یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فإیاکم وإیاھم! لا یضلونکم ولا یفتنونکم!“

والقائل فیما رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: ”من دعا إلیٰ ھدیً کان لہ من الأجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئًا، ومن دعا إلی الضلالۃ کان علیہ من الإثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامھم شیئًا۔“

والقائل فیما رواہ احمد والنسائی والدارمی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ”خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطًّا، ثم قال: ھٰذا سبیل اللہ، ثم خطّ خطوطًا عن یمینہ وعن شمالہ وقال: ھٰذہ سبل علیٰ کل سبیل منھا شیطان یدعو إلیہ، وقرأ: ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ الآیۃ۔“

والقائل فیما رواہ ابن ماجۃ عن انس رضی اللہ عنہ: ”إتبعوا السواد الأعظم فإنہ من شذ شذ فی النار۔“

والقائل فیما رواہ احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: ”ان الشیطان ذئب الإنسان کذئب الغنم یأخذ الشاۃ القاصیۃ والناصیۃ وإیاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ۔“

والقائل فیما رواہ مالک فی المؤطا عن مالک بن انس: ”ترکت فیکم امرین لن تضلوا اما تمسکتم بھما: کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔“

والقائل فیما رواہ مسلم عن محمود بن لبید رضی اللہ عنہ: ”أیلعب بکتاب اللہ وأنا بین اظھرکم؟“

والقائل فیما رواہ ابو یعلیٰ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: ”ان احبکم إلیَّ واقربکم مِنّی الذین یلحقنی علی العھد الذی فارقنی علیہ۔“

و القائل فیما رواہ البیھقی فی الشعب عن جابر: ”لتھوکون کما تھوکت الیھود و النصاریٰ لقد جئتکم بھابیضاء نقیۃ لو کان موسیٰ حیًّا ما وسعہ إلّا اتباعی۔“

و القائل فیما اتفق علیہ الشیخان و رواہ ابو داؤد و الترمذی عن عائشۃ: ”من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منہ فھو رَدٌّ۔“

و القائل فیما رواہ احمد و مسلم و الأربعۃ عن ابی سعید: ”من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ فإن لم یستطع فبقلبہ و ذلک أضعف الإیمان“ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ نجوم الحق و عترتہ و احزابہ فھٰذا الخلق اما بعد!

فقد سرحت طرف الطرف فی جنات طروس ھٰذا التألیف الشائق و ارتعت شدینۃ الفکر الفاتر فی اریض روض سطور ھٰذا المصنف الفائق فوجدتہ متکفلًا للرد بالأدلۃ القاطعۃ المزھقۃ لباطل ھٰذا المارق من الدین الشقی الخب اللئیم کافیا لتزییف اقوالہ الباعثۃ لإضلال کل ذی فھم سقیم فلقد اجاد حتّٰی بلغ غایۃ الرمی و المرام من الاجادہ و افاد اثابہ اللہ الأجر الجزیل و انا لہ الحسنی و زیادۃ و صلی اللہ علیٰ سیّدنا محمد النبی الأُمّیِّ و آلہٖ و صحبہٖ و سلم نمقہ الفقیر إلیٰ عفو ربہ القدیر عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی المدینۃ المنورۃ الحنفی عفی عنہ ذو القعدۃ ۱۳۰۴ ھ۔

تقریظ حضرۃ مفتی الشافعیۃ فی المدینۃ المنورۃ و وکیل المدرسۃ بالحرم الشریف النبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ محمدًا بالھدیٰ و دین الحق و انزل علیہ الکتاب معجزۃ باھرۃ و آیۃ مستمرۃ علیٰ تعاقب العصور دالۃ علیٰ کمال الصدق و جعلہ خاتم النبیین و سیّد المرسلین و رحمۃ للعالمین و عم بعثتہ إلی الثقلین إلیٰ یوم الدین و نسخ شرعہ جمیع الشرائع الماضیۃ، و شرعہ لا ینسخ، و حکمہ لا یفسخ، و سد بانتقالہ صلی اللہ علیہ و سلم إلی الرفیق الأعلی باب الرسالۃ و النبوۃ إلیٰ آخر الزمان فلیس لأحد بعدہ إلا اتباع شریعتہ الغراء ذات النور و البرھان، صلی اللہ علیہ و سلم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ أئمۃ الھدیٰ و مصابیح الدجی و التابعین لھم بإحسان ما کر الجدیدان اما بعد!

فإننا قد تأملنا ھٰذہ الرسالۃ فوجدناھا واضحۃ الدلالۃ براھینھا قاطعۃ الرقاب شبہ الملحدین و انوارھا ساطعۃ ماحیۃ لظلمات وساوس الشیاطین قد اتت بالقول الفصل الذی لیس بالھزل، و اوضحت طریق الحق و منھاج الصدق و اشتملت علی النصوص الموافقۃ لما ھو معلوم من الدین بالضرورۃ و وضحت تلبیسات احمد

القادیانی وزون ولا ریب ان احمد المذکور لیس احمد إلّا عند إخوانه الشیاطین بل هو اجدر بأن یسمی اذم عند اهل الإیمان والیقین وان ما اتی به من الأباطیل فهو ضلال مبین والوحی الذی افتراء وحی الشیاطین لا وحی الأنبیاء والمرسلین وعند التأمل فی زخرفه وضلاله تجده مصداق قوله تعالٰی: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نِبِيٍّ عَدُوّاً شَيَاطِيْنَ الإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوراً وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ. وَلِتَصْغَى إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُواْ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ (الأنعام ١١٢، ١١٣)۔ إلٰی قوله: لاَمُبَدِّلِ لِكَلِمٰتِهِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الأنعام ١١٥) وفی الحقیقة شأنه کشأن مسیلمة الکذاب ذی الضلال والإرتیاب بل هو أضر کیدًا من إبلیس فی التدریس والتلبیس، لأن امر إبلیس قد ظهر وانذر الله بنی آدم کیده وحذر وهٰذا قد لبس الباطل بصورة الحق وموه الکذب والإفتراء علی الله فی مثال الصدق فأراح الله منه البلاد والعباد بتدمیره ومحو ما ثبته فی الأرض من الفساد فوجب علٰی کل مؤمن التمسک بما دل علیه مضمون هٰذه الرسالة والتجنب من مزخرفات براهین احمد القادیانی وافتراه من السفاهة والضلالة وصلی الله علٰی سیّدنا محمد خاتم النبیین المنزل علیه الکتاب المبین المحفوظ من القاءات الشیاطین وعلٰی آله وصحبه وسلم اجمعین والله اعلم بالصواب امر برقمه السید إسماعیل البرزنجی مفتی الشافعیة بالمدینة المنورة وکیل مفتی الشافعیة المدرس بالحرم الشریف النبوی السید احمد البرزنجی۔

تقریظ حضرة مدرس المسجد النبوی علٰی صاحبها السلام السرمدی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

والحمد الله الذی خلق جمیع عبیده لأجل معرفته وتوحیده ولیفرقوا بین وجودهم ووجوده ویعلموا مزیة انعامه وجوده احمده ان اقام لنا الدین واوضح طریقه للمهتدین واشکره ان ارسل إلینا رسولًا ختم به النبوة والرسالة، وحسم به ابواب الشبه والضلال وایده بالمعجزات الباهرات والآیات البینات ونسخ بشریعته جمیع الشرائع والأحکام وجعلها باقیة إلٰی یوم البعث والقیامة، وایضًا وانزل علیه الذکر الحکیم والصراط المستقیم والنور المبین والحبل المتین وتکفل جل وعلا بحفظه علٰی مصر السنین من تغیر المضلین وإلحاد الملحدین صلی الله علیه وعلٰی آله واصحابه الذین من اقتدی بهم فبهداه اقتدیٰ ومن حاد عن طریقهم فقد جار واعتدیٰ وبعد!

فلما اجلت طرف الطرف فی فیافی هٰذه الرسالة الغراء المشتملة علی الحث البالغ علٰی اقتفاء الدین الحق وانتداب إلیه والولوع به والأغراء وکان ذلک فی حال استعجال مع غال من کثرة الإشتغال وهجوم البلیال

على البال الفيت انوار التحقيق عليها رائحة و دلائلها بينة محكمة و اضحة حافلة لما هو معلوم بالضرورة من الدين كافلة برد شبه الملحدين المضلين فاضحة عوار هٰذا الدعى الزنديق المدعو بأحمد القاديانى حفيد ابى مرة الذى ناف علٰى جده إبليس فى الضلال و الإغواء بألف مرة فأثاب الله مؤَلفها الثواب الجزيل حيث حمى حمى هٰذا الدين المتين بإبطال ما لبسه المبير الكذاب من البراهين وادخل به الشک علٰى قلوب جهلة العوام و المغفلين فيجب علٰى كل مؤمن يؤمن بالله ويصدق بكتبه ورسله ان يعتقد ويجزم بأن ما رد به صاحب هٰذه الرسالة هو الحق الموافق لقواعد الإيمان وإن ما قاله صاحب البراهين الأحمدية و الاشاعة زور و بهتان فماذا بعد الحق إلّا الضلال؟ ومن يبتغ غير الإسلام دينًا فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين، ان ربک هو يعلم من يضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين، قد جاءكم بصائر من ربكم فمن ابصر فلنفسه ومن عمى فعليها، بصرنا الله و المسلمين بطريق الإستقامة و الهداية وجنبنا اجمعين طرق الضلالة و الغواية انه علٰى ما يشاء قدير وبالإجابة جدير وصلى الله علٰى سيّدنا ومولانا محمد القائل من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له وعلٰى آلهٖ وصحبه و التابعين له وعلينا معهم برحمة الله، آمين! قاله بفمه ورقمه بقلمه العبد الأحقر محمد على بن طاهر الوترى الحسينى الحنفى المدنى خادم العلم و الحديث بالمسجد الشريف النبوى وذلک فى اليوم الحادى و العشرين من ذى القعدة الحرام سنة اربع بعد الثلاثمائة و الألف۔

تقريظ احد المشاهير من علماء پٹنه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الذى انزل الفرقان علٰى سيّد الإنس و الجان وأخمد به الباطل و الشرک و الطغيان، و الصلٰوة و السلام علٰى رسوله محمد و آله وصحبه و التابعين لهم بإحسان مد الدهور و الأزمان وبعد!

قد طالعت بعض هفوات غلام احمد مقيم القاديان فى كتابه البراهين الأحمدية وفى الاعلان فوجدته من تلبيسات الشيطان وليس من إلهامات الرحمٰن، بل ما ذلک إلّا بهتان وهذيان فمن اتبعه عد من اهل الخسران وهٰذه الرسالة نظرت ايضًا فى لطائف ردها فاطمئن بها الجنان فعسٰى ان ينجو بمطالعتها كثير من الإخوان من اهل السُنَّة و الجماعة وغيرهم بفضل الكريم المنان فجزى الله المؤَلف اعلى الجنان كتبه الحقير محمد بن عبد القادر باشه الفتنى الحنفى عفا الله عنه وعن والديه و احسن إليهما و إليه۔

حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد! واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۔۔۔ جو علماء غیر مقلدین سے ہے ۔۔۔ غیر اسلامی فرقوں پر دینِ اسلام کی حقیقت ظاہر کرنے کی غرض سے اُردو زبان میں ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام ”براهين احمدية علٰى حقيقت

کتاب اللّٰہ و النبوۃ المحمدیۃ‘‘ رکھا اور چاروں حصے اس کے، شہر امرتسر سے چھپوائے اور اس کے تیسرے حصے میں دعویٰ کیا کہ کامل ولیوں کا اِلہام قطع اور یقین کا مفید ہوتا ہے اور باتفاق سوادِ اعظم علماء کے وحی رسالت کا مترادف ہے۔ چنانچہ اصلی عبارت اس کی رسالہ عربیہ میں منقول ہے۔ پھر بیس ہزار قطعہ اشتہار کا بدیں مضمون چھپوا کر شائع کیا کہ کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ جس کو خدا کی طرف سے مؤلف (مرزا قادیانی) نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے اور اس نے اپنے اِلہامات و خوارق و کرامات واخبارِ غیبیہ واَسرارِ لدنیہ وکشوفِ صادق ودُعائیں مستجابہ کے راست ہونے سے دِینِ اسلام کی راستی وصدق ظاہر کیا ہے، اور ان خوارق وغیرہ پر آریہ وغیرہ شاہد ہیں، جس کا ذِکر تفصیل وار کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ میں درج ہے، اور مصنف کو علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے بہ شدّت مشابہ ہیں، اور اس کو خواص انبیاء ورُسل کا نمونہ بنا کر برکت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اکابر اولیاء وماتقدم پر فضیلت دی گئی ہے اور مصنف کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت ہے اور اس کی مخالفت سبب بُعد وحرمان کا ہے (یعنی حق تعالیٰ کی رحمت سے)، ثبوت اور دلائل اس کے براہین احمدیہ کے چاروں حصص مطبوعہ کے پڑھنے سے جو ۳۷ جزو ہے ظاہر ہوتے ہیں (اور ادنیٰ قیمت اس کی پچیّس روپیہ مقرر ہے)۔ پھر اسی اِشتہار میں درج ہے کہ ’’اور اگر اس اِشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دِلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اِتمامِ حجت ہے، جس کا خدا تعالیٰ کے رُوبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔۔۔ الخ۔‘‘ المشتہر: مرزا غلام احمد قادیانی ضلع گورداسپور ملک پنجاب، مطبوعہ: ریاض ہند پریس، امرتسر، پنجاب، انتہا ملخص (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳ تا ۲۵)۔

پس اس اشتہار کی ترغیب کے سبب صدہا اہلِ اسلام نے اس کی کتاب خریدی، چنانچہ پنجاب وہندوستان وغیرہما میں وہ کتاب بہت مشہور ہوئی۔ اس کے تیسرے، چوتھے حصے میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ بہت سی آیاتِ قرآنی وعباراتِ عربیہ اس پر اِلہام ہوتی ہیں، جیسا کہ صفحہ:۴۸۵، خزائن ج:۱ ص:۵۷۷ میں لکھا ہے۔ اور یہ بھی صاف دعویٰ کیا ہے کہ اکثر آیاتِ فضائلِ انبیاء اس پر نازل ہوتی ہیں، اور ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مخاطب کیا ہے، اور ان خطابات سے وہی مراد ہے، اور اکثر اِلہامی باتیں بلکہ سب کی سب جو اس پر وحی ہوتی ہے۔۔۔ پرلے درجے کی اس کی تعریف ہے۔۔۔ جس سے نبیوں کے مرتبے کو اس کا پہنچ جانا نکلتا ہے، بلکہ بعض ملہمات سے اس کی انبیاء سے ترقی اور تعلّی سمجھ میں آتی ہے، والعیاذ باللّٰہ من ذالک۔۔۔!

جیسا کہ دونوں قسم کے ملہمات کا ہم نمونہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذِکر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی کرنے کی نیت سے ہم ان کا رَدّ لکھتے ہیں۔ پہلے قسم کے اِلہامات کا نمونہ جس کو براہین احمدیہ کا مؤلف (مرزا قادیانی) کامل اِلہام اور وحی رسالت کی مانند جانتا ہے یہ ہے ان آیات اور عربی فقرات کا ترجمہ:

۱- اے احمد! اللہ نے تجھ میں برکت دی۔

۲- تم نے کنکر نہیں پھینکے، جب پھینکے تھے، لیکن خدا نے پھینکے تھے۔

۳۔تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔

۴۔اور تا کہ ظاہر ہو گنہگاروں کا راستہ۔

۵۔تو کہہ دے میں مامور ہوں اور اوّل ایمان لاتا ہوں ان اِلہاموں پر۔

۶۔تو کہہ حق آ گیا اور جھوٹ نابود ہوا، جھوٹ نابود ہی ہونے والا ہے۔

۷۔تو کہہ اگر میں افتراء کرتا ہوں یعنی خدا پر، پس مجھ پر گناہ ہے۔

۸۔اور تو اپنے رَبّ کی نعمت سے دیوانہ نہیں۔

۹۔تو کہہ دے اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اِتباع کرو، خدا تم سے محبت کرے گا۔ براہین احمدیہ ص:۲۳۸، ۲۳۹، خزائن ج:۱ ص:۲۶۶، ۲۶۷ سے یہ نو اِلہام منقول ہوئے ہیں۔

پھر صفحہ:۲۴۰، خزائن ج:۱ ص:۲۶۵ میں یہ پانچ اِلہام درج ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱۰۔ہم مسخری کرنے والوں سے تیرے لئے کافی ہیں۔

۱۱۔اور تو کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو، میں بھی عمل کرتا ہوں، جلد تم معلوم کرلو گے۔

۱۲۔وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر ناپسند کریں۔

۱۳۔جب آ گئی نصرت اور فتح خدا کی۔

۱۴۔یہ میرے پہلے خواب کی تاویل ہے جس کو خدا نے سچ کر دیا ہے۔

پھر ص:۲۴۱، خزائن ج:۱ ص:۲۶۶ میں یہ پانچ اِلہام لکھے ہیں:

۱۵۔تو خدا کا نام لے، پھر ان کو چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔

۱۶۔اور ہرگز نہ راضی ہوں تجھ سے یہود اور نصاریٰ۔

۱۷۔اور تو کہہ خداوندا! مجھے راستی کی جگہ داخل کر۔

۱۸۔ہم نے تیری فتح کر دی ہے ظاہر فتح۔

۱۹۔اور تجھے گمراہ پا کر راستہ دِکھلایا۔

پھر ص:۲۴۲، خزائن ج:۱ ص:۲۶۷ میں یہ تین الہام ہیں:

۲۰۔ہم نے کہا اے آگ! تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا اِبراہیم پر۔

۲۱۔اے لحاف پوش! کھڑا ہوجا اور ڈرا، اپنے رَبّ کی تکبیر کہہ۔

۲۲۔اور نیکی کا حکم کر اور گناہ سے روک۔

پھر ص:۴۸۶، خزائن ج:۱ ص:۵۷۹ پر کہا ہے کہ مجھ پر یہ اِلہام بھی نازل ہوئے ہیں:

۲۳۔اے احمد! تجھ کو خداوند کریم نے برکت دی جو تیرا حق تھا۔

پھر ص:۴۸۹،خزائن ج:۱ص:۵۸۱ پر کہا ہے کہ:

۲۴۔تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔

مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے عربی اخبار شفاء الصدور میں لکھا ہے کہ مؤلف براہین (مرزا قادیانی) نے اس اِلہام میں دعویٰ کیا ہے کہ میرا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔

پھر براہین احمدیہ ص:۴۹۲،خزائن ج:۱ص:۵۸۴ میں یہ اِلہام لکھا ہے کہ:

۲۵۔پھر جب خدا کی مدد آگئی اور فتح اور تیرے رَبّ کی بات پوری ہوگئی، یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔

اور ان فقرات آیات کا ترجمہ براہین کے ص:۴۹۱ کی سطر:۱۸و۱۹ میں یوں لکھا ہے کہ:''جب مدد اور فتح اِلٰہی آئے گی اور تیرے رَبّ کی بات پوری ہوجائے گی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔'' انتہی بلفظہ۔

پھر براہین احمدیہ ص:۴۹۳،خزائن ص:۵۸۶ میں اپنے لئے یہ اِلہام لکھا ہے:

۲۶۔پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا، پس ہوا قدر دو کمانوں کا یا اس سے بہت نزدیک۔

پھر ص:۴۹۶،خزائن ص:۵۹۰ میں اپنے لئے ان اِلہامات کا دعویٰ کیا ہے کہ:

۲۷۔اے آدم! تو اپنی زوجہ سمیت بہشت میں رہ۔اے مریم! اے احمد! تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت میں مکان پکڑ۔

پھر مراد اس کی یوں لکھتا ہے: اے آدم! اے مریم! اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجاتِ حقیقی کے وسائل میں داخل ہوجاؤ۔انتہی بلفظہ۔

پھر ص:۵۰۳،خزائن ج:۱ص:۵۹۹ میں اپنے لئے یہ اِلہام درج کئے ہیں:

۲۸۔بے شک تو صراطِ مستقیم پر ہے۔

۲۹۔خدا کے حکم کو ظاہر پہنچا اور جاہلوں سے روگردانی کر۔

پھر ص:۵۰۴،خزائن ج:۱ص:۶۰۰ میں آیت کا اِلہام لکھا ہے اور ترجمہ اس کا خود کیا ہے:

۳۰۔ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے اُمتِ محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے، پر شیطان نے ان کی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا۔۔۔الخ۔انتہی بلفظہ۔

اب ظاہر ہے کہ کاف خطاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع تھا، اسی براہین والے نے اپنا نفس مراد رکھا ہے، اور رسولوں سے اولیائے اُمت ارادہ کئے ہیں۔

اور اسی صفحے میں اپنے لئے آیت کا اِلہام بھی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ کرتا ہے کہ:

۳۱۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سفر کرایا۔
یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانے میں جو رات سے مشابہ ہے، مقاماتِ معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا۔ بلفظہ۔
پھر صفحہ نمبر: ۵۰۶، خزائن ج: ۱ ص: ۶۰۳ میں ان دونوں آیتوں کا اپنی طرف الہام ہونا ظاہر کرتا ہے۔ جن کا ترجمہ خود یہ لکھتا ہے کہ:

۳۲۔ اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں۔

۳۳۔ اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں۔ انتہی بلفظہ۔
پھر صفحہ: ۵۱۰، خزائن ج: ۱ ص: ۶۰۸ میں چند آیاتِ قرآنی اپنے حق میں نازل کر کے ان کا خود ترجمہ یوں لکھتا ہے:
۳۴۔ کیا تو اسی غم میں اپنے تئیں ہلاک کردے گا کہ یہ لوگ کیوں نہیں ایمان لاتے۔
۳۵۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں میرے ساتھ مخاطبت مت کر، وہ غرق کئے جائیں گے۔
۳۶۔ اے ابراہیم! اس سے کنارا کر، یہ صالح آدمی نہیں۔
۳۷۔ تو صرف نصیحت دہندہ ہے۔
۳۸۔ اور نہ تو ان پر نگہبان ہے۔
چند آیات جو بطورِ الہام اِلقاء ہوئی ہیں بعض خاص لوگوں کے حق میں ہیں، یعنی مراد غرق کئے گئے اور غیر صالح سے بعض خاص لوگ ہیں۔
پھر صفحہ: ۵۱۷، خزائن ج: ۱ ص: ۶۱۷ میں بعض آیاتِ قرآنی کا اپنے لئے نازل ہونا قرار دے کر ترجمہ ان کا یوں لکھا ہے:
۳۹۔ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی۔
۴۰۔ ہم نے تجھ کو معارف کثیرہ عطا فرمائے ہیں۔
۴۱۔ اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے۔
۴۲۔ اور ہم نے تیرا بوجھ اُتار دِیا، جو تیری کمر توڑ دے اور تیرے ذِکر کو اُونچا کر دیا ہے۔ انتہیٰ بلفظہ۔
پھر صفحہ: ۵۵۶، خزائن ج: ۱ ص: ۶۶۴ میں ایک آیت اپنے لئے وارد کر کے صفحہ: ۵۷۷، خزائن ج: ۱ ص: ۶۶۴ میں اس کا یوں ترجمہ کیا ہے:
۴۳۔ اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا، یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا، یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اُٹھاؤں گا، اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک فائق رکھوں گا۔۔۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی عاجز مراد ہے۔ انتہی بلفظہ۔

نیز صفحہ:۵۵۵ میں فقرہ عربیہ کا اِلہام لکھ کر اس کا ترجمہ صفحہ:۵۵۶، خزائن ج:۱ ص:٦٦٣ میں یوں کرتا ہے کہ:

۴۴-میرے پاس خدا کی گواہی ہے، پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا، اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا، اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا، اور دُعاؤں کو قبول کرنا، اور مختلف زبانوں میں اِلہام دینا، اور معارف اور حقائقِ اِلٰہیہ سے اِطلاع بخشنا، یہ سب خدا کی شہادت ہے، جس کو قبول کرنا اِیمان داروں کا فرض ہے۔ انتہی بلفظہ۔

پھر صفحہ:۵٦۱ میں آیتِ قرآنی اپنے لئے نازل کر کے ترجمہ اس کا صفحہ:۵٦۲، خزائن ج:۱ ص:٦٧٠ میں یوں لکھتا ہے کہ:

۴۵-کہ خدا کی طرف سے نور اُترا ہے، سو تم اگر مؤمن ہو تو اِنکار مت کرو۔ انتہی بلفظہ۔

پھر صفحہ:۵٦۱، خزائن ص:٦٧٠ میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے حق کی آیات اپنے لئے نازل کر کے صفحہ:۵٦۲، خزائن ص:٦٧٠ میں تصریح کرتا ہے کہ مراد ان سے میں ہوں، چنانچہ اصل عبارت اس کی یہ ہے کہ:

۴٦-وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو۔

۴٧-سو تم اِبراہیم کے نقشِ قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا یہ طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں، یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجزہ بندہ سے دریافت کرلیں اور اس پر چلیں۔ انتہی بلفظہ۔

یہ خاتمہ اس کی کتاب یعنی چوتھے حصے کا ہے۔ پس ان سینتالیس اِلہامات سے جو اکثر آیاتِ قرآنی اور بعض فقراتِ عربیہ ہیں، جن کو مؤلف براہین نے اپنے لئے اِلہام اور وحی قرار دِیا ہے، بخوبی ظاہر ہے کہ اس شخص نے لوازمِ رِسالت اور خواصِ نبوّت اپنے لئے ثابت کئے ہیں، چنانچہ انبیاء سے اپنا مراد ہونا اور اپنی تصدیق کو اِیمان اور اپنے اِنکار کو کفر سے تعبیر کرنا وغیر ذالک، جو ان اِلہامات سے صراحۃً ظاہر ہے، کیونکہ اوّل اس نے برخلاف اہلِ سنت اس پر یقین کیا ہے کہ اولیاء کا اِلہام اور وحیٔ رِسالت دونوں ایک معنے رکھتے ہیں، اور اِلہام بھی قطعی ویقینی ہوتا ہے، پھر اس نے بڑے اِستحکام سے ثابت کیا ہے کہ جو مضامین اس پر نازل ہوتے ہیں، ان کی تبلیغ واجب ہے، اور وہ ڈرانے، خوشخبری سنانے پر مامور ہے کہ جس نے خدا کا دوست بننا ہو، اس کی متابعت کرے، خدا اس سے محبت کرے گا، اور یہ کہ اس کے ملہمات کا قبول کرنا لوگوں پر فرض ہے اور ان کا اِنکار منع ہے، پس جو اس (مرزا قادیانی) پر اِیمان لایا وہ مؤمن ہے، اور جس نے اس کا اِنکار کیا وہ کافروں سے ہے۔

جیسا کہ ۴۴ اور ۴۵ ویں اِلہام کے ترجمہ اُردو میں اس نے خود تصریح کی ہے اور رِسالت ونبوّت کے معنی یہی ہیں کہ ایسی فضیلتِ عظمیٰ حاصل ہو اور نبیوں کے ساتھ شرکت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے بڑے رتبہ پر مشرف ہو۔ علاوہ ازیں جن خطابات سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کیا ہے، صاحبِ براہین اب ان خطابات سے اپنے نفس کو مراد رکھتا ہے، تو یہ صراحۃً اِلحاد فی الآیات نہیں تو اور کیا ہے؟ اور قرآن شریف کی تحریفِ معنوی میں کون سا دقیقہ فروگزار چھوڑا ہے؟ اگر کسی کو شبہ گزرے کہ مؤلف براہین کا اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع جانتا ہے اور

اپنے لئے ان فضائلِ عظیمہ کا حاصل ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے بطور ظلیت مانتا ہے، جیسا کہ اس نے اشتہار منقولہ بالا میں تصریح کی ہے اور نیز کئی جگہ براہین میں اقرار کرتا ہے کہ وہ مورد حدیث: ’’**علماء اُمّتی کأنبیاء بنی إسرائیل**‘‘ کا ہے، تو اس حالت میں کیونکر متصوّر ہو کہ وہ رِسالت اور نبوّت کو اپنے لئے ثابت کرتا ہے؟

دیکھو! وہ اپنی فضیلت اولیاء پر ثابت کررہا ہے، اور یہ اس نے ہرگز نہیں کہا کہ میں انبیاء میں سے ہوں، تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صریح ثابت ہے کہ مؤلفِ براہین نے اپنی کتاب نصاریٰ اور یہود اور بت پرستوں کے مقابلے میں واسطے ظاہر کرنے حقیقت دِینِ اسلام کے تالیف کی ہے۔ تو اس کتاب میں یہ درج کرنا کہ میں نبیوں کی صفتوں سے جو قرآن میں مذکور ہیں، موصوف ہوں، اور آیاتِ قرآنی میں جن رسولوں کے خواص مسطور ہیں، مجھ پر نازل ہوئی ہیں، ان کا مورد میں ہوں، کیا فائدہ رکھتا ہے؟ کیونکہ جن کو قرآن پر ایمان ہی نہیں وہ ان باتوں پر کیونکر تصدیق کریں گے؟ اور مؤلفِ براہین کی عظمتِ شان پر ایمان لائیں گے۔۔۔؟

پس معلوم ہوا کہ اصلی غرض براہین والے کی ان اِلہامات کے بیان اور وحی کے عیان سے مسلمانوں سے باور کرانا ہے کہ میں سب ولیوں سے افضل ہوں اور نبیوں کا نمونہ ہوں اور اس کے قادیان میں مکہ معظّمہ کی طرح وحی اُترتی ہے، اور اَب خدا کا حکم ہے کہ سب لوگ قریب وبعید ہر طرف سے قادیان میں آئیں اور ہدایت پائیں اور جو نہ حاضر ہوگا خداتعالیٰ اس سے حساب لے گا۔ جیسا کہ اشتہار سے نقل اس کی اوپر منقول ہوچکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے دعوے اکابر صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے راشدینؓ واِمامانِ اہلِ بیتؓ وتابعینؒ سے، جو افضل ہیں ساری اُمت سے، صادر نہیں ہوئے۔

پس صاحبِ براہین کے یہ دعوے صریح مساوات کا اظہار ہے انبیاء ومرسلین سے، اگرچہ وہ اہلِ اسلام کے بلوے کے خوف سے صاف اِقرار نہیں کرتا کہ میں رسول ہوں، لیکن یہ تو اس پر نازل ہورہا ہے: ’’**قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین، فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاھلین، لعلک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین، قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا إن کنتم مؤمنین**‘‘ جن کا ترجمہ اُوپر لکھا گیا ہے۔

پس یہ دعویٰ نبوّت نہیں تو اور کیا ہے؟ مع ہذا اس نے اشتہار میں صراحۃً لکھا ہے کہ میں انبیاء ورُسل کا نمونہ ہوں، جس کی نقل اُوپر ہوچکی ہے، اب ظاہر ہے کہ نمونہ شے کا عین وہ شے ہوتی ہے، جیسا کہ فارسی کی نثر مشہور ہے: ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ یعنی گیہوں کے انبار سے، مثلاً ایک مٹھی اس کا نمونہ ہے، تو اس اِقرار اِشتہار سے ثابت ہے کہ صاحبِ براہین (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو انبیاء ومرسلین سے جانتا ہے، پس صاف یہ مثلیت ہے، نہ کہ ظلیت، اور نیز اس نے براہین کے صفحہ: ۵۰۴، خزائن ج:۱ ص:۶۰۱ میں یہ فقرہ اپنا اِلہام لکھا ہے: ’’**جری اللہ فی حلل الأنبیاء**‘‘ اور اس کا ترجمہ اور تفسیر یوں کرتا ہے کہ اس فقرۂ اِلہامی کے یہ معنی ہیں کہ: ’’منصب اِرشاد وہدایت اور موردِ وحیٔ اِلٰہی ہونے کا دراصل حلہ انبیاء ہیں اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلہ انبیاء اُمتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرضِ تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے۔‘‘ انتہا بقدر الحاجہ!

پس براہین والے کی خود تصریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مورد ہونا نبیوں کا خاصہ ہے تو اس کو اپنے لئے ثابت کرنا

نبوّت کا اِثبات ہے، اور یہ کہنا کہ غیر انبیاء کو بطور مستعار یہ ملتا ہے، باطل ہے، کیونکہ منصب ورودِ وحیٔ رِسالت غیر انبیاء کو ہرگز نہیں ملتا، اور ولیوں کے اِلہام اور رِسالت سے مترادف نہیں، اس لئے کہ وحیٔ رِسالت ملائکہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتی ہے اور اس کی اِطلاع میں ہرگز کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوتا، اور نہ اس میں اِحتمال خطا کا ہوتا ہے، اس واسطے مکلّفین پر اس کا قبول واجب ہے، جس نے اس کو مانا وہ مؤمن ہے، جس نے اس کا اِنکار کیا وہ کافر ہے، برخلاف اِلہامِ اولیاء کے، کیونکہ اِلہام سے اگرچہ بعض حقائق ذات وصفاتِ اِلٰہی کا علم حاصل ہوتا ہے، یا بعض وقائع دنیا کا بھی یقین ہوجاتا ہے، مگر بجمیع الوجوہ شک وشبہ سے زائل نہیں ہوتا، اور اِحتمال خطا اس میں باقی رہتا ہے، اسی لئے لوگوں پر اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت: ''عالم الغیب'' کے نیچے اس پر تصریح ہے اور یہ بھی اِعتقادِ اہلِ سنت ہے۔

لہٰذا نبیوں کے اخبارِ غیب پر ایمان واجب ہے، اور کاہن ونجومی وغیرہ جو غیب کی خبر دیں، اس کی تصدیق کفر ہے، اور علیٰ ھٰذا مدعی الہام جو بعد الانبیاء اپنے اِلہامات کی خبر دے، اس کی تصدیق کرنا بھی ناجائز ہے، جیسا کہ مُلّا علی قاریؒ نے فقہ اکبر کی شرح کی ملحقات میں تصریح کی ہے۔[1] اکابر اہلِ سنت کا اِتفاق تو اسی پر ہے، اور غیر مقلدین اور ان کا اِمام، صاحبِ براہین جو اِلہامِ اولیاء کو حجت قطعی، وحیٔ رِسالت کی طرح بتاتے ہیں، ان کی غلطی کا منشا حضرت خضر علیہ السلام کے اِلہام کا ذِکر اور واقعہ اِلہامِ اُمّ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام ہے، جو منصوصِ قرآنی ہے، جیسا کہ براہین کے صفحہ: ۵۴۸، خزائن ص: ۶۵۴ میں لکھا ہے۔ اور نیز: ''خضر جن میں سے کوئی نبی نہ تھا'' انتہا۔ یہ اس شخص کا جہلِ عظیم ہے، کیونکہ علمائے عقائدِ حقہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام جمہور علماء کے نزدیک نبی ہیں اور قرآن مجید صاف ناطق ہے، اختلافِ حال ومآل وحیٔ موسیٰ اور اِلہامِ مادرِ موسیٰ ہیں، کیونکہ ہرچند ان کو اِلہام منجانب اللہ تعالیٰ ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو دریا میں ڈال دے، وہ سلامتی سے تیرے پاس آجائے گا۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ جب تو موسیٰ کے معاملے میں خائف ہو تو اُسے دریا میں ڈال دینا اور خوف وغم نہ کرنا، ہم تیری طرف اس کو لوٹادیں گے اور اس کو رسول بنادیں گے۔[2] یہ ترجمہ ہے آیات کا، تو اس اِلہام پر مادرِ موسیٰ کو خود بھی اطمینان نہیں ہوا تھا، ورنہ اس کی ایسی حالت نہ ہوتی، جس کا قرآن شریف میں ذِکر ہے: وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَى فَرِغاً إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْ لَا أَن رَّبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ'' (القصص ۱۰) یعنی اور ہوگیا دِل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے، تحقیق نزدیک تھا کہ البتہ ظاہر کردے اس کو، اگر باندھ نہ رکھتے ہم اُوپر دِل اس کے، تاکہ ہو ایمان والوں میں سے۔

اور بے شک حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اس وحی میں مطمئن تھے کہ: ''لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى'' (طٰہٰ ۷۷) یعنی فرعونیوں کے پکڑ لینے سے مت ڈر۔ اسی لئے آپ کے اصحاب متحیر ہوئے اور قومِ فرعون کے لشکر کو دیکھ کر بولے، جیسا کہ قرآن میں خبر دی گئی ہے کہ: ''اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ'' (الشعراء ۶۱) بے شک پکڑے گئے، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب کو قرآن نے یوں حکایت

(۱) ومنھا ان تصدیق الکاھن بما یخبرہ من الغیب کفر لقولہ تعالیٰ: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والأرض الغیب إلّا اللہ۔ (شرح فقہ اکبر لمُلّا علی القاری رحمہ اللہ، ص: ۱۸۳، طبع مجتبائی)۔

(۲) فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (القصص)۔

کیا کہ: ''ہرگز نہیں پکڑے جانے میرے ساتھی، میرا ربّ ہے مجھے راستہ دکھادے گا۔''(۱)

پس بہ شہادتِ قرآن مبین وحیٔ رِسالت بالہامِ اولیاء میں فرق آسمان وزمین پیدا ہوگیا، اور جو ان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے، وہ بالکل باطل پر ہے، بالیقین اور حدیث: ''**علماء أمّتی کأنبیاء بنی إسرائیل**'' بے اصل ہے، چنانچہ دمیری اور زرکشی اور عسقلانی نے کہا ہے، علامہ قاریؒ نے رسالہ المصنوع فی احادیث الموضوع میں اس پر تصریح کی ہے (مطبوعہ لاہور کے ص:۱۶، سطر:۱۹ میں دیکھو)۔

رہا دعویٰ صاحبِ براہین کا کہ میں تابع ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا، سو ہرچند یہ دعویٰ محض زبانی ہے، دِل میں نہیں، جیسا کہ اس کی کتاب اس پر شاہد ہے، اور عنقریب اس کا بیان ہوگا۔ تاہم دعویٔ اِتباع فنا فی النبوّت و رِسالت سے نہیں ہے، کیونکہ براہین کے صفحہ:۴۹۹، خزائن ج:۱ ص:۵۹۴ میں ہے کہ: ''مسیح کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادمِ دِین تھا، اور اس کی اِنجیل توراۃ کی فرع ہے'' انتہیٰ۔

پس جیسا کہ بموجب زعم براہین والے کے اِتباع اور خادمیت حضرت موسیٰ نے حضرت مسیح کی نبوّت میں کچھ خلل اندازی نہیں کی، ویسا ہی یہ شخص باوجود اِتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، اپنے آپ کو خصائصِ نبوّت و رِسالت سے موصوف کر رہا ہے اور نیز انبیاء اگرچہ بحسب مراتب وقرب عنداللہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

چنانچہ تیسرے سپارے کا اِبتدائے آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ: ''وہ رسول ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے۔''(۲)

مؤمن بہ ہونے میں سب انبیاء برابر ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں مؤمنین سے حکایت فرمائی ہے کہ: ''ہم نہیں فرق کرتے ہیں''(۳) یعنی اِیمان لانے میں رسولوں کے درمیان۔

الحاصل! غور کرنے والا عالم جب ملہمات صاحبِ براہین میں تدبر اور تعمق فرماتا ہے تو یقینا معلوم کرجاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعویٰ برابری کا انبیاء سے کیا ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ ص:۵۱۱، خزائن ج:۱ ص۶۱۱ میں آیت: ''**قل إنما انا بشر**'' کو اپنے حق میں نازل کرکے صفحہ:۵۱۲، خزائن ج:۱ ص:۶۱۲ میں اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے: ''پھر فرمایا ہے کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں، مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں، وہی اکیلا معبود ہے، جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا نہیں چاہئے'' انتہیٰ بلفظہ۔

اور براہین کے صفحہ:۲۴۲، خزائن ج:۱ ص:۲۶۷ میں آیت: ''**واتل علیهم**'' کو اپنے حق میں نازل کرلیا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور پڑھ ان پر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف تیرے رَبّ سے'' پس یہ صریح مقابلہ ہے صاحبِ براہین کا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ الغرض! براہین کا مؤلف ہرچند اپنی زبان سے صریح دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں، تاکہ اہلِ

(۱) قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ (الشعراء)۔
(۲) تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (البقرة:۲۵۳)۔
(۳) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (البقرة:۱۳۶)۔

اسلام خواص وعوام بلوے نہ کردیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاص الخاص انبیاء سے باقی نہیں چھوڑا، جس کو اس نے اپنے لئے ثابت نہ کرلیا ہو۔ بلاشبہ اس کی مثال علی گڑھ والی نیچری کی ہے، جس طرح اس نے اسلام کے فرائض کو اُٹھا دیا اور کبیرہ گناہوں کو حلال بنادیا، جس پر اس کی تفسیرِ قرآن اور اخبار تہذیب الاخلاق شاہد ہے، اور فقیر راقم الحروف کان اللہ لہ نے اس کے ہفوات کے رَدّ میں ایک رسالہ مستقلہ جس کا نام ''جواہر مضیہ رَدِّ نیچریہ'' ہے، شائع کیا ہے، **فالحمدﷲ علیٰ ذالک!**

پس یہ نیچری باوصف تنسیخ اپنے آپ کو خواص اولیاء اور دِین کے تائید کرنے والوں سے جان رہا ہے، ایسا ہی حال ہے صاحب براہین کا علمائے راسخین کی نظروں میں۔ چنانچہ مولانا فیض الحسن سہارنپوری مرحوم نے اپنے اخبار ''شفاء الصدور'' میں صاف لکھ دیا ہے کہ مرزا قادیانی مثل علی گڑھی نیچری کے ہے، یعنی اختلال دِینِ اسلام واِضلال خواص وعوام میں رہا۔ یہ اِدّعا براہین والے کا کہ میں اکثر اکابر اولیاء ماتقدم سے افضل ہوں، سو یہ بھی مثل دعویٰ نمونہ انبیاء کے سراسر باطل ہے، کیونکہ صحابہؓ اور تابعینؒ کی فضیلت ساری اُمت پر بحکم قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، جیسا کہ دینی کتابوں میں مرقوم ہے، اور باقی حال فضیلت اس مدعی کا آئندہ ظاہر ہوجائے گا۔ اس تحریر کو یاد رکھ کر سنئے کہ عجائب ملہمات مرزا قادیانی سے وہ بھی ہیں جو صفحہ:۴۹۸، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳ میں: ''**اِنَّا أنزلناہ قریبًا من القادیان**'' لکھ کر اس کا ترجمہ خود یوں کرتا ہے کہ:

> ''یعنی ہم نے (یعنی خدا فرماتا ہے) ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس اِلہام کو پُراَز معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے، اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے، اور بضرورتِ حقہ اُترا ہے، خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ ہونا ہی تھا۔''

نیز اس کا دعویٰ کہ:

''یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اِشارہ فرماچکے ہیں۔ (یعنی صفحہ:۴۹۷، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳ میں حدیث: ''**لو کان الإیمان معلقا بالثریا لنالہ**'' کا اِشارہ مرزا قادیانی کی طرف ہے)۔ اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اِشارہ فرماچکا ہے۔ چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے اِلہامات میں درج ہوچکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے: ''**ھو الذی ارسل رسولہ**'' (یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دِین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس سچے دِین کو سب دِینوں پر غالب کردے)۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دِینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دِینِ اسلام جمیع آفاق اور اَقطار میں پھیل جائے گا، لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور اِنکسار اور توکل اور اِیثار اور آیات اور اَنوار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہیں، اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں

کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادمِ دِین تھا اور اس کی اِنجیل توراۃ کی فرع ہے، اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے، اگر وہ حامد ہے تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہتِ تامہ ہے، اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں اِبتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز رُوحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے، یعنی رُوحانی طور پر دِینِ اسلام کا غلبہ جو حججِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ پر موقوف ہے، اس عاجز کے ذریعے سے مقدر ہے، گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔'' انتہیٰ بلفظہ (ص:۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳، ۵۹۴)۔

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ انزال اور تنزیل قرآن کی اِصطلاح میں آسمانی کتابوں کے اُتارنے میں مستعمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں، جیسا کہ اِبتدائے سورۂ بقرہ میں قرآن اور اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے اُترنے کو اِنزال کے لفظ سے ادا فرمایا ہے۔(۱) پھر سورۂ آلِ عمران میں قرآن مجید کے اُتارنے کو تنزیل اور اِنزال اور اِنجیل توراۃ کے بھیجنے انزال کے لفظ سے تعبیر کیا ہے،(۲) اور علیٰ ھٰذا القیاس بہت سی آیاتِ قرآنیہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

پس جب براہین والے نے اپنے ملہمات کو: ''إنّا أنزلناہ'' سے تعبیر کیا اور بعد اَزاں آیت: ''وبالحق أنزلناہ'' سے جو صرف قرآن مجید کی صفت تھی، اپنے ملہمات کی صفت قرار دیا تو یہ تصریح ہے اس پر کہ وہ اپنے ملہمات کو مثلِ قرآن جانتا ہے۔ پھر لفظ حق جو دونوں جگہ قرآن کی راستی کے بیان میں تھا اس کو ضرورتِ حقہ سے ترجمہ کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ان ملہمات کا انزال واجب ٹھہرانا ہے، حالانکہ یہ مخالفت صریح ہے عقائد اہلِ سنت سے، کہ شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہما جمیع کتبِ عقائد میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے،(۳) اور نیز اس کلام سے اشارہ ہے اس پر کہ دِین ساری دُنیا سے کیا عرب کیا عجم کم ہوگیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مقامِ قادیان کو اِنزالِ ملہمات کے واسطے اِختیار فرمایا، چنانچہ چوتھے حصے کتاب کے اَخیر اس نے تصریح کی ہے کہ طریقۂ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہوگیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں، یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کرلیں اور اس پر چلیں۔

اور اس سے اُوپر لکھتا ہے کہ: ''فاتخذوا من مقامِ ابراھیم مصلّٰی'' میں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اِبراہیم بنایا ہے، اور ساری خلقت کو میری اِتباع کے واسطے فرمایا ہے۔ جیسا کہ اُوپر ص:۵۶۱، ۵۶۲، خزائن ص:۶۶۹، ۶۷۰ سے منقول ہوچکا ہے، پس بے شک اس نے اپنے قادیان کو مکہ معظّمہ کی مثال نزولِ وحی میں بتایا، جیسا کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِرشاد ہوا تھا: ''وکذٰلک اوحینا'' یعنی اور ایسا ہی وحی بھیجی ہم نے تیری طرف قرآن عربی تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں کو جو اس کے گرداگرد ہیں اور اصل قرآن مجید کے نزول کے بعد کسی چیز کے نزول کی کچھ حاجت نہیں ہے، کیونکہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اور شرعِ محمدی میں

(۱) والّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إلَیکَ (البقرۃ:۴)۔
(۲) نَزّلَ عَلَیکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَأَنزَلَ التَّوْرٰۃَ وَالإنجِیلَ (آلِ عمران ۳)۔
(۳) ومنھا انہ لایجب علی اللہ شیء من رعایۃ الأصلح للعباد وغیرھا۔ (شرح فقہ اکبر ص:۱۵۵، طبع مجتبائی)۔

قیامت تک اُمتِ مرحومہ کے واسطے کفایت ہے، پس یہ ادّعا کہ حق تعالیٰ نے ضرورتِ حقہ کے واسطے قادیان پر معارف والہامات نازل کئے ہیں، حق سبحانہ پر محض اِفترا اور بالکل تقوّل فی دین اللہ ہے، اور اس افترا کی دلیلوں سے یہ بھی کہ مؤلف براہین نے اس کے ترجمہ میں انزلناہ کی ضمیر مذکر کو مرجع مؤنث کی طرف راجع کیا ہے، یعنی مرجع اس کا خوارق اور اُمورِ معجبہ بتاویل جماعت قرار دیا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ واحد مذکر کی ضمیر جمع کی طرف راجع نہیں ہوسکتی، پس ان معنوں سے صحیح کلام یوں تھا: ''إنّا أنزلناها'' تو ایسی غلط صریح کلام کو خدائے سبحانہ کی جانب منسوب کرنا تیرا بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر قرآنی آیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صدہا سال سے نازل ہوچکی ہیں، اب ان کے اُتارنے میں کیا فائدہ ہے؟ بلکہ لاطائل اور تحصیلِ حاصل ہے۔

اس جگہ اگر کسی کو شبہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو مخاطب کرکے فرمایا ہے: ''ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے، جس میں تمہارا ذِکر ہے، پس تم کیوں نہیں سمجھتے؟'' اور یہ بھی فرمایا: ''اور بے شک ہم نے اُتاریں تمہاری طرف آیتیں'' جس سے ثابت ہوا کہ قرآن مسلمانوں کی طرف اُتارا گیا ہے، تو کیا مانع ہے اگر خوارق وغیرہ بہ توسل آیات قرآنی براہین والے پر نازل ہوں؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ:

قرآنِ عظیم صرف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اُترا ہے، لیکن جبکہ قرآن میں ایسے اَحکام بھی بہ کثرت ہیں جن کی تبلیغ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے، خواہ مؤمنین کو، خواہ جمیع بنی آدم کو تو اس نظر سے مجازاً یوں بھی کہنا صحیح ہوگیا کہ قرآن لوگوں کی طرف اُتارا گیا ہے، اور اصل میں معاملہ یہی ہے جو ارشاد ہوا ہے: ''وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ'' (النحل ۴۴) یعنی ''اور ہم نے تیری طرف نصیحت اُتاری ہے تاکہ تو لوگوں سے بیان کردے اور وہ فکر کریں'' علاوہ ازیں وقت نزولِ قرآن کے مؤمنین کی طرف قرآن کا نزول کی اسناد باوصف اس یقین کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اب تیرہ سو برس کے بعد صاحبِ براہین آیاتِ قرآنی کا منزل علیہ بن جائے اور اس کے حق میں راست آئے: ''إنّا أنزلناہ قریبًا من القادیان'' پس یقیناً یہ بہتان اور ہذیان ہی ہے۔

اور یہ اِدّعا براہین والے کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر قرآن مجید میں دی ہے اور ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس کی طرف اِشارہ فرمایا ہے، یہ بھی بالکل باطل ہے، کیونکہ اس حدیث صحیح کا مشار الیہ امامِ اعظمؒ ہے، جیسا کہ بہت سے محدثین اور فقہاء نے اس پر تصریح کی ہے،[1] جس کا شمہ فقیر نے رسالہ ''تصریح ابحاث فریدکوٹ'' اور رسالہ ''عمدۃ البیان فی اعلان

(۱) قال الشیخ رحمہ اللہ: وبشر بالإمام أبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فروی ابو نُعیم فی الحلیۃ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ والشیخان عنہ من طریق آخر وابوبکر الشیرازی فی کتاب الألقاب والطبرانی من طریق آخر عن قیس بن سعد بن عبادۃ، والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو کان الإیمان عند الثریا (لفظ الشیرازی وابی نعیم: لو کان العلم معلقًا بالثریا، وزاد الطبرانی فی حدیث قیس رضی اللہ عنہ: لا تنالہ العرب) لنالہ رجال (ولفظ مسلم: لتناولہ رجل) من ابناء فارس۔ قال الشیخ رحمہ اللہ: فہٰذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ۔ (عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم ابی حنیفۃ النعمان ص: ۴۳، ۴۴، طبع مکتبۃ الإیمان، المدینۃ المنورۃ)۔

مناقب النعمان'' میں بیان کیا ہے، اور ایسا ہی آیت: ''هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَه '' (الفتح:۲۸) نہ حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور نہ براہین والے کی طرف اس میں اِشارہ ہے، بلکہ بالیقین باتفاق جمیع مفسرین بل بشہادت قرآن مبین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعترتہ اجمعین کے حق میں نازل ہے، دیکھو اس کے اَخیر: ''وَ كَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًا'' کے ساتھ ہی ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' قرآن شریف میں مرقوم ومرسوم ہے۔ اور محی السنۃ اپنی تفسیر میں تصریح کرتا ہے کہ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' پر کلام ختم ہوتا ہے، یعنی جس رسول کے بھیجنے کی حق سبحانہ نے خبر دی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ حبرِ اُمت اور اعلم بتفسیر قرآن سے یہ روایت ہے: پھر ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ'' دوسرا کلام شروع ہوا، یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر معالم التنزیل کا، پس اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دُوسرے کے حق میں وارد کرنا قرآن مجید اور تفسیروں کے صریح مخالف ہونا ہے۔

افسوس! اس شخص کی سخت نادانی پر جو اس آیت کو بطور جسمانی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں، اور بطور رُوحانی اپنے لئے پیشین گوئی بنا رہا ہے، اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی اِبتدا میں لفظ ماضی ہے، جس سے صریح ثابت ہے کہ وہ رسول بھیجا گیا ہے تو اس سے آئندہ میں رسول کا آنا مراد رکھنا قرآن مجید کی تحریف ہے۔ اور پھر اس آیت میں جو لفظ رسول کا ہے تو اس سے اپنے نفس کی مراد رکھنی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اپنی شرکت ابتدائی ثابت کرنی یہ دعویٰ رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس آیت کے غلبہ موعود کو بوسیلہ حضرت مسیح ظہور میں آنے کا دعویٰ کرنا بموجب قول جمہور مفسرین کے باطل ہے، کیونکہ یہ غلبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پُرنور سے حاصل ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نعمتِ اِلٰہی تام ہوچکی، جیسا کہ آیت: ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ'' (المائدۃ:۳) اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس پر تصریح ہے اور فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ فتح مکہ سے بڑھ کر جو کسی بشر کو نصیب نہیں ہوئی ہے کون سا غلبہ دِینِ اسلام کا ہوگا؟ اور بیت اللہ کو بتوں کی پلیدیوں سے پاک کرنے سے کون سا ظہور دِینِ متین مقابل ہوسکے گا؟ اور دُوسرا قول ضعیف کہ غلبہ وقت نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے ہوگا، اس پر ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام وغیرہ کے حق میں پیش گوئی ہے اور ''رسولہ'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور مراد ہے، حاشا وکلا! بلکہ مراد اس قولِ ضعیف سے یہ ہے کہ حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب آسمان سے اُتریں گے تو شرعِ محمدی کے تابع ہوکر دِینِ اسلام کی تائید کریں گے، تو یہ بھی سرورِ عالم صلی اللہ علہ وسلم کے ہی غلبہ کی فرع ہوئی، مُلَّا علی قاری علیہ الرحمہ فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: حضرت مسیح، حضرت مہدی سے جب اُتر کر ملاقاتی ہوں گے تو نماز کی تکبیر ہوچکی ہوگی، حضرت مہدی ان کو اِمامت کے لئے اِشارہ کریں گے، تب حضرت مسیح اِمامت نہ کریں گے، بایں عذر کہ یہ تکبیر آپ کے لئے ہوئی ہے، آپ کی اِمامت اَولیٰ ہے، تب حضرت مسیح مقتدی ہوں گے، تاکہ ان کی متابعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ اِخوانہ وعترتہ وسلم سے ظاہر ہوجائے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث: ''لو کان موسیٰ حیًا'' میں اسی کی طرف اِشارہ فرمایا ہے، یعنی اب اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اس کو بجز میری متابعت کے کوئی اور چارہ نہ ہوتا۔ پھر مُلَّا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ اس اِتباع کی وجہ سے ہم نے شرح شفا وغیرہ میں آیت: ''وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيْثَاقَ

النَّبِیِّیْنَ ‘‘ کے نیچے بیان کی ہے، یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ (۱)

اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متبوع جمیع انبیاء ہیں، بلکہ مواہب لدنیہ ودیگر کتب سیر میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں، الغرض آیت: ’’هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ‘‘ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے، کوئی دُوسرا اس کا مورد نہیں ہے۔ براہین والے کا دعویٰ سراپا باطل اور جھوٹ ہے۔

پھر یہ دعویٰ اس کا کہ میں آیات وانوار وتوکل وایثار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں اور فطرت میں باہم نہایت متشابہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل۔ کما مرنقلہ علی الصدر، سو یہ دعویٰ بھی مساوات کا ہے مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے، جیسا کہ نمونہ کا لفظ اور گویا کلمہ تشبیہ کا مفاد ہے، تفسیر اتقان میں منقول ہے کہ گویا یعنی ترجمہ کأنّ کا وہاں مستعمل ہوتا ہے جہاں بہت قوی مشابہت ہو، یہاں تک کہ دیکھنے والا مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق نہ کرسکے، اس لئے بلقیس کے قول سے اللہ تعالیٰ نے خبر دِی کہ گویا یہ تخت وہی ہے، یہ ترجمہ ہے عبارت اتقان کا۔ (۲)

اب فقیر کہتا ہے کہ براہین والا اس دعویٰ میں بے شک کاذب ہے، اوّلاً اس لئے کہ حضرت مسیح تو مادرزاد اندھے، کوڑھی کو تندرست اور مُردہ کو بحکمِ خدا زِندہ کردیتے تھے، اور جب انہوں نے کہا کہ تائیدِ دین میں میرا کون مددگار ہے؟ تو حواری بول اُٹھے کہ ہم خدا کے دِین کے مددگار ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں مکرر ارشاد ہے، اور براہین والے سے اب تک کوئی ایسا خارق نہیں ہوا، اور نہ نصرانی وہنود سے کسی نے اس پر ایمان قبول کیا ہے، بلکہ وہ نصرانی جس کے مطبع میں اس نے تین حصے اپنی کتاب چھپوائی ہے، وہ بھی مسلمان نہ ہوا، اور اس کی مدد میں اس نے مصروفیت نہ کی، باوصف یہ کہ براہین والے نے کمالِ تضرّع اور خلوصِ قلب سے جمیع نصاریٰ کے ایمان کے واسطے دُعائیں مانگی ہیں اور وہ دُعا اَخیر میں اس اِشتہار کی مدّت اڑھائی برس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے، وھو ھٰذا:

’’بالآخر اس اِشتہار کو اس دُعا پر ختم کیا جاتا ہے، اے خداوند کریم! تمام قوموں کے مستعد دِلوں کو ہدایت بخش، بالخصوص قومِ انگریز جن کی شائستہ اور مہذّب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے اِحسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دِلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کی دُنیا و دِین کے لئے دِلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں، پس ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی دُنیاوی اور اُخروی بھلائی کا سوال کرتے ہیں، بارخدایا! ان کو ہدایت کر اور اپنی رُوح سے ان کی تائید کر، اور ان کو اپنے دِین میں وافر حصہ دے، اور ان کو اپنی طاقت اور قوّت سے اپنی طرف کھینچ تاکہ تیری کتاب اور تیرے رسول علیہ السلام پر اِیمان لائیں اور فوج درفوج خدا کے دِین میں داخل ہوں، آمین ثم آمین، والحمدللہ ربّ العالمین، المشتہر: مرزا غلام احمد، اَز قادیان، ضلع گورداسپور (مجموعہ اِشتہارات ج:۱ ص:۲۵)۔

---

(۱) فیجتمع عیسٰی بالمهدی وقد اقیمت الصلاة فیشیر المهدی لعیسٰی بالتقدم فیمتنع معلّلًا بأن هٰذه الصلاة اقیمت لک فأنت اولٰی بأن تکون الإمام فی هٰذا المقام، ویقتدی به لیظهر متابعه لنبینا صلی الله علیه وسلم کما اشار الٰی هٰذا المعنٰی صلی الله علیه وسلم بقوله: ’’لو کان موسٰی حیًّا لما وسعه إلّا اتباعی‘‘ وقد بینت وجه ذلک عند قوله: Ý2€6€%oû'€,,€'"€è,,,ƒ"€ الآیة فی شرح الشفاء وغیره۔ (شرح فقه اکبر ص:۱۳۶)۔

(۲) قال حازم وإنما تستعمل حیث یقوی الشبه حتّٰی یکاد الرائی یشک فی ان المشبه هو المشبه به او غیره ولذلک قالت بلقیس: کأنّه هو۔ (الإتقان فی علوم القرآن، الجزء الأوّل ص:۱۶۸)۔

پس یہ دُعا جو بکمال حضور باطن براہین والے نے نصاریٰ کی قوم کے واسطے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوّت اور طاقت سے ان کو دینِ اسلام میں کھینچے اور وہ فوج درفوج مسلمان ہوں، اس رسالے کی تالیف تک ان سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر کوئی بھی اِیمان نہیں لایا، چہ جائیکہ سب انگریز اِیمان لاتے اور فوج درفوج مسلمان ہوتے۔ پس صریح ثابت ہوا کہ براہین والے کو حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور علیٰ ھٰذا القیاس فطرتی مشابہت کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے، کیونکہ حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام تو بن باپ رُوح کے پھونکنے سے پیدا ہوئے تھے، جس پر قرآن مجید شاہد ہے اور براہین والا حکیم غلام مرتضیٰ قادیانی کے نطفے سے پیدا ہوا ہے، چنانچہ اس نے خود والد سے ایامِ بلویٰ میں حکامِ وقت کی امداد کا تذکرہ لکھا ہے (براہین حصہ سوم، ص: الف، خزائن ص:۱۳۸)۔

پس کیونکر مشابہ ہو وہ شخص جس کی خلقت ماء مہین سے ہو، اس ذاتِ پاک سے جس کو اللہ تعالیٰ: ''اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (الانبیاء۹۱) فرمائے؟ اور یہ جو براہین والے نے اپنی مشابہت کی دلیل میں حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے یوں لکھا ہے کہ: ''وہ تابع دینِ موسوی تھے اور ان کی اِنجیل توراۃ کی شرح تھی، اور میں احقر خادمینِ سیّد المرسلین میں سے ہوں'' سو یہ بھی بالیقین باطل ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام جناب موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے تابع دِین نہ تھے، بلکہ وہ تو اُولوالعزم رسولوں میں سے تھے، جن کی شریعت مستقلہ ہوتی ہے، اور آپ کی اِنجیل توراۃ کی فرع نہ تھی، بلکہ اِنجیل بعض اَحکامِ توراۃ کی ناسخ ہے۔

پہلے دعویٰ کی دلیل یہ ہے جو اَخیر سورۂ اَحقاف میں اِرشاد ہے کہ: ''صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔'' حضرت ابنِ عباسؓ اُولوالعزم کے معنی صاحبِ عزم لکھتے ہیں، اور ضحاک نے صاحبِ جد و جہد لکھ کر پھر دونوں اُولوالعزم کے شمار میں حضرت نوح و اِبراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام چاروں اصحابِ شرائع کا ذِکر کر کے پانچویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل ان کے جانتے ہیں۔ پھر صاحبِ معالم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر کے اس آیت میں پانچویں کا ذِکر کیا ہے، جو سورۂ اَحزاب کی اِبتدا میں ہے، اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اور یاد کر جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اور نوح سے اور اِبراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے'' اور اس آیت سورۃ الشوریٰ کی اِبتدا میں بھی ان پانچوں کا ذِکر ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''راہ ڈال دی تم کو دِین میں وہی جو کچھ دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جو کچھ دیا ہم نے اِبراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو۔'' یہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے، اور ایسا ہی لکھا ہے۔ (۱)

اب دُوسرے دعوے کی دلیل سنو کہ سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''ہم نے اُتاری توراۃ اس میں ہدایت اور روشنی اس پر حکم کرتے پیغمبر جو فرمانبردار تھے، یہود کو اور درویش اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہراتے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبرداری پر تھے، سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خرید و میری آیتوں پر مول تھوڑا، اور جو حکم نہ

(۱) ''فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ'' قال ابن عباس: ذو الحزم، وقال الضحاک: ذو الجد و الصبر، ----- هم نوح وإبراهیم وموسیٰ وعیسیٰ أصحاب الشرائع، فهم مع محمد خمسة، قلت: ذکرهم الله علی التخصیص فی قوله: ''واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنک ومن نوح وابرٰهیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم'' وفی قوله تعالیٰ: ''شرع لکم من الدین ما وصیٰ به نوحا'' الآیة۔ (تفسیر البغوی المسمّٰی بمعالم التنزیل ج:۴ ص:۱۷۶، طبع إدارة تألیفات اشرفیه)۔

کرے اللہ کے اُتارنے پر، سو وہی لوگ ہیں منکر۔''(۱)

پھر ایک آیت بعد اس کے شرع عیسوی کی بابت اِرشاد ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور پچھاڑی میں بھیجا ہم نے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا، سچ بتاتا توراۃ کو جو آگے سے تھی، اور اس کو دِی ہم نے اِنجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توراۃ کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈروالوں کو، اور چاہئے کہ حکم کریں اِنجیل والے اس پر جو اللہ نے اُتارا ہے اس میں، اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم۔''(۲) اب دونوں قرآنی آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ شریعت موسوی و عیسوی دونوں علیحدہ علیحدہ شریعتیں ہیں، جو اِنجیل کو توراۃ کی فرع بتاتا ہے، قرآن مجید اس کو جھٹلاتا ہے۔

پھر سورۂ آل عمران میں حضرت مسیح سے حکایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور سچ بتاتا ہوں توراۃ کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسی واسطے کہ حلال کردوں تم کو بعض چیز جو حرام تھی تم پر۔''(۳) یعنی شریعتِ موسوی میں جو چربی اور مچھلی اور ران کا گوشت اور شنبہ کے دن میں کام کاج کرنا حرام تھا، اس کو شرعِ عیسوی نے حلال کردیا، یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ شرعِ عیسی ناسخ شرعِ موسوی ہے، یہ تفسیر بیضاوی کی عبارت کا ترجمہ ہے، اور تفسیر مدارک وجلالین ومعالم وغیرہا میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔ پس قرآن مجید سے بخوبی تکذیب براہین والے کی ہوگئی۔

ثانیاً براہین والے کا یہ دعویٰ کہ: ''میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احقر خادمین میں سے ہوں'' سراسر باطل ہے، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں اپنی مساوات کررہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کو، جو منصوصِ قرآن ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔

دیکھو فضیلت رسالت جو اللہ تعالیٰ نے آیت: ''هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَه'' (الفتح:۲۸) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ثابت فرمائی ہے، براہین والے نے اوّلاً اس کو حضرت مسیح کے حق میں متحقق کیا ہے۔۔۔شاید تالیفِ قلوبِ حکامِ وقت اور ان سے اِظہارِ محبت کے واسطے ایسا کیا ہوگا۔۔۔! ثانیاً اس رِسالت کو اپنے لئے ثابت کرلیا کہ رُوحانی اور باطنی طور سے مورد اس آیت کا خود بن بیٹھا، تاکہ عوام اہلِ اسلام اس کو رئیسِ اولیاء اور نمونۂ انبیاء جان کر اس کی کتاب کو گراں قیمت سے خریدیں اور غبنِ فاحش میں پڑیں، اور اس کو بہت سے دراہم و دینار حاصل ہوں۔ پس سارا مدار دِینار پر ہے، جیسا کہ دانش مندوں پر مخفی نہیں، اور ہم اس امر کو زیادہ تر وضاحت سے ثابت کردیں گے۔ الحاصل! اگلی پچھلی تحریروں سے متحقق ہے کہ براہین والا قرآن مجید کی آیات میں تحریفِ معنوی کررہا ہے، اور اس کو کسی پکے موٴمن سے بھی مشابہت نہیں چہ جائیکہ ولیوں پر اس کو فضیلت ہو، اور نبیوں کا نمونہ بن سکے، تو اس کے ایسے دعووں سے پناہِ خدا لایزال! اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس شخص نے قرآن مجید میں صرف تحریفِ معنوی ہی نہیں کی، بلکہ

(۱) نَّا أَنزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِیْهَا هُدًی وَنُورٌ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّونَ الَّذِیْنَ أَسْلَمُواْ لِلَّذِیْنَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِیُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُواْ مِن کِتَابِ اللّٰهِ وَکَانُواْ عَلَیْهِ شُهَدَاءَ فَلاَ تَخْشَوُاْ النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلاَ تَشْتَرُواْ بِآیَاتِی ثَمَناً قَلِیْلاً وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـئِکَ هُمُ الْکٰفِرُونَ (المائدة ۴۴)۔

(۲) وَقَفَّیْنَا عَلَی آثَارِهِم بِعَیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَاٰتَیْنَاهُ الإِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَنُوْرٌ وَمُصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًی وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ. وَلْیَحْکُمْ أَهْلُ الإِنْجِیْلِ بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدة ۴۶، ۴۷)۔

(۳) وَمُصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَلِأُحِلَّ لَکُم بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ (آل عمران: ۵۰)۔

بہت سی آیاتِ قرآنی میں تحریفِ لفظی بھی کردی ہے۔

دیکھو اُوپر کے ملہمات میں آیت: ''قل انی امرت ان اکون اوّل من اسلم'' اور آیت: ''الیک وانا اوّل المؤمنین'' ان دونوں کو توڑ پھوڑ کر یہ آیت تیسری بنالی کہ: ''قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین'' اور آیت: ''انه عمل غیر صالح'' کو ''إنّه عبد غیر صالح'' سے بدل دیا ہے، اور آیت: ''ما انت بنعمتک ربک بمجنون'' کے اِبتدا میں حرفِ واوٴ بڑھادیا ہے، اور: ''زهق الباطل'' بہ ہائے ہوَّز کو زحق الباطل بجائے حطّی نازل کرلیا ہے، اور: ''واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی'' کی واوٴ کو ''فا'' سے تبدیل کردیا ہے، اور آیت: ''یٰعیسی انی متوفیک'' کے درمیان سے: ''ومطهرک من الذین کفروا'' کو ساقط کردیا ہے، جیسا کہ یہ آیت صفحہ:۵۵۶، خزائن ص:۶۶۵ سے اُوپر منقول ہوگئی ہے، اور ایسا ہی اس آیت کو صفحہ:۵۱۹، خزائن ص:۶۲۰ میں جو اپنے لئے نازل ہونا لکھا ہے تو وہاں بھی اس کے درمیان سے یہی فقرہ اُڑادیا ہے، اور علیٰ ھٰذا بہت سی آیاتِ قرآنی میں لفظی تحریف بھی کردی ہے، جس کو حافظِ قرآن تأمل سے معلوم کرسکتا ہے، پھر باوصف اس تحریف کے آیاتِ قرآنی کو پارہ پارہ کردیا ہے، اور یہ تو اس کے ملہمات میں اس کثرت سے ہے جس کا شمار دُشوار ہے۔

یہاں پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ تحریفِ آیات کاتب کی غلطی سے ہوگئی، کیونکہ براہین والے نے اپنی تصحیح سے وہ کتاب چھپوائی ہے، جیسا کہ صفحہ:۵۱۶، خزائن ص:۶۱۵ میں اس پر تصریح کرتا ہے، اور نیز ان آیات کا ترجمہ موافق اس تحریف ہی کے کیا ہے، اس کو یاد رکھ کر آگے سنئے کہ صفحہ:۵۱۴، خزائن ص:۶۱۳، ۶۱۴ میں آیت: ''وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان الله لیعذبهم وهم یستغفرون'' کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: ''وما کان الله'' کے پیچھے سے جو لفظ ''معذبهم'' قرآن مجید میں ہے اس کو ''لیعذبهم'' سے بدل دیا ہے۔ پھر صفحہ:۵۵۵، خزائن ص:۶۶۱ میں جو آیت: ''وکذلک مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء'' کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اَخیر اس کے ترجمے کے لکھتا ہے کہ: ''اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے'' انتہیٰ بلفظہ۔ اور اس آیت میں لفظ ''مَکَّنَّا'' کو ''مَنَنَّا'' سے تحریف کردیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر اِحسان کیا، انتہیٰ بلفظہ۔

پھر صفحہ:۴۹۷، ۴۹۸، خزائن ص:۵۹۱، ۵۹۲ میں جو اپنی وصف اور اپنی کتاب کی تعریف میں یہ آیت نازل کی ہے کہ: ''ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله رد علیهم رجل من فارس شکر الله سعیه'' تو علاوہ تحریفِ قرآن کے اس کے ترجمے میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ کو شاکر یعنی اپنا شکرگزار لکھ دیا ہے، اور بعد اَزاں یہ اِلہام لکھا ہے: ''ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے، یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے، اور یہ ایک پیش گوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیراتِ عظیم اور برکاتِ عمیم پر دلالت کرتی ہے۔'' پھر اس کے بعد فرمایا: ''اگر اِیمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اُٹھ جاتا، تب بھی شخص مقدم الذکر یعنی ''فارسی الاصل'' اس کو پالیتا۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

پھر آیت: ''یکاد زیته'' کو اپنی کتاب کی تعریف میں وارِد کرکے ترجمہ یوں لکھتا ہے کہ: ''عنقریب ہے کہ اس کا تیل

خود بخود روشن ہوجائے۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

پھر یہ آیت سورۂ قمر وسورۂ صٓ وسورۂ آلِ عمران وسورۂ رعد اپنے اور اپنی کتاب کے حق میں نازل کر کے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے کہ: ’’کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں، عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور یہ پیٹھ پھیرلیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے، حالانکہ ان کے دِل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں، اور دِلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں، اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا، اور اگر تو سخت دِل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہوجاتے، اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطورِ الہام اِلقاء ہوئیں، جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا، اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آئیں۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ (براہین ص:۴۹۸، خزائن ص:۵۹۲)۔

اب فقیر کاتب الحروف کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان میں براہین والے نے تحریفِ لفظی بھی بدرجہ کمال کی ہے اور بہتانِ عظیم کو اسی میں شامل کردیا ہے، کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ کے الفاظ یہ ہیں: ’’لو كان الإيمان معلقًا بالثُّريا لتناوله رجال أو رجل من فارس‘‘ پس اس حدیث کے ابتدا میں براہین والے نے حرف واؤ زائد کردیا ہے، اور ’’لتناوله‘‘ کو ’’لناله‘‘ سے بدل دیا ہے، اور اس کے فاعل کو بالکل حذف کیا ہے، جو محض ناروا ہے۔ پھر قرآن مجید کے لفظ ’’زیتہا‘‘ کو کلمہ ’’زيتية‘‘ سے تحریف کیا ہے، تاکہ کتاب مرجع مذکر کی رعایت رہے۔

اور آیت: ’’فَنَادَوْا وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاص‘‘ (ص ۳) کو ’’وقالوا لات حين مناص‘‘ بناکر تین تحریف کردی ہیں، یعنی ’’فا‘‘ کی جگہ ’’واؤ‘‘ لکھ دی ہے، اور ’’نادوا‘‘ کو ’’قالوا‘‘ سے بدلا ہے، اور ’’لات‘‘ کے سر سے واؤ حذف کردی ہے، پھر اس کو تین جگہ اسی تحریف سے لکھا ہے، ایک تو یہ مقام، دُوسرا صفحہ:۴۹۰ کی سطر:۱۸، خزائن ص:۵۸۳ میں، تیسرا صفحہ:۴۹۷ کی سطر:۱۳، خزائن ص:۵۹۳ میں، اور ان تینوں ہی جگہ میں بموجب اس تحریف کے ترجمہ کیا ہے۔

پھر آیت: ’’وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ‘‘ (الرعد:۳۱) کو ’’ولو أن القرآن سيّر به الجبال‘‘ بناکر ’’قرآن‘‘ پر الف لام بڑھا دیا ہے او ’’سُيِّرَتْ‘‘ کی ’’تا‘‘ کو حذف کردیا ہے، اور مع ھٰذا سورۂ قمر کی آیات میں ترتیب بدل دی ہے، کیا معنی کہ دو آیت اخیر سورت یعنی: ’’اَمْ يَقُوْلُوْنَ‘‘ سے ’’الدُّبُرَ‘‘ تک اِبتدا میں لکھ دی ہیں، اور آیت ابتدائے سورۂ قمر یعنی ’’وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً‘‘ کو ان کے اخیر میں تحریر کردیا ہے اور اسی ترتیب پر ترجمہ کیا ہے۔ پس یہ ایک سورت کی آیات میں تبدیلِ ترتیب ہے، اور شرع میں مقدر ہے کہ ہر سورت کی آیات میں ترتیب بامرِ شارع توقیفی ہے، بدلیل احادیث صحیحہ و اِجماعِ اُمتِ مرحومہ، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے تفسیر اِتقان میں اس مسئلے کے بیان میں ایک مستقل بسط مناسب کر کے ساتھ ذِکر کیا ہے اور شیخ محدث دہلویؒ نے بھی فارسی اور عربی دونوں شرح مشکوٰۃ میں اس امر کو تفصیل وار لکھا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے یہی تفسیر فتح العزیز کے اِبتدائے سورۂ بقرہ میں اس مسئلے کی تحقیق کے بعد ترتیبِ آیات کی مخالفت کو حرام اور بدعتِ شنیعہ کہا ہے، جس نے اصل عبارات دیکھنی ہوں تو ان کتابوں میں دیکھے۔ الغرض!

یہ الہامات جن میں آیاتِ قرآنی کی تحریف اور نیز آیات کی ترتیب کی تبدیل اور نیز ان کا پارہ پارہ کرنا شائع ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز القاء نہیں ہیں اور بالیقین تلبیسِ اِبلیس اور مکائدِ نفس خبیث سے ہیں، اَعَاذَنَا اللہُ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ ذَالِکَ!

اس جگہ پر اگر کوئی اِعتراض کرے کہ یہ تحریف اور تبدیل وغیرہ اگر کسی بندے کی طرف سے ہوتو اس کی حرمت وغیرہ میں کیا شک ہے؟ لیکن جب خدائے کریم کی طرف سے ایسا ہو رہا ہے، جیسا کہ براہین والے کا دعویٰ ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے۔۔۔!

تو اس کا جواب یوں ہے: باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ‘‘ (الا:۱۱۵) اور ’’وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ‘‘ (الانعام:۱۱۵) اِرشاد ہے، یعنی قرآن مجید کی آیات کو جو راست تر اور عدل ہیں، کوئی نہیں بدل سکتا، یا کوئی قادر نہیں کہ آیاتِ قرآنی اُلٹا پلٹا کردے، جیسا کہ توراۃ میں واقع ہوا ہے، یعنی کہ تحریف نے تاثیر کردی اور کسی نے اس اُمت سے تعاقب نہ کیا، یا قرآن سے پیچھے نہ کوئی کتاب ہوگی جو اس کو نسخ کرسکے، اور اس کے اَحکام تبدیل کرے۔

یہ ترجمہ عبارت تفسیر بیضاوی وغیرہ کا ہے: اور یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ بے شک قرآن کتابِ عزیز ہے، یعنی بہت منفعت والی، بے نظیر یا محکم، جس کا اِبطال اور تحریف غیرممکن ہے، باطل کی طرف سے اس کو شامل نہیں ہوسکتا، اس حکیم نے اُتاری ہے جس کی ساری مخلوقات حکم کرتی ہے۔ (۱)

یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی و معالم التنزیل کا: پس ایسی آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش نہیں کہ آیات قرآن کی تبدیل ہو، بلکہ اس نے قرآن مجید کو راستی اور عدل سے پورا کردیا ہے اور تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی نظم اور ترتیب اعلیٰ درجے فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے، پس کوئی کلام، کلامِ اِلٰہی سے نظم اور ترتیب کی رُو سے اَحسن متصوّر نہیں، اور اس کی تبدیل و تحریف بھی غیرممکن ہے، نہ کسی نبی کی طرف سے اور نہ خدا تعالیٰ کی کسی کتاب سے، کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے باری تعالیٰ کا، اور باری تعالیٰ وعدے کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ہے۔

پس متحقق ہوا کہ یہ اِلہامات قرآن کی تحریف و تبدیل کرنے والے، حق سبحانہ کی جانب سے نہیں ہیں، بلکہ نفسانیت صاحبِ براہین یا اس کے شیطان قرین کی طرف سے ہیں، ایسے اِلحاد فی القرآن سے پناہِ خدا لایزال!

سورۂ فصلت میں اِرشاد ہے: ’’اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ‘‘ (فصلت:۴۰) یعنی جو لوگ اِستقامت سے برطرف ہوکر ہماری آیتوں میں طعن اور تحریف اور تأویل وغیرہ سے پیش آئے، وہ ہم سے پوشیدہ نہیں، یعنی ان کو اس اِلحاد کا بدلہ دیں گے، کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن سے آئے، جو چاہو کرلو، یہ تہدید شدید ہے، بے شک خدا تمہارے عملوں کو

(۱) وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ۔۔۔۔۔۔ صنیع۔۔۔۔۔۔ بعدیم المثال۔۔۔۔۔۔ لا یتطرق إلیه الباطل من جهة من الجهات۔ وفی الهامش: (تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ) (تفسیر بیضاوی ج:۴ ص:۲۱، طبع مکتبہ حضرتۃ الشیخ سید موسیٰ شریف)۔

دیکھ رہا ہے، یعنی ان کی سزا دے گا۔ یہ بیضاوی و مدارک وغیرہما کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ (۱)

اور قرآن مجید کی سورۂ اَنعام میں اِرشاد ہے: ''وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی'' (الانعام:۹۴) یعنی اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ، یہ کہے کہ مجھ کو وحی آئی، اور اس کو وحی کچھ نہیں آئی۔

اور سورۂ ہود میں یوں فرمان ہے، جس کا ترجمہ اور مراد یہ ہے کہ: کون بہت ظالم ہے خدا پر جھوٹا اِفترا کرنے والے سے، یعنی جس نے کسی اور کی بات کو اللہ کی اُتاری بنادیا، یا اللہ کی اُتاری کا اِنکار کیا، وہ لوگ رُوبرو آئیں گے اپنے رَبّ کے، یعنی قیامت کے دن رُوبرو کھڑے کئے جائیں گے، یا ان کے اعمال پیش کئے جائیں گے، اور کہیں گے گواہی دینے والے، یعنی فرشتوں اور نبیوں اور اعضاء سے بھی، جنھوں نے جھوٹ بولا اپنے رَبّ پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر، یہ عظیم دہشت دینا ہے ان کے ظلم پر جو خدا پر جھوٹ باندھا۔ یہ ترجمہ ہے بیضاوی وغیرہ تفاسیر کی عبارتوں کا۔ اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ: ''خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے، علم میں غلط نقل کرنی یا خواب بنالینا یا عقل سے حکم کرنا دِین کی بات میں، یعنی شریعت کے مخالف، یا دعویٰ کرنا کشف رکھتا ہوں، یا اللہ کا مقرّب ہوں۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

مُلَّا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ: ''قرآن اور حدیث کے مخالف کام کرنے والے لوگ بہت قسم کے ہیں، ایک قسم ان میں سے فریبی اور جھوٹے اور مکار ہیں، جن سے کوئی دعویٰ جن کے قید کرلینے کا کرتا ہے، یا مدعی محال حالت کا ہوتا ہے، جیسے جھوٹے مشائخ اور فقراء، پس یہ لوگ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ جیسے ایسے لوگ جھوٹ اور فریب سے بعض آئیں اور بعضے ان لوگوں سے مستحق قتل ہیں، جو فریب دکھا کر دعویٰ نبوّت کا کرتا ہے، یا شریعت کے بدلانے کے درپے ہوتا ہے اور مانند اس کے۔'' یہاں تک ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ (۲)

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ براہین والے نے صفحہ: ۵۲۰، ۵۲۱، خزائن ص: ۶۲۱، ۶۲۲ میں اپنے اِلہام کا قصہ یوں لکھا ہے کہ:

''۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ایک عجیب اِلہام اُردو میں ہوا تھا، جس کی تقریب یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جو کسی زمانے میں اس عاجز (مرزا قادیانی) کے ہم مکتب بھی تھے، جب نئے نئے مولوی ہوکر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اِختلافی مسئلے میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا، چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور

(۱) یمیلون عن الحق فی ادلتنا ــــ إذا مال عن الإستقامة، فحفر فی شق فاستعیر للإنحراف فی تأویل آیات القرآن عن جهة الصحة والإستقامة ــــ لا یخفون علینا، وعید لهم علی التحریف، أفمن یلقیٰ فی النار خیر أم من یأتی أمنًا یوم القیمة ــــ اعملوا ما شئتم، هٰذا نهایة فی التهدید ومبالغة فی الوعید، إنه بما تعملون بصیر، فیجازیکم علیه۔ (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۲۳۸، طبع بیروت)۔

(۲) وهٰؤُلاء الذین یفعلون هٰذه الأفعال الخارجة عن الکتاب والسُّنَّة انواع، نوع منهم اهل تلبیس وکذب وخداع، الذین یظهر احدهم طاعة الجن له أو یدعی الحال من أهل المحال کالمشائخ النصابین والفقراء الکذابین والطرقیة المکارین فهٰؤُلاء یستحقون العقوبة البلیغة التی تردعهم وامثالهم من الکذب والتلبیس وقد یکون فی هٰؤُلاء من یستحق القتل۔ (شرح فقه اکبر ص:۱۸۴، ۱۸۲، مطبع مجتبائی)۔

مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا، پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت تقریر سن کر معلوم کرلیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابلِ اعتراض ہو، اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا، رات کو خداوند کریم نے اپنے اِلہام اور مخاطبت میں اسی ترکِ بحث کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا، اور وہ تجھے بہت برکت دے گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، پھر بعد اس کے عالمِ کشف میں وہ بادشاہ دِکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

اور یہ مولوی محمد حسین شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی کے ہیں، جو غیرمقلدوں کے رئیس اور اِبتدا میں مقلدین سے سخت مکابرہ سے پیش آکر ان کو مشرک جانتے تھے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک وکفر مانتے تھے، چنانچہ اس بارے میں رسالے واِشتہار چھپواتے رہے، پھر جب علمائے مقلدین نے ان کے خیالات کی بواقعی تردید کی تو اس شدّتِ مجادلہ سے کسی قدر لوٹے اور جب ان کے اُستاذ مولوی نذیر حسین دہلویؒ بسبب ظاہر ہونے ان کی سخت مخالفت شرع کے واقعہ ۱۳۰۱ ہجری مکہ معظّمہ میں قید ہوئے تو اپنے اُستاذ کی نصرت کے واسطے یہ مولوی محمد حسین اہلِ حرمین محترمین کو ظالم مشہور کرنے لگے اور حکامِ وقت اس دیار کے پاس ان کا شکوہ شکایت کرنی شروع کردی، جیسا کہ رسالہ اِشاعۃ السنۃ نمبر:۹ جلد:۷ کے صفحہ:۶، ۵، ۲ وغیرہا سے ظاہر ہے۔ پس ان مولوی محمد حسین صاحب نے بھی گویا براہین کی تعریف کے شکریہ میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں ان کی اور ان کی براہین کی کمال تعریف کرنی شروع کرکے اَخیر میں یہ لکھ دیا ہے: ''مؤلفِ براہین احمدیہ نے یہ منادی اکثر زمین پر دِی ہے کہ جس شخص کو اِسلام کی حقانیت میں شک ہو، وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت ہمارے اِلہامات وخوارق سے بچشمِ خود دیکھے، پھر کیا اس اِحسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں:

جمادی چند دام جاں خریدم

بحمد اللہ! عجب ارزاں خریدم

انتہیٰ۔

حاشیہ میں ادنیٰ قیمت ۲۵ روپے درج ہیں، جیسا کہ صفحہ:۳۴۸ نمبر:۱۱ جلد:۱۷ اِشاعۃ السنۃ ذی قعدہ وذی الحجہ ۱۳۰۱ھ اور محرم ۱۳۰۲ھ سے یہ عبارت منقول ہوئی ہے اور ان رسائل میں صاحبِ اشاعت السنہ نے براہین والے کے کلام کی تأویلاتِ فاسدہ سے بہت ہی تائید کی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آیاتِ قرآنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دُوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں، تو ان کا نام قرآن تھا، اور جب انہیں بعینہٖ آیات سے اللہ نے غیرانبیاء کو مثل صاحبِ براہین کے مخاطب فرمایا تو اس کا نام قرآن نہیں رکھا جاتا، اور غرض اس ہذیان سے صاحبِ براہین کا تحریفِ قرآن اور اِلحادِ آیاتِ فرقان سے بچانا ہے، پھر صاف صاف اس قبیح مضمون کو اِشاعت السنۃ مذکورہ بالا کے صفحہ:۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶ میں لکھا ہے،

جس کے قول کو فقیر راقم الحروف نقل کر کے قرآن وحدیث واِجماع کی سند سے تردید کرتا ہے، تاکہ قرآنِ مبین اور دینِ متین کی تائید سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رہے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ !

''اور ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا، اہلِ علم کے نزدیک مستبعد اور محلِ اِعتراض نہیں ہے۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: اس پر تین اِعتراض وارِد ہیں:

پہلا یہ کہ مخاطب یا متکلم کا اِختلاف ایک ہی کلام میں ایک ہی وقت میں غیر متصوّر ہے، اس لئے کہ پہلے متکلم نے جب کچھ کلام کیا تو صرف اس کے بولنے سے وہ وقت گزر گیا، پھر دُوسرے متکلم کا اسی کلام کو اسی وقت بولنا کیونکر متصوّر ہوا؟ اور ایسا ہی حال ہے باعتبار اِختلافِ مخاطب کے، جیسا کہ اہلِ علم پر ظاہر ہے۔

دُوسرا یہ کہ اِختلافِ متکلم یا مخاطب کا کلامِ واحد (وقتِ واحد) میں اگر مانا جائے تو ایک ہی کلام کا ایک ہی وقت میں قرآن اور غیر قرآن نام رکھنا غیر ممکن ہے، اس لئے کہ اِثباتِ شے اور پھر نفی اس کی ایک ہی وقت میں، عقلاً ناجائز ہے۔

تیسرا یہ کہ قرآن مجید اَزل سے اَبد تک قرآن ہے، پس اس کو غیر قرآن کہنا شرعاً ناروا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ فرقانی کا نام قرآن رکھا ہے، جیسا کہ سورۂ زُمر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرف اشارہ فرماکے قرآن عربی اس کا نام رکھا ہے،(۱) پس جس نے ان آیات بعینہا کو غیر قرآن کہا، بے شک قرآن کا مخالف ہوا۔

قولہ:... ''کبھی ایک کلام جبکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے، کلامِ رحمانی کہلاتا ہے، کبھی وہی کلام جبکہ اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے، شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے، اس کی تمثیل میں ہم دو کلام قرآن سے پیش کرتے ہیں، قرآن میں ایک کلام اِبلیس سے منقول ہے: ''انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین'' اور ایک کلام فرعون سے: ''انا ربکم الأعلی'' ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ اِبلیس وفرعون کی کہی ہوئی ہیں، خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہی ہوں، تو یہ کلام شیطانی وفرعونی کہلاتے ہیں۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

اور اسی صفحے کے حاشیہ میں درج ہے: ''انا ربکم الأعلی'' جبکہ کلامِ فرعون ٹھہرایا جائے، خواہ وہ کسی زبان میں ہو، قرآن نہیں کہلاتا۔'' انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: متکلم کے اِختلاف سے کلام مختلف نہیں ہوتا، کیونکہ کلام اسی کا کہلاتا ہے، جس نے اوّل بولا ہو، دیکھو جو شخص: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' اور ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' پڑھے گا، تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ اس کا کلام ہے، بلکہ ہر مؤمن بھی کہے گا کہ یہ دونوں آیتیں باری تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور جو ''إنّما الأعمال بالنّیّات'' کہے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ سروَرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

(۱) قُراٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ (الزمر)۔

حدیث ہے، اور جو: ''قفانبک من ذکری حبیب و منزلھا'' زبان پر لائے گا تو کہیں گے کہ یہ مصرع امرؤالقیس کے شعر کا ہے، جیسا کہ مُلَّا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے۔ پس قرآن مجید کی آیات کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا اور کلامِ شیطانی وفرعونی کہنا علم والے مؤمن کا کام نہیں، بلکہ سچا مؤمن اس کے مقابلے میں یوں کہے گا کہ خدا پاک ہے، یہ سخت بہتان ہے، کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' سے ''وَ النَّاسِ'' تک ہے، وہ حق تعالیٰ کا ہی کلام ہے، اور زمین وآسمان اور اَرواح کے پیدا ہونے سے پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی گئی تھی جس کو جبریلِ امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا ہے، جیسا کہ خود قرآن مجید میں سورۂ بروج کی اَخیر آیت ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''بلکہ وہ قرآن مجید ہے، لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا۔''

تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں: بلکہ وہ قصہ قرآن قدیم کا ایسا ہے جو اس کے وقوع سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھا گیا ہے، جس پر شیطانوں اور جنوں اور آدمیوں کو دسترس نہیں ہے۔ اِمام بغویؒ نے تفسیر معالم میں اسناد کے ساتھ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: لوحِ محفوظ ایک تختی ہے سفید موتی سی، جس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیان کے برابر ہے، اور چوڑائی اس کی مشرق سے مغرب تک کی ہے، اور کنارے اس کے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفتر ینے اس کے سرخ یاقوت کے ہیں، نور کے قلم سے اس میں قرآن لکھا ہے، اُوپر سے عرشِ مجید سے لٹکی ہے، اور نیچے سے فرشتے کی گود میں ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور مدارک وجلالین وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے۔[1] لیکن اِمام سیوطیؒ نے تفسیر اِتقان میں بہ سند طبرانی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے تھوڑے سے تفات کے ساتھ، اور نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: یا محمد! قرآن کے ساتھ اپنی زبان مت ہلا، تا کہ جلدی سے اسے یاد کرلے، اور تھے آنحضرت علیہ السلام کہ شروع کرتے تھے پڑھنا آیاتِ قرآن کا حضرت جبریل علیہ السلام کی فراغت سے پہلے، اس لئے کہ کچھ بھول نہ جائے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ مت ہلا اپنی زبان کو وحی کے پڑھنے میں، جب تک جبریل پڑھتا رہے، تا کہ تو جلدی سے اسے یاد کرلے اور کچھ فروگزاشت نہ ہوجائے، پھر اس جلدی سے روکنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ بے شک ہمارا ذِمہ ہے قرآن کا جمع کرنا تیرے سینے میں، اور اس کا یاد کرانا تیری زبان پر، اور مت جلدی کر قرآن کے پڑھنے میں، اس کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے، پس جب ہم پڑھیں قرآن کو یعنی جبریل تجھ پر پڑھے تو اس کے پڑھنے کی متابعت کر، پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا، جب تجھ پر اس کے معنی میں کچھ مشکل پڑ جائے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر مدارک کا،[2] اور اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے۔

---

(۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما، ھو من درة بیضاء، طولہ بین السماء والأرض، وعرضہ ما بین المشرق والمغرب، قلمہ نور، وکل شیء فیہ مسطور۔ مقاتل: ھو علٰی یمین العرش، وقیل: أعلاہ معقود بالعرش وأسفلہ فی حجر ملک کریم۔ (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۶۲۶ طبع بیروت)۔

(۲) لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ وکان یأخذ فی القراءة قبل فراغ جبریل کراھة ان یتفلت منہ فقیل لہ لاتحرک لسانک بقراءة الوحی ما دام جبریل یقرء، لتعجل بہ، لتأخذہ علٰی عجلة، ولئلا یتفلت منک، ثم علل النھی عن العجلة بقولہ: إنّ علینا جمعہ، فی صدرک، وقرئانہ، وإثبات قرائتہ فی لسانک ـــــ ولا تعجل بالقرأن من قبل ان یقضیٰ إلیک وحیہ فإذا قرأنہ، ای قرأہ علیک جبریل ـــــ فاتبع قرئانہ، ثم إنّ علینا بیانہ، إذا اشکل علیک شیء من معانیہ۔ (مدارک ج:۳ ص:۵۷۲ طبع بیروت)۔

پھر پہلی آیت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی قرآن مجید سے وہ بالاتفاق اِبتدا سورۂ علق کا ہے، ’’مالم یعلم‘‘ تک، تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن غسل کے واسطے غارِ حرا سے باہر تشریف لاکر پانی کے کنارے کھڑے ہوئے کہ جبریل امین علیہ السلام نے ہوا سے پکارا کہ یا محمد! پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُوپر کو دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، پس تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں دیکھ رہے تھے کہ ایک سورج کی طرح نورانی شخص آدمی کی شکل میں دیکھا جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور سبز ریشمی پوشاک پہنی ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ: پڑھ! اور بعض روایتوں میں ہے کہ جبریل امین علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے سبز دریائی کے قطعہ میں کچھ لکھا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دِیا اور کہا کہ: پڑھو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر فرمایا: مجھے حرفوں کی شناس نہیں اوراَن پڑھ ہوں! اَخیر حدیث تک یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر عزیزی کا۔

اور مُلّا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر کے ملحقات میں لکھتے ہیں کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے شیخ حافظ الدین نسفیؒ کی منار سے ذِکر کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم اور معنی دونوں کا، اور ایسا ہی دُوسرے اُصول والوں نے کہا ہے، اور امامِ اعظمؒ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں قرآن کا ترجمہ فارسی پڑھا تو رَوا ہے، تو آپؒ کا اس سے رُجوع ثابت ہے، چنانچہ آپؒ نے فرمایا ہے کہ باوجود قدرت عربی کے غیرعربی رَوا نہیں ہے، اور یہ بھی آپؒ نے کہا ہے کہ جو شخص بغیرعربی کے قراءت پڑھتا ہے، یا تو وہ دِیوانہ ہے، معالجہ کیا جائے، یا زِندیق ہے، قتل کیا جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں کلام کیا ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا نظم اور معنی دونوں سے حاصل ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ (۱)

پس قرآن وحدیث اور کتبِ عقائد اہلِ سنت سے متحقق ہوا کہ تمام عربی آیات جن کا نام قرآن ہے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں اور انہیں معروف کلمات سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت اِمامِ اعظمؒ فقہ اکبر میں اور علامہ قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دُوسرے انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے بطور اِخبار یا حکایت کے جو ذِکر کیا، اور فرعون وشیطان وغیرہما سے بھی جو بیان کیا ہے، بے شک یہ دونوں قسم سب کے سب اللہ تعالیٰ کے کلامِ قدیم ہیں جو ان سے خبر دی گئی ہے، یعنی موافق اس کے جو کلمات معانی پر دلالت کرنے والی لوحِ محفوظ میں لکھے گئے ہیں، آسمان وزمین اور اَرواح کے پیدا کرنے سے پہلے کی، نہ یہ کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرہما انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے اور فرعون وشیطان اور دُوسرے کفار سے سن کر اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کی ہے۔

پس اب کچھ فرق نہیں ہے درمیان خبر دینے حق تعالیٰ کے ان کے اخبار واحوال واسرار سے جیسا کہ سورۂ تبت یدا وآیت

(۱) ومنها ما ذکرہ شارح عقیدۃ الطحاوی الشیخ حافظ الدین النسفی فی المنار ان القرآن اسم للنظم والمعنیٰ جمیعًا، قال غیرہ من اھل الأصول، وما ینسب إلٰی أبی حنیفۃ ان من قرأ بالفارسیۃ اجزأہ، فقد رجع عنہ، وقال: لا یجوز مع القدرۃ بغیر العربیۃ، وقال: لو قرأ بغیر العربیۃ فإما أن یکون مجنونًا فیداویٰ، أو زندیقًا فیقتل، لأن اللہ تکلم بھٰذہ اللغۃ والإعجاز حصل بنظمہ ومعناہ۔ (شرح فقہ اکبر ص: ۱۸۶، ۱۸۵)۔

قتال وغیرہما میں ہے، اور نہ درمیان ظاہر فرمانے باری تعالیٰ کے اپنی صفات وافعال وخلق مصنوعات میں جیسا کہ آیۃ الکرسی، سورۂ اِخلاص وغیرہما میں ہے، اور نہ درمیان آیات آفاقیہ اور انفسیہ کے، کہ یہ سب کا سب باری تعالیٰ کا کلام ہے، اور اس کی صفت پاک، حاصل الکلام، کلام اللہ شریف حادث نہیں، غیر مخلوق ہے، اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا کلام اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہو، اور ایسا ہی کلام دُوسرے انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین وملائکہ مقربین کا مخلوق ہے جو ان کی پیدائش کے بعد حادث ہوا، اور قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، نہ مجازاً اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم ہے، مخلوق کے کلام کی طرح نہیں، کیونکہ ان کی ذات اور کلام دونوں حادث ہیں، اس لئے کہ صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے، اور یوں ہی کہا جائے گا کہ نظم عبرانی جو توراۃ ہے اور نظم عربی جو قرآن ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس لئے کہ ان کے کلمات وآیات کلامِ اِلٰہی کی دلیلیں اور علامات ہیں، اور اس لئے کہ ان کی نظم کا اِبتدا اللہ تعالیٰ سے ہی ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی حدیث حدیثوں سے پڑھو گے تو یہی کہو گے کہ یہ جو میں نے پڑھا ہے اور ذِکر کیا ہے میرا کلام نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، کیونکہ اِبتدا اس کلام کے نظم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہوا تھا، اور اسی قبیل سے ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے آیت: ''أَفَتَطْمَعُوْنَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ'' (البقرۃ:۷۵) اور آیت: ''وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ'' (التوبۃ:۶) میں آیت قرآن مجید کو کلام اللہ فرمایا ہے، یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا، اور مشکوٰۃ میں سنن دارمی وجامع ترمذی سے بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھوائی، جس میں سے دو آیتیں خاتمہ سورۂ بقرہ کی نازل فرمائیں۔ اور سنن دارمی سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے ایک ہزار برس پہلے سورۂ طٰہٰ ویٰسٓ کی تلاوت فرمائی تھی، یہ ترجمہ ہے مشکوٰۃ کی حدیثوں کا۔

اب قرآن مجید اور حدیث اور عقائد اہلِ سنت کی کتابوں سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے، کسی مخلوق کے کلام کو اس میں دخل نہیں ہے، اور جو کچھ اس میں نبیوں کے قصے اور صدیقوں کی باتیں اور کافروں کے حالات اور بدبختوں کے مقالات ہیں، وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے جو اس پاک ذات نے ان لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے بموجب اپنے علم ازلی کے ان سے خبر دی ہے۔

پس صاحب رسالہ اِشاعۃ السنہ کا یہ قول کہ آیت: ''انا خیر منه'' کلامِ شیطانی ہے، اور آیت: ''انا ربکم الأعلی'' کلامِ فرعونی ہے، اور قرآن نہیں کہلاتا، جیسا کہ اِشاعۃ السنہ سے اُوپر منقول ہوچکا ہے، قرآن مجید کی صدہا آیات کا اِنکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جمیع قصص قرآنی اور حکایاتِ فرقانی کو کلامِ مخلوق بنادینا نہیں تو اور کیا ہے؟ اعاذنا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین عن ذالک!

مُلَّا علی قاریؒ، اِمامِ اعظمؒ کی فقہ اکبر کے اس قول کے نیچے کہ کلام اللہ شریف غیر مخلوق ہے، لکھتے ہیں کہ: کلام اللہ بالذات قدیم ہے۔ اِمام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید کو سن کر خیال کیا کہ یہ آدمی کا کلام ہے، تو ضرور وہ کافر ہوا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو عذابِ دوزخ سے ڈرایا ہے۔ یہ ترجمہ عبارت شرح فقہ اکبر کا۔

اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے:

’’اگر کوئی اِعتراض کرے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ’’قرآن رسولِ کریم کی بات ہے‘‘ اس نے دلالت کی کہ قرآن رسولِ کریم کا کلام، جبریل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا؟‘‘

تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رسول بتارہا ہے کہ اس نے قرآن کو اپنے بھیجنے والے سے پہنچایا ہے، اس لئے یوں نہیں فرمایا کہ یہ کلام فرشتہ یا نبی کا ہے، پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے اپنے بھیجنے والے یعنی حق تعالیٰ سے پہنچایا، نہ یہ کہ اس نے اپنی ذات سے یہ کلام پیدا کیا ہے۔

دُوسرا جواب یہ ہے کہ مراد رسول سے ایک آیت میں جبریل ہے، اور دُوسری آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس دونوں کی طرف سے اس کلام کی نسبت کرنے سے ظاہر ہوگیا کہ یہ نسبت صرف پہنچانے کے واسطے ہے، کیونکہ ایک شخص نے جس کلام کو پیدا کیا ہو تو منع ہے کہ دُوسرا اس کو پیدا کرسکے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ نے قرآن کو آدمی کا کلام بنانے والے کی تکفیر کی ہے۔

پس جس نے قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازخود یہ کلام بنایا ہے تو وہ کافر ہوا۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ قرآن کو آدمی کا، یا جن کا، یا فرشتے کا کلام کہے، (یعنی ان تینوں صورتوں میں سزا اس کی دوزخ ہے)، اس لئے کہ کلام اس کا ہوتا ہے جس نے اوّل کہا ہو، نہ اس کا جس نے پیغام پہنچایا ہو۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فقہ اکبر کا، کیا خوش کہا ہے کہنے والے نے کہ:

اگرچہ قرآن از لب پیغمبر است
ہر کہ گوید حق نہ گفتہ او کافر است

ان معتبر سندوں سے اگر صاحب اِشاعۃ السنہ کی تسلی نہ ہو کہ یہ علماء مقلدین کے حوالے ہیں، شاید ان کو پسند نہ ہوں تو اوّلاً اس کا جواب یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر سے اسی اِشاعۃ السنہ کے صفحہ: ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴ میں بھی سند لی ہے، اور نیز صفحہ: ۳۱۴، اِشاعۃ السنہ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی کمالِ تعریف کرکے ان سے سند لی ہے۔

اور ثانیاً یہ جواب ہے کہ علماء غیرمقلدین بھی اسی اِعتقاد پر ہیں جو اُوپر مذکور ہوا ہے، جیسا کہ سنداً ان کی بھی بعض کتابوں سے منقول ہوتا ہے، تاکہ ظاہر ہو کہ اِشاعۃ السنہ والے نے اپنی قوم سے بھی سخت مخالفت کی ہے، ’’نہج مقبول من شرائع الرسول‘‘ جو تالیف ہے بڑے بیٹے مولوی صدیق حسن بھوپالی کی، اور خود مولوی مسطور نے اس کی تصحیح کرکے بھوپال میں چھپوائی ہے، اور یہ باپ بیٹا مشاہیر علمائے غیرمقلدین سے ہیں، اس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسی سے اِبتدا ہوئی اور اسی کی طرف رُجوع ہوگا، اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ سے ہیں، جبریل امین صرف ناقل ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقط پہنچانے والے ہیں، اور جتنا لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور پڑھیں گے، وہ تمام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمایا،

اور بے شک حضرت جبریل نے ان سے سنی اور بالیقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری جو کوئی کہے کہ وہ کلام فرشتے کا، یا آدمی کا ہے، تو اس کا مکان دوزخ ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی نہج مقبول کا، اور یہ عبارت اس کے صفحہ:۵ میں ہے۔

قولہ:۔۔۔’’یعنی اِشاعۃ السنہ میں لکھا ہے: اور اگر بعینہٖ ان دونوں کی نسبت یہ خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت اِبلیس وفرعون یہ کلام خدا میں پائی گئی ہیں تو یہ کلامِ رحمانی اور جزوِ قرآن کہلاتے ہیں۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: آیت: ’’انا خیر منه‘‘ اور آیت: ’’انا ربکم الاعلی‘‘ کو اللہ تعالیٰ کے کلام اور جزوِ قرآن بنانے میں کسی کے خیال کرنے کی کیا حاجت؟ یہ دونوں آیتیں فی الحقیقت اور دراصل حق تعالیٰ کا کلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے، اور شیطان وفرعون کے پیدا ہونے سے ہزارہا برس پہلے حق تعالیٰ نے ان کو لوحِ محفوظ میں لکھوایا، جیسا کہ قرآن وحدیث وعقائد اہلِ سنت سے اُوپر مبرہن ہو چکا ہے۔

پس اس کلامِ عربی معجز نظام کو شیطان وفرعون کا کلام بنانا اور قرآن میں ان سے نقل کا اِعتبار وخیال کرنا محض ہذیان اور بہتان ہے، خدائے سبحانہ وتعالیٰ جمیع اہلِ ایمان کو اس اِعتقاد وخیال سے بچائے اور عاقبت بخیر فرمائے۔ واضح رہے یہ کہ یہ اقوال صاحب اِشاعۃ السنہ کے جن کا مبنائے اِختلاف متکلم پر ہے، صاحب براہین احمدیہ کی تائید کی تمہید میں تھے، جس میں صاحبِ اِشاعۃ السنہ نے اس کی محبت میں اپنا اِیمان قربان کر دیا، جیسا کہ شرعاً متحقق ہو چکا ہے، اب فقیر کاتب الحروف اس کے وہ اقوال جو اَصل تائید صاحبِ براہین میں ہیں، جن کا مدار اِختلافِ مخاطب پر ہے، نقل کر کے ادلّہ شرعیہ سے ان کی تردید لکھتا ہے، والله هو المعین!

قولہ:۔۔۔’’ایسا ہی اختلاف مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئے۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: ایک نقص اس پر اُوپر لکھا گیا ہے، دوم علمائے بدیع ومعانی وغیرہم نے تصریح کی ہے کہ کلام یا خبر ہے یا اِنشا، اور ان دونوں کے معنی میں کسی نے اِختلاف مخاطب کا کچھ بھی اِعتبار نہیں کیا، نہ معلوم کہ اس نئے مولوی نے یہ اقسام کلام کہاں سے نکالی ہیں۔

قولہ:۔۔۔’’جو کلام خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب میں فرمایا ہے، وہ ایک کتابِ معروف میں درج ہو کر مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے، وہ قرآن کہلاتا ہے۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: خطاب کلام میں بصیغۂ حاضر ہوتا ہے، تلخیص المفتاح مطول کے متن میں لکھا ہے کہ تکلم سے خطاب کی طرف آیت: ’’وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ‘‘ (یٰسٓ:۲۲) میں، اور خطاب سے غیبت کی طرف آیت: ’’حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ‘‘ (یونس:۲۲) میں، اور غیبت سے خطاب کی طرف آیت: ’’مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ‘‘ میں اِلتفات ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس عبارتِ عربی کا جس سے ثابت ہوا کہ ’’خطاب‘‘ مخاطب کر کے بات کرنے کا نام ہے۔(۱)

(۱) مثال الإلتفات من التکلم إلی خطاب: وما لی لا اعبد الذی الآیة، ومثال الإلتفات من الخطاب إلی الغیبة: حتّٰی إذا کنتم فی الفلک الآیة ومثال الإلتفات من الغیبة إلی الخطاب: مٰلک یوم الدین، إیّاک نعبد۔ (تلخیص المفتاح ص:۱۸، أحوال المسند إلیه، طبع ایچ ایم سعید)۔

پس معلوم رہے کہ یہ تعریف قرآن مجید کی جو صاحبِ اشاعۃ السنہ نے بیان کی ہے، اس سے ہزارہا آیات قرآن کی، قرآن ہونے سے خارج ہوگئیں، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تمام آیات سے مخاطب نہیں ہیں، یعنی سارے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب نہیں کیا گیا، بلکہ وہ آیتیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا ہے مثل: ''اور علم دیا آپ کو اس کا جو آپ کو معلوم نہ تھا''، اور: ''کہہ دے (یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم خدا سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو''، اور: ''بے شک ہم نے تجھے فتح ظاہر کردی تاکہ خدا آپ کی اگلی پچھلی تقصیریں معاف کرے''، اور: ''بے شک ہم نے بخشا آپ کو کوثر!'' یہ ترجمہ ہے آیاتِ خطاب کا، اور ایسی آیاتِ خطاب تھوڑا سا حصہ ہیں قرآن مجید کا، اور نیز غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن شریف کی بہت سی آیات میں مخاطب ہیں، جیسا کہ بنی اِسرائیل اور اس اُمتِ مرحومہ کے مؤمن اور کفار اور جن وغیرہم، اور نیز صدہا آیاتِ قرآنی ایسی ہیں جن میں کسی کو خطاب نہیں کیا گیا، پس اس تفسیر کی رُو سے صدہا آیات قرآن مجید ہونے سے خارج ہوگئیں۔ مرزا قادیانی کے اس مؤید پر سخت افسوس ہے! جس نے تقاضائے محبت اور ان کی نکمّی دوستی میں ہزارہا آیاتِ قرآنی کو کلام اللہ شریف سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا منتقم کافی ہے!

سبحان اللہ! عوام اہلِ اسلام ایسے لوگوں کو علمائے دِین میں سے جانتے ہیں، اور وہ اپنے رسالے کا نام ''اِشاعۃ السنہ'' مشہور کرکے اپنے آپ کو اکابر مصنّفین سے اور صاحبِ براہین احمدیہ کو کاملین مکملین میں سے مانتے ہیں، اور فی الاصل یہ دونوں صاحب سارے غیر مقلدین کی طرح دُنیا کی سخت محبت میں گرفتار ہیں اور مالِ حرام وحلال کے جمع کرنے کی کوشش میں سرشار ہیں، چنانچہ اپنے رسالوں کے حقِ تصنیف بیچ کر بہت سے روپے جمع کرلیتے ہیں اور خود رسالہ اِشاعۃ السنہ جو سال تمام میں چوبیس جزو ہوتا ہے، ایک یا دو روپیہ اس کی قیمت میں عمدہ منفعت ہے، اور صاحبِ اِشاعۃ السنہ نوابوں سے تیس روپیہ سالانہ، اور دُوسرے غنیوں سے پندرہ روپیہ، اور متوسط گزارہ والوں سے سات روپیہ، اور کم وسعت والوں سے تین روپے بارہ آنے سالانہ لیتے ہیں۔

اور براہین احمدیہ جو تینتیس جز کی کتاب ہے، بازاری قیمت دو یا تین روپے رکھتی ہے، مرزا قادیانی نے ادنیٰ قیمت اس کی پچیّس روپے، اور اعلیٰ قیمت ایک سو روپے تک مقرّر کی ہے، جو اس کی کتاب خریدے، خواہ وہ رافضی ہو یا بت پرست ہی ہو، ان کی بہت مبالغہ اور غلو سے تعریف کرتا ہے، اور جو کوئی اس کی کتاب نہ خریدے، اگرچہ نواب مسلمان ہی ہو، اس کی پرلے درجے کی توہین کرکے قارون سے اس کو تشبیہ دیتا اور دُنیا پرستوں سے بنادیتا ہے۔ جیسا کہ اس کی کتاب کے پہلے اور دُوسرے اور چوتھے حصے کے اِبتدائی اوراق ملاحظہ کرنے سے یہ حال معلوم ہوجاتا ہے، اور نیز جب بہت سے روپے آنے کا اس کو اِلہام ہوتا ہے تو کمال ہی خوش حال ہوتا ہے، اور جب معلوم ہو کہ وہ تھوڑا سا روپیہ ہے تو سخت غم کا پامال ہوتا ہے، جیسا کہ براہین کے صفحہ: ۵۲۲ سے ۵۲۴، خزائن ص:۶۲۵، ۶۲۶ تک کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے۔

پس یہ سارا مدار دُنیا کی سخت محبت اور روپیہ جمع کرنے پر ہے، جس کو دانش مند بخوبی جانتے ہیں، اور پورا علم حق تعالیٰ کو ہے۔

الحاصل! قرآن مجید کی جامع مانع تعریف وہ ہے جو علمائے اسلام کی کتابوں میں درج ہے، چنانچہ حضرت اِمامِ اعظمؒ کی فقہ

اکبر اور مُلّا علی قاریؒ کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس برس کی مدّت میں آیت آیت اُتارا گیا ہے اور مصحفوں میں لکھا ہوا ہے، یعنی جو دفتین میں مکتوب ہے وہ سب کلام اللہ ہے۔ پر دُوسری جگہ فقہ اکبر اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ: قرآن مجید مصحفوں میں لکھا ہوا اور دِلوں میں یاد اور زبان پر پڑھا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بالتدریج اُتارا گیا ہے، بواسطہ حروف، مفردات و مرکبات مختلف حالتوں میں۔ یہ ترجمہ ہے عبارت عربی کا۔(۱)

اب دانش مند لوگ اس نہایت عجیب وغریب آدمی کو دیکھیں جو تنزیل اور خطاب میں امتیاز نہیں رکھتا اور قرآن مجید کی آیات کو فرعون و شیطان کا کلام بنا دیتا ہے، اور اس مایۂ علمی پر اس کو یہ اِدّعا ہے کہ مجتہدینِ دِین غلطی پر تھے اور میں دِینِ متین کی تائید کر رہا ہوں۔ پس یقیناً یہ رعونت اور جہلِ مرکب کا شعبہ ہے!

پھر اِشاعۃ السنہ میں لکھتے ہیں:

قولہ:...''وہی کلام (یعنی جس کا نام قرآن ہے) اگر کسی غیرنبی کے خطاب میں اور پہلے توراۃ، اِنجیل وغیرہ میں، یا کسی ولی کے اِلہام میں خدا نے فرمایا ہے تو وہ قرآن نہیں کہلاتا، گو حقیقت میں وہ بعینہٖ وہی کلام ہے جو قرآن میں پایا جاتا ہے۔'' انتہیٰ بلفظہٖ۔

فقیر کہتا ہے کہ: اس عبارت میں ہر چند بہت سی غلطیاں ہیں، مگر جن کا بیان یہاں پر ضروری ہے وہ یہ ہیں:

اُوپر لکھا گیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو قرآن بنانے میں خطاب کو کوئی دخل نہیں، قرآن وہ ہے جو سروَرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کلامِ اِلٰہی سے وحی ہوا، اور قرآن اس اُترنے سے پہلے بھی قرآن تھا، اور اس سے پیچھے بھی قیامت تک قرآن ہی کہلاتا ہے، اور کسی ولی پر کوئی آیت قرآن کی اِلہام ہوجائے تو وہ قرآن سے خارج نہیں ہوتی ہے، بلکہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہی ہے، معنی اس کے کلام نفسی قدیم ہے اور اس کی نظم بھی حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اور بے شک خدائے پاک نے اس کا نام ''قرآنِ حکیم'' رکھا ہے، پس غیرممکن ہے کہ قرآن غیرقرآن بن جائے اور عقائد اہلِ سنت میں مقرّر ہوچکا ہے کہ حق سبحانہ کی صفات پر بھی تغیر نہیں آتا ہے، جیسا کہ اس کی ذات پر بدلنا نہیں ہے، اور خود غیرمقلدین کی نہج مقبول میں ہے: وبر ذات وصفاتِ الٰہی تغیر نمی رود۔ صفحہ:۱۰، سطر:۱۶ میں دیکھو۔ پر تعجب یہ ہے کہ خود صاحبِ براہین جس جس آیتِ قرآن کی اپنی طرف اِلہام ہونے کا مدعی ہے، ان کا آیاتِ قرآنی ہی نام رکھتا ہے، جیسا کہ اُوپر براہین کے صفحہ: ۴۸۵، ۴۹۸، خزائن ص: ۵۷۷، ۵۹۲ سے منقول ہوچکا ہے، اور یہ صاحبِ اِشاعۃ السنہ اس کی تائید میں قرآن کو غیرقرآن اور بعض آیاتِ قرآنی، کلماتِ فرعونی و شیطانی بنا رہا ہے، خدا جانے یہ شخص اگر قرآن کی بے ادبی میں غضبِ اِلٰہی سے پروا نہیں رکھتا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ خلاف مرضی قائل کے اس کے قول کی توجیہ کر رہا ہے، اِلٰہی ایسی نادانی سے پناہ دے! ہمارے اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر!

پھر اِشاعۃ السنہ کے صفحہ: ۳۰۴ میں جو لکھا ہے کہ:

(۱) والقرآن فی المصاحف مکتوب ای بایدینا بواسطۃ نقوش الحروف واشکال الکلمات وفی القلوب محفوظ وعلی الألسن مقروءٌ۔ (شرح فقہ اکبر ص:۲۹، مطبع مجتبائی دھلی)۔

قولہ:۔۔۔’’شیطان بجز برائی گمراہی کے اور کچھ اِلقانہیں کرتا ہے اور ان اِلہامات میں سراسر ہدایت تسلیم کی گئی ہے، گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی، پھر یہ اِلقائے شیطانی کیونکر ہوسکتا ہے؟۔۔۔الخ۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ: اُوپر متحقق ہوچکا ہے کہ مرزا قادیانی نے براہین کے اِلہامات میں حق تعالیٰ پر اِفترا کیا ہے اور قرآن مجید کی آیات میں لفظی، معنوی تحریف کی ہے، اور اپنی خودستائی یہاں تک بیان کی ہے کہ انبیاء سے برابری کردی ہے، تو یہ سب بُرائیوں سے بڑھ کر بُرائی اور سخت بے حیائی ہے، جس کو دِیدۂ حق بیں اور دِلِ حقیقت گزیں عطا نہ ہو تو وہ ان باتوں کو، کب دیکھتا ہے؟ اور کیوں پروا کرے ان باتوں کی، جو خود سوادِ اعظم سے نکل جائے اور صاحبِ براہین احمدیہ اس کی کمال مدح کرے؟ یہاں تک کہ بادّعائے اِلہامِ رَبّ العالمین اس کو کاملین مکملین میں داخل کردے اور غیرمقلدین وغیرہم کو اس کے کمال حال و مآل پر آگاہی بخشے، تو یہ صاحبِ اِشاعۃ السنہ اس کے اقوالِ باطلہ کو نہایت اہانت قرآن کریم سے کیوں نہ تائید کرے، خدا ہی اپنے دِین کا حافظ ہو!

رہا یہ کہ اِشاعۃ السنہ کے صفحہ:۲۵۹ میں تحریر ہے عربی فقرہ: **إنّا أنزلناہ قریبًا من القادیان۔**

قولہ:۔۔۔’’**وبالحق أنزلناہ وبالحق نزل**‘‘ اس میں کسی کو لفظ نزول سے نزولِ قرآن یا وحیٔ رِسالت کا شبہ گزرے تو اس کو یوں دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحیٔ رِسالت یا قرآن سے مخصوص نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ بخشش وعطا کے معنوں میں بھی آیا ہے، چنانچہ آیت زمر میں فرمایا ہے: ’’خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑی مواشی اُتاری، یعنی عطا فرمائی ہیں، پس ایسا ہی عطاء اِلہام معارف صاحبِ قادیان کے نزول سے تعبیر فرمایا ہے۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ تأویل کئی وجہ سے باطل ہے، پہلی وجہ یہ کہ خود صاحبِ براہین نے اس اِلہام کے بیان میں لفظ نزول کا اُتارنے سے تینوں جگہ میں ترجمہ کیا ہے، اور صاحبِ اِشاعۃ السنہ نے اسی صفحہ:۲۵۹ کی آٹھویں سطر میں اس کو نقل کیا ہے، تو اَب برخلاف مرادِ قائل اس کے قول کی تأویل کرنی سراسر بے جا ہے۔

دُوسری وجہ قادیان کے قریب انزال معارف واِلہام کو جب آیت: ’’**وبالحق انزلناہ وبالحق نزل**‘‘ سے جو صرف قرآن مجید کے اُتارنے اور اُترنے کے بیان میں ہے، ملا کر لکھا ہے تو یہ طرزِ کلام اور مقتضائے مقام اس تأویل کو ہزار زبان باطل کر رہا ہے۔

تیسری وجہ آیت: ’’**وانزل لکم من الانعام**‘‘ میں لفظ انزال بھی اکثر مفسرین کے نزدیک اپنے حقیقی معنوں یعنی اُتارنے میں مستعمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ بہشتوں سے یہ مواشی اُتارے تھے، جیسا کہ تفسیر مدارک(۱) وتفسیر کبیر ونیشاپوری وخازن وحسینی ولباب وغیرہا میں درج ہے، اور نیز انہیں تفاسیر میں ہے کہ مواشی کی زندگی نباتات سے ہے اور نباتات کا قوام پانی سے ہے اور پانی آسمان سے اُتارا جاتا ہے، پس گویا مواشی بھی آسمان سے اُتارے گئے۔(۲) علاوہ مذکورہ بالا تفاسیر کے تفسیر ابوسعود وبیضاوی میں بھی ایسا لکھا ہے۔ پس ان دونوں وجہوں میں انزال کے معنی عطا کے نہ ہوئے اور جمہور مفسرین

(۱) ای جعل عن الحسن: او خلقھا فی الجنۃ مع آدم علیہ السلام ثم انزلھا۔ (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۱۰۷، طبع بیروت)۔
(۲) او: لأنھا لا تعیش إلّا بالنبات، والنبات لا یقوم إلّا بالماء، وقد انزل الماء، فکأنہ أنزلھا۔ (تفسیر نسفی ج:۳ ص:۱۰۷، طبع بیروت)۔

نے آیاتِ شریفہ کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تمہارے لئے مواشی پیدا کئے تو یہ آیت مثل آیت سورۃ النمل اور سورۂ یٰسٓ کے ہوئی جن میں مواشی کے پیدا کرنے کا ذِکر ہے، توان معنوں کی رُو سے بھی انزال کو عطا پر حمل کرنا، ناروا ٹھہرا، اور یہ جو کسی مفسر نے اس آیت میں مواشی کے اُتارنے کو غیر ظاہر المراد خیال کر کے عطا کے معنی بھی لیں تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید کے اُتارنے اور اُترنے کو عطا کے ساتھ تفسیر کیا جائے، کیونکہ وقت متعذر ہونے حقیقت کے مجاز کی طرف رُجوع کیا جاتا ہے، پس: ’’وبالحق انزلناہ‘‘ کو اِنزالِ اَنعام پر قیاس کرنا، قیاس مع الفارق ہے۔

الغرض! صاحبِ اِشاعۃ السنہ، صاحبِ براہین کی تائید نہیں کر رہا، بلکہ اس کی ضلال واضلال کو بڑھا کر درپے اس کی توہین کے ہے، برسولاں بلاغ باشد وبس! اور وہ

قولہ:۔۔۔ جو صاحبِ اِشاعۃ السنہ نے: ’’یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ‘‘ کی تأویل صفحہ:۲۸۰ میں لکھا ہے، صاحبِ براہین کو رُوحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حاملہ ہوئی ہیں، ایسے ہی مؤلفِ براہین بلاترتیب وصحبت کسی پیروفقیر، ولی ومرشد کے رُبوبیتِ غیبی سے تربیت پاکر موردِ الہاماتِ غیبیہ وعلومِ لدنیہ ہوا ہے، اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے:

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست
کہ مریم صفت بکر وآبستن ست‘‘

انتہیٰ بلفظہ، بقدر الحاجۃ!

فقیر کہتا ہے کہ: یہ تأویل باطل ہے کہ ارکان تشبیہ چار ہیں: مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، حرف تشبیہ، لفظی ہو یا تقریری، جیسا کہ مطول وغیرہ میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ فقرہ: ’’یا مریم اسکن۔۔۔اِلخ‘‘ میں مشبہ کا تو ذِکر ہے نہیں، تشبیہ کیونکر پائی گئی؟ بلکہ صاحب براہین کا اِدّعا ہے کہ اس کو یا آدم، یا عیسیٰ، یا مریم، وغیرہم اسمائے انبیاء سے خطاب ہو رہے ہیں، پس صریح محال ہے کہ ایک ہی شخص باپ، بیٹا، بھائی سب کچھ بن جائے، اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جس کو فیضانِ اِلٰہی ہو، وہ قرآن میں تحریف کرے اور انبیاء سے برابری کا دعویٰ کرے اور وغیرہ اُمور سخت مخالف شرع عمل میں لائے، پس یقیناً صاحبِ براہین حدودِ شرعیہ سے نکل کر طغیان اور عصیان کے پرلے درجے تک پہنچا ہے۔

یہاں تک پہلی قسم کے اِلہامات مع جواب تأویلات صاحبِ اِشاعۃ السنہ کے ذِکر سے فراغت حاصل ہوئی ہے۔

اب دُوسری قسم کے اِلہامات کا یعنی جن میں صاحبِ براہین نے انبیاء پر اپنی فضیلت جتائی ہے، بطور نمونہ ذِکر کیا جاتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ براہین کے صفحہ:۲۴۰، خزائن ص:۲۶۶ میں عربی اِلہام حمد کا دعویٰ کر کے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ: ’’خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ: ’’حمد‘‘ اِحسان کے بعد ہوا کرتی ہے، جیسا کہ تفسیر کبیر ونیشاپوری وفتح العزیز وغیرہا میں درج ہے،[۱] اور مجمع البحار میں حدیث لکھی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حمد شکر کا سرّ ہے، اس لئے کہ اس میں نعمت کا اِظہار ہے، اور عام تر ہے، پس حمد میں شکر اور زیادتی ہے، انتہیٰ۔

اور ردالمحتار میں ہے کہ: عرفاً حمد وہ فعل ہے جو منعم کے انعام دینے کی تعظیم سے خبردار کرے۔۔۔الیٰ قولہ۔۔۔اور حمد جہاں مطلق ہو تو عرف ہی مراد ہوتی ہے۔ سیّد شریف نے حواشی مطالع میں یہ لکھا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت ردالمحتار کا۔[۲]

پس محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی حمد کرے، اس لئے کہ منعمِ حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے، اور باوصف اس کے قرآن اور صحیح احادیث میں کہیں بھی صراحۃً نہیں آیا کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی کی انبیاء میں سے حمد کر رہا ہو، بلکہ حق تعالیٰ نے سب خواص وعوام کو اِرشاد کیا ہے کہ تم سب کہو: ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ‘‘ پس کیونکر متصوّر ہو کہ باری تعالیٰ، مرزا قادیانی کی عرش سے حمد کر رہا ہے؟ یعنی اس کو سب اپنے مقبول بندوں پر، جن میں انبیاء بھی داخل ہیں، فضیلت دے رہا ہے۔ خدا جانے صاحبِ براہین نے رَبّ العالمین پر کونسا اِنعام کیا ہے جس کے بدلے وہ سب کے محمود کی حمد کا مستحق ٹھہر گیا ہے۔۔۔؟ یہ نرا بہتانِ عظیم، نہایت تکبر اور حمق ورعونت اور جھوٹ وفریب سے پیدا ہوا ہے، علاوہ ازیں اس فقرۂ الہامیہ عربیہ کی رکاکت لفظی علماء اسلام سے مخفی نہیں ہے، اور قرآن مجید میں جو لفظ حمید کا باری تعالیٰ کی صفت میں واقع ہوا ہے، تو وہ لفظ غنی وعزیز وغیرہما سے نزدیک کیا گیا ہے، تاکہ دلالت کرے کہ حق تعالیٰ حمد کیا گیا ہے، نہ کہ حمد کرنے والا، جیسا کہ مشہور تفاسیر اور ترجموں میں درج ہے۔ اور اگر فرض کریں کہ حمید بمعنی حامد ہے تو وہ سبحانہ اپنی ذات وصفات کا حمد کرنے والا ہے۔ مجمع البحار میں نہایہ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حمید ہے تو وہ ہر حال محمود ہے، انتہیٰ۔

اور قرآن میں جو حق تعالیٰ کا شاکر وشکور ہونا مذکور ہے، تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ باری تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت ثواب عطا فرماتا ہے، جیسا کہ اکثر تفاسیر میں لکھا ہے، اور محی السنہ معالم میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ استحقاق سے زائد عطا کرتا ہے، انتہیٰ۔

اور مجمع البحار میں ہے کہ حق تعالیٰ شکور وہ ہے جو تھوڑے عمل کو بڑھا کر مضاعف بدلہ دیتا ہے، پس اس کا شکر بندوں کا بخشنا ہے، انتہیٰ۔

اور قاموس میں ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر بدلہ دینا اور ثنا نیک کرنا ہے، انتہیٰ۔

اور حمد ومدح یعنی ثنا جمیل میں فرق ظاہر ہے، پھر بہت ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود حاضر ہوئے تھے، جیسا کہ قرآن وحدیث میں آیا ہے، اور یہاں حق تعالیٰ، مرزا قادیانی کے پاس خود چل کر آرہا ہے،

(۱) أما الحمد فإنه لا یکون إلّا بعد الإحسان۔ (تفسیر کبیر ج:۱ ص:۲۱۸، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت)۔

(۲) وعرفًا ینبیء عن تعظیم المنعم بسبب إنعامہ ـــــــ والحمد حیث اطلق ینصرف إلی العرف لما قالہ السید فی حواشی المطالع۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۷،۸، طبع ایچ ایم سعید)۔

پس پاک ہے وہ ذات جس کی صفت ’’لیس کمثلہ شیء‘‘ وارِد ہے۔

پھر براہین کے صفحہ:۵۵۸، خزائن ص:۶۶۶ پر اِلہامِ عربی درج ہے جس میں مرزا قادیانی کے بیت الفکر اور بیت الذکر کے حق میں: ’’ومن دخلہ کان آمنا‘‘ واقع ہوا ہے، جس کا ترجمہ انہوں نے خود کیا ہے، ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا، ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا، بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے، اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور: ’’ومن دخلہ کان آمنا‘‘ اس مسجد کی صفت بیان فرمائی ہے۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ آیت: ’’ومن دخلہ کان آمنا‘‘ قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق میں وارِد ہے، مسجدِ نبوی کے اور نہ مسجدِ اقصیٰ (جس کی تعریف سورۂ بنی اِسرائیل کے اِبتدا میں ہے اور وہ قبلۂ انبیاء ہے) کے حق میں وارِد ہے، پس یہ اِدّعا صاحبِ براہین کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے: ’’ومن دخلہ کان آمنا‘‘ نازل کیا ہے، یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے، ان مناقب سے ایک اور اَمر ظاہر ہوگیا، اور وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اِبتدا براہین احمدیہ کے اِشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپے کی ہے، پھر اِدّعا کیا ہے کہ ہم کو ایک اِلہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہم کلامی کا منصب حاصل ہے، پس باوجود اس کے اب تک وہ حج کو نہیں گئے، اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور قیامت کے اَمن کے واسطے ہے اور یہ دونوں مرزا قادیانی کو حاصل ہیں، کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو جی چاہے سو کر، بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے، جیسا کہ براہین کے صفحہ:۵۶۰، خزائن ص:۶۶۸ میں درج ہے، اور اَمن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے، مرزا قادیانی تو خود اس کے اِمام اور بانی ہیں، اور نیز اُوپر براہین کے صفحہ اَخیر:۵۶۲، خزائن ص:۶۷۰ سے منقول ہوچکا ہے کہ: ’’دِینِ اسلام سب پر مشتبہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا قادیانی سے حاصل کریں۔‘‘ انتہیٰ ملخصاً۔

پس اب بحسبِ اِقرار ان کے قادیان خود مکہ معظّمہ ہوگئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی؟ اس شرارت سے پناہ بخدا! جمیع انبیاء اور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا حج اور طواف کرتے گئے، البتہ جس کے پاس رَبّ البیت خود تشریف لائے اور اس کی حمد کرے تو وہ حج کو کیوں جائے۔۔۔؟ پھر براہین صفحہ:۵۶۰، خزائن ص:۶۶۸ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقرات عربی مرزا قادیانی کو اِلہام کئے ہیں، جن کا ترجمہ وہ خود یوں کرتے ہیں کہ: ’’تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں، تیرے لئے میں نے رات دن پیدا کیا، تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔‘‘ انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول ہے،(۱) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رُتبہ قرآن مجید سے لوگوں کو معلوم ہوگیا، اور سب مسلمان شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ساری خدائی سے افضل۔ اور صاحبِ براہین کا اِدّعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرزا قادیانی کی منزلت کی لوگوں کو خبر نہیں، پس اس کلام سے

(۱) ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ‘‘ (الفتح:۲۹)۔

مرزا قادیانی کی جمیع انبیاء پر فضیلت کا ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یقینا ان دعوؤں میں صاحبِ براہین کاذب ہے۔ پھر مرزا قادیانی ضمیمہ اخبار ''ریاض'' مجریہ امرتسر، یکم مارچ ۱۸۸۶ء مطبوعہ ہوشیار پور میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ: ''انت منی و انا منک'' (ص:۱۴۸، سطر:۴، کالم:۲، تذکرہ ص:۴۲۲) اور ان کے بیٹے کے حق میں جس کی بشارت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اوّل آخر کے ظاہر کرنے والا حق اور بلندی کو ظاہر کرنے والا، کأن اللہ نزل من السماء (ص:۱۴۷، سطر:۱۴، کالم:۲، تذکرہ ص:۱۳۹) انتہیٰ۔

فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ: پہلا اِلہام صحیح حدیث کا ایک فقرہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے حق میں فرمایا تھا: ''اَنْتَ مِنِیْ وَ اَنَا مِنْکَ'' یعنی تو نسب اور پیوند سسرال اور اِبتدائے اِیمان و محبت وغیرہا میں مجھ سے متصل ہے۔ جیسا کہ قسطلانی اور کرمانی دونوں شرح بخاری میں درج ہے، یعنی فیما بین میری اور اور تیری برادری اور قرابت اور اِتحاد اور کمالِ اِتصال ہے، جیسا کہ مرقات اور لمعات دونوں شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے، اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اس من کو اِتصالیہ کہتے ہیں، انتہیٰ مترجماً۔

پس بہ یقین ثابت ہوا ہے کہ ایسے کلام دو قریبیوں میں جن کو نسبتاً و اُخوۃً وغیرہما اِتصال ہو، واقع ہوئی، لیکن خدائے تبارک وتعالیٰ جس کا نہ کوئی ولد ہے، نہ کوئی والد، اور نہ اس کا کوئی کفو، اور جس کی یہ صفت ہے کہ کسی سے متصل نہیں ہوتا، اور نہ کسی سے متحد ہوتا ہے، نہ کسی سے مشابہ ہے، جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں اس پر تصریح ہے، ہرگز متصوّر نہیں کہ وہ پاک ذات کسی کو فرمائے: ''انت مِنّی وانا منک''، یعنی تو مجھ سے متصل ہے اور میں تجھ سے متصل ہوں۔ پس بالیقین صاحبِ براہین نے انبیاء اور مرسلین پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کو حق تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا ہے۔

اور دُوسرا اِلہام جس میں اس کے زعمی بیٹے کو: ''کأن اللہ نزل من السماء'' کہا ہے، وہ بھی صرف اِفترا اور بہتان ہی ہے، اس لئے کہ جو مشابہت لفظ کأنّ سے بیان کی جاتی ہے، وہ نہایت سخت مشابہ ہوتی ہے، جیسا کہ تفسیر اتقان سے اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ پس جب مرزا قادیانی کا بیٹا حق تعالیٰ سے بہت ہی مشابہ ٹھہرا اور وہ پاک ظالموں کی باتوں سے برتر ہے تو خود مرزا قادیانی بہت ہی اُونچا چڑھ گئے، معاذ اللہ! حق تعالیٰ کے برابر ہوگئے، اور دراصل حق سبحانہ، ملحدوں کی باتوں سے پاک اور منزّہ ہے، اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب اور بُرے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کی ایذا اور حاضری سے پناہ بخدا!

یہاں پر ختم ہوا یہ رسالہ جس کا نام ''رجم الشیاطین بر اغلوطات البراھین'' ہے، اور جمیع حمدیں خاص خدائے پروردگار جہانوں کے واسطے ہیں اور دُرود ہو اللہ تعالیٰ کا ساری مخلوقات کے برگزیدہ اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اہلِ بیت و اصحاب پر، جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کریں، اور جب تک غافل اس کی یاد سے غفلت کریں۔ اور بعد ختم اس رسالے کے اللہ تعالیٰ کے وافر کرم کا مشتاق محمد ابوعبدالرحمن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہو۔

مرزا قادیانی کے تعاقب میں مساعی

حضراتِ علمائے حق ملت شریفین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر نے صفر ۱۳۰۲ ہجری میں صاحب براہین کا وہ اِشتہار دیکھا جس کا ذِکر اِبتدا اس رسالے میں درج ہوا ہے، اور اس کو مشتہر (مرزا قادیانی) نے بیس ہزار قطعہ چھپوا کر دُور دراز ملکوں میں شائع کیا ہے، جب فقیر نے اس میں دیکھا کہ مرزا قادیانی نے کتاب براہین احمدیہ کا بنانا اللہ تعالیٰ کے حکم اور اِلہام سے دعویٰ کیا ہے، اور اپنی تعریفوں میں حدودِ اِلٰہی سے تجاوز کر گیا ہے، ان باتوں سے دِل بہت ناخوش ہوا، پھر اس کی کتاب براہین احمدیہ دیکھی تو تیسرے چوتھے حصے کے حاشیہ در حاشیہ میں جو اس نے اپنے اِلہامات درج کئے ہیں، وہ اکثر مخالفِ شرع پائے، اور آیاتِ قرآن کی تحریفِ لفظی و معنوی وغیرہ قباحتیں جن کا ذِکر اُوپر ہو چکا ہے ان میں دیکھیں تو حق برادری اسلام کے ادا کرنے کے واسطے مرزا قادیانی کو لکھا کہ ان مخالفِ شرع باتوں سے باز آؤ، اور غیر دِین والوں کے مقابلے میں کتاب لکھو، چھپواؤ، فروخت کرو، کچھ مضائقہ نہیں، تو اس کو نہ مانا اور تائب نہ ہوا، بعد اَزاں فقیر نے بعض مجالسِ وعظ میں ذِکر کیا کہ مرزا قادیانی کے اِلہامات میں قرآن مجید کی تحریف ہوگئی ہے، اور انہوں نے انبیاء کی برابری کے مدعی ہوکر قرآن شریف کو پارہ پارہ بھی کر دیا، اس پر ان کے مؤید مؤلف رسالہ اِشاعۃ السنہ نے خلوت میں در بابِ اِلہاماتِ مرزا کے فقیر سے مناظرہ کرنا چاہا، جبکہ فقیر کو معلوم تھا کہ صاحبِ براہین اور مؤلف اِشاعۃ السنہ باہم ایک دُوسرے کے کمال ثناخواں ہیں اور اپنی تالیفات میں ایک دُوسرے کی حقانیت کو کماحقہ ظاہر کیا ہے، اس پر اکثر علماء اور سب عوام مقلدین سے اور بعض علماء اور عوام غیر مقلدین کے صاحبِ براہین کی حقیقت کو مان گئے ہیں، اور قادیان مثل بیت اللہ کے مرجع انام ہوگئی ہے تو فقیر نے خلوت میں مناظرے کو پسند نہ کیا، بلکہ علمائے دِین کے رُوبرو گفتگو کے واسطے کہا، تو اس کے قبول سے درگزر صاحبِ اِشاعۃ السنہ نے کیا، اس کا جواب تک نہ دیا، تو بعد اَزاں فقیر نے جمادی الاولیٰ سنہ رواں میں بذریعہ اِشتہار اِعلان کیا کہ صاحبِ براہین کے اکثر اِلہامات اُصولِ دِینِ اسلام کے مخالف ہیں، اس پر فقیر، مرزا قادیانی اور ان کے مؤید اشاعۃ السنہ سے علمائے اسلام کے رُوبرو یہ کلام کرنے کا خواستگار ہے تاکہ حق ظاہر ہوجائے اور خواص و عوام اہلِ اسلام کے عقائد میں خلل نہ آئے، تو اس کا جواب بھی ان کی طرف سے کچھ نہ ملا۔ پھر فقیر نے اسی سال کے رمضان المبارک میں صاحبِ براہین کے اِلہامات اور صاحبِ اِشاعۃ السنہ کی تأویلات کے رَدّ میں اُردو میں رسالہ لکھ کر کئی علمائے ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بھی اس بارے میں کہ صاحب براہین و اِشاعۃ السنہ دونوں مخالفتِ شرع کر رہے ہیں، فقیر سے موافقت فرمائی۔ امرتسر کے علماء کی تصدیق کے بعد وہاں کے ایک رئیس نے فقیر سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اوّل مرزا قادیانی سے اِظہارِ حق کے لئے مناظرہ کرو، پھر جو حق ظاہر ہو، اس کو اِشتہار دو، اس کو فقیر نے قبول کیا اور ان سے کہا کہ ڈیڑھ سال اس اِنتظار میں بسر کیا ہے کہ مرزا قادیانی مناظرے کو قبول نہیں کرتے، اس رئیس نے جواب دیا کہ ہم اس میں ساعی ہوکر مرزا قادیانی کو لکھتے ہیں، پھر چند ماہ کے بعد ان کا خط فقیر کے نام آیا کہ صاحبِ براہین لکھتے ہیں کہ میری کتاب میں تصوّف ہے، تین علمائے صوفیہ کے نام لکھے کہ ان کے رُوبرو مناظرہ کرنا چاہتا ہوں، فقیر نے اس کے جواب میں اس امر کو مان لیا اور لکھا کہ تین خاندانی علماء ہوں جو وہ لاہور سے ان کے ساتھ شامل کر کے تاریخ مناظرہ

متعین کرو اور فقیر کو اطلاع دو کہ تاریخِ مقرّرہ پر حاضر ہو جاؤں۔

علمائے حرمین شریفین سے فتویٰ

پس اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور نہ وہ رسالہ شائع ہوا، اب اس اُمید پر فقیر نے شوال ۱۳۰۳ھ میں اس رسالے کو عربی میں ترجمہ کیا کہ حضراتِ علمائے حرمین محترمین کی تصحیح سے بھی مزین ہو جائے، تاکہ اہلِ اسلام کے نزدیک نہایت معتمد ٹھہرے، اور بعض علمائے مقلدین جو صاحبِ براہین کے مصدق ہیں، وہ بھی حق کی طرف رُجوع کریں۔ اور فقیر نے یہ جو کچھ کیا ہے، صرف قرآن مجید کی حمایت اور حقوقِ انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی رعایت اور عقائدِ مسلمین کی صیانت کے لئے کیا ہے۔ اب اس رسالہ عربیہ مع چاروں حصہ مجلد براہین احمدیہ اور رسالہ اِشاعۃ السنہ کی جس میں مرزا قادیانی کی تعریف اور ان کے اقوال کی تأویلیں ہیں مع دونوں اِشتہار صاحبِ براہین کے جن میں بیٹے کی پیشین گوئی اور اپنی تعریف درج کی ہے، آپ صاحبوں کی خدمت مبارک میں بھیج کر ملتجی ہوں کہ آپ اس عربی رسالے کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے حوالوں کی اصل کے ساتھ مطابقت کرا کر فقیر کی تحریر کو قرآن وحدیث واِجماعِ اُمت سے موافق پائیں تو اس کی تصحیح فرمائیں، اور اگر اس میں کوئی خطا وسہو ہو تو اس کی اِصلاح کریں اور بیان شافی وشرح کافی سے اَجرِ وافی حاصل فرمانے کی نیت سے صاحبِ براہین اور اس کے مؤید اور ان کے معتقدین کا حکم اور ان کی کتابوں کے پڑھنے کا حکم ظاہر کریں کہ شریعت وطریقت میں ان کا کیا حال ہے؟ تاکہ اہلِ اسلام کو اِطمینان ہو اور سب کا حق کی طرف میلان ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو دُنیا اور عاقبت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور دِینِ متین کی تائید کے لئے آپ کو سلامت باعز وکرامت رکھے، اور آپ کے علم اور جسم میں بسطینیت بخشے، اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل میں قیامت تک اہلِ علم حرمین محترمین پر ہی مدار ہے، خدائے مجیب الدعوات ہمیں آپ کی زیارت امن وامان وسلامت واِسلام سے نصیب کرے کہ یہ سعادتِ عظمیٰ اور برکاتِ کبریٰ کی طرف پہنچانے والی بات ہے۔ سب حمد پروردگارِ عالمین کے واسطے خاص ہے، اور دُرود وسلام اس کے مظہرِ جمال اور نورِ کمال پر اور اس کی آل واصحاب پر ہو، مقدار اس کی بخشش کے اور بے شمار معلومات عالم الغیب والشہادت کے۔

یہ رسالہ تمام ہوا، اور تقریظیں شروع

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ صاحبؒ کی تقریظ

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمدؒ جن کو حضرت سلطان روم نے بصواب دید شیخ الاسلام روم خطاب پایا حرمین شریفین عطا کیا اور فرمانِ شاہی میں ''اقضیٰ قضاۃ المسلمین واولیٰ ولاۃ الموحدین وارث علوم سیّد المرسلین'' وغیرہا القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد اور صلوٰۃ کے بعد بے شک میں نے اس رسالے کو اوّل سے آخر تک سنا، اس کی عبارت اور مضمون دونوں صحیح پائے، حضرت مؤلف اس رسالہ نے ۔۔۔ خدا اس کو اچھا بدلہ دے ۔۔۔ جو نقلیں درج کی ہیں، وہ سب اصل کے مطابق ہیں، میں نے اس سے پہلے بھی معتبروں کی زبانی مرزا قادیانی کا حال سنا ہے، سو وہ میرے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس کی فرمانبرداری کسی کو جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس رسالے کے بنانے والوں کو نیک بدلہ دے، اُمید ہے کہ اس کے مطالعے سے بہت لوگ صاحبِ براہین احمدیہ کی پیروی سے بچ جائیں گے، ہم کو اور سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ شیطانوں کے اغوا اور مکر وفریب سے محفوظ رکھے۔ میں فقیر، خدا کی رحمت کا اُمیدوار، رحمت اللہ بن خلیل الرحمن ہوں، اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مؤمنوں کو بخشے، آمین! دستخط و مہر: محمد رحمت اللہ

حنفیوں کے مفتی مکہ معظّمہ کی تقریظ

سب حمد اس کے لئے جو اس کے لائق ہے، اور اسی سے میں توفیق کی اِستمداد کرتا ہوں، سب تعریف اس خدا کی ہے جس کی بلند ذات غفلت اور نسیان سے پاک ہے اور اس کے نام اور صفتیں زوال اور نقصان کے لائق ہونے سے پاک ہیں اور اس نے ہر زمانے میں ایسے علماء پیدا کئے ہیں جو شرع شریف کی محافظت پر قائم ہیں اور ان کو حق کے ظاہر کرنے اور باطل کے نابود کرنے پر طاقت دی ہے کہ کچھ سستی نہیں کرتے اور اس پر ان کو بہت ثواب اور بہت نیکیاں دی ہیں، اس لئے کہ انہوں نے صواب اور خطا فاحش کو بیان کر دیا، اور دُرود وسلام ہمارے سردار پر ہوں، جن کا نام نامی محمد ہے، جن میں حق تعالیٰ نے سب فضیلتیں جمع کی ہیں اور ان کی آل واصحاب پر جن کے نفس خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں، بعد اس کے بے شک میں مطلع ہوا اس بزرگ رسالے اور لطیف حوالوں پر، پس میں نے دیکھا ان کو ایسی عمدہ جن کے دیکھنے سے آنکھیں سرد ہوتی ہیں، اور بے شک شیطان نے غلام احمد قادیانی کو ہلاکت اور نقصان کی وادیوں میں گرا دیا ہے، پس حق تعالیٰ اس رسالے کے مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور اس کو زیادہ اجر دے اور قیامت کے دن ہم کو اور اس کو اچھا مکان عطا کرے، آمین! اور حق تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل واصحاب سب پر دُرود بھیجے، اس تحریر کے لکھنے کا حکم کیا شریعت کے خادم الطافِ اِلٰہی کے اُمیدوار محمد صالح بن مرحوم صدیق کمال حنفی نے، جو اِن دِنوں میں مکہ مکرمہ کا مفتی ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مدد میں ہو۔ دستخط محمد صالح کمال

تقریظ: حضرت شیخ العلماء کی جو شافعیوں کے مکہ معظّمہ میں مفتی ہیں

سب تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے اس دِینِ اسلام کے خلل وزلل بدمذہبوں، گمراہوں کے دُور کرنے کے لئے کچھ پیدا کئے ہیں، جو بدمذہبوں گمراہ کنندوں کی سرکوبی کرتے رہے ہیں، اور جس نے ہر عالم راہنما سیدھی راہ کے چلنے والے کی مدد کی ہے، بعد اس کے بے شک میں نے دیکھا ان باتوں کو جو غلام احمد قادیانی پنجابی کی طرف منسوب ہیں، پس اگر اس نے یہ کی ہیں تو وہ گمراہوں، گمراہ کنندوں وسخت بدمذہبوں سے ہے، اور ایسا ہی محمد حسین ہے، جس نے رسالہ اِشاعۃ السنہ میں اس کی تائید کی ہے۔ پس حاکمِ اسلام پر ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کو نیک توفیق دے ۔۔۔ واجب ہے کہ ان دونوں کو ایسی سخت تعزیر دی جائے جس سے یہ اور ان کے ہم

مشرب ایسی باتوں سے باز آویں اور جو رِسالہ اِمامِ فاضل بزرگ کامل شیخ محمد ابوعبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کے رَدّ میں لکھا، اور اس کا نام ''رجم الشیاطین براغلوطات براہین'' رکھا ہے، وہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اس کو نیک بدلہ دے اور مسلمانوں کے دِلوں میں اس کا اِعتبار بڑھائے اور خدا بہت دانا ہے، یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور اپنے قلم سے لکھی، اللہ تعالیٰ سے کمال کامیابی کے اُمیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل نے جو مکہ معظّمہ میں شافعیوں کا مفتی ہے، خدا اس کو اور اس کے والدین وجمیع مؤمنین کو بخشے۔ دستخط محمد سعید بابصیل

مالکیوں کے مفتی مکہ معظّمہ کی تقریظ

سب تعریفیں پروردگارِ عالم کو خاص ہیں، خداوندا! مجھے علم دے اور سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کر، جس کو خدا راہ نمائی کرے، کوئی اسے گمراہ نہیں کرسکتا، اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کی راہ نمائی کوئی نہیں کرسکتا، لیکن ایسی باتیں کرنے والا بے شک شیطانی خطرا اور وساوسِ نفسانی کے دریاؤں میں ڈُوب گیا ہے، اس کے جھوٹ اور بدبختی سے تعجب ہے، اس لئے کہ مدعی ہوا ہے اس بغاوت کا جو حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانے میں سخت جھوٹے دجال ہوں گے، تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی، اور رسالہ اِشاعۃ السنہ سے جس نے اس کی تائید کی ہے وہ سخت بدبخت ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گناہ اور حدوں سے درگزر کرنے میں تائید نہ کرو، پس حاکمِ اسلام پر واجب ہے کہ ان دونوں کو سخت تعزیر کرے۔ اور وہ رسالہ جو فاضل علامہ شیخ محمد ابوعبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گمراہی کے بیان اور ان کی باتوں کی تردید میں لکھا ہے، بے شک اس میں بہت دُرست لکھا ہے، اس لئے کہ سچے دِین کی اِتباع کی جائے، بہت عمدہ ترغیب ذِکر کی ہے، خدا بہت دانا ہے، بارِ خدایا! ہم کو ہوائے نفس کے پیچھے چلنے والوں، اور شیطان کی راہ میں گمراہ ہونے والوں، اور بُری باتوں کو اَچھا جان کر ہلاک ہونے والوں سے نہ کر، آمین بجاہ سیّد المرسلین! یہ تحریر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے اُمیدوار محمد بن شیخ حسین مرحوم نے لکھی ہے جو مکہ معظّمہ میں مالکیوں کا مفتی ہے۔ دستخط: محمد بن حسین مفتی مالکیہ

مکہ معظّمہ کے حنبلیوں کے مفتی صاحب کی تقریظ

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن مجید اُتار، جو اپنی بات میں سچا ہے، جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور یہ میری راہ سیدھی ہے، اس کی پیروی کرو، اور بہت راستوں کی پیروی نہ کرو، جو تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گے'' اور دُرود وسلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کا نبی اور دوست وخلیل ہے، اور اس کی آل واصحاب ومددگاروں پر، پھر بعد ازاں بے شک میں نے اس بزرگ رسالے کا مطالعہ کیا جو صحیح، صاف، محکم روایات پر مشتمل ہے، پس میں نے اس رسالے کو بروئے دلائل محکم، مضبوط، شافی، کافی، فائدہ رساں دیکھا، جس کے پڑھنے سے موحدین اہلِ سنت وجماعت کی آنکھیں خنک ہوتی ہیں، اور معتزلہ وخارجیوں وبدمذہبوں وبدعتیوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں، وہ بدمذہب جو دِین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں وارِد ہوا ہے، اور یہ مبارک رسالہ جس نے غلام احمد قادیانی کی کجی کو ظاہر کیا اور بے شک یہ قادیانی،

مسیلمہ کذاب ثانی ہے، اور نیز اس کے مؤید کے دھوکے ظاہر کئے ہیں، پس اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے والے کو اہلِ اسلام کی طرف سے بہت نیک بدلہ دے، اور بہت سا اجر عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے پر رحمت پہنچا، اور اس کی آل واصحاب سب پر۔ اس تحریر کے لکھنے کا عاجز خلف بن ابراہیم نے جو مکہ شریف میں حنبلیوں کے فتویٰ دینے کا بالفعل خادم ہے، حکم کیا۔

مدینہ منوّرہ میں جو حضرت حنفیوں کے مفتی ہیں ان کی تقریظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد دُرود وسلام ادا کرتے ہوئے میں خدائے پاک مولیٰ کریم قادر سے اپنے ہر کام اور ہر بات میں توفیق ومدد کا سائل ہوں، سب تعریف خدائے یگانہ بے نیاز شریک اور اولاد سے پاک کے لئے خاص ہے، جس نے بزرگ رسولوں کو روشن دلیلوں اور ظاہر نشانیوں سے بھیجا ہے اور ان کی قبل از نبوّت خوارق اور معجزات سے تائید کی ہے، اپنے خاتم الانبیاء اور سیّد الاصفیاء پر جس نے قرآن معجز بیان اُتارا ہے، اور اس جل وعلیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارے لئے دِین اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور اِسلام تمہارے لئے دِین پسند کیا، وہ کتاب جو سیدھی راہ کی طرف راہ نما ہے اور ہر اچھا کام فرماتی ہے، جھوٹ اس کے آگے پیچھے سے نہیں آتا، دانا ستودہ کی اُتاری ہوئی ہے، اور دائمی دُرود اور سلام نبی پر ہو جو خلاصی اور سیدھی راہ کی طرف بلانے والا ہے اور قیامت تک ہر جھوٹے اور ہلاک کرنے والے کا حال بتلانے والا ہے، جس کی حدیث صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے ہے کہ آخر زمانے میں دجال سخت جھوٹے ہوں گے، تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی، پس ان سے ڈرو، تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنے میں نہ ڈالیں! اور نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے ہے کہ جو کوئی ہدایت کی طرف بلائے گا تو اس کے جمیع پیروؤں کا ثواب اس کو دِیا جائے گا اور ان کے ثواب سے بھی کچھ کم نہ ہوگا، اور جو کوئی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کو بھی سب پیروؤں کا گناہ اس پر ہوگا، اور ان کے بھی گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اور نیز اِمام احمد ونسائی ودارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ: یہ خدا کی راہ ہے! پھر اس کے دائیں بائیں اور خط کھینچے اور فرمایا کہ: ان راستوں میں سے ہر راہ پر شیطان ہے، جو اس کی طرف بلاتا ہے، اور یہ آیت پڑھی: ''هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوْهُ'' (الانعام:۱۵۳) اور بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے، اس کی پیروی کرنا۔ آخر آیت تک۔ اور ابنِ ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث لکھی ہے کہ: بڑی جماعت کی پیروی کرنا بے شک جو اس سے نکلا، دوزخ میں پڑا۔ اور نیز اِمام احمدؒ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ: شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے، بکریوں کے بھیڑیے کی طرح، الگ ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پراگندہ نہ ہونا، اس سے بچنا اور جماعت سے ملنا۔ اور نیز یہ حدیث اِمام مالکؒ کے مؤطا میں مالک بن انسؓ سے روایت ہے کہ: میں تم لوگوں میں دو کام چھوڑتا ہوں، جب تک ان کو پکڑے رہوگے، گمراہ نہ ہوگے، قرآن مجید اور حدیث۔ اور نیز صحیح مسلم میں محمود ابن لبیدؓ سے حدیث آئی ہے کہ: قرآن سے کھیل کئے جاتے ہیں اور میں موجود ہوں! اور نیز ابویعلیٰ نے ابوذر رضی اللہ عنہ

سے حدیث بیان کی ہے کہ: میرا بہت پیارا اور نزدیک تر وہ ہے جو مجھ سے ملے اس عہد پر جس پر میں نے اسے چھوڑا ہے۔ اور نیز بیہقی کی شعب الایمان میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ: تم اسلام میں حیران ہوتے ہو، جیسے یہود و نصاریٰ متحیر ہیں، تمہارے لئے شرع روشن پاکیزہ لایا ہوں، اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے۔ اور نیز حدیث متفق علیہ اور سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ: جس نے ہماری شریعت کے برخلاف کوئی کام نکالا، وہ مردُود ہے! اور نیز اِمام احمدؒ و مسلمؒ اور چاروں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث لکھی ہے کہ: جو کوئی تم سے بُرا کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو اس کو اپنے دِل سے اور یہ بہت ضعیف اِیمان ہے۔ اور دُرود آپ کی آل و اصحاب پر ہو، جو سیدھے راہ کے ستارے ہیں اور آپ کے عزیز و اقارب و جماعت پر جو خلقت کے رہنما ہیں۔

بعد ازاں! بے شک میں نے اس پیارے رسالے کے کاغذات کے باغوں میں ان کے اصیل گھوڑوں کو چرایا اور اس عمدہ تالیف کی سطروں کے گلزاروں کی پاکیزہ زمین میں اپنی سست فکر کے اُونٹ کو دوڑایا، پس میں نے اس کو یقینی دِلوں سے تردید کا ذمہ دار پایا، جس نے اس دِین سے نکلنے والے بدبخت ناکس فریبی (مرزا قادیانی) کے جھوٹ کو نابود کردیا، اس کی باتوں کے جوہر ناقص عقل کے گمراہ کرنے کا سبب ہیں، کھوٹ ظاہر کرنے میں یہ رسالہ کافی ہے، پس بے شک اس کے مؤلف نے اچھا لکھا۔

یہاں تک کہ نہایت نشانہ اور مقصود عمدگی کو پہنچا اور فائدہ پہنچایا، خدا اس کو بہت ثواب اور بہشت اور اپنا دِیدار عطا کرے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے سردار پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل و اصحاب پر دُرود و سلام پہنچے، اس تحریر کو پروردگار کی بخشش کے محتاج عثمان بن عبدالسلام داغستانی جو مدینہ منوّرہ میں حنفی مفتی ہے، لکھا، خدا اس کو بخشے! مؤرخہ ۵/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ

دستخط: عثمان بن عبدالسلام داغستانی

مدینہ منوّرہ کے مفتی شافعیہ اور ان کے وکیل مدرّس حرم شریف نبوی کی تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دِین کے ساتھ بھیجا اور ان پر ایسا قرآن اُتارا جو رحمن کا معجزہ ہے، اور ہمیشہ کے لئے نشان کمال راستہ کی دلیل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا ختم کرنے والا اور رسولوں کا سردار اور جہانوں کی رحمت بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو قیامت تک جن اور آدمیوں کے لئے عام کیا اور ان کی شرع نے تو سب دِینوں کو منسوخ کیا، اور ان کی شرع اور حکم منسوخ نہیں ہوتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درگاہِ اِلٰہی میں پہنچنے سے قیامت تک پیغمبری کا دروازہ بند ہوگیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن اور مضبوط شرع کی ہی پیروی ہے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اصحاب پر جو ہدایت کے اِمام اور تاریکی کے چراغ ہیں اور ان کے پیروؤں پر دُرود بھیجے جب تک دُنیا قائم ہے۔

بعد ازاں! ہم دونوں نے اس رسالے میں خوب تأمل کیا تو اس کو مقصود پر روشن دلیل پایا، اس کی دلیلیں بدمذہبوں کے شبہوں کی کرنیں کاٹ دیتی ہیں اور اس کے نور شیطانوں کے دھوکوں کے اندھیروں کو نابود کردیتی ہیں، اس نے بہت عمدہ فیصلہ کیا اور حق کا راستہ ظاہر کردیا۔ اور یہ رسالہ صراحۃً دِین کی یقینی دلیلوں پر شامل ہے، اور غلام احمد قادیانی کے فریبوں اور جھوٹ کو اس نے رُسوا کردیا ہے۔ اور بے شک یہ قادیانی اپنے شیطان بھائیوں کے نزدیک ''احمد'' یعنی قابلِ تعریف ہے، اور اہلِ اِیمان ویقین کے نزدیک یہ ''آذم'' یعنی لائق بہت مذمت کے ہے، اور بے شک اس کی بیہودہ باتیں ظاہر گمراہی ہے، اور جس اِلہام کا یہ مدعی ہے، وہ شیطانوں کی وحی ہے، نبیوں اور رسولوں کی وحی نہیں ہے، اور جب تو اس کی بناوٹ اور گمراہی میں تأمل کرے گا تو اس آیت کا مصداق پائے گا، جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر نبی کے دُشمن شیطان آدمی اور جن، سکھاتے ہیں ایک دُوسرے کو ملمع باتیں فریب کی، اور اگر تیرا رَبّ چاہتا تو یہ کام نہ کرتے، سو چھوڑ دے وہ جانے اور ان کا جھوٹ، اور نہ جھکیں اس کی طرف دِل اُن کے جو اِیمان نہیں لائے آخرت سے، وہ اسے پسند کریں اور تاکہ مرتکب ہوجائیں ان اُمور کے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔۔۔ اِلیٰ قولہٖ۔۔۔ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو اور وہی ہے سننے والا اور جاننے والا۔''

اور دراصل یہ قادیانی مسیلمہ کذّاب کی طرح گمراہی اور شک میں ہے، بلکہ یہ قادیانی، شیطان سے اس کا مکروفریب بہت مضر ہے، اس لئے کہ شیطان کا معاملہ ظاہر ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اس کے فریب سے ڈرایا ہے اور یہ قادیانی اس نے جھوٹ کو سچ بنادِکھایا ہے، اور اللہ تعالیٰ پر اِفترا باندھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت سے شہروں اور بندوں کو فساد سے راحت دے۔ پس ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اس رسالے کے مضمون سے تمسک کرے اور قادیانی کی براہین احمدیہ کے بناوٹوں سے بچے، اور اس کے اِفترا سے جو کمینگی اور گمراہی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے، جس پر قرآنِ مبین شیطانوں کی وسواسوں سے محفوظ اُتارا گیا ہے، اور اس کی آل واصحاب پر اور سلام سب پر۔

اس تحریر کے لکھنے کا سیّد جعفر بن سیّد اِسماعیل برزنجی مدینہ منوّرہ میں شافعیوں کے مفتی نے حکم کیا ہے، اور وکیل مفتی شافعیوں کے جو حرم شریف نبوی میں مدرّس ہے، سیّد احمد برزنجی اس نے بھی تحریر کی ہے۔

دستخط: سیّد جعفر البرزنجی سیّد احمد البرزنجی

مدینہ منوّرہ کے حضرت مدرّس مسجد نبوی کی تقریظ

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے سارے اپنے بندوں کو اپنی پہچان اور توحید کے لئے پیدا کیا ہے، اور تاکہ وہی سب اپنے وجود اور خدا کے وجود میں فرق کریں، اور اس کے اِنعام وبخشش کو جانیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں اس پر کہ ہمارے لئے اس نے دِین کے نشان قائم کئے اور ہدایت پانے والوں کے لئے اس کی راہ روشن کی، اور میں اس کا شکر اَدا کرتا ہوں اس پر کہ ہماری

طرف ایسا نبی بھیجا، جس پر پیغمبری ختم کی، اورشبہات وگمراہی کے دروازے اس کے ساتھ بند کئے، روشن معجزوں سے اس کی مدد کی، اوراس کے دِین سے سب دِین اورحکم منسوخ کئے، اوراس کی شرع کو قیامت تک باقی رکھا اوراس پر ایسا قرآن اُتارا جو عمدہ نصیحت اورسیدھی راہ ظاہر کرنے والا نوراورمحکم عہد ہے، اورخود حق تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے کہ جھوٹے اس کو بدل نہ سکیں گے اور دِین سے پھرنے والے اس میں کجی نہ کرسکیں گے، یعنی دِین دارلوگ ان کی تردید کرکے ظاہر کردیں گے۔ سواللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے اورآپ کی آل واصحاب پربھی، جس نے ان کی پیروی کی، خودآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، اور جوان کی راہ سے پھرے، بے شک اس نے ظلم کیا اورحد سے گزرا۔

بعدازاں! جب میں نے اپنی آنکھوں سے اصیل گھوڑوں کو ایسے روشن رسالے کے میدانوں میں جولان دیا جو سچے دِین کی پیروی پر عمدہ برانگیخت پر شامل ہے، اوراس کی طرف بلا رہا، اورحرص دِلا رہا، اوراس پر ترغیب دے رہا ہے، اور یہ دیکھنا اس کا جلدی کی حالت میں تھا باوصف اَزحد کثرتِ اِشتغال اور دِل پر ہجومِ غموم کے حال میں تو اس رسالے پر میں نے تحقیق کی نور ظاہر پائی اوراس کی دلیلیں روشن، مضبوط، ظاہر پائیں۔ یہ رسالہ دِین کی یقینی باتوں کو جمع کرنے والا ہے، بے دِینوں، گمراہ کرنے والوں کے شبہوں کی تردید کا ذمہ دار ہے، اس بدمذہب جھوٹے دعوے کرنے والے کے عیب کو رُسوا کرنے والا ہے، جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے، شیطان کا پوتا، جو گمراہی اور بدراہ کرنے میں اپنے دادے شیطان سے ہزار درجہ بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کے بنانے والے کو عمدہ ثواب دے، اس لئے کہ دِینِ اِسلام کی حدوں کی محافظت کی ہے، سخت جھوٹے، گمراہ کنندے کی فریبیوں کی براہین سے باطل کرکے جس سے اس نے عوام جاہلوں اور غافلوں کے دِلوں میں شک داخل کردیئے تھے، پس ہر مسلمان پر جو خدا پر اِیمان رکھتا ہے اوراس کی کتابوں ورسولوں کو سچا جانتا ہے، واجب ہے کہ یہ اِعتقاد اوریقین کرے کہ صاحب اس رسالہ نے جو رَدّ لکھا ہے وہی سچ اور موافق قواعدِ اِیمان کے ہے، اور بے شک جو براہین احمدیہ والے اور اِشاعۃ السنہ والے نے کہا ہے، وہ نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ پس سچ کے پیچھے گمراہی ہی ہوتی ہے، اور جو اسلام کے سوا دِین اِختیار کرے گا وہ ہرگز قبول نہ ہوگا، اور وہ شخص قیامت میں نقصان والوں سے ہوگا۔ تیرا رَبّ راستہ بھولنے والوں کو جانتا ہے، اور ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے، بے شک تمہارے رَبّ کی طرف سے نصیحتیں آئی ہیں، جس نے دیکھا اپنا فائدہ کیا، اور جو اندھا ان سے ہوا، اپنا نقصان کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اورسب مسلمانوں کو سیدھے اور ہدایت کے راستے پر قائم رکھے، اور ہم سب کو گمراہی کے راستوں سے بچائے، وہ ہر شے پر قادر ہے اور دُعا قبول کرتا ہے۔ اوراللہ تعالیٰ ہمارے سرداراورآقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرے، جس نے فرمایا ہے کہ: جس کو خدا راہ دِکھائے، کوئی اس کو بدراہ کرنے والا نہیں، اور جس کو گمراہ کرے، کوئی اس کا راہ نما نہیں، اوراس کی آل واصحاب اورتابعین اورہم سب پر رحمت کرے، آمین!

یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اورقلم سے لکھی ہے، عاجز بندے محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی نے جو مسجد شریف مدینہ منوّرہ میں علمِ دِین وحدیث کا مدرّس ہے۔ مؤرخہ ۲۱ رذیقعدہ ۱۳۰۴ھ میں۔ دستخط: محمد علی السیّد بن طاہر السیّد الوتری

پٹنہ کے مشہور علماء میں سے ایک عالم کی تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے قرآن مجید آدمیوں اور جنوں کے سردار پر اُتارا، اور اس سے جھوٹ اور شرک اور سرکشی کو نابود کیا، اور دُرود وسلام اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی آل واصحاب اور نیکی سے ان کے پیروؤں پر ہمیشہ ہو۔

بعد ازاں! میں نے غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ واشتہار سے اس کی بعض لغزشوں کا مطالعہ کیا، پس ان کو شیطانی بناوٹوں سے پایا، وہ رحمانی الہام نہیں ہیں، بلکہ نرا بہتان اور بیہودہ گوئی ہے، پس جس نے اس کی پیروی کی وہ نقصان والوں میں سے ہے، اور اس رسالے کی عمدہ تردیدات کو بھی میں نے دیکھا ہے، پس ان سے دِل کو آرام آیا، اُمید ہے کہ اس کے مطالعے سے بہت برادران اہلِ سنت وغیرہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کے مؤلف کو اُونچی بہشت بدلہ دے۔

اس تحریر کو عاجز محمد بن عبدالقادر باشہ پٹنہ کے باشندے حنفی نے لکھا، اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخشے اور ان سب سے اِحسان کرے، فقط۔ دستخط: محمد ابن عبدالقادر باشہ

تمام ہوئی تقریظات حضراتِ علمائے حرمین محترمین کی

واضح رہے کہ فقیر کاتب الحروف نے اوّل جو اُردو میں رسالہ بنام تحقیقاتِ دستگیریہ فی رَدّ ہفوات براہین لکھ کر مشاہیر علمائے پنجاب وغیرہ کو ملاحظہ کرایا تھا، جس پر ان حضرات نے تقاریظ لکھیں تھیں، ہر چند پھر اس کے اکثر مضامین کو لباسِ عربی پہنا کر حرمین شریفین بھیجا گیا تھا، جو وہاں کے مفتیانِ عظام ومدرّسانِ کرام وغیرہم کی تصدیق وتعریف سے مزین ہوا، جو اُوپر تحریر ہو چکی ہیں، اور یہ اَمر موجب اس کے زیادہ اِعتبار واسناد کا ہوا، مگر تاہم ان تقاریظ علمائے پنجاب وغیرہ کا بھی یہاں پر درج کر دینا مناسب نظر آیا، اور وہ یہ ہیں۔ چونکہ اِختتام اس رسالے کا شہر امرتسر میں ہوا تھا، اس لئے اوّل ان کے مشاہیر علماء نے اس کو ملاحظہ کر کے تقریظات لکھی تھیں جو پہلے درج ہوتی ہیں۔

مولوی غلام رسول اِمام مسجد میاں محمد جانؒ رئیس امرتسر کی تقریظ

باسمہ العلی الأعلیٰ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ

مخفی نہ رہے کہ اس احقر نے نسخۂ متبرکہ کی تحقیقاتِ دستگیریہ کی جو ہفوات صاحب براہین احمدیہ کے رَدّ میں تالیف حضرت بلند ہمت شریف النسب عالی حسب جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب کا ہے حرف بحرف اِبتدا سے آخر تک مطالعہ کیا، نسخہ شریف مذکورہ کو مطابق مذہب اہلِ سنت وجماعت کے پایا اور جناب مولوی صاحب موصوف نے جو اِلہامات اس کتاب میں براہین احمدیہ سے نقل کئے ہیں وہ بعینہٖ میں نے براہین احمدیہ میں درج پائے ہیں، مجھے ظن غالب ہے کہ مصنف براہین احمدیہ مرض مالیخولیا میں گرفتار ہیں، اسی سبب سے صورتِ متخلیہ موہومہ کو اُمورِ مذمنہ اِلہامیہ قرار دینے میں لاچار ہیں، ورنہ باوجود سلامتِ عقل وحواس اور

باوجود اِدّعائے اسلام ایسے اِلہامات واہیہ کے مدعی نہ ہوتے۔

اللّٰھم اکرمنا بکرامۃ العلم ونوّر قلوبنا بنور العلم ھٰذا

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین!

رقمہ احقر العباد للّٰہ الغنی غلام رسول الحنفی بقلم خود

مولوی احمد بخش صاحب مدرّس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ وبعدہ!

ایں کس رسالہ ھٰذا را اَز اَوّل تا آخر بلفظ دیدہ موارد واعتراضات را اَز براہین ہم مشاہدہ نمود فی الحقیقۃ بعض مزخرفاتش را بطور نمونہ جواب دادہ آمد تا بفحوائے قیاس کن زگلستان من بہار مرا اباطیل باقید برآن قیاس نمودہ شود خداوند کریم مولانا مصنف را (کہ ہمیشہ کمر ہمت بحمایت دین بستہ دارند در استیصال خلاف مخالفین بمساعی جمیلہ خود، مشکور اسلامیان اند و چرا نباشد کہ کمالات حسبی ونسبی ضمیمہ خوبیہا کسبی ووہبی از حق سبحانہ دارند) جزائے خیر دہد کہ درچنیں وقت کہ باغربت اسلام ہم قرانست ایں چنیں احسان برزمرہ اہل سنت گزاشتہ اند، فقط! حررہ ابوعبید اللّٰہ احمد بخش عفا اللّٰہ عنہ والقاہ بالبہش بقلم خود۔

مولوی نورالدین مدرّس مدرسۃ المسلمین امرتسر کی تقریظ

جو کچھ مولوی صاحبان مولوی غلام رسول اور مولوی احمد بخش صاحب نے رسالہ ھٰذا کے بارے میں تحریر فرمایا ہے، وہ عین صواب ہے، اور اس سے میرا اِتفاقِ رائے ہے۔ فی الواقع رسالہ ھٰذا جمیع متبعینِ سنت کے لئے وساوسِ شیطانی وہواجس نفسانی کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی سپر قوس ہے، اور سبحانہ تعالیٰ جناب مولوی صاحب مؤلف رسالہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حررہ عبد اللّٰہ المسکین نورالدین عفی عنہ بقلم خود

مولوی غلام محمد، اِمام مسجد شاہی لاہور کی تقریظ مع اِمام جامع مسجد انارکلی

ظاہر اقوال اِلہامیہ مؤلف براہین احمدیہ مع تاویلاتِ فاسدہ صاحب اشاعۃ السنہ مخالف عقائد اہل السنۃ والجماعۃ وغیر مستند ست اہل اسلام را لازم کہ اَز اِتباع ایں چنیں اشخاص ومطالعہ ایں چنیں اِلہاماتِ واہیات برکنار باشد وایں تحقیقات وتردید اِلہامات مستند اند بکتب مقبولہ اہل السنۃ، الحق احق ان یتبع!

فقیر غلام محمد بگی والاعفی عنہ بکرمہ ومنہ بقلم خود

اصاب من اجاب

فقیر نور احمد، امام مسجد انارکلی، بقلم خود

مولوی نور احمد صاحب ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم کی تقریظ

اِلہامات صاحب براہین احمدیہ وتاویلات صاحب اِشاعۃ السنہ بالکل مخالف شرع اند ومضمون وعبارات رسالہ شریفہ ہٰذا صحیح بلکہ اصح وہدایت کنندہ گمراہان براہ حق جزی اللہ سبحانہ مؤلف خیر الجزاء۔

فقیر نور احمد، ساکن کھائی کوٹلی، ضلع جہلم بقلم خود

مولانا مفتی حافظ محمد عبداللہ ٹونکی مدرّس اعلیٰ مدرسہ یونیورسٹی لاہور کی تقریظ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ، اَمَّا بَعْدُ!

نحیف نے اس رسالے کو اکثر مقاموں سے دیکھا، جن میں حضرت مؤلف نے صاحبِ براہین اوران کے اعوان کو معقول اِلزام دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو اس حسنِ کوشش کی جزائے خیر دے، حضرت مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ نے مؤلف براہین احمدیہ پر مدعی نبوّت ہونے کا بھی اِلزام لگایا ہے، میری رائے میں یہ اِلزام بھی صحیح اور دُرست ہے، اس لئے کہ قطعی اور یقینی طریق سے من جانب اللہ ایسے مضامین کا منزل علیہ ہونا جن کی تبلیغ ضروری ہو، عرفِ شرع میں خواصِ رِسالت یا نبوّت سے ہے، اور مؤلفِ براہین کو اس منصب کے حصول کا دعویٰ ہے، پس اس کے مدعی ہونے میں کیا اِشتباہ ہے؟ پہلے مقدمے کا ثبوت یہ ہے کہ رسالت کے مفہومِ لغوی اوران آیات واحادیث میں غور کرنے سے، جن میں انبیاء علیہم السلام کے اوصاف اور حالات بیان ہوئے ہیں، بخوبی معلوم ہوتا ہے اور دُوسرا مقدمہ یوں ثابت ہے کہ مؤلفِ براہین کو من جانب اللہ قطعی اور یقینی طریق سے اپنے منزل علیہ ہونے کا تو صریح دعویٰ ہی ہے، رہی یہ بات کہ وہ مضامین علی العموم واجب التبلیغ بھی ہیں، اس پر یہ اِلہامی فقرے (مصنوعی) شاہد ہیں: ''واتل علیھم.....، ما اوحی إلیک من ربک.....، قل إنّما انا بشر مثلکم یوحیٰ إلیّ أنّما إلٰھکم إلٰہ واحد.....، قل إن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ....، قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون'' اس پچھلے فقرے (مصنوعی) کی تشریح میں مؤلفِ براہین نے لکھا ہے کہ: ''میرے پاس خدا کی گواہی ہے، پس کیا تم اِیمان نہیں لائے، یعنی خدائے تعالیٰ کی تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دُعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں اِلہام دینا اور معارف اور حقائقِ اِلٰہیہ سے اِطلاع بخشنا، یہ سب خدا کی شہادت ہے، جس کو قبول کرنا اِیمان داروں کا فرض ہے۔'' انتہیٰ۔

اس بیان میں مؤلفِ براہین نے اورلوگوں پر بھی اپنے اِلہامات کے حجت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اس لئے کہ اگر ان کا اِلہام اوروں پر حجت نہ ہوتو ان کو قبول کرنا اِیمان داروں پر فرض کیوں ہو؟ کیا غیر حجت کا بھی قبول کرنا اِیمان داروں کا فرض ہوتا ہے؟ اس بیان سے مدعیٔ نبوّت ہونے کے اِلزام کی پہلی دلیل تمام ہوئی۔

دُوسری دلیل یہ ہے کہ مؤلفِ براہین نے اپنے بنائے ہوئے اِلہامی فقرے: ''جری اللہ فی حلل الأنبیاء'' کی تشریح میں لکھا ہے کہ: ''اس فقرۂ اِلہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب اِرشاد وہدایت اور موردِ وحیٔ اِلٰہی ہونے کا دراصل حلہ انبیاء ہے، اوران کے

غیر کو بطور مستعار ملتا ہے۔‘‘ انتہیٰ۔

اس لئے کہ جب منصبِ اِرشاد وہدایت اور موردِ وحیٔ اِلٰہی ہونا حلہ انبیاء ہوا تو جو شخص اپنے لئے اس منصب شریف کے حصول کا مدعی ہو، اس کے مدعیٔ نبوّت ہونے میں کیا کلام ہے؟ رہا یہ فقرہ کہ غیر نبی کو بطور مستعار ملتا ہے، اس کا مطلب کماحقہ ذہن نشین نہیں ہوتا، اس لئے کہ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ غیر نبی کو کسی دُوسرے نبی کی اِتباع کے ذریعے سے یہ منصب حاصل ہوتا ہے اور نبی کو بلاتوسط اِتباع دُوسرے کے، یا یہ کہ نبی بعد حصولِ منصب مذکور دُوسرے نبی کا تابع نہیں رہتا اور غیر نبی بعد حصول منصب مذکور بھی کسی نبی کا تابع رہتا ہے، تو یہ تفریق غلط ہے، اس لئے کہ نبی کے نبی ہونے میں نبوّت سے پہلے یا نبوّت سے بعد دُوسرے نبی کا تابع نہ ہونا لغت یا شرع سے مفہوم نہیں ہوتا، بلکہ بہت سے انبیائے بنی اِسرائیل علیہم السلام موسوی شریعت کے تابع تھے، اور خود جناب رسولِ مقبول علیہ السلام کو جابجا اِتباعِ اِبراہیم علیہ السلام کا اِرشاد ہوتا ہے، بلکہ مؤلفِ براہین تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موسوی شریعت کا خادم اور تابع قرار دیتے ہیں، اور جو یہ غرض ہے کہ نبی سے یہ منصب مسلوب نہیں ہوسکتا اور غیر نبی سے مسلوب ہوسکتا ہے، پس یہ تفریق بھی غلط ہے، اس لئے کہ نبوّت کی حقیقت میں یہ شرط بھی لغۃً یا شرعاً مفہوم نہیں ہوتی، بلکہ بعض آیات سے مفہوم ہوتا ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام سے بھی اس منصب شریف کا مسلوب ہوسکنا مقدور جناب ایزدی ہے، گو اس امر کا وقوع نہیں ہوتا: ’’اللّٰہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ‘‘ (الانعام:۱۲۴)۔

اور جو یہ عرض ہے کہ غیر نبی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں شریعت پر عرض کرنے کا محتاج ہے، اور نبی کو اس عرض کی حاجت نہیں، تو اس سے کیا لازم آیا کہ غیر نبی کے وحی یا اِلہام قطعی اور یقینی نہ ہو۔ اوّلاً اس لئے کہ شریعت کا اس لئے اِتباع ضروری ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے، جس کا من جانب اللہ ہونا بھی بالواسطہ معلوم ہوتا ہے، اور جب اس غیر نبی کو بھی اپنی وحی کے من جانب اللہ ہونے کا بلاتوسط ظاہری، قطعی اور یقینی طریق سے اِنکشافِ تام ہوگیا تو اب اس کو اپنی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں عرضِ شریعت کی حاجت کیا ہے؟ ثانیاً اس لئے کہ اَحکامِ شرعیہ کا جزوِ اعظم احادیثِ صحیحہ ظنی الثبوت اور آیاتِ قرآنیہ ظنی الدلالۃ سے ثابت ہوا ہے، پس چاہئے کہ بالخصوص ان اَحکام پر عرض کرنے کے ملہم غیر نبی کو اَصلاً ضرورت نہ ہو، کیا یقینی الثبوت والدلالۃ کا عملاً یا اِعتقاداً تسلیم کرنا کسی ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کی شہادت پر موقوف ہوسکتا ہے؟ بلکہ اور صورت عرض پر بتقدیر تخالف اس حدیث صحیح اور اس آیت کے مدلول ظاہری کو ملہم غیر نبی کے حق میں ترک کرنا ضروری ہو۔ اس لئے کہ یقینی الثبوت والدلالۃ کے مقابل میں ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا۔ اس مقام میں یہ کہنا کہ یہ اِلہام واقعی شریعت کے مخالف ہوتا ہی نہیں، غلط ہے، اس لئے کہ اِلہام قطعی کا واقع نہ ہونا تو بے شک مُسلَّم ہے، لیکن مذکورہ بالا اَحادیث سے جن کے موضوع اور خلافِ واقع ہونے کا بھی اِحتمال ہے، اِلہامِ قطعی کا مخالف نہ ہوسکنا غیر مُسلَّم ومن یدعی فعلیہ البیان، اور جو مذکورۃ الصدر فقرے سے یہ غرض ہے کہ نبی کو اپنے اِلہام کے فہمِ مطلب میں اِشتباہ اور اِلتباس نہیں ہوتا، برخلاف غیر نبی کے کہ اس کو اپنی وحی کے فہم مضمون میں اِشتباہ اور اِلتباس رہتا ہے، تو یہ توجیہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ جب اس وحی کے معانی خود منزل علیہ پر مشتبہ ہوئے تو اس اِلہام کے اِلہامِ ہدایت یا اِلہامِ ضلالت ہونے

میں اس کی بھی امتیاز ہو، اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا کیونکر یقین کیا؟

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالافقرہ نبی اور غیر نبی میں واقعی اور حقیقی اِمتیاز نہیں پیدا کرتا، صرف عوام کی لغزش کھا جانے کے لئے بڑھا دیا گیا ہے، اور اس لئے صریح لفظ نبی یا رسول کے اِطلاق سے ہی مؤلف نے کس قدر اِحتیاط کی ہے، ورنہ خواصِ نبوّت یا رِسالت کے اپنے لئے ثابت کرنے میں میری رائے میں کوئی فروگزاشت نہیں کی ہے، **ھٰذا مایحظر بالبال، و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال!**

رقمہ العبد الضعیف المفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

المدرّس الاوّل بالمدرسۃ العالیۃ فی لاھور

گزارشِ مؤلف

باسمہ سبحانہ! اس فتویٰ حرمین محترمین زادہما اللہ تعالیٰ حرمۃ سے جمیع اہلِ اسلام خاص وعام پر بخوبی روشن ہوجائے گا کہ مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بہ شہادت مفتیانِ عرب وعجم دائرۂ اسلام سے خارج کردیا ہے، وہ ہرگز اِلہام ربانی کے مورَد نہیں، یقیناً اِلقائے شیطان کے مصدر ہیں۔ ہرچند فقیر مؤلف کان اللہ لہ نے اِبتدائے ۱۳۰۲ھ سے اوّلاً بذریعہ خط وکتابت، ثانیاً بوسیلہ اِشتہارات بہت کوشش کی کہ مرزا قادیانی مناظرے سے تحقیقِ حق کرکے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آجائیں، مولوی محمد حسین بٹالوی کی تائید پر غرّہ نہ ہوجائیں، مگر بقضائے اِلٰہی مؤثر نہ ہوا۔ تب فقیر نے رسالہ مرقومہ بالا ۱۳۰۳ھ میں حرمین شریفین میں بھیج کر فتویٰ لیا۔ ۱۳۰۵ھ میں جب یہ فتویٰ آیا تب راقم نے امرتسر جاکر مرزا قادیانی کے دوستوں کو دِکھلایا اور ان کی معرفت مرزا قادیانی کو بلوایا کہ وہ بچشم خود اس کو ملاحظہ کرکے تائب ہوجائیں تو اس کو شائع نہ کیا جائے گا۔ اس پر مرزا قادیانی نہ آئے۔ فقیر نے بنظر خیرخواہیٔ اسلام اس کے شائع کرنے میں تاخیر کی، شاید مرزا قادیانی روبراہ ہوجائیں۔ پھر مرزا قادیانی نے جب ضروری اِشتہار ۲۶؍مارچ ۱۸۹۱ء مجموعہ اِشتہارات ج:۱ ص:۲۰۲ میں اپنے مثیل مسیح ہونے کے دعوے میں کئی علمائے دِین سے مباحث کے واسطے ان کے نام درج کئے اور اَخیر میں فقیر کا نام بھی تحریر کیا، تو اس کے جواب میں فقیر نے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں دوورقہ اِشتہار شائع کرکے مختصر حال اس فتویٰ کا اور اپنی مستعدی مناظرہ کے لئے ظاہر کی، اور اِدّعائے مثیل مسیح کو بھی باطل کیا۔ ان کی طرف سے اس کا جواب نہ آیا، بعد اَزاں رمضان شریف ۱۳۱۰ھ میں حافظ محمد یوسف ضلع دار نے مرزا قادیانی یا ان کے نائب سے مناظرے کے واسطے تحریک کی، فقیر نے تحریر کردی کہ میں حاضر ہوں، تاریخِ مقرّرہ پر نہ مرزا قادیانی آیا، نہ کوئی نائب ان کا مختارنامہ لے کر آیا، برعکس مولوی محمد احسن امروہی نے فقیر کے فرار کا اِشتہار بنام اِتمام الحجہ شائع کردیا۔ اس کے جواب میں ایک مدرّس مدرسہ قصور نے اوّلاً اس کی تبکیت میں اِشتہار شائع کیا، ثانیاً فقیر نے ۱۳۱۱ھ میں دُوسرا اِشتہار چھپوایا، جس کا حاصل یہ تھا کہ مرزا قادیانی کی پہلی رخنہ اندازی اسلام کے علاوہ جس پر حرمین مکرمین زادہما اللہ تعظیماً سے ان کے بارے میں فتویٰ آچکا ہے، جو انہوں نے دعویٔ مخترعہ مسیحیت میں رسالہ فتح الاسلام وتوضیح المرام ازالہ اوہام شائع کئے ہیں، ان میں نبوّت ورِسالت کا کھلا کھلا دعویٰ

کردیا ہے، جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے ان کے مؤید اور ثناخواں بھی ان کے سخت مخالف ہوکر واشگاف اور صاف صاف ان کی تکفیر کررہے ہیں، اور مرزا قادیانی اور محمد احسن امروہی جیسے ان کے مریدوں کو ذرا بھی غیرت نہیں کہ مجمع علماء میں اپنی بریت ظاہر دکھائیں، صرف دھوکے بازیوں سے کام چلارہے ہیں۔ ان کی طرف سے جب اس کا جواب بھی کچھ نہ ملا تو فقیر نے اخیر صفر ۱۳۱۱ھ میں اور اِشتہار جاری کیا، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب مرزا قادیانی کے راہِ راست پر آنے سے مایوس ہوکر وہ فتویٰ حرمین شریفین شائع کیا جاتا ہے، جس سے مرزا قادیانی کی ضلالت و بطالت ظاہر ہوجائے گی، اور نیز ان کے پچھلے رسالوں کے نمبر صفحہ کے حوالوں سے درج کیا گیا، چنانچہ صفحہ:۱۸ توضیح المرام، خزائن ج:۳ ص:۶۰، اور صفحہ:۱۹۲، ۱۹۷، ۶۷۵، ۶۸۷، ۶۹۷، رسالہ ازالہ اوہام، خزائن ج:۳ ص:۱۹۳، ۱۹۶، ۴۶۴، ۵۱۵، سے صاف صاف ان کا دعویٔ نبوّت ورِسالت متحقق ہے، پھر حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مسیح وسلیمان کے معجزوں کو شعبدہ بازی اور بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے درج کئے ہیں۔ اسی ازالہ کے صفحہ:۳۰۲، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴ میں دیکھو اور چار سو نبی کو جھوٹا لکھ دیا اور ان کی وحی میں دخلِ شیطان ثابت کیا ہے۔ اسی ازالہ اوہام کے صفحہ:۶۲۷ سے ۶۲۹، خزائن ج:۳ ص:۴۳۹ تک دیکھو اور حضرت مسیح کی وفات کے اِدّعا میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف کرکے کمال دھوکا دہی کی ہے۔ جدول مندرجہ صفحہ:۳۳۰ سے ۳۳۲ میں اسی اِزالہ، خزائن ج:۳ ص:۲۶۹، ۲۶۸ کو دیکھو۔ اس اِشتہار پر بھی نہ خود مدعیٔ مسیحیت کو، نہ ان کے کسی مرید کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ محض علماء میں اپنی بریت کرتے یا اس کا جواب شافی دیتے۔ سچ ہے: ''الحیاء من الإیمان!''

پھر ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ میں جو مرزا قادیانی اپنے جدید سسرال کے ہاں چھاؤنی فیروزپور میں آئے تو کئی مسلمانوں نے ان سے دعویٔ مسیحیت کا ثبوت طلب کیا، اس پر مرزا قادیانی نے مختصر تقریر کے بعد جواب دیا کہ کسی عالم کو ہمارے پاس لے آؤ، ہم ان کی تسلی کردیں گے، پھر جلدی سے قادیان کو سدھارے۔

دُوسری مرتبہ ۱۲؍جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ کو جب وہاں آئے تو فقیر کو وہاں کے بعض اہلِ اسلام نے تحقیقِ حق کے لئے بلایا، فقیر نے وہاں جاکر ان کی مذکورہ بالا تصانیف سے ان کا دعویٔ نبوّت، توہینِ انبیاء وغیرہما سب کو دِکھلایا، چنانچہ ان کے بھیجے میں آیا، اس پر انہوں نے مرزا قادیانی سے فقیر کے ساتھ تقریر کرنے کی درخواست کی، جس پر جواب ملا: ہم کو الہام ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہ کریں، تب لوگوں نے کہا کہ: آپ کے کہنے سے ہم نے بلوایا تھا! آخر بعد تکرار بسیار مرزا قادیانی نے بذاتِ خود مناظرہ سے اور اپنے شاگرد و مرید حکیم نورالدین و محمد احسن امروہی سے بھی درمیان میں بیٹھ کر مباحثہ کرنے سے انکار کیا، اس پر چھاؤنی فیروزپور کے پچیّس معتبر اہلِ اسلام کی شہادت سے مطبع صدائے فیروز میں اِشتہار شائع ہوا کہ واقعی مرزا قادیانی مدعیٔ نبوّت ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے توہین کنندہ اور جواب دینے سے صریح گریز ہے۔ اس پر جب ان کے سخت مخلص حافظ محمد یوسف مذکور کو یہ شکستِ فاش ناگوار معلوم ہوئی تو پھر وہاں جاکر دُوسری مرتبہ مرزا قادیانی کو مناظرے میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کیا، اور امرتسر سے بنام مولوی محمد احسن امروہی اِشتہار جاری کیا کہ مکفّرینِ مرزا قادیانی دسمبر کی تعطیلوں میں لاہور میں آکر مناظرہ کریں۔ میں مشتہر

یا حکیم نورالدین قادیانی مناظرہ کریں گے۔ اس پر فقیر نے مرزا قادیانی سے اقرار تحریری بشمول جلسہ مناظرہ بذریعہ خط رجسٹری لے کر دو روز قبل اَز تاریخ مقرّرہ وارد لاہور ہوکر دس دن برابر لاہور میں رہا، مرزا قادیانی آئے، نہ دونوں مناظر حاضر پائے، حکیم فضل الدین و برہان الدین مناظرہ کو آئے، ان سے کہا گیا کہ آپ مرزا قادیانی کا مختار نامہ لے آئیں، فقیر حاضر ہے، پھر آج تک ان کی طرف سے صدائے برنخاست!

اب اللہ تعالیٰ سے سرخ رو ہونے کو یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے، عنقریب اس کا دُوسرا حصہ فتح اسلام وتوضیح مرام وازالہ اوہام کی بعض سخت قباحتوں کی تردید جن کا ذِکر اُوپر گزرا ہے، شائع ہوگا ''وما توفیقی الا باللہ علیھم توکلت والیہ انیب''! المرقوم ۱۸رصفر ۱۳۱۲ھ۔

نوٹ:۔۔۔ مولانا غلام دستگیر قصوری نے صفر ۱۳۰۲ھ میں یہ رسالہ تصنیف کیا اور مرزا قادیانی کو اس کی نقل بھجوائی۔ شوال ۱۳۰۳ھ میں اس کا عربی ترجمہ کرکے حرمین شریفین سے تقریظات منگوائیں، اُردو رسالے کا نام ''تحقیقاتِ دستگیریہ فی رَدّ ہفوات براہینیہ'' اور عربی رسالے کا نام ''رجم الشیاطین براغلوطات البراھین'' تجویز کیا۔ ۱۳۰۵ھ میں عرب کے علماء سے تصدیقی فتاویٰ حاصل ہوئے، مصنف نے اُردو، عربی رسالہ اور عرب وعجم کے علماء کے تصدیقی فتویٰ جات مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو دِکھائے، اور امرتسر جاکر خود مرزا قادیانی کو اس کے دوستوں کے ذریعے طلب کیا کہ وہ خود آکر ان فتویٰ جات کو دیکھ کر توبہ کرلے۔ مرزا قادیانی نے اس زمانے میں مباہلے کے لئے علماء کو چیلنج دیا تو مولانا نے دو دفعہ پمفلٹ شائع کرکے مرزا قادیانی کو پھر رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کرلے، رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ میں مرزا قادیانی کے اسلام لانے سے مایوس ہوکر ان فتویٰ جات کو شائع کرنے کا اِعلان کیا۔

بالآخر ۱۸رصفر ۱۳۱۲ھ کو یہ عربی، اُردو فتویٰ شائع فرمایا، مصنف کی کمالِ دیانت واضح ہو کہ ۹ سال تک متواتر مرزا غلام احمد قادیانی کو قبولِ اسلام کے لئے آمادہ کرتے رہے، اس دوران میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی تائید سے دست کش ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف فتویٰ شائع کردیا تھا، تو حضرت مولانا نے اپنے رسالے کے حاشیہ پر یہ نوٹ لگا کر دُنیا وآخرت کی سرخ روئی حاصل فرمائی:

نوٹ:۔۔۔ چونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی تائید چھوڑ دی ہے، بلکہ اس کی تکذیب پر کمر باندھا ہے، تو اَب رسالہ رجم الشیاطین میں جو بٹالوی صاحب کی تردید تھی، اس سے وہ بَری الذمہ ہوگئے ہیں۔ خدا کے کلام آیاتِ قرآنی کو کلام غیر ہا بنانے کی بھی خود انہوں نے تردید کردی ہے، **فالحمد للہ وھو الھادی**! (منہ عفی عنہ، ایڈیشن اوّل ص:۷۰)۔

***

فتویٰ علمائے پنجاب وہندوستان
بحق
مرزا غلام احمد ساکن قادیان

از

حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ

تعارف

مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے سوال نامہ مرتب کر کے متحدہ ہندوستان کے علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کیا، اور پھر اپنے رسالے اِشاعۃ السنۃ ج:۱۳ شمارہ:۴،۵،۶،۷،۱۱،۱۲ میں شائع کیا۔ سنِ اِشاعت ۸۔۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء ہے۔ بعد میں اِدارہ سلفیہ لاہور نے ''پاک وہند کے علمائے اسلام کا اوّلین متفقہ فیصلہ'' کے نام سے محرم ۱۴۰۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۶ء میں کتابی شکل میں شائع کیا، جو پیشِ خدمت ہے۔

(مرتب)

سوال:۔۔۔علمائے دِین وحماۃ شرعِ رسولِ امین، مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے حواریوں اور ہم مشربوں کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ جن کے عقائد ومقالات یہ ہیں جو ان کی تصنیفات وتحریرات سے نقل کئے جاتے ہیں اور مزید تحقیق وتصدیق کی غرض سے ان کی اصل تصنیفات وتحریرات بھی شاملِ سوال ہیں۔[1]

۱:۔۔۔ ملائکہ ستاروں[2] کی اَرواح ہیں، وہ ستاروں کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں، لہٰذا وہ ان ستاروں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

(۱) جہاں سائل خود پہنچا وہاں اصل تصنیفات قادیانی اور ان کے حواریوں کی ساتھ لے گیا، اور ان مضامین کو اصل تصنیفات میں دِکھادیا، بعض جگہ ان سوالات کو بذریعہ ڈاک بھیجا تو وہاں بھی اصل تصنیفاتِ قادیانی کو بھیجا گیا، جن علماء کے پاس اصل تصانیف نہیں پہنچیں، وہ اس شرط سے مطالبہ کریں کہ بعد ملاحظہ ان کو واپس کریں گے تو ان کے پاس اصل تصنیفات اِرسال ہوں گی۔

(۲) یہ عقائد اَز نمبر اَوّل لغایت ہفتم آپ کے رسالہ ''توضیح المرام'' میں موجود ہیں، جو بہ ترتیب رسالہ نہ بہ ترتیب عقائد مندرجہ سوال نقل کئے جاتے ہیں۔ مرزا نے لکھا ہے کہ: ''اگر یہ اِستفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوّتِ رُوحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے رُوحانی قوائے میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے، جس کے سلسلے کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اُوپر کو جاتی ہے، نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجے کی دلسوزی اور غم خواریٔ خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوّت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے، ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے، اُوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجے کی محبت قویٰ ایمان سے ملی ہوئی ہے،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔۔۔۔۔ جو اوّل بندہ کے دِل میں بارادۂ اِلٰہی پیدا ہو کر ربِّ قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر اِلٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے، ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے، جس کا نام رُوح القدس ہے۔ سو اس درجے کے انسان کی رُوحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے اِرادۂ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مرتبے کی محبت میں بطور اِستعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی رُوح اس انسانی رُوح کو جو بارادۂ اِلٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے، ایک نیا تولد بخشتی ہے، اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی رُوح کو خدا تعالیٰ کی رُوح سے نافخ المحبت سے اِستعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ رُوح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دِل میں پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے بطور اِبن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔'' (توضیح المرام ص:۲۱، ۲۲، خزائن ج:۳ ص:۶۱، ۶۲)

مرزا نے لکھا ہے: ''اور یہ کیفیت جو ایک آتش فروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو رُوحِ امین کے نام سے بولتے ہیں، کیونکہ یہ ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے، کیونکہ یہ اعلیٰ درجے کی طاقت وحی ہے جن سے قوی تر وحی متصوّر نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی اِلٰہی کے اِنتہائی درجے کی تجلّی ہے۔''

(توضیح المرام ص:۲۵، خزائن ج:۳ ص:۶۴)

اور مرزا نے لکھا ہے: ''مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو اِستعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص:۲۷، خزائن ج:۳ ص:۶۴)

مرزا نے لکھا ہے: ''اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ جو کچھ ہم نے رُوح القدس اور رُوح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے، یہ درحقیقت ان عقائد سے جو اہلِ اسلام ملائک کی نسبت رکھتے ہیں منافی نہیں ہے، کیونکہ محققین اہلِ اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اُترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت عقل باطل بھی ہے۔۔۔۔ مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزارہا لوگوں کی جانیں نکالتا ہے، جو مختلف بلاد و امصار میں ایک دُوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلے پر رہتے ہیں، اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اوّل پیروں سے چل کر اس کے ملک اور شہر اور گھر میں جائے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا، اتنی بڑی کارگزاری کے لئے تو کئی مہینوں کی مہلت بھی کافی نہیں ہو سکتی، کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین میں یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہان گھوم کر چلا آئے، ہرگز نہیں۔'' (توضیح المرام ص:۲۹، خزائن ج:۳ ص:۶۶، ۶۷)

مرزا نے لکھا ہے: ''پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے، اسی طرح رُوحانیتِ سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوسِ فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اِصطلاحات کے موافق اَرواح کواکب سے ان کو نامزد کریں، یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے نظام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔۔۔۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے، ایسا ہی ہمارے دِل اور دِماغ اور تمام رُوحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف اِستعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔''

(توضیح المرام ص:۳۲ تا ۳۴، خزائن ج:۳ ص:۶۷، ۶۸)

(باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔

مرزا نے لکھا ہے: ''اگر ان نفوسِ طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر ان کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائے گا، انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی (مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں) وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور ان کے جدا ہو جانے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی وضروری امر ہے، اور آج تک کسی نے اس امر میں اِختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں، وہ کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کے لئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں۔۔۔۔۔تمام نباتات وجمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دِن رات اثر پڑ رہا ہے۔''

(توضیح المرام ص:۳۸، خزائن ج:۳ص:۷۰،۷۱)

مرزا نے لکھا ہے: ''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک رُوح رکھتے ہیں، جن کو نفوسِ کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں، اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار ان کے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں، جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسبِ اِستعداد اَثر ڈال رہے ہیں، ایسا ہی ان کے نفوسِ نورانیہ میں بھی انواعِ اقسام کے خواص ہیں جو باذنِ حکیمِ مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں، اور یہی نفوسِ نورانیہ کامل بندوں پر بشکلِ جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں، اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دِکھائی دیتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص:۴۰، خزائن ج:۳ص:۷۱،۷۲)

مرزا نے لکھا ہے: ''جس قدر اَرواح واَجسام اپنے کمالاتِ مطلوبہ تک پہنچتے ہیں، ان سب پر تاثیراتِ سماویہ کام کر رہی ہیں اور کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی اِستعدادوں پر مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے، مثلاً: جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے، اس کو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں، انہی خدمات کے موافق جو اس کے نیر سے لئے جاتے ہیں، سو وہ فرشتہ اگرچہ ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحیٔ اِلٰہی سے مشرف کیا گیا ہو (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اَندازی کے طور پر ہے، نہ واقعی طور پر، یاد رکھنی چاہئے) لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف اِستعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی، بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے۔''

(توضیح المرام ص:۶۷،۶۸، خزائن ج:۳ص:۸۶)

مرزا نے لکھا ہے: ''اس وقت میں کہ جب انسان بوجہ اقتران محبتین رُوح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئیں رکھ دیتا ہے، معاً اس نالی میں سے فیضِ وحی اس کے اندر گر جاتا ہے، یا یوں کہو کہ اس وقت جبرائیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دِل میں ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے، تب جیسے اس فرشتے کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے، اس عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہو جاتا ہے، یا مثلاً اس فرشتہ کا نام رُوح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی رُوح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے، بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینۂ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے، مثلاً جب تم نہایت مصفّٰی آئینہ اپنے منہ کے سامنے رکھ دو گے تو موافق دائرہ اور مقدار اس آئینے کے تمہاری شکل کا عکس بلاتوقف اس میں پڑے گا، یہ نہیں کہ تمہارا منہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ ہو کر آئینے میں رکھ دیا جائے گا، بلکہ اس جگہ رہے گا جہاں رہنا چاہئے، صرف اس کا عکس پڑے گا، بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینۂ قلب کی ہوگی، اسی مقدار کے موافق اثر پڑے گا۔۔۔۔۔مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشے میں دیکھنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ ایک قسم کی انگشتری میں لگا ہوتا ہے، تو اگرچہ اس میں بھی تمام چہرہ نظر آئے گا مگر ہر ایک عضو اپنی اصل مقدار سے نہایت چھوٹا ہو کر نظر آئے گا، لیکن اگر تم اپنے چہرے کو ایک بڑے آئینے میں دیکھنا چاہو جو تمہاری شکل کے پورے اِنعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرے کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائیں گے۔''

(توضیح المرام ص:۷۰، خزائن ج:۳ص:۸۷،۸۸)

--------------(باقی اگلے صفحے پر)

۲:۔۔۔جبرائیل جس کا سورج سے تعلق ہے وہ بذاتِ خود اور حقیقۃً زمین پر نہیں اُترتا، اس کا نزول جو شرع میں وارِد ہے، اس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے، اور جو صورت جبرائیل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء دیکھتے تھے، وہ جبرائیل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی جو انبیاء کے خیال میں متمثل ہوجاتی تھی، جیسے آئینے میں دیکھنے والے کی صورت متمثل ہوجاتی ہے۔

۳:۔۔۔ملک الموت بھی بذاتِ خود زمین پر اُتر کر قبضِ اَرواح نہیں کرتا، بلکہ اس کی تاثیر سے قبضِ اَرواح ہوتا ہے۔

۴:۔۔۔دُنیا میں جو کچھ ہورہا ہے، نجوم کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرزا نے لکھا ہے: ''جب جبرائیلی نورِ خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور نفخۂ نورانیہ سے جنبش میں آجاتا ہے تو معاً اس کی ایک عکسی تصویر جس کو رُوح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہئے، محب صادق کے دِل میں منقش ہوجاتی ہے، اور اس کی محبتِ صادقہ کا ایک عرض لازم ٹھہر جاتی ہے، تب یہ قوّت خدا تعالیٰ کی آواز سننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے اور اس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھوں کے قائم مقام ہوجاتی ہے، اور اس کے اِلہامات زبان پر جاری ہونے کے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پہیے کو زور کے ساتھ اِلہامی خط پر چلاتی ہے۔''

(توضیح المرام ص:۷۹، خزائن ج:۳ ص:۹۲)

اور مرزا نے لکھا ہے: ''اس جگہ میں ان لوگوں کا وہم بھی دُور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں مبتلا ہیں جو اولیاء اور انبیاء کے اِلہامات اور مکاشفات کو دُوسرے لوگوں کی نسبت کیا خصوصیت ہوسکتی ہے، کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر اُمورِ غیبیہ کھلتے ہیں تو دُوسرے لوگوں پر بھی کبھی کبھی کھل جاتے ہیں، بلکہ بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں، اور بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ پس جبکہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی خاص درجے کے آدمی تصوّر کرتے ہیں، ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدمعاشیوں میں چھٹے ہوئے اور شہرۂ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی؟ سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے، وہ سب دُرست اور صحیح ہے، اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے، جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہیں، بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربے میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجے کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے، کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ جبریلی نور جو آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈکوارٹر ہے، تمام معمورۂ عالم پر حسبِ اِستعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دُنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو، کم سے کم ایک ذرا سی محبت وطنِ اصلی اور محبوبِ اصلی کی ادنیٰ سی ادنیٰ سرشت میں بھی ہے، اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجانین پر بھی کسی قدر جبریل کا اثر ہوتا اور فی الواقع ہے بھی۔''

(توضیح المرام ص:۸۴، خزائن ج:۳ ص:۹۴، ۹۵)

ان عبارات سے جیسے عقائد میرزائی کی اَز نمبر:۱، لغایت:۷ تصدیق ہوئی، ویسی ہی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مرزا کے نزدیک نبوّت اور وحی کی وہی حقیقت ہے جو نیچریوں اور برہم سماج والوں نے بیان کی ہے کہ نبوّت ایک نیچرل اَمر ہے، جس سے کوئی فرد خالی نہیں ہے، یہاں تک کہ ناچنے والی کسبی (رنڈی) بھی اس سے محروم نہیں، اور وحی لانے والا فرشتہ باہر سے نہیں آتا، بلکہ صاحبِ وحی کے دِل و دِماغ ہی سے وہ پیدا ہوتا ہے اور جبریل یا رُوح القدس اسی کی ایک صفت کا نام ہے، وعلیٰ ھٰذا القیاس!

۵:۔۔۔رُوح القدس، رُوح الامین، شدید القویٰ، ذُوالافق الاعلیٰ، جن کا ذِکر شرع میں وارِد ہے، وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے، جوخدا کی محبت اوراس کے محبوب انسان کی محبت کے باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے۔

۶:۔۔۔ان دونوں محبتوں اوران کے متولد نتیجہ (رُوح القدس) کا مجموعہ پاک تثلیث ہے۔

۷:۔۔۔آپ (مرزا) کواور حضرت مسیح بن مریم کو اِستعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔

۸:۔۔۔آپ ایک معنی سے نبی ہیں،[1] کیونکہ آپ محدث ہیں، جن سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے، اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے، ختمِ نبوّت کا جوقرآن میں ذِکر ہے، تو اس سے ایسی نبوّت مراد ہے جو حاملِ وحیٔ شریعت اور جمیع اقسامِ وحی کی جامع ہو، نہ مطلق نبوّت۔

---

(۱) مرزا نے لکھا ہے: ''اس جگہ اگر یہ اِعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے، کیونکہ مسیح نبی تھا، تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولا نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی، بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعتِ فرقانی کا پابند ہوگا، اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا اِمام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے، اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے، گو اس کے لئے نبوّتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، اُمورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے، اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے، اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے، اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآوازِ بلند ظاہر کرے اور اس سے اِنکار کرنے والا ایک حد تک مستوجبِ سزا ٹھہرتا ہے، اور نبوّت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اُمورِ متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں، اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ بابِ نبوّت مسدود ہے، اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے، اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ بابِ نبوّت مسدود ہوا ہے، اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے، بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوّت کا اس اُمتِ مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے، مگر اس بات کو بحضورِ دِل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوّت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا، نبوّتِ تامہ نہیں، بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوّت ہے جو دُوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو اِنسانِ کامل کی اقتدا سے ملتی ہے، جو مستجمع جمیع کمالاتِ نبوّتِ تامہ ہے، یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لم یبق من النبوۃ إلّا المبشرات، ای لم یبق من انواع النبوۃ إلّا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علٰی خواص الأولیاء والنور الذی یتجلی علٰی قلوب قوم موجع فانظر أیھا الناقد البصیر الفھیم ایفھم من ھٰذا سد باب النبوۃ علٰی وجھہ کلی بل الحدیث یدل علٰی ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولٰکن النبوۃ التی لیس فیھا إلّا المبشرات فھی باقیۃ إلٰی یوم القیامۃ۔۔۔۔۔ واما النبوۃ[1] التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی۔۔۔۔۔۔۔۔ (باقی اگلے صفحے پر)

[1] ان دونوں مقام میں آپ کی عربی دانی ثابت ہوتی ہے، پہلی جگہ ''ھٰذا'' معرفہ کی صفت جملہ نکرہ (سدباب النبوۃ) لائے ہیں، اور اگر یہ جملہ صلہ ہے تو اس کا موصول (الذی) ندارد ہے۔ دُوسری جگہ صلہ موصول کا صدر ندارد ہے۔ حق عبارت یہ تھا: ''واما النبوۃ التی ھی تامۃ'' جس شخص کا عربیت میں یہ مبلغِ علم ہوگا، وہ قرآن و حدیث سے کیا اِستخراجِ دقائق و معارف کرے گا؟ اگر کہو کہ الہام و علمِ لدنی اس کا مددگار رہوگا، تو کہا جائے گا کہ وہ اِلہام علمِ لدنی صحتِ الفاظ میں کیوں اس کا مددگار نہ ہوا؟ اور ایسی فاش غلطیوں سے اس کو کیوں نہ بچاسکا۔۔۔؟

۹:۔۔۔آنے والے مسیح بن مریم جن کی بشارت حدیثوں میں وارد ہے، اور اہلِ اسلام کو ان کا اِنتظار تھا، وہ آپ ہی ہیں،[1] نہ عیسیٰ بن مریم اِسرائیلی نبی، کیونکہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور بعد اس کے وہ فوت ہوکر بہشت میں داخل ہوگیا ہے، لہٰذا اب وہ دنیا میں نہیں آسکتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔۔۔ فقد آمنا بانقطاعها من یوم نزل فیه ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّن۔‘‘
(توضیح مرام ص:۱۷ تا ۲۰، خزائن ج:۳ ص:۵۹ تا ۶۱)

اب اور اس سے بڑھ کر سنیے! مرزا اپنی کتاب ’’اِزالہ اوہام‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کرکے ہی بیان کیا گیا ہے، مگر اس کو اُمتی کرکے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔۔۔۔اب ان تمام اِشارات سے صاف ظاہر ہے کہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوّتِ تامہ کے صفت سے متصف نہیں ہوگا، ہاں نبوّتِ ناقصہ اس میں پائی جائے گی، جو دُوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے، اور نبوّتِ تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے، سو یہ بات کہ اس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی، اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ دونوں شاخیں اُمتیت اور نبوّت اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے، لیکن صاحبِ نبوّتِ تامہ تو صرف ایک شانِ نبوّت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۵۳۲، خزائن ج:۳ ص:۳۸۶) اس عبارت میں تو مرزا نے اپنے آپ کو کھلا نبی کہہ دیا ہے۔

اب اس سے بڑھ کر سنیے! رسالہ اِزالہ آپ نے چھپوایا تو اسی کے سرورق پر صاف لکھوا دیا ہے: ’’از تصانیف مرسل یزدانی مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ (اِزالہ اوہام ٹائٹل، خزائن ج:۳ ص:۱۰۱) اس میں تو آپ نے رِسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے، اور یہ بتادیا کہ آپ خدا کے رسول بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ کا شعر: ’’من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب‘‘ (ازالہ اوہام ص:۱۷۸، خزائن ج:۳ ص:۱۸۵) منقول ہے، دعوائے رِسالت سے اِنکار کرنا صرف مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے، درحقیقت آپ کو رِسالت کا بھی دعویٰ ہے، شاید چند مدّت کے بعد کسی کتابِ آسمانی کا بھی اِدّعا ہو۔۔۔!

اس سے بھی اور بڑھ کر سنیے! اِزالہ کے صفحہ:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳ میں اپنے رسول مبشر بزبان حضرت عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور صاف لکھ دیا ہے کہ قرآن کی آیت: ’’ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد‘‘ میں آپ ہی کی بشارت مراد ہے، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔‘‘ اصل عبارات اِزالہ آگے منقول ہوں گی۔

---

(۱) مرزا نے لکھا ہے: ’’سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا اِنتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار رُوحیں اس کے شوق ہی میں سفر کرگئیں، وہ وقت تم نے پالیا۔۔۔۔ میں وہی ہوں جو وقت پر اِصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دِین کو تازہ طور پر دِلوں میں تازہ کردیا جائے۔‘‘
(فتح اسلام ص:۹، ۱۰، خزائن ج:۳ ص:۹، ۱۰)

اور مرزا نے لکھا ہے: ’’مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے، چاہو تو قبول کرو۔‘‘ (فتح اسلام ص:۱۵، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۱۰)

اور اس کے صفحہ:۲۵ میں لکھا ہے: ’’بلکہ ایک دفعہ اس کو اپنے زعم میں صلیب پر چڑھا کر قتل کردیا، مگر چونکہ ہڈی نہیں توڑی گئی تھی، اس لئے وہ ایک خوش اِعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایامِ زندگی بسر کرکے آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔‘‘
(فتح اسلام ص:۲۵، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۱۰)

اور مرزا نے رسالہ ازالہ صفحہ:۳۰۸، خزائن ج:۳ ص:۲۲ میں مسیح کا سولی پر چڑھایا جانا اس تفصیل وتشریح سے بیان کیا ہے جو سیّد احمد خان کی تفسیر جلد چہارم کے صفحہ:۴۱ میں موجود ہے۔

۱۰:۔۔آنے والے مسیح کی جو صفات احادیث میں وارِد ہیں کہ وہ ابنِ مریم ہوگا، اور وہ دمشق کے منارہ شرقی کے پاس نزول کرے گا اور دو زَرد کپڑے پہنے ہوئے ہوگا، اور وہ دجال یک چشم کو ہلاک کرے گا، اور وہ صلیب کو توڑے گا، اور وہ خنازیر کو قتل کرے گا، اور اس کے وقت میں مال کثرت سے ہوگا، وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائے گا تو کوئی قبول نہ کرے گا، کافر اس کی خوشبو سے مرجائے گا اور اس کے وقت میں یأجوج مأجوج کا خروج ہوگا، وغیرہ وغیرہ، ان میں بعض صفات صحیح نہیں، اور جن احادیث میں ان کا ذِکر ہے، وہ موضوع ہیں،(۱) اور بفرضِ صحت کل یہ صفات سب کی سب بحسبِ تأویل و تفصیل ذیل آپ میں پائے جاتے ہیں، مثلاً: اس

(۱) ''موضوعیت احادیث'' بعض صفاتِ مسیح کا دعویٰ آپ کی تصنیفاتِ کتاب میں بہت جگہ پایا جاتا ہے۔ مرزا لکھتے ہیں: ''خیالِ مذکور (یعنی حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر موجود ہونا) جو کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے، صحیح طور پر ہماری کتابوں میں اس کا نام ونشان نہیں، بلکہ احادیثِ نبویہ کی غلط فہمی کا ایک غلط نتیجہ ہے۔ جس کے ساتھ کئی بے جا حاشیے لگادیئے ہیں اور بے اصل موضوعات سے ان کو رونق دی گئی ہے۔''

(توضیح مرام ص:۱۰، خزائن ج:۳ ص:۵۶)

اور ازالہ اوہام میں لکھا ہے: ''اور اس مقام میں زیادہ تر تعجب کی یہ جگہ ہے کہ اِمام مسلم صاحب تو یہ لکھتے ہیں کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا، مگر یہ دجال تو انہیں کی حدیث کی رو سے مشرف با سلام ہوگیا۔ پھر مسلم صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجالِ معہود بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا ہوتی ہے، مشرق مغرب میں پھیل جائے گا، مگر یہ دجال جب مکہ سے مدینہ کی طرف گیا تو ابوسعید سے کچھ زیادہ نہیں چل سکا، جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے، ایسا ہی کسی نے اس کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا نہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہوگا تو پھر اَوائل دِنوں میں ابنِ صیاد کی نسبت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں شک اور تردّد میں رہے اور کیوں یہ فرمایا[۱] کہ شاید یہی دجالِ معہود ہو اور یا شاید کوئی اور ہو۔ گمان کیا جاتا ہے کہ شاید اس وقت تک ک ف ر اس کی پیشانی پر نہیں ہوگا۔ میں سخت متعجب اور حیران ہوں کہ اگر سچ مچ دجالِ معہود آخری زمانے میں پیدا ہونا تھا، یعنی اس زمانے میں کہ جب مسیح بن مریم ہی آسمان سے اُتریں تو پھر قبل اَز وقت یہ شکوک اور شبہات پیدا ہی کیوں ہوئے؟ اور زیادہ تر عجیب یہ کہ ابنِ صیاد نے کوئی ایسا کام بھی نہیں دِکھایا کہ جو دجالِ معہود کی نشانیوں میں سے سمجھا جاتا ہے، یعنی یہ کہ بہشت اور دوزخ کا ساتھ ہونا اور خزانوں کا پیچھے پیچھے چلنا اور مُردوں کا زِندہ کرنا اور اپنے حکم سے مینہ برسانا اور کھیتوں کو اُگانا اور ستر باع کے گدھے پر سوار ہونا۔ اب بڑی مشکلات درپیش آتی ہیں کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی ان حدیثوں کو صحیح سمجھیں جو دجال کو آخری زمانے میں اُتار رہی ہیں تو یہ حدیثیں ان کی موضوع ٹھہرتی ہیں، اور اگر ان حدیثوں کو صحیح قرار دیں تو پھر ان کا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے، اگر یہ متعارض اور متناقض حدیثیں صحیحین میں نہ ہوتیں، صرف دُوسری صحیحوں میں ہوتیں تو شاید ہم ان دونوں کتابوں کی زیادہ تر پاس خاطر کرکے ان دُوسری حدیثوں کو موضوع قرار دیتے، مگر اب مشکل تو یہ آپڑی ہے کہ انہیں دونوں کتابوں میں یہ دونوں قسموں کی حدیثیں موجود ہیں۔ اب ہم جب ان دونوں قسم کی حدیثوں پر نظر ڈال کر گردابِ حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ کس کو صحیح سمجھیں اور کس کو غیرصحیح؟ تب عقلِ خداداد ہم کو یہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اِعتراض نہیں، انہیں کو صحیح سمجھنا چاہئے۔''

(اِزالہ اوہام ص:۲۲۴ تا ۲۲۷، خزائن ج:۳ ص:۲۱۲ تا ۲۱۴)

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا، یہ قادیانی کا محض اِفترا ہے۔

کے ابن مریم ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ابنِ مریم کی خاصیت پر(۱) اور اس کا مثیل ہوگا، اور اس کے نزول سے رُوحانی نزول مراد ہے اور دمشق کے شرقی منارہ سے قادیان کی مسجد کا منارہ(۲) مراد ہے جو دمشق کی جانب مشرق میں واقع ہوا ہے، اور زرد کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ اس کی حالتِ صحت(۳) اچھی نہ ہوگی (جو آپ میں موجود ہے کہ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں)۔

---

(۱) مرزا نے لکھا ہے: ''اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح بن مریم کی پا کر اس زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانے سے مسیح بن مریم کے زمانے تک تھی، یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا اور وہ اُترنا رُوحانی طور پر تھا، جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔'' (فتح اسلام ص:۱۱، خزائن ج:۳ ص:۸)

مرزا کا ایک حواری اپنے رسالے ''قولِ فصیح'' کے صفحہ:۲ میں کہتا ہے: ''وہ اسی زمین پر چلتا پھرتا ہے، مگر ظاہر محدود نگاہوں کے نزدیک حقیقت میں وہ معمورۂ عالم سے باہر آسمانوں پر مقیم ہے، وہ زمین کی آنکھ میں چارپائی پر بستر بچھائے سوتا ہے، مگر اس کی پاک رُوح پورے اٹھارہ سال[۱] دورہ آسمانوں کا کر آتی ہے۔''

(۲) مرزا نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے: ''ایک مرتبہ میں نے اس مسجد کی تاریخ جس کے ساتھ میرا مکان ملحق ہے، الہامی طور پر معلوم کرنا چاہی تو مجھے اِلہام ہوا: ''مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ'' یہ وہی مسجد ہے جس کی نسبت میں اپنے رسالے میں لکھ چکا ہوں کہ میرا مکان اس قصبے کی شرقی طرف آبادی کے آخری کنارے پر واقع ہے، اس مسجد کے قریب اور اس شرقی منارہ کے نیچے جیسا کہ ہمارے سیّد و مولیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کا مفہوم ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (ازالہ اوہام ص:۱۸۵، خزائن ج:۳ ص:۱۹۰)

اور ازالہ میں ہے:

از کلمۂ منارہ شرقی عجب مدار
چوں خود زمشرق است تجلی نیرّم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ[۲] کجاست تابنہ پابہ منبرم

(ازالہ اوہام ص:۱۵۸، خزائن ج:۳ ص:۱۸۰)

(۳) اِزالہ اوہام میں لکھا ہے: ''اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اُترے گا، اس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی، یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اس نے پہنے ہوئے ہوں گے، یہ اس بات کی طرف اِشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی۔''

(اِزالہ اوہام ص:۲۱۹، خزائن ج:۳ ص:۲۰۹)

---

۱ جیسا کہ عام اہلِ اسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت معراج کی رات اس دورہ کرنے کا اِعتقاد ہے۔

۲ اس کلمے سے جو حضرت عیسیٰ کی توہین مفہوم ہوتی ہے، وہ علماء اہلِ افتاء کی توجہ کے لائق ہے، کیونکہ منبر سے مراد مرتبہ ہے، نہ لکڑی یا پتھر کا میز، اس لئے کہ یہ میز آپ نہیں رکھتے اور نہ کبھی اس پر بیٹھنا ان کو آج تک نصیب ہوا ہے۔ لہٰذا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ کہاں؟ یعنی کیا رُتبہ رکھتا ہے؟ کہ وہ میرے منبر یعنی رُتبے کو پہنچ سکے۔۔۔!

اور دجال سے دُنیا پرست ایک چشم جو دِین کی آنکھیں نہیں رکھتے(۱) مراد ہیں، اور ان کے قتل سے ان کا حجت ودلیل سے مغلوب کرنا جو آپ کر رہے ہیں۔ یا دجال سے بااقبال قومیں (یعنی انگریز وغیرہ) مراد ہیں، اور اس کے گدھے سے ریل گاڑی مراد ہے، سوان لوگوں کو آپ دلائل سے مغلوب کر رہے ہیں۔

اور صلیب توڑنے سے اِعتقادِ صلیبی کو پاش پاش کرنا مراد ہے،(۲) جو آپ کر رہے ہیں، نہ ہاتھ یا ہتھوڑے سے صلیب کو توڑنا، اور خنازیر سے خنزیر صفت(۳) انسان مراد ہیں، اور ان کے قتل سے ان کا مغلوب کرنا، جو آپ کر رہے ہیں، نہ ظاہری خنزیروں کا جنگلوں میں شکار کرتے پھرنا جو کسی نبی کی شان نہیں ہے۔

اور مال کے بہت ہوجانے اور کسی کے اس مال کو قبول نہ کرنے سے(۴) یہ مراد ہے جو آپ سے ہو رہا ہے کہ آپ مخالفینِ اسلام کو مقابلۂ اِسلام پر اِشتہار کے ذریعے سے روپیہ دینے کا وعدہ کر رہے ہیں اور کوئی شخص وہ روپیہ نہیں لیتا اور نہ اس کا مقابلہ کرتا ہے، یہ ہی مقابلے سے عاجز(۵) آنا کفار کی موت ہے جو آنے والے مسیح کی خوشبو کے لئے لازمی صفت ٹھہرائی گئی ہے، اور وہ آپ

---

(۱) فتح الاسلام میں لکھا ہے: ''اور ہر ایک حق پوش دجال دُنیا پرست یک چشم جو دِین کی آنکھ نہیں رکھتا، حجتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔''
(فتح اسلام ص:۱۴، خزائن ج:۳ ص:۱۰)

اور مرزا لکھتے ہیں: ''مگر ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد بااقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہیں۔'' (اِزالہ اوہام ص:۱۴۶، خزائن ج:۳ ص:۱۷۴)

(۲،۳) فتح الاسلام میں لکھا ہے: ''اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اِعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے، سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' (فتح اسلام ص:۱۷، خزائن ج:۳ ص:۱۱)

اور ''توضیح مرام'' میں کہتا ہے کہ: ''صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں، بلکہ رُوحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اس کا بطلان ثابت کرکے دِکھا دینا مراد ہے۔۔۔۔۔۔ اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں خنزیروں کی عادتیں ہیں، وہ زورِ حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائیں گے اور دلائل بینہ کی تلوار انہیں قتل کرے گی، نہ یہ کہ ایک پاک نبی جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کرتا پھرے گا۔''
(توضیح مرام ص:۱۳، خزائن ج:۳ ص:۵۷)

(۴،۵) یہ دونوں مرادیں ایک خاص اور نئے حواری محمد احسن امروہی ملازم ریاست بھوپال نے آپ کی ''رُوح المقدس'' سے ''فیض'' پاکر اور قدر قادیانی سے مستفیض ہوکر بیان کی ہیں۔ چنانچہ اس کے رسالہ اعلام الناس حصہ اوّل صفحہ:۵ میں ہے: ''چھٹی صفت اس کی یہ ہے کہ لوگوں کو مال کی طرف بلائے گا اور کوئی قبول نہ کرے گا۔ پڑھو اس حدیث کو: لَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ، تم سمجھے اس کے کیا معنی ہیں؟ ایک معنی یہ بھی ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اس مسیح وقت نے اوّل تو دس ہزار روپیہ کا اِشتہار مندرجہ براہین احمدیہ تمام دُنیا کے اطراف میں مشتہر کیا ہے، اور ثانیاً پانچ سو روپے کا اِشتہار مندرج کحل الجواہر شائع کیا ہے، اور ثالثاً ہر ایک پادری کلاں کو دو سو روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔'' اور اس کتاب کے صفحہ:۵۹ میں کہا ہے: ''نواں نشان اس کا یہ ہے کہ کوئی مخالف اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتا، ہرچند کہ اِشتہار دیئے جاتے ہیں کہ اگر تم کو شک ہو مقابلے کے لئے آؤ، لیکن کوئی مخالف مقابلے پر نہیں آتا، اس کے مقابلے سے ہر مخالف پر موت ہی آجاتی ہے۔ صدق رسوله الكريم فلا يحل لكافر يجد من ريح نفسه الامات و نفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه رواه مسلم۔''

(مرزا) میں موجود ہے۔ اور یأجوج مأجوج سے انگریز[1] اور رُوس مراد ہیں، جو آپ کے وقت میں موجود ہیں۔ اور آنے والے مسیح کی بعض صفات ایسی بیان ہوئی ہیں کہ وہ حضرت مسیح بن مریم اِسرائیلی نبی میں پائی نہیں جاتیں، وہ صرف آپ ہی میں متحقق ہیں، جس سے یقین ہوتا ہے کہ وہ آنے والے مسیح آپ ہیں، نہ عیسیٰ بن مریم اِسرائیلی نبی، مثلاً:

۱:۔اس کا گندم رنگ ہونا اوراس کے بالوں کا سیدھا ہونا جو آپ ہی[2] میں پایا جاتا ہے، کیونکہ حضرت مسیح بن مریم تو سرخ رنگ کے تھے اوران کے گھونگروالے بال تھے۔

۲:۔آنے والے مسیح کو احادیث میں ایک مرد[3] مسلمان، مسلمانوں کا اِمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بتایا گیا ہے، جو آپ ہی میں پایا جاتا ہے۔

---

(۱) یہ مراد پہلے تو آپ نے مسیحِ موعود بننے سے پیشتر ایک حواری حکیم نورالدین جمونی بھیروی کے ذریعے سے اس کے رسائل ''فصل الخطاب'' و ''تصدیق براہین احمدیہ'' میں مشتہر کرائے اوراس سے گویا آپ نے مسیحِ موعود بننے کی پٹڑی جمائی تھی، پھر جب دیکھا کہ یہ مراد ان کے حواریوں میں تسلیم کی گئی ہے اوراس سے ان کو وحشت نہیں ہوئی تو خود اس مراد کا اِظہار کردیا اوراپنی کتاب اِزالہ میں لکھ رہا ہے: ''ان دونوں قوموں سے مراد انگریز ورُوس ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص:۵۰۸، خزائن ج:۳ ص:۳۷۳)

(۲، ۳) توضیح مرام میں مرزا نے لکھا ہے: ''ختم المرسلین نے مسیحِ اوّل اور مسیحِ ثانی میں مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مسیحِ ثانی ایک مردِ مسلمان ہوگا، اور شریعتِ قرآنی کے موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ اَحکامِ فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اوران کا اِمام ہوگا اور کوئی جداگانہ دِین نہ لائے گا، اور کسی جداگانہ نبوّت کا دعویٰ نہیں کرے گا، بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیحِ اوّل اور مسیحِ ثانی کے حلیہ میں بھی فرقِ بیّن ہوگا، چنانچہ مسیحِ اوّل کا حلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ گھونگریالے بال اور سینہ کشادہ ہے، دیکھو صحیح بخاری صفحہ:۴۸۹ لیکن اسی کتاب میں مسیحِ ثانی کا حلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ: ''وہ گندم گون ہے اوراس کے بال گھونگریالے نہیں ہیں اور کانوں تک لٹکتے ہیں، اب ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں ممیز علامتیں جو مسیحِ اوّل اور ثانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کافی طور پر یقین نہیں دلاتیں کہ مسیحِ اوّل اور ہے اور مسیحِ ثانی اور۔ ان دونوں کو ابنِ مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف اِستعارہ ہے، جو باعتبار مشابہت طبع اور رُوحانی خاصیت کے اِستعمال کیا گیا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رُو سے دونیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہوسکتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص:۱۶، ۱۷، خزائن ج:۳ ص:۵۸، ۵۹)

اوراپنی کتاب اِزالہ میں لکھا ہے:

موعودم وبحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است وبمو فرق بین است
زانساں کہ آمدست در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوکست والتباس
سید جدا کند زمسیحائے احمرم

(اِزالہ اوہام ص:۵۷، خزائن ج:۳ ص:۱۸۰)

(باقی اگلے صفحے پر)

۳:۔آنے والے مسیح کا نسب حدیث میں فارسی الاصل(۱) بیان ہوا ہے، جوصرف آپ میں پایا جاتا ہے، نہ مسیح بن مریم میں۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرزانے توضیح مرام میں لکھا ہے:''اس بارے میں نہایت صاف اورواضح حدیثِ نبوی وہ ہے جواِمام محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لکھی ہے اوروہ یہ ہے کہ:''کیف انتم إذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم''یعنی اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب اِبنِ مریم تم میں اُترے گا، وہ کون ہے، وہ تمہارا ہی ایک اِمام ہوگا جوتم ہی میں سے پیدا ہوگا، پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ اِبنِ مریم سے یہ مت خیال کروکہ سچ مچ مسیح اِبنِ مریم ہی اُتر آئے گا، بلکہ یہ نام اِستعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے تمہاری ہی قوم میں سے تمہارا ایک اِمام ہوگا، جواِبنِ مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔''

(اِزالہ اوہام ص:۱۱، خزائن ج:۳ص:۵۶)

اورمرزانے اِزالہ میں کہا ہے کہ:''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ اِبنِ مریم کی تصریح میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک تمہارا اِمام ہوگا جوتم میں سے ہی ہوگا اورتم سے ہی پیدا ہوگا، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کو رفع کرنے کے لئے جواِبنِ مریم کے لفظ سے دِلوں میں گزرسکتا تھا، مابعد کے لفظوں میں بطورِتشریح فرمایا کہ اس کوسچ مچ اِبنِ مریم ہی نہ سمجھ لو، بل ھو إمامکم منکم۔'' (اِزالہ اوہام ص:۴۴، خزائن ج:۳ص:۱۲۴)

اوراسی اِزالہ میں اس حدیث کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے:''تمہارا اس دِن کیا حال ہوگا جس دن اِبنِ مریم تم میں نازل ہوگا، اورتم جانتے ہوکہ اِبنِ مریم کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک اِمام ہوگا اورتم میں سے ہی(اے اُمتی لوگو)پیدا ہوگا۔'' (اِزالہ اوہام ص:۲۰۱، خزائن ج:۳ص:۱۹۸)

ان احادیث میں جوتصرف آپ نے کیا ہے، اوران کے معانی کے بیان میں جس اِفترا سے کام لیا ہے، اس کا بیان جواب کے ضمن میں آئے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ!

---

(۱) مرزانے لکھا ہے:''تب فارس کی اصل میں سے ایک اِیمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا، اگر اِیمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پالیتا۔'' (فتح اسلام ص:۱۴،حاشیہ خزائن ج:۳ص:۱۰)

آپ کا اپنے تئیں اپنی اس خیالی حدیث کا مصداق ٹھہرانا اورفارسی الاصل قرار دینا اوراس کے ساتھ مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کرنا، صاف بتاتا ہے کہ آنے والے مسیح کا آپ کے نزدیک فارسی الاصل ہونا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بیان ہوا ہے، ایسا ہی آپ کے بھوپالی حواری نے آپ کے کلام سے سمجھا۔ چنانچہ اپنے رسالے اعلام الناس جلد اوّل صفحہ:۵۴ میں کہا ہے:''نسب اس کا صحیح مسلم وغیرہ میں یہ لکھا ہے:''**لو کان العلم معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس**''ایک مردمسلمان ہوگا اورشریعت قرآنی کے موافق عمل کرے گا، اورمسلمانوں کی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ اَحکامِ فرقانی کا پابند ہوگا، اورمسلمانوں میں پیدا ہوگا اوران کا اِمام ہوگا، اورکوئی جداگانہ دِین نہ لائے گا، اورکسی جداگانہ نبوّت کا دعویٰ نہیں کرے گا، یہ سب صفات اس مسیح الزمان میں موجود ہیں۔''

مرزانے لکھا ہے:''جب ہم ان دُوسری حدیثوں کودیکھتے ہیں جودجالِ معہود کے ظاہر ہونے کا وقت اس دُنیا کا آخری زمانہ بتلاتی ہیں تووہ سراسر ایسے مضامین سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہیں کہ جونہ عندالعقل دُرست وصحیح ٹھہرسکتی ہیں، اورنہ عندالشرع اِسلامی توحید کے موافق ہیں۔ چنانچہ ہم نے قسمِ ثانی کے ظہورِ دجال کی نسبت ایک لمبی حدیث مسلم کی لکھ کر معہ اس کے ترجمے کے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔۔۔۔۔۔۔(باقی اگلے صفحے پر)

۱۱:۔۔۔دجالِ موعود کے حق میں جو اَحادیث میں آیا ہے کہ وہ مُردہ کو زِندہ کرے گا، اور اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوگا، وغیرہ وغیرہ، یہ مشرکانہ اِعتقاد ہے اور توحیدِ قرآنی کے مخالف۔

۱۲:۔۔۔حضرت مسیح کی نسبت مسلمانوں کا یہ اِعتقاد کہ وہ (۱) زِندہ آسمانوں پر اُٹھائے گئے ہیں، اور اَب تک وہاں زِندہ موجود

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔۔۔۔۔ ناظرین خود پڑھ کر سوچ سکتے ہیں کہ کہاں تک یہ اوصاف جو دَجالِ معہود کی نسبت لکھے ہیں، عقل اور شرع کے مخالف پڑے ہوئے ہیں، یہ بات بہت صاف اور روشن ہے کہ اگر ہم اس دمشقی حدیث کو اس کے ظاہری معنوں پر حمل کر کے اس کو صحیح اور فرمودۂ خدا اور رسول مان لیں تو ہمیں اس بات پر اِیمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوتِ خدائی دی جائے گی، اور زمین وآسمان اس کا کہا مانیں گے، اور خدا تعالیٰ کی طرح اس کے اِرادہ سے سب کچھ ہوتا جائے گا، بارش کو کہے گا ''ہو'' تو ہو جائے گی، بادلوں کو حکم دے گا کہ فلاں ملک کی طرف چلے جاؤ تو فی الفور چلے جائیں گے، زمین کے بخارات اس کے حکم سے آسمان کی طرف اُٹھیں گے اور زمین کو کیسی ہی کلر وشور ہو، فقط اس کے اِشارے سے عمدہ اور اوّل درجے کی زراعت پیدا کرے گی، غرض جیسا کہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ: ''اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن'' اسی طرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھ کر دِکھائے گا، مارنا، زِندہ کرنا اس کے اِختیار میں ہوگا، بہشت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گے۔ غرض زمین وآسمان دونوں اس کی مٹھی میں آجائیں گے اور ایک عرصہ تک جو چالیس برس یا چالیس دن ہیں، بخوبی خدائی کا کام چلائے گا اور اُلوہیت کے تمام اِختیار واِقتدار اس سے ظاہر ہوں گے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر لفظوں سے نکلتا ہے، اس موحدانہ تعلیم کے موافق ومطابق ہے جو قرآن شریف ہمیں دیتا ہے؟ کیا صدہا آیاتِ قرآن ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ناطق نہیں سناتیں کہ کسی زمانے میں بھی خدائی کے اِختیارات انسان ھالکۃ الذات باطلۃ الحقیقۃ کو حاصل نہیں ہوسکتے۔ کیا یہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید پر ایک سیاہ دھبہ نہیں لگاتا؟''

(اِزالہ اوہام ص:۲۲۸، ۲۲۹، خزائن ج:۳ ص:۲۱۴، ۲۱۵)

اور اِزالہ اوہام میں اس خیال کے شرک ہونے پر ایک نظیر نقل کر کے لکھتے ہیں: ''سوچنا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے، کچھ اِنتہا بھی ہے؟ افسوس! کہ ان لوگوں کے دِلوں پر کیسے پردے پڑ گئے کہ انہوں نے اِستعارات کو حقیقت پر حمل کر کے ایک طوفان شرک کا برپا کر دیا ہے اور باوجود قرائنِ قویہ کے ان اِستعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت میں قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لے کر کھڑا ہے۔''

(اِزالہ ص:۲۳۱، خزائن ج:۳ ص:۲۱۶)

---

(۱) اِشتہار ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح کی زندگی کے اِعتقاد کو شرک کا ستون قرار دِیا اور یہ لکھا ہے کہ ہمارے گزشتہ علماء نے اس طرف نہیں خیال کیا اور یہ اِعتقاد مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں نے برخلاف کتاب اللہ کے ٹھہرالیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ''لیکن افسوس! کہ ہمارے گزشتہ علماء نے عیسائیوں کے مقابل پر کبھی اس طرف توجہ نہ کی، حالانکہ اس ایک ہی بحث میں تمام بحثوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔ عیسائی مذہب کا ستون جس کی پناہ میں انگلستان اور جرمن اور فرانس اور امریکا اور رُوس وغیرہ کے عیسائی ''ربنا المسیح'' پکار رہے ہیں، صرف ایک یہی بات ہے، اور وہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں اور عیسائیوں نے برخلاف کتابِ الٰہی یہ خیال کرلیا ہے کہ مسیح آسمان پر مدّتِ دراز سے بقیدِ حیات چلا آتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اگر یہ ستون ٹوٹ جائے تو اس خیالِ باطل کے دُور ہوجانے سے صفحۂ دُنیا یکلخت مخلوق پرستی سے پاک ہوجائے اور تمام یورپ اور ایشیا اور امریکا ایک ہی مذہب توحید میں داخل ہوکر بھائیوں کی طرح زندگی بسر کریں، لیکن میں نے حال کے مسلمان مولویوں کو خوب آزمالیا ہے، وہ اس ستون کے ٹوٹ جانے سے سخت ناراض ہیں اور در پردہ مخلوق پرستی کے مؤید ہیں۔''

(مجموعہ اِشتہارات ج:۱ ص:۲۲۳)

ہیں، اور وہ اپنی دُنیاوی زندگی میں مُردوں کو زِندہ کرتے اور مادرزاد اندھوں کو، اور کوڑھی کو اچھا کرتے، اور مٹی سے جانور کی شکل بناتے تو وہ پرند بن جاتا، احمقانہ اور مشرکانہ اِعتقاد ہے،(۱) اور درحقیقت حضرت مسیح کی صرف رُوح آسمان پر اُٹھائی گئی ہے جیسا کہ اور انبیاء کی۔ اور ان کے مُردوں کو زِندہ کرنے اور اندھے کوڑھی کو اچھا کرنے سے گمراہوں کو ہدایت کرنا مراد ہے۔

---

(۱) اور اِزالہ میں مرزا نے لکھا ہے: ''اِنجیل کو پڑھ کر دیکھ لو کہ یہی اِعتراض ہمیشہ مسیح پر رہا کہ اس نے کوئی معجزہ تو دِکھایا ہی نہیں، یہ کیسا مسیح ہے؟ کیونکہ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہ ہوا کہ وہ بولتا اور اس جہان کا سب حال سناتا، اور اپنے وارثوں کو نصیحت کرتا کہ میں تو دوزخ سے آیا ہوں، تم جلد اِیمان لے آؤ! اگر مسیح صاف طور پر یہودیوں کے باپ دادے زندہ کرکے دِکھادیتا اور ان سے گواہی دِلواتا تو بھلا کس کو اِنکار کی مجال تھی؟ غرض پیغمبروں نے نشان تو دِکھائے، مگر پھر بھی بے اِیمانوں سے مخفی رہے۔ ایسا ہی یہ عاجز بھی خالی نہیں آیا، بلکہ مُردوں کے زِندہ ہونے کے لئے بہت سا آبِ حیات خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی دِیا ہے، بے شک جو شخص اس میں سے پیئے گا، زندہ ہوجائے گا، بلاشبہ میں اِقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مُردے زِندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔''

(ازالہ اوہام ص:۴۴۱،۴۴۲، خزائن ج:۳ ص:۳۳۴،۳۳۵)

اِزالہ میں ہے: ''بعض لوگ موحدین کے فرقے میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اِعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم انواع واقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زِندہ کردیا کرتے تھے، چنانچہ اس بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زِندہ کرکے دِکھلایئے۔۔۔۔ ان تمام اوہامِ باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جس میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالیٰ اپنے اِرادہ اور اِذن سے حضرت عیسیٰ کو صفاتِ خالقیت میں شریک کر رکھا تھا، صریح اِلحاد اور سخت بے اِیمانی ہے، کیونکہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفاتِ خاصہ اُلوہیت بھی دُوسروں کو دے سکتا ہے تو اس سے اس کی خدائی باطل ہوتی ہے۔''

(اِزالہ ص:۲۹۶، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۱)

مرزا نے لکھا ہے: ''اب جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقلی تھا، تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے اُمور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دِکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کرکے ان کو زِندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے، وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے، جیسا کہ قرآنِ کریم بھی اس بات کا شاہد ہے، سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اِطلاع دے دی ہو، جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو، کیونکہ حضرت مسیح ابنِ مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدّت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔''

(اِزالہ ص:۳۰۲،۳۰۳، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۴،۲۵۵)

مرزا نے لکھا ہے: ''ماسوا اس کے یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزم طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الترب میں، جس کو زمانۂ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی رُوح کی گرمی دُوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زِندہ کے موافق دِکھاتے ہیں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (باقی اگلے صفحے پر)

۱۳:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے جسم کے ساتھ آسمان[1] پر جانا قانونِ قدرت (یعنی نیچر) کے برخلاف ہے، اور خدا تعالیٰ کا ایسے خوارق دُنیا میں دِکھانا اپنی حکمت اور اِیمان بالغیب کو تلف کرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔۔۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر، جو بالکل بے جان ہو، ڈال سکتی ہے، تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زِندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔‘‘ (ازالہ ص:۳۰۵، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۵،۲۵۶)

اور مرزا نے لکھا ہے: ’’مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور عمل الترب سے اپنے رُوح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے، وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا، بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے، صرف عامل کی رُوح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے۔‘‘

(اِزالہ ص:۳۰۶، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۶)

اِزالہ میں مرزا نے لکھا ہے: ’’بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانے کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں، جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابنِ مریم سے کم نہ رہتا، لیکن مجھے وہ رُوحانی طریق پسند ہے، جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے، اور حضرت مسیح نے بھی اسی عمل جسمانی یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھی، باذن وحکمِ اِلٰہی اِختیار کیا تھا، ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولے میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دِلی وِدماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے، وہ اپنی ان رُوحانی تأثیروں میں جو رُوح پر اَثر ڈال کر رُوحانی بیماریوں کو دُور کرتے ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہوجاتا ہے، اور اَمر تنویرِ باطن اور تزکیۂ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دِینی اِستقامتوں کے کامل طور پر دِلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجے کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔۔۔۔حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زِندہ ہوتے تھے، یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زِندہ ہوجاتے تھے، وہ بلاتوقف چند منٹ میں مرجاتے تھے، کیونکہ بذریعہ عمل الترب رُوح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہوجاتی تھی۔‘‘ (ازالہ ص:۳۰۹ تا ۳۱۱، خزائن ج:۳ ص:۲۵۷ تا ۲۵۹)

اور اِزالہ میں ہے: ’’غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ اِعتقاد ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بناکر اور ان میں پھونک مارکر انہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا، نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا، جو رُوح کی قوّت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔۔۔۔بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی رہتی تھی۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۳۲۲، خزائن ج:۳ ص:۲۶۳)

---

(۱) توضیح میں لکھتے ہیں: ’’کفارِ مکہ نے ہمارے سیّد ومولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے رُوبرو چڑھیں، اور وہ رُوبرو ہی اُتریں، اور انہیں جواب ملا تھا: ’’قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّیْ‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دارُ الابتلا میں دِکھائے اور اِیمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔ اب میں کہتا ہوں کہ جو اَمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، جو اَفضل الانبیاء تھے، جائز نہیں، اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا، وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟‘‘ (توضیح مرام ص:۹،۱۰، خزائن ج:۳ ص:۵۵)

اور لکھتے ہیں: ’’قانونِ قدرت بھی اسی کو چاہتا ہے اور اسی کو مانتا ہے۔‘‘ (توضیح مرام ص:۶، خزائن ص:۵۴)

(باقی اگلے صفحے پر)

۱۴:۔۔۔لیلۃ القدر[۱] سے جس کا ذِکر قرآن میں ہے، رات مراد نہیں، بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کے ہم رنگ ہے، اور نبی یا اس کے قائم مقام مجدّد کے گزر جانے سے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

۱۵:۔۔۔آیات ذِکرِ سجدہ آدم میں باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا[۲] مراد نہیں، بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا۔

۱۶:۔۔۔صحیحین (بخاری ومسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہیں، بلکہ بعض ان میں غیرصحیح وموضوع بھی ہیں۔

۱۷:۔۔۔آپ اپنے کشف والہام کے ذریعے سے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹھہرا سکتے ہیں۔[۳]

۱۸:۔۔۔حدیثِ صحیح کی (بخاری ومسلم کی کیوں نہ ہو) یہ شان ووقعت نہیں کہ وہ قرآنِ کریم کی مفسر ومبین ہوسکے،[۴] اور قصص

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔۔۔۔۔۔۔ اور ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں: ''ماسوائے اس کے اور کئی طریق سے ان پُرانے خیالات پر سخت سخت اِعتراض عقل کے وارِد ہوتے ہیں، جن سے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔۔۔۔۔ازاں جملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کررہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک پہنچ سکے، بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کرچکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقے کی ہوا ایسی مضرِ صحت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں زِندہ رہنا ممکن نہیں، پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔۔۔۔۔۔اس جگہ اگر کوئی اِعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا کشف تھا۔''

(اِزالہ اوہام ص:۴۷، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۱۲۵،۱۲۶)

اور اسی کتاب میں ہے: ''پھر مسیح کے بارے میں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جب کہ تیس چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اُوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے، تو حضرت مسیح اس جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے؟''

(اِزالہ ص:۱۴۶،۱۴۷، خزائن ج:۳ ص:۱۷۴،۱۷۵)

---

(۱) مرزا فتح الاسلام میں لکھتے ہیں: ''تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانے کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے، اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دُور کرے، اس زمانے کا نام بطور اِستعارہ کے لیلۃ القدر کہا گیا ہے، مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے، یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔'' (فتح الاسلام ص:۵۴، خزائن ج:۳ ص:۳۲)

(۲) توضیح مرام میں لکھا ہے: ''جاننا چاہئے کہ یہ سجدے کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے، بلکہ یہ علیحدہ ملائکہ کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبے تک پہنچے اور اِعتدالِ انسانی اس کو حاصل ہوجائے اور خدائے تعالیٰ کی رُوح اس میں سکونت اِختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدے میں گرا کرو، یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پر اُترو، اور اس پر صلوٰۃ بھیجو، سو یہ قدیم قانون کی طرف اِشارہ ہے جو خدائے تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔'' (توضیح مرام ص:۴۹، خزائن ج:۳ ص:۷۶)

(۳) مباحثہ لودھیانہ کی تحریر نمبری ۲ میں آپ فرماتے ہیں: ''اب جبکہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹھہر سکتی ہے تو پھر کیونکر ہم ایسی حدیثوں کو ہم پایہ قرآن کریم جان لیں گے، ہاں ظنی طور پر بخاری ومسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہیں اور غالباً اکثر ان میں صحیح ہوں گی، لیکن کیونکر ہم حلف اُٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں۔'' (الحق مباحثہ لودھیانہ ص:۱۳، خزائن ج:۴ ص:۱۵)

(۴) مباحثہ لودھیانہ کی تحریر نمبری ۷ میں آپ فرماتے ہیں: ''وہ (یعنی قرآن) اپنے مقاصد کی آپ تفسیر فرماتا ہے، اور اس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہیں، یہ نہیں کہ وہ اپنی تفسیر میں حدیثوں کا محتاج ہے۔'' (ایضاً اشاعۃ السنہ ص نمبر:۵ جلد:۱۴، ع۔ح)

واخبار وواقعاتِ ماضیہ کے بیان میں بیان قرآن پر زیادتی کر سکے۔ (۱)

۱۹:۔۔۔ نصوصِ قرآن وحدیث کو ان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اوراس سے اِستعارات مراد ٹھہرانا جائز ہے، (۲) بلکہ مغزِ شریعت ہے، جو مجدّدِ وقت کا کام ہے اوروہ ظاہری علوم سے نہیں ہوسکتا۔

۲۰:۔۔۔ جوشخص آپ کو (قادیانی صاحب کو) بایں کمالات مسیحائیت ومجددیت نہ مانے گا، وہ ہلاک ہوگا اورآگ میں ڈالا جائے گا اورجس نے آپ کو مانا وہ ناجی ہوا۔ (۳)

یہ قادیانی اورآپ کے حواریوں اورہم مشربوں کے عقائد ومقالات کی چند تمثیلات ہیں، بطور مشتے نمونہ خروارونَد کے از

(۱) یہ بات آپ کی آخری تحریر مباحثہ لودھیانہ میں جابجا پائی جاتی ہے، جس کی تفصیل نقل مباحثہ میں ہے۔

(۲) یہ عقیدہ آپ کے مذہب جدید کا اصل اُصول ہے، آپ اسی اُصول سے ہرایک آیت، ہرایک حدیث میں تاؤیل وتحریف کرتے ہیں۔ فتح اسلام میں آپ لکھتے ہیں کہ: ’’خداتعالیٰ ہمیشہ اِستعاروں سے کام لیتا ہے اورطبع اورخاصیت اور اِستعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دُوسرے پر وارد کر دیتا ہے۔‘‘

(فتح اسلام ص:۱۵، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۱۲)

اورتوضیح مرام میں حدیث قتلِ خنازیر اورقطعِ صلیب اورزَرجزیہ کی تاؤیل اورتحریف کرکے آپ لکھتے ہیں: ’’یہ سب اِستعارے ہیں، جن کو خداتعالیٰ کی طرف سے فہم دیا گیا، وہ نہ صرف آسانی سے، بلکہ ایک قسم کی ذوق سے ان کو سمجھ جائیں گے، ایسے عمدہ اوربلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اُتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے، بلاغت کا تمام مدار اِستعاراتِ لطیفہ پر ہوتا ہے، اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ کے کلام نے بھی جو اَبلغ الکلام ہے، جس قدر اِستعاروں کو اِستعمال کیا ہے اورکسی کے کلام میں یہ طرزِ لطیف نہیں ہے۔‘‘

(توضیح مرام ص:۱۴، خزائن ج:۳ ص:۵۷، ۵۸)

اورفتح الاسلام میں آپ لکھتے ہیں: ’’صرف رسمی اورظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا، یا فقط کتبِ دینیہ اوراَحادیثِ نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کرکے رواج دینا۔۔۔ یہ ایسے اُمور نہیں ہیں جن کو کامل اورواقعی طور پر تجدیدِ دین کہا جائے۔۔۔ ایسی ظاہری اوربے مغز خدمتیں ہرایک باعلم آدمی کرسکتا ہے اورہمیشہ جاری ہیں، ان کو مجدّدیت سے کچھ علاقہ نہیں۔‘‘ (فتح اسلام ص:۸، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۶، ۷)

اوراسی کتاب میں لکھا ہے: ’’پس کمالِ افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اوررسمی علوم کی اِشاعت کے لئے جوش رکھتے اوراس کے عشرعشیر بھی آسمانی سلسلے کی طرف تمہارا خیال نہیں۔‘‘ (فتح اسلام ص:۱۷، خزائن ج:۳ ص:۴۲)

(۳) فتح اسلام میں لکھتے ہیں: ’’اس نے (یعنی خدا نے) اس سلسلے کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ: زمین میں طوفانِ ضلالت برپا ہے، تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر، جوشخص اس کشتی میں سوار ہوگا، وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا، اورجو انکار میں رہے گا، اس کے لئے موت درپیش ہے۔‘‘ (فتح اسلام ص:۴۲، خزائن ج:۳ ص:۲۴، ۲۵)

اوراسی کتاب میں فرماتے ہیں: ’’اس زمانے میں حصن حصین میں ہوں، جو مجھ میں داخل ہوتا ہے، وہ چوروں اورقزاقوں اوردرندوں سے اپنی جان بچائے گا، مگر جوشخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے، ہرطرف سے اس کو موت درپیش ہے، اوراس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام ص:۵۶، خزائن ج:۳ ص:۳۴)

اسی کتاب میں لکھتے ہیں: ’’بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولّی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔‘‘ (فتح اسلام ص:۶۷، خزائن ج:۳ ص:۴۰)

بسیار؟ کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام میں گنجائش نہیں۔

اب ان کے طریقِ عملی کو جس میں وہ عقائد ومقالاتِ مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہیں، اوراس سے وہ بزعمِ خود اُصول ومسائلِ اسلام کی بیخ کنی کررہے ہیں، بیان کیا جاتا ہے۔

عقائد ومقالاتِ مذکورہ کی تائید وترویج کی غرض سے وہ احادیثِ صحیحہ کو بلاتردّد ردّ کرتے وغیر صحیح وموضوع قرار دیتے ہیں، اور کئی احادیث وآثار واقوال اَزخود وضع کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور علمائے اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور آیات واحادیثِ نبویہ کی (جس کو مجبوراً صحیح مانتے ہیں) ایسی تأویل اور تحریف کرتے ہیں کہ اس میں نیچریوں اور باطنیوں کو بھی انہوں نے مات کیا ہے۔

ان کے اس عمل کی تمثیلات وشواہدان کی عباراتِ منقولہ سابق میں موجود ہیں، اور علاوہ براں چند تمثیلات وشواہد ذیل میں ذِکر کئے جاتے ہیں:

۱:۔۔۔آپ نے احادیث متضمنہ ذِکرِ دجالِ موعود کو غیر صحیح وموضوع بنانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ’’ہمیں اس کے (یعنی اِبنِ صیاد کے) حال میں ابھی تک اِشتباہ ہے۔‘‘ یہ فقرہ بقلم جلی آپ کے رسالے اِزالہ کے صفحہ:۲۲۵، خزائن ج:۳ ص:۲۱۲، ۲۱۳ میں بعینہٖ موجود ہے۔ اور مباحثہ لودھیانہ کی تحریر نمبر ۴ (مباحثہ لودھیانہ ص:۲۶، خزائن ج:۴ ص:۲۸) میں آپ نے لکھا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنی اُمت پر اِبنِ صیاد کے دجالِ معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہوں (یہ بھی آپ ہی کے الفاظ ہیں)۔ حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، اور جب آپ سے مباحثہ لودھیانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کے مروی ہونے کا ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول۔۔۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اِبنِ صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے رہے، جو شرح السنہ میں مروی ہے، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے۔۔۔ پیش کیا، اور آخر مباحثہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

۲:۔۔۔اس حدیث کو موضوع ٹھہرانے کی غرض سے آپ نے ایک حدیث کو وضع کیا اور اس میں صحابہ پر اِفترا کیا، اور طرفہ یہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم میں موجود بتایا، چنانچہ مباحثہ لودھیانہ کی تحریر نمبر ۴ (مباحثہ الحق لدھیانہ ص:۲۶، خزائن ج:۴ ص:۲۸) میں آپ نے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم میں ہے، جس میں لکھا ہے کہ صحابہ کا اس پر اِتفاق ہوگیا ہے کہ دجالِ معہود اِبنِ صیاد ہی ہے۔

حالانکہ صحیح مسلم میں اس حدیث کا نام ونشان نہیں، جس میں اِجماعِ صحابہ کا ذِکر ہو، یا اِشارہ ہو، مباحثہ لودھیانہ میں آپ سے اس حدیث اور اِجماع کی سند پوچھی گئی تو آپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اس قول کی۔۔۔ کہ اِبنِ صیاد نے ان کے پاس شکایت کی کہ لوگ اس کو دَجالِ معہود سمجھتے ہیں۔۔۔ نشاندہی کی، جس میں نہ اس اِجماع کا صریح ذِکر پایا جاتا ہے، نہ اس کی طرف

وہاں کوئی اِشارہ ہے، صرف غیر معین لوگوں کا ابنِ صیاد کو دَجال کہنا مفہوم ہوتا ہے، جس کے مقابلے میں بہت سے صحابہؓ کا۔۔۔ جن میں خود ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ داخل ہیں۔۔۔ اِبنِ صیاد کو دَجالِ موعود نہ سمجھنا، بلکہ اور شخص کو دَجالِ موعود سمجھنا اسی کتاب صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

۳:۔۔۔ صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جس میں حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے، آپ نے ایک اِفتراء بعض علمائے اُمت پر کیا، اور اِزالہ کے صفحہ:۲۱۸، خزائن ج:۳ ص:۲۰۹ میں لکھا ہے کہ: ''بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس میں اُترے گا اور نہ دمشق میں، بلکہ وہ مسلمانوں کے لشکر گاہ میں اُترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔'' حالانکہ علمائے اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہیں ہوا جس نے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس میں اُترے گا اور نہ دمشق میں، بلکہ علمائے اسلام نے ان سبھی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح بیت المقدس میں اُتریں گے۔

اِبنِ ماجہ کے حاشیہ میں لکھا ہے:

''قال الحافظ ابن کثیر: وقد ورد فی بعض الأحادیث ان عیسٰی علیه السلام ینزل ببیت المقدس، وفی روایة بالأُردن، وفی روایة: بمعسکر المسلمین، فالله اعلم! قلت: حدیث النزول ببیت المقدس عند المصنف وهو عندی ارجح ولا ینافی سائر الروایات لأن بیت المقدس هو شرقی دمشق، وهو معسکر المسلمین إذ ذاک، والأُردن إسم الکورة، کذا فی الصحاح، وبیت المقدس داخله، فاتفقت الروایات فإن لم یکن فی بیت المقدس الآن منارة بیضاء فلابد ان تحدث قبل نزوله۔''

(حاشیة ابن ماجة ص:۲۹۷، باب فتنة الدجال وخروج عیسٰی بن مریم)

بیت المقدس دمشق سے مشرق میں ہے، وہیں مسلمانوں کا لشکر ہوگا، اور وہ اُردن ہی کے علاقے میں ہوگا، اسی جگہ خدا تعالیٰ منارہ سفید بنادے گا۔'' (ملخص)

لودھیانہ کے مباحثے میں آپ سے اس قول ''بعض علماء'' کا ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے ایسا جواب دیا جس سے آپ کے افترا کا اور یقین ہوا۔

۴:۔۔۔ اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزولِ حضرت مسیح علیہ السلام میں تحریف وتأویل کرنے کی غرض سے ایک اِفترا مرزا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کیا اور کہا ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی نسبت جس میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اس میں (اس کو ابن قطن کے مشابہ کہا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ یہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے۔'' (اِزالہ ص:۲۰۶، خزائن ج:۳ ص:۲۰۲) اور کہا ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے ہیں کہ میرا یہ ایک کشف یا خواب ہے۔'' (اِزالہ ص:۲۰۷، خزائن ج:۳ ص:۲۰۲)۔

اور کہا ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس بات کا اِقرار فرماتے ہیں کہ: یہ سب بیانات میرے مکاشفات میں سے

ہیں۔'' (ازالہ ص:۲۳۲، خزائن ج:۳ص:۲۱۶،۲۱۷) حالانکہ کسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اقوال مروی نہیں، حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دجال کو طواف کرتے دیکھنا اور ابنِ قطن سے تشبیہ دینا مروی ہے، اس کو تسلیم کرلیا جائے کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص۔۔۔ جس کو دِین سے تعلق ہو اور کذب سے احتراز۔۔۔ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور صاف وصریح اِقرار نہیں ٹھہراسکتا۔

اس اِفترا سے آپ کی غرض۔۔۔ جس کو مرزا نے اِزالہ کے صفحہ:۲۳۲ میں ظاہر کیا ہے۔۔۔ یہ ہے کہ اسی پر حدیثِ دمشق وغیرہ کو قیاس کریں اور ان کو بھی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دے کر تعبیر اور تاویل کا محتاج بنادیں اور ان کے ظاہری معنی سے ان کو پھیر سکیں، جو کمالِ جرأت ومحض اِفترا ہے۔

۵:۔۔۔ان احادیث نزولِ حضرت مسیح علیہ السلام میں تحریف اور تاویل کی غرض سے آپ نے اس حدیث کے ترجمے میں ۔۔۔جس میں یہ بیان ہے کہ عنقریب ابنِ مریم حاکمِ عادل ہوکر نزول کریں گے۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال وجواب کا اِفترا کیا، اور اِزالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے: ''تمہارا اس دِن کیا حال ہوگا جس دِن ابنِ مریم تم میں نازل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ابنِ مریم کون ہے؟ وہ تمہارا ہی اِمام ہوگا اور تم ہی میں سے (اے اُمتی لوگو) پیدا ہوگا۔'' (ازالہ ص:۲۰۱، خزائن ج:۳ص:۱۹۸)۔ اور اِزالہ کے صفحہ:۲۹۱، خزائن ج:۳ص:۲۴۹ میں لفظ ''بل ھو'' اپنے مجوّزہ جواب میں اَزخود ملاکر وضع لفظ حدیث کا بھی اِرتکاب کیا، اور لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو سچ مچ ابنِ مریم ہی نہ سمجھ لو، ''بل ھو إمامکم منکم'' حالانکہ اس حدیث کے کسی طریق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال وجواب منقول نہیں ہے، اور نہ لفظ ''بل ھو'' اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اس سوال وجواب کے اِفترا سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو اس وقت مسلمانوں کا اِمام موجود ہوگا،۔۔۔ جس سے عام اہلِ اسلام کے اِعتقاد میں حضرت اِمام مہدی مراد ہیں۔۔۔ اور وہ آپ کے خیال اور دعوؤں کی جڑ کاٹ رہا ہے، کیونکہ اس وقت اِمام مہدی موجود نہیں تو آپ مسیحِ موعود کیونکر بن سکتے ہیں؟ اس کا جواب ادا ہو، یہ سوچ کر آپ نے چاہا کہ چلو اِمام مہدی بھی ہم خود ہی بن جائیں اور حدیث کے یہ معنی گھڑلیں کہ جو مسیح آئے گا وہی اِمام مہدی ہوگا۔ اور یہ سوال وجواب بنایا اور جواب میں لفظ ''بل ھو'' بڑھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِفترا کیا، مگر یہ نہ سوچا کہ دُوسری حدیث صحیح مسلم میں صاف آیا ہے:

''عن جابر بن عبداللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا تزال طائفة من اُمتی یقاتلون علی الحق ظاھرین إلٰی یوم القیامة، قال: فینزل عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فیقول امیرھم: تعال صلّ لنا! فیقول: لا! ان بعضکم علٰی بعض اُمراء، تکرمة اللہ ھٰذہ الاُمّة۔'' (صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷، کتاب الإیمان، باب نزول عیسی حاکمًا بشریعة نبینا)

''عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اُتر آئیں گے تو ان کا (یعنی مسلمانوں کا) امیر (یعنی اِمام) ان کو کہے گا کہ آپ آئیں نماز پڑھائیں، تو وہ (اس اِمام کو) یہ جواب دیں گے: نہیں! امیر (یعنی اِمام) تم

ہی میں سے ہونا چاہئے۔ یہ کہنا اس اُمتِ محمدیہ کے اِعزاز واِکرام کے لئے ہوگا، جو خدا کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔''

اس قسم کی تاؔویلات وتحریفات اور رَدِّ نصوص ووضعِ احادیث واقوال آپ کے طریقِ عملی میں اور بھی بکثرت پائی جاتی ہیں اور آپ کی تصنیفات کے صدہا صفحات میں موجود ہیں، ان چند اَمثلہ وعقائد ومقالات وطریقِ عملی میرزا قادیانی کو پیش کر کے علمائے اسلام سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقائد ومقالات وطریقِ عملی میں اسلام، خصوصاً مذہب اہلِ سنت کا پابند وپیرو ہے، یا اس سے خارج؟

بشقِ اوّل علمائے ربانی نصوصِ کتاب وسنت واقوال سلف اُمت اہل قرونِ ثلاثہ کی تائید میں نقل کریں، قرونِ ثلاثہ کے مابعد کے علماء یا صوفیوں کے اقوال بلا دلیل کتابُ اللہ وسنت معرضِ نقل میں نہ لائیں۔

وبشقِ ثانی وہ علمائے ربانی یہ فرمائیں کہ ان عقائد واقوال اور طریقِ عملی خصوصاً اس کے دعوائے نبوّت واِشاعتِ اکاذیب ووضعِ اَحادیثِ کاذبہ ورَدِّ اَحادیثِ صحیحہ وتحریفِ معانیٔ نصوص کی نظر سے اس کو من جملہ ان تیس دجالوں کے جن کے خارج ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ایک دجال، اور اس کے ان عقائد وخیالات وطریقِ عملی میں اس کے پیروان وہم مشربوں کو ذُرّیاتِ دجال کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسے عقائد ومقالات وطریقِ عملی کے ساتھ کوئی شخص شرعاً وعقلاً ولی اور ملہم ومحدث ومجدّد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا!

الجواب:۔۔۔ان عقائد ومقالات اور اس طریقِ عملی میں مرزا قادیانی پابندیٔ اسلام، خصوصاً مذہبِ اہلِ سنت سے خارج ہے، کیونکہ یہ عقائد ومقالات وطریقِ عملی اسلامی وسنی نہیں، بلکہ ازاں جملہ بعض عقائد ومقالات یونانی فلاسفہ کے ہیں، بعض ہندوؤں پیروانِ وید کے، بعض نیچریوں کے، بعض نصاریٰ کے، بعض اہلِ بدعت وضلالت کے اور اس کا طریقِ عملی ملحدین باطنیہ[1] وغیرہ اہلِ ضلال کا طریق ہے۔ اور اس کے دعوائے نبوّت اور اِشاعتِ اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً اس کو ان تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارِد ہے، ایک دجال کہہ سکتے ہیں اور اس کے پیروان وہم مشربوں کو ذُرّیاتِ دجال، یہ لوگ دجال نہ ہوں تو

(۱) باطنیہ ایک ملحد فرقے کا نام ہے، جس کی تاؔویلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہیں، جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد اور اس کے اَتباع کی تاؔویلات اسی قسم کی تاؔویلات ہیں، اور سب کا طریق ایک ہے۔ ملاحدہ سبعیہ کا یہ مذہب ہے کہ وضو سے اِمام وقت کی دوستی مراد ہے، اور زکوٰۃ سے تزکیۂ نفس اور کعبہ، ذاتِ نبی، اور صفا مروہ سے جناب اِمامین حسن وحسین علیہما السلام، اور اِحتلام سے افشائے اَسرارِ اِمامِ وقت، اور غسل سے اِمامِ وقت کے جناب میں دوبارہ عہد وبیعت کرنا، اور جنت سے جس کو آسائش وآرام دینا، اور دوزخ سے تکلیفات اُٹھانا، وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ملاحدۂ باطنیہ کی یہ رائے ہے کہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، خلفائے ثلاثہ کے من گھڑت اَحکام ہیں، اور روزۂ رمضان خاص بدعتِ عمری ہے۔ ملاحدۂ منصوریہ کہتے ہیں کہ جنت سے اِمامِ وقت اور دوزخ سے اس کے دُشمن مراد ہیں، جیسے ابوبکر وعمر وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے تحفۂ اِثناعشریہ میں فرماتے ہیں کہ: ''مطیع باللہ عباسی کے عہد میں ان فرقوں کو بایں عقل وشعور نہایت غلبہ اور کمالِ تسلط حاصل تھا، جس کے بعد انہوں نے ایک عالم کو گمراہ کیا، دانش مندوں کو ایک قسم کی عبرت حاصل ہونے کا مقام ہے۔''

پھر اَحادیثِ نبویہ کا۔۔۔جن میں تیس دجالوں کذابوں کی خبر دِی گئی ہے۔۔۔کوئی مصداق نہیں ہوسکتا، اوراس اِعتقاد وعمل کے ساتھ کوئی شخص شرعاً وعقلاً ولی وملہم ومحدث نہیں ہوسکتا، اس عمل واِعتقاد کا شخص خدا کا ملہم ومخاطب ہوتو انبیاء وملہمین سابقین کا اِلہام بے اِعتبار ہوجاتا ہے، اس اِجمال کی تفصیل بطورِ تمثیل ذیل میں معروض ہے:

قادیانی کا کواکب وسیارات وافلاک کے لئے نفوس واَرواح تجویز کرنا، یونانیوں کے فلاسفہ اشراقیین وہندوانِ پیروانِ وید کا مذہب ہے،۔۔۔چنانچہ قادیانی اس اَمر کا توضیح المرام صفحہ:۳۳، خزائن ج:۳ ص:۶۸ میں خود معترف ہوا ہے۔۔۔اسلام نے یہ اِعتقاد مسلمانوں کو نہیں سکھایا، اور قرآن وحدیث میں جو اِسلام کے اصلِ اُصول ہیں، اس کا کہیں ذِکر پایا نہیں گیا، اور جو بعض متأخرین صوفیہ نے بہ تقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدے ومکاشفے سے ان اَرواح کو تسلیم کیا ہے، وہ مذہب اسلام نہیں ہوسکتا، کیونکہ کتاب وسنت میں اس اِعتقاد کا ثبوت پایا نہیں جاتا، اوران صوفیوں نے خود بھی اس اِعتقاد کو اِعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہیں دیا، صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے، لہٰذا ان صوفیوں کا مکاشفے سے وجودان ارواحوں کو تسلیم کرنا اس اِعتقاد کو داخلِ اسلام نہیں بنا سکتا، اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب واعتقاد کو جزوِ اِسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث: ’’من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منہ فھو رَدٌّ‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۷) (یعنی جو شخص ہمارے دِین میں وہ عمل یا اِعتقاد اَز خود پیدا کرے جو بحکم قرآن وحدیث اس میں سے نہ ہوتو وہ لائقِ رَدّ ہے، قابلِ قبول نہیں ہے)۔قادیانی کے اس خیال کا اِبطال ان نصوص واقوال سے بھی ہوگا جو اس کے اقوال آئندہ کے اِبطال کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

اور قادیانی کا نفوسِ فلکیہ ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا بھی ان فلاسفہ کا اِحداث ہے، جو فلسفہ کے ساتھ اسلام کے قائل ہیں، انہوں نے فلسفے کو اسلام سے ملایا ہے اور تن زیب میں گاڑھے کا پیوند لگانا چاہا ہے، کتابُ اللہ وسنت میں کہیں اس مذہب کا ثبوت پایا نہیں جاتا۔

اِمام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں ملائکہ کے متعلق لوگوں کے مذاہب بیان کئے ہیں تو ان میں فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ اَرواح کواکب ہیں، چنانچہ فرمایا ہے:

’’ثانیھما: اقول: الفلاسفۃ وھی انھا جواھر قائمۃ بأنفسھا ولیست بمتحیزۃ البتۃ وإنھا بالماھیۃ مخالفۃ لأنواع النفوس الناطقۃ البشریۃ وانھا اکمل قوۃ منھا واکثر علما منھا وانھا للنفوس البشریۃ جاریۃ مجری الشمس بالنسبۃ إلی الأضواء ثم ان ھٰذہ الجواھر علٰی قسمین، منھا: ماھی بالنسبۃ إلٰی اجرام الأفلاک والکواکب کنفوسنا الناطقۃ بالنسبۃ إلٰی ابداننا، ومنھا: ما ھی لأعلٰی شیء من تدبیر الأفلاک بل ھی مستغرقۃ فی معرفۃ اللّٰہ ومحبتہ مشتغلۃ بطاعتہ، وھٰذا القسم من الملائکۃ ھم المقربون ونسبتھم إلی الملائکۃ الذین یدبرون السماوات کنسبۃ اولٰئک المدبرین إلٰی نفوسنا الناطقۃ، فھٰذان القسمان قد اتفقت الفلاسفۃ علٰی إثباتھما ومنھم من اثبت نوعًا آخر من الملائکۃ وھی الملائکۃ الأرضیۃ المدبرۃ لأحوال ھٰذا العالم

السفلی، ثم ان المدبرات لھٰذا العالم إن کانت خیرۃ فھم الملائکۃ وإن کانت شریرۃ فھم الشیاطین۔“ (تفسیر کبیر ج:۲ ص:۱۶۱، ۱۶۰، زیر آیت: وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ)

”دُوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملائکہ جواہر یعنی بذاتِ خود قائم ہیں، مگر وہ کسی چیز (مکان) میں جاگزیں نہیں ہوتے اور ان کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے، وہ ان سے قوی تر اور علم میں بڑھ کر ہیں، ان کو اِنسانی نفوس سے وہ نسبت ہے جو روشنی کو سورج سے نسبت ہے، پھر یہ جواہر دو قسم کے ہیں، بعضے ایسے ہیں جن کو افلاک وکواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوسِ ناطقہ کو ہمارے بدنوں سے ہے، اور بعض ایسے ہیں جن کو اَجسامِ فلکیہ کی تدبیر سے کوئی تعلق نہیں ہے (یعنی وہ اس کے مدبر نہیں) بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت میں مستغرق اور اس کے حکم کی بجا آوری میں مشغول ہیں، اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہیں، ان کے ملائکہ مدبرین افلاک کو ہمارے نفوسِ ناطقہ سے نسبت ہے، ان دونوں قسموں کے ماننے پر فلاسفہ کا اِتفاق ہے، بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہیں، وہ زمین کے ملائکہ ہیں، جن کو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے، پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہیں تو وہ ملائکہ کہلاتے ہیں، اور اگر بُرے ہیں تو شیاطین ہیں۔“

اور قادیانی کا جملہ حوادث وکائناتِ عالم کو ستاروں کی تأثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤں اور مجوسیوں اور ثنویہ اور بت پرستوں کا مذہب ہے۔ ہندوان قائلین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح المرام صفحہ:۳۳، خزائن ج:۳ ص:۶۷ میں بیان کیا ہے۔ بت پرست اور مجوس وثنویہ کا قائل ہونا اِمام رازیؒ کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے، اِمام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

”وثانیًا قول طوائف من عبدۃ الأوثان وھو ان الملائکۃ ھی الحقیقۃ فی ھٰذہ الکواکب الموصوفۃ بالإسعاد والإنحاس فإنھا بزعمھم احیاء ناطقۃ، وان المسعدات منھا ملائکۃ الرحمۃ، والمنحسات ملائکۃ العذاب۔ وثالثھا قول معظم المجوس والثنویۃ وھو ان ھٰذا العالم مرکب من اصلین ازلیین وھما النور والظلمۃ، وھما فی الحقیقۃ جوھران شفافان مختاران قادران متضادا النفس والصورۃ مختلفا الفعل والتدبیر، فجواھر النور فاضل خیر تقی طیب الریح کریم النفس یسرُّ ولا یضر، وینفع ولا یمنع، ویحیی ولا یبلی، وجوھر الظلمۃ علٰی ضد ذٰلک، ثم ان جوھر النور لم یزل یولد الأولیاء وھم الملائکۃ لا علٰی سبیل التناکح بل علٰی سبیل تولد الحکمۃ من الحکیم والضوء من المضیء۔ وجوھر الظلمۃ لم یزل یولد الأعداء وھم الشیاطین علٰی سبیل تولد السفہ من السفیہ لا علٰی سبیل التناکح۔“

(تفسیر کبیر ج:۲ ص:۱۶۰، زیر آیت: وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ)

’’دُوسرا قول کئی بت پرست جماعتوں کا ہے، وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہیں جو سعد اور نحس کہلاتے ہیں، ان کے اِعتقاد میں یہ ستارے زندہ ہیں اور گویا ہیں، اور ان میں جو سعد (نیک) ہیں، وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہیں، اور جو نحس ہیں، وہ عذاب کے فرشتے۔ تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہیں)، وہ کہتے ہیں: عالم درحقیقت دو اُصول (مادّہ) سے مرکب ہے، جو ہمیشہ سے چلے آتے ہیں، ان میں ایک نور ہے، دُوسرا اندھیرا، اور وہ حقیقت میں جوہر شفاف ہیں، خودمختار، قادر، جنس وصورت میں باہم مختلف، فعل وتدبیر میں جداگانہ۔ سو نور کا جوہر بہتر اور سنہرا اور سخی ہے، خوش کرتا ہے، ضرر نہیں پہنچاتا، نفع دیتا ہے، فائدے کو نہیں روکتا، زندہ کرتا ہے، مارتا اور بوسیدہ نہیں کرتا، اندھیرے کا جوہر اس کے مخالف ہے، پھر نور کے جوہر سے ہمیشہ دوست پیدا ہوتے ہیں، جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے، اور روشن چیز سے روشنی، اور وہ ملائکہ کہلاتے ہیں، اور اندھیرے کے جوہر سے دُشمن پیدا ہوتے ہیں، جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے، اور وہ شیاطین کہلاتے ہیں۔‘‘

قادیانی نے بڑی جرأت کی ہے کہ ان باتوں کو قرآن سے ثابت بتایا ہے، اس جرأت میں قادیانی نے خدا پر اِفترا کیا ہے، کسی آیتِ قرآن میں یہ اِرشاد نہیں ہوا کہ کواکب وسیارات کے لئے اَرواح ہیں، اور کائنات الارض کے وجود میں مؤثر ہیں، اور وہی ملائکہ ہیں جو انبیاء وغیرہ ملہمین کی رُوحانی تربیت کررہے ہیں، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ اِرشاد فرمایا ہے، اور اِعتقادِ تأثیرِ کواکب کو تو قرآن شریف سے اِشارۃً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ناشکری وکفر قرار دِیا ہے، قرآن میں اِرشاد ہے: ’’وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ‘‘ (الواقعہ ۸۲) (کیا تمہاری یہی شکرگزاری ہے کہ تم خدا کو جھٹلاتے ہو) جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو کہ فلاں ستارے کی تأثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

’’عن زيد بن خالد الجهني انه قال: صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلٰوة الصبح بالحديبية علٰى اثر سماء كانت من الليلة فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم اقبل على الناس فقال: هل تدرون ماذا قال ربكم؟ قالوا: الله ورسوله اعلم! قال: قال: اصبح من عبادي مؤمن بي وكافر، فأما من قال: مطرنا بفضل الله ورحمته فذٰلك مؤمن بي وكافر بالكواكب، واما من قال: مطرنا بنوء كذا وكذا، فذٰلك كافر بي ومؤمن بالكواكب۔‘‘ (بخاری ج:۱ ص:۱۴۱ کتاب الإستسقاء، باب قول الله: ’’وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ‘‘ (الواقعہ ۸۲)، مسلم ج:۱ ص:۵۹، باب بیان الكفر من قال: مطرنا بنوء واللفظ لہ، طبع قدیمی)

’’مقامِ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اَصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ: آیا تم جانتے ہو کہ خداتعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ اَصحاب بولے کہ: اللہ اور اللہ کا رسول

خوب جانتا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: میرے بندوں میں کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے، سو جو یہ کہے کہ: ہم پر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے، تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں سے منکر، اور جو یہ کہے کہ: فلاں ستارے کے فلاں مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے، تو وہ ستاروں پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔''

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''عن ابن عباس قال: مطر الناس علٰی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: اصبح من الناس شاکر ومنهم کافر، قالوا: هٰذه رحمة الله، وقال بعضهم: لقد صدق نوء کذا وکذا، قال: فنزلت هٰذه الآیة: فلا اقسم بمواقع النجوم حتّٰی بلغ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون۔'' (مسلم ج:۱ ص:۵۹، باب ایضًا)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بارش ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندوں سے کوئی شاکر ہے، کوئی کافر، شاکر کہتے ہیں: یہ بارش خدا کی رحمت ہے، بعض کافر کہتے ہیں کہ: فلاں فلاں ستارے کا غروب سچا نکلا جو بارش ہوئی، اس پر آیت اُتری۔''

اِمام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

''اما معنی الحدیث فاختلف العلماء فی کفر من قال: مطرنا بنوءِ کذا، علٰی قولین، احدهما هو کفر بالله تعالٰی سالب لأصل الإیمان مخرج من ملة الإسلام، قالوا وهٰذا فی من قال ذٰلک معتقدًا ان الکواکب فاعل مدبر منشیء للمطر کما کان بعض اهل الجاهلیة یزعم، ومن اعتقد هٰذا فلا شک فی کفره، وهٰذا القول الذی ذهب إلیه جماهیر العلماء والشافعی منهم، وهو ظاهر الحدیث، قالوا: وعلٰی هٰذا لو قال: مطرنا بنوء کذا معتقدًا انه من الله وبرحمته وان النوء میقات له وعلامة اعتبارًا بالعادة فکأنه قال: مطرنا فی وقت کذا فهٰذا لا یکفر، واختلفوا فی کراهته والأظهر کراهته لٰکنها کراهة تنزیهیة لا إثم فیها، وسبب الکراهة انها کلمة مترددة بین الکفر وغیره فیساء الظن بصاحبها، ولأنها شعار الجاهلیة ومن سلک مسلکهم والقول الثانی فی اصل تأویل الحدیث ان المراد کفر نعمة الله تعالٰی لاقتصاره علٰی اضافة الغیث إلی الکواکب وهٰذا فیمن لا یعتقد تدبیر الکوکب۔''

(شرح مسلم ج:۱ ص:۵۹، باب ایضًا)

''جو یہ کہے کہ فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی، اس کے کفر کی تفسیر میں علماء کے دو قول ہیں، اوّل یہ کہ یہ خدا کے ساتھ کفر ہے، اِیمان کو دُور کرنے والا، اسلام کے دائرے سے نکالنے والا یہ قول اس شخص کے

حق میں ہے جو اِعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے، اس کی تأثیر سے بارش ہوتی ہے، جیسا کہ جاہلیت میں خیال کیا جاتا تھا۔ دُوسرا قول یہ کہ اس سے کفرانِ نعمت یعنی (ناشکری) مراد ہے، یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جو ستارے کو مدبر و موٴثر نہ سمجھے، یعنی صرف علامت ظہور تأثیر خداوندی خیال کرے۔" (ملخص)

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

"وکانوا فی الجاهلیة یظنون ان نزل الغیث بواسطة النوء إمّا لصنعه علٰی زعمهم، وإمّا بعلامته، فأبطل الشرع قولهم وجعله کفرًا، فإن اعتقد قائل ذٰلک ان النوء صنعًا فی ذٰلک فکفره کفر تشریک، وإن اعتقد ان ذٰلک من قبیل التجربة فلیس بشرک، لٰکن یجوز إطلاق الکفر علیه وإرادة ــــــــ کفر النعمة لأنه لم یقع فی شیء من طرق الحدیث بین الکفر والشکر واسطة، فیحمل الکفر فیه علی المعنیین لتناول الأمرین۔" (فتح الباری ج:۲ ص:۵۲۴، باب قول اللّٰه تعالٰی: وتجعلون رزقکم انکم تکذبون إلخ، طبع دار نشر الکتب الإسلامیة)

"ایامِ جاہلیت میں یہ اِعتقاد تھا کہ بارش ستاروں کے فعل سے یا ان کی (مقرّرہ) علامت سے ہوتی ہے، سوشارع نے ان دونوں خیالوں کو باطل کیا اور کفر ٹھہرایا، سو اگر یہ اِعتقاد ہو کہ فعلِ ستارے کا اس میں دخل ہے تو یہ مشرکانہ کفر ہے، اور اگر صرف یہ اِعتقاد ہو کہ تجربے کی رُو سے ہے تو یہ شرک نہیں مگر اس کو کفر بمعنی ناشکری[1] کہہ سکتے ہیں۔"

ان احادیث سے بہ شہادت اقوال علماء صاف ثابت ہے کہ ستاروں کو بارش میں موٴثر وسبب وجود سمجھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر قرار دِیا ہے، اس کو کفر ملت سمجھیں، خواہ کفر نعمت، اب اور حوادث وکائنات میں تأثیر نجوم کے اِعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

"عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من اقتبس علمًا من النجوم اقتبس شعبة من السحر، زاد ما زاد۔ رواه احمد وابو داؤد وابن ماجة۔"

(مشکوٰة ص:۳۹۳، باب الکهانة، طبع قدیمی کتب خانه)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علمِ نجوم سے کچھ حاصل کیا، اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا، جس قدر اس میں زیادتی کرے گا، سحر میں زیادتی کرے گا۔"

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من اقتبس بابًا من علم

(۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے تجربے کو لازم وواجب الاثر سمجھا۔

النجوم لغير ما ذكر الله، فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم كاهن والكاهن ساحر والساحر كافر، رواه رزين۔" (مشکوۃ ص:۳۹۴، باب الکهانة، طبع قدیمی کتب خانه)

''جس نے علمِ نجوم کا کوئی باب (حصہ) حاصل کیا، یعنی اس کی تاثیرات وفوائد کا علم سیکھا، بجز ان فوائد کے جو خدا تعالیٰ نے بیان کئے ہیں (چنانچہ قتادہؒ کی روایت میں ان کی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا، اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنے والا اور اس کا معتقد) کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے:

''اما الانواء والنجوم فلا يبعد ان يكون لهما حقيقة ما فإن الشرع انما اتى بالنهى عن الإشتغال به لا نفى الحقيقة البتة وانما توارث السلف الصالح ترك الإشتغال به وذم المستغلين وعدم القبول بتلك التأثيرات لا القول بالعدم اصلا ـــــــ ولٰكن الناس جميعًا توغلوا فى هٰذا العلم توغلًا شديدًا حتّٰى صار مظنة لكفر الله وعدم الإيمان فعسٰى ان لا يقول صاحب توغل هٰذا العلم مطرنا بفضل الله ورحمته من صميم قلبه بل يقول مطرنا بنوء كذا وكذا فيكون ذٰلك صادا عن تحققه بالإيمان الذى هو الأصل فى النجاة واما علم النجوم فإنه لا يضر جهله إذ الله مدبر للعالم علٰى حسب حكمته علمه احد او لم يعلم فلذٰلك وجب فى الملة ان يخمل ذكره وينهى من تعلمه ويجهر بأن من اقتبس علمًا من النجوم اقتبس شعبة من السحر، زاد ما زاد، ومثل ذٰلك مثل التوراة والإنجيل شدد النبى صلى الله عليه وسلم علٰى من اراد ان ينظر فيهما لكونهما محرفة ومظنة لعدم الإنقياد للقرآن العظيم ولذٰلك نهوا عنه هٰذا ما ادىٰ إليه رأينا وتفحصنا فإن ثبت من السُنّة ما يدل علٰى خلاف ذٰلك فالأمر علٰى مافيه السُنّة۔"

(حجة الله البالغة ج:۲ ص:۱۹۵، مبحث فى اللباس والزينة ونحوها، طبع إدارة الطباعة المنيرية)

''حقیقتِ نجوم کو ممکن تسلیم کرنے اور ان کی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ علمِ نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو بُرا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل ومعتقد نہ ہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آتا ہے اور اس علم میں توغل مظنہ کفر ہے، اور پیغمبر صاحب ملت کا یہ فرض تھا کہ اس کے ذِکر کو مٹا دے اور اس کے سیکھنے سے لوگوں کو روک دے اور پکار کر یہ کہہ دے کہ جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرتا ہے، وہ سحر کا ایک شعبہ حاصل کرتا ہے۔''

شاہ صاحبؒ کا کلام اس باب میں ایک نصِ قطعی ہے کہ شریعت اور اِسلام میں نجوم کی تاثیرات کے اِعتقاد سے منع کیا گیا

ہے، گونفس الامر میں خدا تعالیٰ نے ان میں تأثیرات رکھی ہوں اور وہ واقعی وممکن وغیرہ مستبعد ہوں۔
اور صحیح بخاری میں حکمِ نجوم کے بیان میں ایک باب منعقد کر کے اس میں قتادہؒ سے نقل کیا ہے:

”باب فی النجوم، وقال قتادة: ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح، خلق هٰذه النجوم لثلاث: جعلها زینة للسماء، ورجومًا للشیاطین، وعلامات یهتدی بها فمن تأوّل فیها بغیر ذٰلک اخطأ واضاع نصیبه وتکلف ما لا علم له به۔“ (بخاری ج:۱ ص:۴۵۴) ”عن قتادة ۔۔۔۔۔۔ وفی روایة رزین ۔۔۔۔۔۔ وتکلف ما لا یعنیه وما لا علم له به وما عجز عن علمه الأنبیاء والملائکة وعن الربیع مثله وزادو الله ما جعل الله فی نجم حیاة احد ولا رزقه ولا موته وإنما یفترون علی الله الکذب ویتعلّلون بالنجوم۔“ (مشکوٰة ص:۳۹۴، باب الکهانة، فصل:۳، طبع قدیمی کتب خانه)
”وصله عبد بن حمید من طریق شیبان عنه به وزاد فی آخره: وان ناسًا جهلة بأمر الله قد احدثوا فی هٰذه النجوم کهانة من غرس بنجم کذا کان کذا، ومن سافر بنجم کذا کان کذا، ولعمری ما من النجوم نجم الا ویولد به به الطویل والقصیر والأحمر والأبیض والحسن والدمیم، وما علم هٰذه النجوم وهٰذه الدابة وهٰذا الطائر شیء من هٰذا الغیب انتهی۔ وبهٰذه الزیادة تظهر مناسبة ایراد المصنف ما اورده من تفسیر الأشیاء التی ذکرها من القرآن وان کان ذکر بعضها وقع استطرادًا والله اعلم، قال الداؤدی: قول قتادة فی النجوم حسن، إلّا قوله: ”اخطأ واضاع نفسه“ فإنه قصر فی ذٰلک، بل قائل ذٰلک کافر انتهی، ولم یتعین الکفر فی حق من قال ذٰلک، وإنما یکفر من نسب الإختراع إلیها، واما من جعلها علامة علٰی حدوث امر فی الأرض فلا۔“

(فتح الباری ج:۶ ص:۲۹۵، باب فی النجوم، وقال قتادة۔۔۔إلخ، طبع دار نشر الکتب الإسلامیة، لاهور)

”یہ ستارے تین (فوائد) کے لئے پیدا کئے گئے ہیں:
۱:۔۔۔خدا تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کے لئے زینت بنایا ہے۔
۲:۔۔۔ان سے شیاطین کو جو آسمانوں پر اَحکام سننے کو چڑھتے ہیں، مارا جاتا ہے۔
۳:۔۔۔وہ علامات ہیں (جن کے سمت سے جنگلوں اور دریاؤں میں راستہ پہچانا جاتا ہے)۔
پھر جو شخص ان ستاروں سے اور اَغراض وفوائد کا ہونا بیان کرے، تو وہ خطاکار ہے اور اپنا حصہ (فہمِ قرآن سے) ضائع کرتا ہے، اور اس علم کے لئے تکلف کرتا ہے جس کا علم اس کے لئے ممکن نہیں۔
رزین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: وہ شخص اس امر کے جاننے کے لئے تکلف کرتا ہے جس کے جاننے سے انبیاء وملائکہ بھی عاجز ہیں۔ ایسا ہی ربیع بن زیاد سے رزیں نے نقل کیا ہے، اس نے اس پر یہ بھی

بڑھایا ہے کہ بخدا! خدا تعالیٰ نے کسی ستارے کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب بنایا ہے نہ موت کا، نہ رزق کا، نجومی جھوٹ بولتے ہیں کہ وہ ستاروں کو علل (اسبابِ مؤثرہ بناتے ہیں)۔

فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس قولِ قتادہؒ کی سند عبد بن حمید نے بیان کی ہے اور اس کے آخر میں یہ بڑھا دیا ہے کہ: خدا کے حکم یا شان سے جاہل لوگوں نے ستاروں میں یہ باتیں اَزخود نکالی ہیں کہ فلاں ستارے کے وقت درخت لگا دے تو یہ ہوگا، فلاں ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا ہوگا، اور ہر ایک ستارے کی تاثیر سے کوئی دراز قامت پیدا ہوتا ہے، کوئی پست قامت، کوئی سرخ، کوئی سفید، کوئی خوبصورت، کوئی بدصورت، اور ستاروں اور چوپایوں اور جانوروں کے یہ علوم علمِ غیب سے نہیں ہے۔ داؤدی نے کہا ہے: قتادہؒ کا یہ قول اچھا ہے، مگر اس اِعتقاد و قولِ جاہلیت کو صرف خطا کہنا اس کی کوتاہی ہے، ایسے اِعتقاد والا شخص کافر ہے۔ (صاحبِ فتح الباری کہتے ہیں) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہیں ہوسکتا، کافر اسی کو کہا جاتا ہے جو ستاروں کو مخترع (یعنی موجد و موثر) کہے، اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین میں خدا تعالیٰ کی قدرت و تاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہیں، تو وہ کافر نہیں ہے۔''

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پُرانے فلسفی اور قادیانی ان کواکب کو صرف علامات نہیں سمجھتے، بلکہ ان کو مؤثر جانتے ہیں، اور ان کی تاثیرات کے قائل ہیں، لہٰذا ان کا اِعتقاد وہی اِعتقاد ہے جس کو عباراتِ مذکورہ میں حقیقی کفر کہا گیا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعیٔ اِسلام ہے، وہ خدا تعالیٰ کو عالم کا خالق و موجد جانتا ہے، ستاروں کا خالق و موجد بھی خدا تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہے، لہٰذا اس کا ستاروں کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستاروں کو خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، پھر ان کی تاثیر کا اِعتقاد کفر کیونکر ہوا؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ پُرانے فلسفی اور نجومی بھی یہ اِعتقاد رکھتے ہیں کہ ستاروں کا خالق خدائے تعالیٰ ہے اور اسی نے ستاروں میں یہ تاثیرات پیدا کردی ہیں، ایسا کوئی فلسفی یا نجومی (بجز دہریہ کے) نہیں جو ستاروں کو خدا کی مخلوق نہ سمجھتا ہو، یا ان کی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو، بایں ہمہ وہ اس تاثیر کے اِعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہیں تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جائے۔۔۔؟

اس اِعتقادِ تاثیر کو باوجود اس اِعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے ہے اور اس کی مخلوق ہے، کفر ٹھہرانے کی عقلی وجہ اور اس کا سر یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہیں، وہ یہ اِعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ تاثیر ستاروں کے لئے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستاروں سے جدا ہونا محال ہے، خدا تعالیٰ نے اس تاثیر کو پیدا تو کردیا، مگر وہ اب اس تاثیر کے معدوم کرنے پر قادر نہیں رہا، اور اپنے مقرّرہ قانون کو وہ معزول بادشاہ کی مانند بدل نہیں سکتا، اس اَمر کا فلاسفہ نہ صرف تاثیراتِ نجوم کی نسبت اِعتقاد رکھتے ہیں، بلکہ جملہ اسباب و مسبّباتِ عالم کی نسبت وہ یہی اِعتقاد رکھتے ہیں اور اَسباب و مسبّبات میں تلازم کو وہ واجب اور عدمِ تلازم کو محال جانتے ہیں، اور اس کو قانونِ قدرت (یا انگریزی والے لاز آف نیچر) کہتے ہیں، اور اس کی تبدیل اور تغییر سے خدا تعالیٰ کو عاجز و غیر قادر

جانتے ہیں، اور اس کے کفر ہونے میں اہلِ اسلام کو کیا شک ہے۔۔۔؟

اہلِ اسلام خدا تعالیٰ کو فاعل، بااختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہیں اور یہ اِعتقاد رکھتے ہیں کہ جو آثار اَسبابِ عالم سے ظاہر ہوتے ہیں، وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہیں، اور اسی کی قدرت و اختیار میں ہیں، وہ چاہتا ہے تو ان سے ان آثار کا ظہور ہوتا ہے، اور اگر وہ چاہتا ہے تو ان سے ان آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے، وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ سے پانی کا کام، الغرض! اہلِ اسلام کے نزدیک مؤثر خدا تعالیٰ ہے، اسبابِ عالم اس کی تاثیر کے ظہور کے محل ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیراتِ نجوم جس کے قرآن سے ثابت ہونے کا قادیانی مدعی ہے، قرآن سے ثابت نہیں، بلکہ قرآن اور حدیث اور علمائے اسلام نے اس کو کفر قرار دیا ہے، کفرِ حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو، خواہ کفرانِ نعمت۔ اور اعتقادِ تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤں کا مذہب ہے، اور قادیانی اس اِعتقاد میں انہیں کا پیرو اور مقلد ہے، نہ پیرو اِسلام! اور قادیانی کا حضرت جبریل و ملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیوں اور نیچریوں کے اُصول پر مبنی ہے، جس کا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے، اور جبریل وغیرہ ملائکہ کے صوَرِ محسوسہ کو جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دیکھتے، ان کی خیالی صورت و عکسی تصویر قرار دینا بھی بعینہٖ نیچریوں کی تجویز ہے، جو سرسیّد احمد خاں صاحب کی تفسیر میں بیان ہوئی، علمائے اسلام کے نزدیک احادیث نزول ورُؤیتِ جبریل میں یہ تأویل کرنا معانیٔ نصوص میں تحریف کرنا ہے، جو ملحدینِ باطنیہ کا شیوہ ہے۔

شرح عقائد نسفی صفحہ:۱۶۶ مبحث النصوص (طبع مکتبہ خیر کثیر کراچی) میں لکھا ہے:

”والنصوص من الکتاب والسُّنَّة تحمل علٰی ظواھرھا ما لم یصرف عنھا دلیل قطعی ـــــــ والعدول عنھا ای عن الظواھر إلٰی معان یدعیھا اھل الباطن وھم الملاحدة وسمو الباطنیة لإدعائھم ان النصوص لیست علٰی ظواھرھا بل لھا معان باطنیة لا یعرفھا إلّا المعلم وقصدھم بذالک نفی الشریعة بالکلیة إلحاد ای میل وعدول عن الإسلام واتصال والتصاق بکفر لکونه تکذیبًا للنبی علیه السلام فیما علم مجیئه به بالضرورة واما ما ذھب إلیه بعض المحققین من ان النصوص مصروفة علٰی ظواھرھا ومع ذٰلک فیھا إشارات خفیفة إلٰی دقائق تنکشف علٰی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینھا وبین الظواھر المرادة فھو من کمال الإیمان ومحض العرفان۔“

”قرآن وحدیث کے نصوص (یعنی صاف عبارتوں) سے ان کے ظاہری معانی مراد لئے جائیں گے، جب تک کوئی قطعی دلیل ان معانی سے نہ پھیرے۔ اور ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جس کے اہلِ باطن مدعی ہیں، اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بننا ہے۔ باطنیہ ملحد لوگ ہیں، ان کو باطنیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عبارات واضح قرآن کی نسبت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ باطنی معنی مراد ہیں، جن کو ان کا معلم سکھلاتا ہے، ان کا مقصود اس اُصول سے یہ ہے کہ اَحکامِ شریعت باطل وبے کار

ہو جائیں، اس امر کو کفر و اِلحاد اس لئے کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام و اِرشادات کے جو بطور ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، تکذیب پائی جاتی ہے، ہاں! جو بعض اہلِ تحقیق قائل ہیں کہ نصوصِ قرآن اور حدیث کے ظاہری معانی تو مراد ہیں ہی اور باوجود اس کے ان نصوص میں بعض مخفی اِشارات بھی پائے جاتے ہیں، اور وہ اہلِ سلوک پر کھلتے ہیں، اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہیں، سو وہ کمالِ ایمان اور عرفان کی بات ہے۔''

ایسا ہی شرح فقہ اکبر وغیرہ کتبِ عقائد میں ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اور ان کے حواریوں کی تأویلات اس قسم سے نہیں ہیں کہ وہ معانی ظاہریہ کو بھی تسلیم کرتے ہوں، اور مع ھٰذا اس کے اسرار و معانی لطیفہ بیان کرتے ہوں، وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہیں اور صاف کہہ چکے کہ نزولِ جبریل سے حقیقۃً نزول مراد نہیں ہے، اور جبریل کا اپنے ہیڈکوارٹر آفتاب سے جدا ہونا نظامِ شمسی میں فساد پیدا کرتا ہے، اور ملک الموت کا بذاتِ خود زمین پر آنا، ناممکن ہے، وعلیٰ ھٰذا القیاس، انہیں اُصولِ مُسلّمہ اہلِ اسلام کی شہادت سے قادیانی اور ان کے گروہ کی وہ تأویلات جو دَربابِ نزولِ حضرت مسیح علیہ السلام، ومعجزاتِ مسیح وخروجِ دجال ویأجوج ومأجوج ولیلۃ القدر وسجودِ آدم وغیرہ میں وہ کرتے ہیں، نصوص کی تحریف و اِلحاد ہے اور ان سب اُمور کو اہلِ اسلام انہیں معانی سے تسلیم کرتے ہیں جو ان کے ظاہری معانی ہیں۔

اِمام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

''قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ: نزول عیسیٰ علیہ السلام وقتلہ الدجال حق صحیح عند اھل السُّنَّة للأحادیث الصحیحة فی ذٰلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ، فوجب إثباتہ، وانکر ذالک بعض المعتزلة والجھمیة ومن وافقھم وزعموا ان ھٰذہ الأحادیث مردودة بقولہ تعالیٰ: وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا نبی بعدی، وبإجماع المسلمین انہ لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم، وان شریعتہ مؤبدة إلٰی یوم القیامة لا تنسخ وھٰذا الإستدلال فاسد لأنہ لیس المراد بنزول عیسیٰ علیہ السلام انہ ینزل نبیًّا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی ھٰذہ الأحادیث ولا فی غیرھا شیء من ھٰذا بل صحت ھٰذہ الأحادیث ھنا وما سبق فی کتاب الإیمان وغیرھا انہ ینزل حَکَمًا مقسطًا یحکم بشرعنا ویحیی من اُمور شرعنا ما ھجرہ الناس، انتھی۔'' (شرح النووی ج:۲ ص:۴۰۳، باب ذکر الدجال)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا اہلِ سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے، کیونکہ احادیثِ صحیحہ اس باب میں موجود ہیں، اور عقل و شرع میں ایسی کوئی دلیل وارِد نہیں ہے جو اس نزول کو باطل کرے۔ لہٰذا اس کا ثابت رکھنا (یعنی تسلیم کرنا) واجب ہے۔ معتزلہ اور بعض جہمیہ اور ان کے ہم مشرب اس کے منکر ہیں، ان کا یہ خیال ہے کہ: ''وہ احادیث جن میں نزولِ مسیح کا ذِکر ہے، اس آیت کے مخالف ہیں

جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا خاتم کہا گیا ہے، اور اس قولِ نبوی کے مخالف ہیں کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا'' اور مسلمانوں کے اس کے اِجماع کے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی۔'' مگر ان کا ان دلائل سے اِستدلال ایک فاسد اِستدلال ہے، کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے نبی ہوکر آئیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کریں گے، یہ بات نہ ان احادیثِ نزول میں ہے، نہ اور کسی حدیث میں، بلکہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے کہ وہ حاکمِ عادل ہوکر آئیں گے۔ ہماری ہی شریعت پر عمل کریں گے اور اس شریعت کے ان اُمور کو زِندہ کریں گے جن کو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہوگا۔''

اور اس کی جلد اوّل میں لکھا ہے:

''والصواب ما قدمناه وهو انه لا يقبل إلّا الإسلام .... فعلٰى هٰذا قد يقال هٰذا خلاف ما هو حكم الشرع اليوم، فإن الكتابى إذا بذل الجزية وجب قبولها ولم يجز قتله ولا إكراهه على الإسلام۔ وجوابه: ان هٰذا الحكم ليس مستمرًّا إلٰى يوم القيامة بل هو مقيد بما قبل نزول عيسٰى عليه السلام وأخبر النبى صلى الله عليه وسلم فى هٰذه الأحاديث الصحيحة بنسخه، وليس عيسٰى عليه السلام هو الناسخ، بل نبينا صلى الله عليه وسلم هو المبين للنسخ، فإن عيسٰى عليه السلام يحكم بشرعنا فدل علٰى ان الإمتناع من قبول الجزية فى ذٰلك الوقت هو شرع نبينا محمد صلى الله عليه وسلم۔''

(شرح مسلم للنووی ج:۱ ص:۸۷، باب نزول عیسی بن مریم)

''ٹھیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجز اِسلام کچھ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کریں گے۔ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے، کیونکہ اس وقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے، اور اس کو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہیں رہے گا، بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانے تک رہے گا، اس حکم کا بوقت نزولِ مسیح منسوخ ہوجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث سے ظاہر کردیا ہے، تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ ٹھہرے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہوں گے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے جزیہ موقوف کریں گے، اس سے ثابت ہوا کہ اس وقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوگا، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے۔''

اور اس کی جلد دوم میں فرمایا ہے:

”قال القاضی هٰذه الأحادیث التی ذکرها مسلم وغیره فی قصة الدجال حجة لمذهب اهل الحق فی صحة وجوده وانه شخص بعینهٖ ابتلی الله بهٖ عباده واقدره علٰی اشیاء من مقدورات الله تعالٰی من إحیاء الموتیٰ الذی یقتله ومن ظهوره زهرة الدنیا والخصب معه وجنته وناره ونهریه وإتباع کنوز الأرض له وأمره السماء ان تمطر فتمطر والأرض أن تنبت فتنبت، فیقع کل ذٰلک بقدرة الله تعالٰی ومشیته ثم یعجزه الله تعالٰی بعد ذٰلک فلا یقدر علٰی قتل ذٰلک الرجل ولا غیره ویبطل امره ویقتله عیسٰی علیه السلام ویثبت الله الذین آمنوا، هٰذا مذهب اهل السُّنَّة وجمیع المحدثین والفقهاء والنظار خلافًا لمن انکره وابطل امره من الخوارج والجهمیة وبعض المعتزلة وخلافًا للجبائی المعتزلی وموافقیه من الجهمیة وغیرهم فی انه صحیح الوجود ولٰکن الذی یدعی مخارف وخیالات لا حقائق لها، وزعموا انه او کان حقًّا لم یوثق بمعجزات الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم، وهٰذا غلط من جمیعهم لأنه لم یدع النبوة فیکون ما معه کالتصدیق له وإنما یدعی الإلٰهیة وهو فی نفس دعواه مکذب لها بصورة حاله ووجود دلائل الحدوث فیه ونقص صورته وعجزه عن إزالته العور الذی فی عینه وعن إزالة الشاهد بکفره المکتوب بین عینیه ولهٰذه الدلائل وغیرها لا یغتر به الإدعاع من الناس لسد الحاجة والفاقة رغبة فی سد الرمق وتقیة وخوفًا من أذاه لأن فتنته عظیمة جدًّا تدهش العقول وتحیر الألباب مع سرعة مروره فی الأمر ولا یمکث بحیث یتأمل الضعفاء حاله ودلائل الحدوث فیه والنقص فیصدقه من یصدقه فی هٰذه الحالة ولهٰذا حذرت الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین من فتنته ونبهوا علٰی نقصه ودلائل إبطاله، وأما اهل التوفیق فلا یغترون به ویخدعون بما معه لما ذکرناه من الدلائل المکذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله ولهٰذا یقول له الذی یقتله ثم یحییه: ما ازددت فیک إلّا بصیرة!“

(نووی شرح مسلم ج:۲ ص:۳۹۹، باب ذکر الدجال)

”قاضی عیاضؒ نے کہا ہے: ان احادیث میں جن کو مسلم نے قصہ دجال میں ذِکر کیا ہے، اہلِ حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے، اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعے سے خدا تعالیٰ مسلمانوں کا اِمتحان کرے گا اور اس کو ایسی چیزوں پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت میں داخل ہیں، جیسے مُردے کو (جس کو وہ مارے گا) زِندہ کرنا اور دُنیا کی زینت اور فراخی، اور بہشت اور آگ، اور نہروں کا اس کے ساتھ ہونا، اور زمین کے خزانوں کا اس کے تابع ہونا، اور اس کے کہنے سے آسمان سے مینہ برسنا اور زمین کا اُگانا، یہ سب کچھ خدا کی قدرت اور اِرادے سے ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو عاجز کردے گا تو وہ کسی کے

مارنے پر قادر نہ ہوگا اور اس کا حال بگڑ جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے، اور خدا تعالیٰ اِیمان لانے والوں کو اس اِمتحان میں ثابت قدم رکھے گا۔ یہی اہلِ سنت اور تمام محدثین وفقہاء اور اہلِ اِجتہاد کا مذہب ہے۔ خوارج، بعض معتزلہ اور جبائی اور اس کے ہم خیال جہمیہ اس کے مخالف ہیں، وہ اس کے ہونے کو تو مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جو وہ کرے گا یا دِکھائے گا، وہ صرف خیالات ہوں گے، ان کی حقیقت کوئی نہ ہوگی، وہ کہتے ہیں کہ: ''اگر وہ اُمور واقعی ہوں تو پھر معجزاتِ انبیاء کا اِعتبار نہیں رہتا!'' مگر یہ ان کی غلطی ہے، کیونکہ وہ یہ کرشمات دِکھانے کے وقت نبوّت کا دعویٰ نہ کرے گا، تاکہ ان اُمور سے اس کے اس دعوے کی تصدیق ہو، اور وہ معجزاتِ انبیاء کے مشابہ ہوکر نبوّت میں شبہ وشک ڈال سکیں، بلکہ وہ ان خوارق کے وقت اُلوہیت کا دعویٰ جھوٹا کرے گا، جو خود بخود باطل ہوگا، اور دجال کا ظاہری اور اس کے مخلوق ہونے کے دلائل اور اس کی صورت کا عیب اور اس کا اس عیب کو دُور کرنے سے اور اپنی پیشانی سے علامتِ کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اس کو جھٹلائے گا۔

اس میں ان دلائل عجز وحدث کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کے خوارق سے کوئی دھوکا نہ کھائے گا، بجز عامی لوگوں کے جو بھوک کے سبب یا اس کے ڈر کے مارے اس کو مان لیں گے، کیونکہ اس کا فتنہ مدہوش وحیران کردے گا، اور اس کا زمین پر جلدی سے پھر جانا، ان کو اس کے حال کو سوچنے کا موقع نہ دے گا، اسی وجہ سے انبیاء نے اس کے فتنے سے لوگوں کو ڈرایا ہے، اور اس کے نقص وعجز پر آگاہ کردیا، اور جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے گا، وہ اس سے دھوکا نہ کھائیں گے، اور جو خوارق اس سے صادر ہوں گے، وہ ان سے اس کے فریب میں نہ آئیں گے، کیونکہ وہ اس کے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہوں گے، اور وہ اس کے حال سے واقف ہوں گے، اسی وجہ سے جس شخص کو وہ قتل کرکے جِلا دے گا، وہ اس کو صاف کہے گا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑھ گیا ہے!''

اور ایسا ہی تمام کتبِ حدیث کے متون وشروح میں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کا نزول اور دجال ویأجوج ومأجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم وبیان کیا گیا ہے، اور ان اُمور کو ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ ان کو اہلِ سنت کے اِعتقادات میں داخل کیا گیا ہے۔

حضرت اِمام الائمہ اِمامِ اعظم علیہ الرحمۃ نے فقہ اکبر میں اور مُلّا علی قاریؒ نے اس کی شرح میں فرمایا ہے:

''وخروج الدجال ویأجوج ومأجوج کما قال الله تعالٰی: حَتّٰی إِذَا فُتِحَتْ یَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ یَّنسِلُوْنَ (الأنبیاء۹۶)، وطلوع الشمس من مغربها کما قال الله تعالٰی: یَوْمَ یَأْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا إِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ إِیْمَانِهَا خَیْرًا (الأنعام:۱۵۸)، ــــــــ ونزول عیسٰی علیه السلام من السماء کما قال الله تعالٰی: وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ

لِّلسَّاعَةِ (الزخرف:۶۱)، وقال اللّٰہ تعالٰی: وَاِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج (النساء:۱۵۹)، ای قبل موت عیسٰی علیہ السلام بعد نزوله عند قیام الساعة، فیصیر الملل واحدة وهی ملة الإسلام الحنیفیة، وفی نسخة: قدم طلوع الشمس علی البقیة، وعلٰی کل تقدیره فالواو لمطلق الجمیعة والا فترتیب القضیة: ان المهدی یظهر أوّلًا فی الحرمین الشریفین ثم یأتی بیت المقدس فیأتی الدجال ویحصره فی ذالک الحال فینزل عیسٰی علیه السلام من المنارة الشرقیة فی دمشق الشام ویجیء إلٰی قتال الدجال فیقتله بضربة فی الحال فإنه یذوب کالملح فی الماء عند نزول عیسٰی علیه السلام من السماء فیجتمع علیه السلام بالمهدی وقد اقیمت الصلٰوة فیشیر المهدی لعیسٰی علیه السلام بالتقدم فیمتنع معلّلًا بأن هٰذه الصلٰوة اقیمت لک فأنت اولٰی بأن تکون الإمام فی هٰذه المقام ویقتدی به لیظهر متابعة لنبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم کما اشار إلٰی هٰذا المعنیٰ صلی اللّٰہ علیه وسلم بقوله: لو کان موسٰی حیًّا لما وسعه إلّا اتباعی، وقد بینت وجه ذالک عند قوله تعالٰی: وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلُ الآیة (آل عمران:۸۱)۔ فی شرح الشفاء وغیره وقد ورد انه یبقی فی الأرض أربعین سنة ثم یموت ویصلی علیه المسلمون ویدفنون علٰی ما رواه الطیالسی فی مسنده، وروی غیره انه یدفن بین النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والصدیق وروی انه یدفن بعد الشیخین، فهنیئًا للشیخین حیث اکتنفا بالنَّبِیَّیْنِ، وفی روایة: انه یمکث سبع سنین، قیل: وهی الأصح، والمراد بأربعین فی الروایة الأولٰی مدة مکثه وبعده فإنه رفع وله ثلاث وثلاثون سنة۔۔۔۔۔۔حق کائن ای ثابت وامر قوی۔“

(شرح فقه اکبر ص:۱۳۷،۱۳۶، طبع مجتبائی)

”دجال اور یأجوج ومأجوج کا نکلنا جس کا ذِکر قرآن کی اس آیت میں ہے کہ:”وہ ہر بلندی سے دوڑیں گے“ اور آفتاب کا جانبِ مغرب سے طلوع کرنا جس کا اس آیت میں ذکر ہے کہ:”جس وقت خدا کی بعض نشانیاں آئیں گی، اس دن کسی کو جو پہلے سے اِیمان نہ لایا ہوگا، اس کا اِیمان نفع نہ دے گا“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، چنانچہ قرآن میں اِرشاد ہے کہ:”وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی یا اس کے علم وشناخت کی دلیل ہیں“ اور اِرشاد ہے کہ:”اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے یعنی قیامت کے قریب اِیمان نہ لائے گا“ اور اس وقت سبھی دِین اور ملت ایک دِین (اسلام) ہوجائے گا، یہ سب اُمورحق اور ثابت ہیں۔ فقہ اکبر کے بعض نسخوں میں آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی اُمور سے پہلے ہوا ہے۔ اس صورت میں واوٴ حرفِ عطف مطلق

جمعیت کے لئے ہوااورترتیب اُمورِمذکورہ کی اس طرح پرہوگی کہ:اوّل اِمام مہدیؓ حرمین میں ظاہرہوں گے، پھروہ بیت المقدس میں آئیں گے،اس وقت دجال آئے گااوراس کا محاصرہ کرلے گا،پھرعیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارے کے پاس آسمان سے اُتریں گےاوردجال کےقتل کی طرف متوجہ ہوکرایک ہی وار سے اس کو مارڈالیں گے،وہ ان کے اُترنے کے وقت نمک کی طرح پگھلنے لگے گا(مگراس کی جان انہیں کے ہاتھ سے نکلے گی)پھرحضرت عیسیٰ اورمہدی ایک جگہ جمع ہوں گے،اورنماز کے لئےتکبیرہوگی،توحضرت مہدیؓ حضرت عیسیٰ کی طرف نماز پڑھانے کے لئے اِشارہ کریں گے،وہ اس سے اِنکارکریں گے یہ کہہ کرکہ:آپ ہی کی اِمامت کے لئے یہ تکبیرہوئی ہے،لہٰذا آپ ہی اس کے مستحق ہیں،اورآپ ان کے مقتدی بن جائیں گے تاکہ معلوم ہوکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین میں سے ہیں۔چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ:اگرحضرت موسیٰ زندہ ہوتے توان کوبھی میری پیروی سے چارہ نہ ہوتا۔اس کی وجہ اس قولِ خداوندی کی شرح میں بیان ہوئی ہے،جس میں ذِکرہے کہ:''اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہدلیا تھا کہ تمہارے پاس میرارسول(یعنی محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)آئے توتم پراس کا ماننااورمددکرناضروری ہوگا۔''شفا کی شرح وغیرہ میں مذکورہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زمین میں چالیس برس رہیں گے،اورپھرفوت ہوں گے،اور مسلمان ان کی نمازِجنازہ پڑھیں گے،اوران کودفن کریں گے۔یہ ابوداؤدطیالسی کی مسند میں روایت ہے، اوروں کی روایت میں ہے کہ:آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرمبارک اورحضرت صدیق اکبررضی اللہ عنہ کی قبرکے بیچ میں دفن کئے جائیں گے۔ایک روایت میں ہے کہ شیخین(صدیق اکبراورفاروق رضی اللہ عنہما)کی قبرکے بعددفن کئے جائیں گے،اس صورت میں شیخینؓ کے لئے مژدہ ہے کہ شیخینؓ دونبیوں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورحضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام)کے بیچ میں مدفون ہوں گے۔بعض کاقول ہے کہ وہ زمین میں سات سال رہیں گےاوریہی صحیح ترین اقوال سے ہے،اورچالیس سال ٹھہرنے کی روایت سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ بعدنزول سات برس رہیں گے کیونکہ ازاں جملہ تینتیس برس انہوں نے آسمان پر جانے سے پہلے دُنیامیں بسرکئے،اورجب وہ اُٹھائے گئے تھےتوان کی تینتیس سال کی عمرتھی۔''

اورشرح عقائدنسفی میں ہے:

''وما اخبر به النبی علیه السلام من أشراط الساعة ای من علاماتها من خروج الدجال ودابة الأرض ویأجوج ومأجوج ونزول عیسیٰ من السماء وطلوع الشمس من مغربها فهو حق لأنها امور ممکنة اخبر بها الصادق، قال حذیفة بن اسید الغفاری رضی الله عنه: طلع النبی صلی الله علیه وسلم علینا ونحن نتذاکر، فقال: ما تذکرون؟ قلنا: نذکر الساعة! قال:

انها لن تقوم حتّٰی تروا قبلها عشر آیات، فذکر الدخان، والدجال، والدابة، وطلوع الشمس من مغربها، ونزول عیسی بن مریم، وخروج یأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف۔۔۔ إلخ۔‘‘

(شرح عقائد ص:۱۷۳، طبع مکتبہ خیر خیر کثیر کراچی)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علاماتِ قیامت (یعنی اس سے پہلے آنے والی چیزوں) کی خبر دِی ہے، یعنی دجال اور یأجوج ومأجوج کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا (وغیرہ وغیرہ)، وہ حق (واقع ہونے والے) ہیں، کیونکہ یہ ایسے اُمور ہیں جو ممکن الوقوع ہیں، اور مخبرِ صادق (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے وقوع کی خبر دِی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے تو ہم کچھ مذاکرہ کررہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا ذِکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ہم قیامت کا ذِکر کر رہے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہ ہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُخان، دَجال، دابۃ الارض، طلوعِ آفتاب اَز جانبِ مغرب، نزولِ حضرت مسیح، خروجِ یأجوج ومأجوج، اور زمین کا خسوف اور یمن سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔‘‘

یہ حدیث حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی جس کا شرح عقائد میں حوالہ دیا گیا ہے، صحیح مسلم (ج:۲ ص:۳۹۳) میں مروی ہے، اور صحاح کی ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں، جن میں قادیانی اور اس کے حواریوں کی تأویلاتِ مذکورہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب منعقد کرکے، اس میں ایک حدیث نقل کی ہے، جس کا یہ مضمون ہے:

’’قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والذی نفسی بیده! لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حَکَمًا عدلًا، فیکسر الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، حتّٰی تکون السجدة الواحدة خیرًا من الدنیا وما فیها، ثم یقول ابوهریرة: واقرؤا إن شئتم: وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلاَّ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا (النساء۱۵۹)۔‘‘ (بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، واللفظ لہ، مسلم ج:۱ ص:۸۷)

’’عنقریب حضرت ابنِ مریم حاکمِ عادل اُتریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، وغیرہ وغیرہ، اس حدیث کے آخر میں راویٔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیت پڑھ لو، جس میں اِرشاد ہے کہ: اہلِ کتاب سے ایسا کوئی نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔‘‘

اور اس میں بالاتفاق اہلِ اسلام وگروہِ مسیحائی میرزائی ’’بِہٖ‘‘ کی ضمیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں، اگرچہ ’’مَوْتِہٖ‘‘

کی ضمیر سے مراد میں اِختلاف ہے، اس سے بلانزاع و بے اِختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث میں راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے مخرجین اِمام بخاریؒ و مسلمؒ کے نزدیک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی کا نزول مراد ہے، نہ کسی اور نام کے عیسیٰ یا مثالی مسیح کا۔۔۔!

اِمام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”قوله ثم يقول ابوهريرة: إقرؤا إن شئتم : وَإِن مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ ففيه دلالة ظاهرة على ان مذهب ابى هريرة فى الآية ان الضمير فى موته يعود على عيسى صلى الله عليه وسلم۔“ (شرح مسلم للنووی ج:۱ ص:۸۷)

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ چاہو تو یہ قولِ خداوندی پڑھ لو: وَإِن مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوہریرہؓ کا اس آیت میں یہی مذہب تھا کہ اس میں لفظ ”مَوۡتِهٖ“ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔“

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی میں جس آنے والے مسیح کا ذِکر ہے، اس کے نام کے ساتھ جابجا ”نبی اللہ“ کا لفظ وارِد ہے، ایک جگہ پر: ”فيحصر نبى الله“، ایک جگہ: ”ثم يهبط نبى الله“، دو جگہ ہے: ”فيرغب نبى الله“ چنانچہ اِرشاد ہے:

”يحصر نبى الله عيسى عليه السلام و اصحابه حتّى يكون رأس الثور لأحدهم خيرًا من مائة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبى الله عيسى و اصحابه فيرسل الله عليهم النغف فى رقابهم، فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة، ثم يهبط نبى الله عيسى عليه السلام و اصحابه إلى الأرض فلا يجدون فى الأرض موضع شبر إلّا ملأه زهمهم و نتنهم فيرغب نبى الله عيسى عليه السلام و اصحابه۔۔۔إلخ۔“ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۴۰۱، ۴۰۲، باب ذکر الدجال)

”خدا کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے (یأجوج مأجوج) کے محاصرے میں آجائیں گے، اس وقت گائے کی سری (کھانے کے لئے) سو دِینار سے ان کو بہتر معلوم ہوگی، پھر خدا کے نبی عیسیٰ اور آپ کے ساتھ والے خدا کی جناب میں رغبت (دُعا) کریں گے تو خدا تعالیٰ یأجوج مأجوج کی گردنوں میں پھوڑا پیدا کردے گا، پھر وہ سب کے سب ایسے مرجائیں گے جیسے ایک جان مرتی ہے، پھر خدا کے نبی عیسیٰ پہاڑ سے اُتر آئیں گے اور اپنے ساتھ والوں کو بلائیں گے تو زمین پر بالشت بھر ایسی جگہ نہ پائیں گے جو ان کی نعشوں اور بدبوؤں سے بھری نہ ہوگی، پھر خدا کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے خدا سے دُعا مانگیں گے۔۔۔الخ۔“

یہ الفاظ بھی صاف شاہد و ناطق ہیں کہ جس مسیح کے نزول کا اس حدیث میں ذِکر ہے، وہ اللہ کا نبی ہوگا، نہ کوئی اور نام کا عیسیٰ یا مثالی مسیح۔۔۔!

اور سنن ابوداؤد میں آنے والے مسیح کا ذِکر ہوا ہے تو اس میں بھی آنے والے مسیح کو پہلے ”نبی“ کہا ہے، پھر اس کے نزول کا

ذِکرفرمایاہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: لیس بینی و بینه یعنی عیسٰی علیه السلام نبیٌّ و انه نازل۔“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۱۳۵، باب خروج الدجال)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ میں اور اس میں (یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں) کوئی نبی نہ ہوگا، اور وہ اُترنے والے ہیں۔“

اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہے، نہ کوئی نام کا یا مثالی مسیح۔۔۔!

اس قسم کی روایات(۱) کتبِ حدیث میں اور بہت ہیں، جن میں گروہِ قادیانی کی سابق تأویلات کا دخل نہیں ہے۔ ہاں! ان احادیث کو آپ برملا ”موضوع“ قرار دیں، یا اس میں یہ نئی تأویل کریں کہ: ”آنے والے مسیح کو جو ”نبی“ کہا گیا ہے، تو اس سے قادیانی نبی مراد ہے، کیونکہ وہ محدث ہے، اور محدث بھی ایک قسم کا نبی ہوتا ہے“، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس نبی سے محدث مراد ہوتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نفی نہ کرتے اور نہ فرماتے کہ میرے اور اس کے مابین کوئی نبی نہیں، کیونکہ محدث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح کے درمیان بہت ہوچکے ہیں۔

لیلۃ القدر اور سجود آدم کے ظاہری معانی پر محمول ہونے میں جو اَقوال علمائے اسلام ہیں، ان کی نقل کی اس مقام میں ضرورت نہیں ہے، وہ تمام لوگوں میں معروف ومشہور ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح علیہ السلام، وخروجِ دجال ویأجوج ومأجوج میں قادیانی اور اس کے اَتباع کی تأویل ملحدانہ تحریف ہے، اور تمام اہلِ اسلام میں جو ان احادیث کو صحیح مانتے ہیں، ان کے وہی معنی مراد ہونا مُسلَّم ہے جو ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں۔ قادیانی نے جو اس تأویل وتحریف کو تجدیدِ دِین ومغزِ شریعت قرار دِیا ہے، یہ اس کے اِلحاد پر ایک اور دلیل ہے، تجدیدِ دِین یہ نہیں ہے کہ عقائد ومسائلِ اسلام کے ایسے معانی کئے جائیں جو نہ صحابہؓ کے خیال میں آئے ہوں نہ تابعینؒ کے، اور نہ ظاہر الفاظ نصوص سے سمجھ میں آتے ہوں اور نہ قرونِ ثلاثہ(۲) میں تسلیم کئے گئے ہوں۔ ایسے معانی کا بیان تو ”اِحداث“ کہلاتا ہے، بلکہ تجدید کے معنی یہ ہیں کہ جو اُصول ومسائل (عقائد واعمال) اَدلّہ شرعیہ سے ثابت ہوں اور قرونِ ثلاثہ میں تسلیم کئے گئے ہوں، مگر لوگوں کی غفلت یا ناواقفی سے متروک ومہجور ہوگئے ہوں، ان کو اَزسرِنو زِندہ کرکے رواج دِیا جائے، اس پر دلیل یہ ہے کہ تجدیدِ دِین کا حکم وارِد ہے، اور اِحداث سے ممانعت آچکی ہے، ان دونوں کو باہم متوافق کرنے سے صاف ثابت ہے کہ تجدیدِ دِین اسی صورت سے مطلوبِ شارع ہے جس میں اِحداث نہ پایا جائے۔ اور قادیانی کا یہ کہنا کہ تجدیدِ دِین ظاہری علوم سے نہیں ہوسکتی، یہ اس

(۱) ابن ماجه ص:۲۹۹، باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے تجھے دُنیا میں بھیجوں گا، پھر میں اُتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔

(۲) یعنی زمانۂ صحابہ کرامؓ، عہدِ تابعینؒ اور عہدِ تبع تابعینؒ۔ (ع-ح)۔

کے اِلحاد پر ایک اور دلیل ہے، ''تجدید'' اِحیاء وترویجِ اُصول ومسائلِ اسلام کا نام ہے، تو ظاہری علوم اسلام اور علوم مسائل اسلامیہ کے بغیر ممکن نہیں ہے، اِلحادات اور باطنیہ خیالات کی اِشاعت تجدید ہوتی تو وہ ظاہری علوم کے بغیر بھی ممکن تھی۔

قادیانی اور اس کے اَتباع نے جو آنے والے مسیح کی بعض ایسی صفات بیان کی ہیں جو ان کے زعم میں حضرت مسیح علیہ السلام میں نہیں پائی جاتیں، صرف قادیانی میں پائی جاتی ہیں، ان کے بیان میں انہوں نے کذب وتدلیس سے خوب کام لیا ہے، اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دِکھایا ہے۔ آنے والے مسیح کی نسبت یہ کہیں بیان نہ ہوا تھا کہ وہ فارسی الاصل ہوگا، اور نہ یہ ثابت ہے کہ مغل لوگ (جن میں قادیانی صاحب ہیں) فارسی الاصل ہیں۔ ایسا ہی کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آنے والا مسیح صرف ایک مسلمان اُمتی ہوگا اور نبی نہ ہوگا، یہ بات صرف قادیانی اور اس کے حواریوں کی من گھڑت ہے، جس کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال وجواب وضع کرکے اس سے نکالا ہے، جس کا بیان صورتِ مسئولہ میں کافی ہوچکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو متعدد حدیثوں میں آنے والے مسیح کو نبی قرار دیا ہے، جیسے منقول ہوا، آنے والے مسیح کے بالوں کا سیدھا ہونا اور رنگ کا گندم گوں ہونا جو انہوں نے بیان کیا ہے، یہ حضرت مسیح بن مریم میں پایا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح بن مریم کا بھی حلیہ بیان کیا ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وارانی اللیل عند الکعبة فی المنام فإذا رجل آدم کأحسن ما تری من آدم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر یقطر رأسه ماء واضعًا یدیه علٰی منکبی رجلین وهو یطوف بالبیت، فقلت: من هٰذا؟ فقالوا: هٰذا المسیح بن مریم۔''

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۸۹، باب وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ)

''میں نے (خواب میں) ایک خوبصورت شخص گندم رنگ، سیدھے بال والے کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ: یہ مسیح بن مریم ہے۔''

ہاں مجاہد کی حدیث میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی بخاری (ایضاً) میں ہے، مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ وجعد دیکھا، اس حدیث کی دستاویز سے قادیانی اور اس کے حواریوں نے یہ اِفترا کیا ہے کہ عیسیٰ یا مسیح بن مریم دو ہیں، ایک حضرت عیسیٰ بن اِسرائیل جن کو سرخ اور جعد کہا گیا ہے، دُوسرا آنے والا عیسیٰ یا مسیح بن مریم جس کو گندم رنگ اور سیدھے بالوں والا کہا گیا ہے، اور وہ آپ (قادیانی) ہیں۔ مگر یہ نہ سوچا کہ یہ لفظی اِختلاف یوں رفع ہوسکتا ہے، اور علمائے اسلام نے رفع کردیا ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ گندم رنگ وسیدھے بال والے تھے، ایک روایت میں جو اُن کو سرخ رنگ اور جعد کہا گیا ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ ان کا گندمی رنگ مائل بہ سرخی تھا اور جعودت آپ کے جسم میں تھی نہ بالوں میں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرمایا ہے کہ: سالم کی روایت میں ہے:

''ووقع فی روایة سالم الآتیة فی نعت عیسٰی ''انه آدم سبط الشعر'' وفی الحدیث الذی قبله فی نعته انه جعد، والجعد ضد السبط، فیمکن ان یجمع بینهما بأنه سبط الشعر

و وصفه لجعودة فی جسمه لا شعره و المراد بذالک اجتماعه و اکتنازه، و هٰذا الإختلاف نظیر الإختلاف فی کونه آدم أو أحمر، و الأحمر عند العرب الشدید البیاض مع الحمرة، و الأدم الأسمر، و یمکن الجمع بین الوصفین بأنه أحمر لونه بسبب کالتعب و هو فی الأصل الأسمر و قد وافق ابو هریرة علیٰ ان عیسیٰ أحمر۔“

(فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۶، باب وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ طبع دار نشر الکتب الإسلامیة، لاهور)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو سیدھے بال والا کہا ہے، اور اس سے پہلی حدیث میں آیا ہے کہ وہ جعد تھے، جو اس کی ضد ہے، مگر ان دونوں روایتوں میں یوں موافقت ہوسکتی ہے کہ آپ کے بال تو سیدھے تھے، مگر جعد ہونے کا جو ذِکر ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ آپ کا بدن جعد یعنی کسا ہوا اور مضبوط تھا، یہ اِختلاف ایسا ہے جیسا کہ آپ کی رنگت کی نسبت اِختلاف ہوا ہے، وہ گندم رنگ تھے یا سرخ رنگ، جس سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ وہ تھے تو گندم رنگ مگر کسی سبب سے وہ رنگ سرخ ہوگیا تھا۔“

عبدالرحمن بن آدم کی روایت میں ہے:

”و قد وقع فی روایة عبدالرحمٰن بن آدم عن ابی هریرة فی نعت عیسیٰ: انه مربوع إلی الحمرة و البیاض۔“

(فتح الباری ج:۶ ص:۴۸۶، باب وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ طبع دار نشر الکتب الإسلامیة، لاهور)

”ان کے رنگ میں سرخی وسپیدی دونوں موجود تھیں۔“

کرمانی نے شرح بخاری میں کہا ہے:

”و یجوز ان یأوّل و یجمع بینهما بأنه لیس احمر صرافا بل هو مائل إلی الأدمة۔“

(حاشیہ بخاری ج:۱ ص:۴۸۹، حاشیہ نمبر ۱۳)

”حضرت عیسیٰ کو سرخ و گندم رنگ کہنا یوں جمع ہوسکتا ہے کہ وہ صرف سرخ نہ تھے، بلکہ سرخ رنگ مائل بہ گندم گونی تھے۔“

اس اِختلاف کی نظیر حضرت موسیٰ کی نعت میں دو متضاد صفتوں جسیم اور خفیف کا ورود ہے، جس کو باہم یوں متوافق کیا گیا ہے:

”لا مانع ان یکون مع کونه خفیف اللحم جسیمًا بالنسبة لطوله فلو کان غیر طویل لاجتمع لحمه و کان جسیمًا۔“ (فتح الباری ج:۶ ص:۳۵۰، باب ایضًا، طبع ایضًا)

”وہ بلحاظ طول قامت جسیم تھے، وہ چھوٹے قد کے ہوتے تو بھاری معلوم ہوتے۔“

اس اِختلاف سے کوئی یہ نہیں نکالتا کہ حضرت موسیٰ دو تھے، ایک جسیم، دُوسرے خفیف۔۔۔!

اس کی دُوسری نظیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و حلیہ میں یہ اِختلافِ لفظی ہے کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو اَبیض (گورے رنگ والا) کہا گیا، چنانچہ بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ابوطالب کا شعر منقول ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَبیض کہا گیا ہے:

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ عصمة للأرامل

(بخاری ج:۱ ص:۱۳۷، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا)

اور شمائل ترمذی میں ہے:

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابیض کأنما صیغ من فضة۔“

(شمائل ترمذی ص:۴، طبع کتبه خانہ رشیدیه، دهلی)

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربعة۔۔۔۔۔اسمر اللون۔“ (ایضًا)

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربوعًا۔“ (ایضًا)

”لم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدا رجلا۔“ (ایضًا)

کہ آپ ایسے گورے تھے کہ گویا چاندی سے بنائے گئے۔ اور دُوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندم رنگ تھے۔ چنانچہ شمائل ترمذی میں موجود ہے۔ اس اِختلاف کو یوں ہی متوافق کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے، مگر مائل بسرخی، جس سے گندم گونی پیدا ہوگئی تھی، چنانچہ اور روایت میں صریح آچکا ہے۔

ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو سیدھا بھی کہا گیا ہے، چنانچہ شمائل میں ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ سیدھے بال والے نہ تھے، جس کو یوں ہی باہم متوافق کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بہت سیدھے تھے اور نہ بہت گھونگھر والے، بلکہ ایسے سیدھے تھے کہ ان میں کسی قدر شکن پڑتی تھی۔ مگر اس اِختلافِ رنگ اور موئے نبوی سے بھی کسی نے یہ نہیں نکالا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تھے، ایک گورے رنگ کے، دُوسرے گندمی رنگ، یا ایک سیدھے بال والے، دُوسرے کسی قدر شکن دار بال والے۔ پس اس قسم کے لفظی اِختلاف سے حضرت مسیح کیونکر دو مسیح ہوسکتے ہیں۔۔۔؟

قادیانی نے بڑا غضب ڈھایا ہے کہ حضرت مسیح کے حلیہ کے لفظی اِختلاف کے سبب ایک مسیح کو دو مسیح (ایک سرخ رنگ گھونگھر والے بال کا، دُوسرا گندم گوں سیدھے بال والا) بنادیا، اور یہ بھی نہ سوچا کہ صرف گندم گوں ہونے سے کوئی شخص مسیح نہیں ہوجاتا، جہاں تک کہ بقیہ صفاتِ مسیح اس میں نہ ہوں، گندم گوں ہزاروں مسلمان، بلکہ مذاہبِ غیر کے اَشخاص موجود ہیں، پھر کیا وہ صرف رنگت سے مسیح ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔۔۔!

اَتباعِ قادیانی میں سے کوئی شخص منصف وطالبِ حق ہو تو صرف اس ایک مغالطے کی نظر سے اس کو دجال سمجھے، اور اس کے اِتباع سے دست بردار ہوجائے۔

اور قادیانی کی تجویز ”پاک تثلیث“ نصف عیسائیت ہے، عیسائی لوگ باپ بیٹے اور رُوح القدس کے مجموعے کو تثلیث قرار

دیتے ہیں، قادیانی صاحب خدا کی محبت (باپ) اور بندۂ محبوب کی محبت (ماں) اور ان دونوں سے متولد رُوح القدس کے مجموعے کو تثلیث قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کو عیسائی بنانے میں صرف ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے کہ اس تثلیث کے ساتھ توحید کو بھی ملا دیں اور ان تینوں کو ایک خدا کہہ دیں، جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں، یہ بات آپ اس وقت نہیں کہتے تو آئندہ سال کہیں گے اور لوگوں کو پورا عیسائی بنائیں گے، آپ کا یہ اِرادہ نہ ہوتا تو حرفِ تثلیث آپ کی تحریر میں نہ آتا اور نہ اس کو پاک کہا جاتا۔۔۔!

قادیانی کا بطورِ اِستعارہ ''اِبن اللہ'' کہلانے کو تجویز کرنا پوری عیسائیت ہے۔ نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ (المائدۃ:۱۸)۔ بائبل سے ثابت ہے کہ عیسائیوں نے بھی اِستعارے کے طور پر خدا کے پیارے و مطیع بندوں کو اِبن اللہ کہا ہے اور قرآن میں ان کے اس قول کی حکایت کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، نیز اسی کی طرف مشعر ہے، مگر یہی اِستعارہ ان لوگوں کے مشرک ہوجانے اور مخلوق کو حقیقۃً خدا کا بیٹا قرار دینے کا موجب ہوا تو قرآن و اسلام آیا اور اس محاورے کو اُٹھایا اور بیٹے بیٹی کی نسبت سے (اِستعارہ کے طور پر کیوں نہ ہو؟) خدا تعالیٰ کی پاکی کا اِظہار فرمایا، اب قادیانی صاحب پھر اس محاورے کو مسلمانوں میں قائم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی فکر میں ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔۔!

اور قادیانی کا محدث ہونے کا دعویٰ کرنا، اور اس ذریعے سے ایک قسم کا نبی کہلانا اور ختمِ نبوّت کو نبوّتِ کلی و تشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوّتِ جزئی کے دروازے کو مفتوح کہنا، ان نصوصِ قرآن و حدیث سے انکار ہے جو مطلق نبوّت کو ختم کرتی ہیں، قرآن مجید کی آیت: ''وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' (الاحزاب:۴۰) اپنے اِطلاق و عموم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلق نبوّت کو ختم کرتی اور صاف بتاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جس پر لفظِ ''نبی'' کا اِطلاق ہوسکے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس کلام کے اِطلاق و عموم کے ساتھ بھی مطلق، نبوّت کو ختم کیا ہے، اور خصوصیت کے ساتھ محدثین سابقین اور محدث اُمتِ محمدیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نبی نہ ہونا ظاہر فرمادیا ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں آیا ہے:

''عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: کانت بنو إسرائیل تسوسهم الأنبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی، و انه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء۔''

(بخاری ج:۱ ص:۴۹۱، باب ماذکر عن بنی إسرائیل)

''بنی اِسرائیل کی سرداری انبیاء کرتے، جب کوئی نبی ان میں فوت ہوجاتا تو اس کا جانشین بھی دُوسرا نبی ہوتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، صرف خلفاء ہوں گے۔''

ابوداؤد کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میری اُمت میں تیس شخص ایسے جھوٹے ہوں گے جو نبوّت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں نبیوں کا خاتم ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ہاں میری اُمت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی، جن کو ان کا مخالف ضرر نہ پہنچائے گا، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون، کلهم یزعم انه نبیٌّ، وأنا خاتم النبیین لا نبی

بعدی۔‘‘ (ابو داؤد ج:۲ ص:۱۲۷، کتاب ذکر الفتن و دلائلھا)

ان اِرشاداتِ نبویہ کے جملے: ’’لا نبی بعدی‘‘ میں لفظ نبی نکرہ ہے جو نفی لا کے تحت داخل ہے، اور وہ مفید عموم واِستغراق ہے، اور یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی نہ ہوگا جس پر لفظ نبی بولا جاسکے۔ اب خصوصیت کے ساتھ محدث کا نبی نہ ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ثابت کیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، چنانچہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں آیا ہے:

’’قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لقد کان فیما کان قبلکم من الاُمم ناس محدثون فإن یک فی اُمتی احد فإنہ عمر، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قد کان فیمن قبلکم من بنی إسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء، فإن یک فی امتی منھم احد فعمر۔ قال ابن عباس: من نبی ولا محدث۔‘‘ (بخاری ج:۱ ص:۵۲۱، باب مناقب عمر بن الخطاب)

’’تم سے پہلے اُمتوں میں محدث ہوتے تھے، اس اُمت میں محدث ہے تو وہ عمر فاروق ہے!

یہ بھی آپ سے ان کتابوں میں منقول ہے کہ: تم سے پہلے بنی اِسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہوتے اور وہ خدا سے یا ملائکہ سے ہم کلام (مخاطب) ہوتے، میری اُمت میں ایسا کوئی ہے تو عمر ہے!

اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیت: ’’وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَانَبِیٍّ‘‘ میں لفظ نبی کے بعد یہ لفظ ’’وَ لَا محدث‘‘ بھی پڑھا گیا ہے، اور صحیح مسلم میں لفظ محدث کی تفسیر ملہم سے ہوئی ہے۔‘‘

یہ اقوالِ نبوی صاف وصریح ناطق ہیں کہ پہلی اُمتوں کے محدث باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ یا ملائکہ کے ہم کلام ومخاطب ہوتے تھے، نبی نہ کہلاتے تھے، اب خاص محدث اُمتِ محمدیہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا نبی نہ ہونا آپ کے کلام سے ثابت کیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ ترمذی کی روایت میں آیا ہے:

’’لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب۔‘‘

(ترمذی ج:۲ ص:۲۰۹، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب)

’’میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروق ہوتے۔‘‘

جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں تھے، اور اس لفظ کا اِطلاق ان پر نہیں ہوسکتا باوجودیکہ حدیث مذکورہ بالا میں ان کا محدث ہونا بیان ہوچکا ہے، اور جبکہ آیت قرآن کی عموم واِطلاق سے اور اِرشاداتِ نبویہ کی عموم وخصوص دونوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس پر لفظ نبی کا اِطلاق ہوسکے اور محدثین سابقین اور اس اُمت کے تسلیم شدہ محدث نبی نہ کہلاسکے اور قرآن وحدیث نے اس اَمر کا قطعی فیصلہ کردیا ہے، تو پھر قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ محدث ایک قسم کا نبی ہوتا ہے، وبنائے علیہ وہ خود ایک قسم کا نبی ہے، ان نصوصِ صریحہ کا اِنکار نہیں تو اور کیا ہے؟ قادیانی کا ختم نبوّت کو نبوّت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے جزئی نبوّت اور ایک نوع نبوّت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف مشعر ہے کہ

وہ اپنے آپ کو اَنبیائے بنی اِسرائیل کی مانند (جونئی شریعت نہ لاتے، بلکہ پیروی شریعت سابق کی کرتے اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے، یہی امر اس کے قصیدۂ اِلہامیہ کے اَشعارِ ذیل سے جو اِزالہ میں منقول ہیں سمجھ میں آتا ہے:

حکم است زآسماں بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم
(اِزالہ ص:۱۶۲، خزائن ج:۳ص:۱۸۱)

من میزیم بوحی خدائے کہ بامن ست
پیغام اوست چوں نفسِ روح پرورم
(اِزالہ ص:۱۶۶، خزائن ج:۳ص:۱۸۲)

من نیستم رسول ونیا وردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم وزخداوند منذِرم
(اِزالہ ص:۱۷۸، خزائن ج:۳ص:۱۸۵)

یہ اَبیات صاف پکار رہے ہیں کہ آپ نبی ہیں، صاحبِ وحی ہیں، منذر ہیں، پیغمبر ہیں،(۱) سب کچھ ہیں صرف کسر ہے تو اتنی ہے کہ آپ کوئی نئی کتاب نہیں لائے، بلکہ انبیائے بنی اِسرائیل کی طرح پہلی کتاب کے تابع ہیں اور اس میں عموم وخصوص نصوصِ قرآنیہ ونبویہ مذکورہ بالا سے صاف اِنکار ہے، اور یہ دعوائے نبوّت وتکذیبِ نصوص قادیانی کے دجال وکذّاب ہونے پر بڑی روشن وقوی دلیل ہے۔

(۱) ہرچند ان اَبیات میں آپ نے رسول ہونے کی نفی کی ہے، مگر سرورق اِزالہ اوہام پر اپنے حق میں لفظ ''مرسل یزدانی'' لکھوا کر چھپوا دیا ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ درحقیقت آپ کو رِسالت کا بھی دعویٰ ہے، اور ان اَبیات کی نفی صرف دھوکا دہی ہے۔ اس پر ایک روشن اور قطعی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اِزالہ میں اپنے رسولِ مبشر بزبان حضرت مسیح ہونا آپ نے بزعمِ خود قرآن سے ثابت کیا ہے، چنانچہ فرمایا ہے: ''اس سلسلے کا خاتم باعتبارِ نسبتِ تامہ وہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو اس اُمت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے، اور فرمان: **جعلناک المسیح بن مریم** نے اس کو درحقیقت وہی بنادیا ہے، **وکان اللہ علی کل شیء قدیرًا**، اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے، وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اِشارہ ہے، کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی، اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رُو سے ایک ہی ہیں، اسی کی طرف یہ اِشارہ ہے: **ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**، مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں، بلکہ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جلال وجمال ہیں، لیکن آخری زمانے میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد (خود بدولت) جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے، بھیجا گیا ہے۔'' (اِزالہ ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳)۔ اور جس فرمان کا آپ نے ذِکر کیا ہے وہ اِزالہ میں آپ نے بیان کیا اور فرمایا ہے: ''اس عاجز کا نام مسیح بن مریم رکھ دیا اور اپنے اِلہام میں فرمادیا: **جعلناک المسیح بن مریم**۔'' (اِزالہ ص:۵۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۰۹)۔ یہ عبارت صاف ناطق ہے کہ آپ اپنے آپ کو شہادتِ قرآن سے رسول سمجھتے ہیں، پھر اس بیت میں اپنی رِسالت سے اِنکار مسلمانوں کو دھوکا دینے اور اِلزامِ دعوائے رِسالت سے بچنے کے سوا کیا معنی رکھتا ہے۔۔۔؟

ایسے ہی کاذب مدعیٔ نبوّت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال فرمایا ہے، چنانچہ حدیث مذکور ابی داؤد میں صاف تصریح ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

”لا تقوم الساعة حتّٰی یبعث دجالون کذابون قریبًا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ۔“ (بخاری ج:۱ ص:۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، مسلم ج:۲ ص:۳۹۷، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک کہ تقریباً تیس دجال کذّاب پیدا نہ ہوں گے، جو دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔“

صحیح مسلم میں یہ بھی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یکون فی آخر الزمان دجالون کذّابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فإیّاکم وإیّاھم! لا یضلونکم ولا یفتنونکم!“ (مسلم ج:۱ ص:۱۰، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الاحتیاط فی تحملھا)

”آخر زمانے میں ایسے دجال کذّاب پیدا ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے، جن کو تم نے نہ سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے، ان سے بچتے رہنا! وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور کسی بلا میں نہ ڈال دیں!“

اِمام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا ہے:

”قال ثعلب: کل کذاب فھو دجال، وقیل الدجال المموہ، یقال دجل فلان اذاموہ ودجل الحق بباطلہ ای غطاہ۔“ (شرح مسلم ج:۱ ص:۱۰، باب ایضًا)

”ثعلب نے کہا: جو جھوٹا ہو، وہ دجال ہے، بعض نے کہا: دجال وہ ہے جو باطل پر حق کا ملمع چڑھائے یا حق کو باطل سے ڈھانک دے۔“

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے:

”وقد ظھر مصداق ذالک فی آخر زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخرج مسیلمۃ بالیمامۃ، واسود العنسی بالیمن، ثم خرج فی خلافۃ ابی بکر طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد بن خزیمۃ، وسجاح التمیمیۃ فی بنی تمیم، ۔۔۔۔۔۔۔ وقُتِل الأسود قبل ان یموت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وقُتِل مسیلمۃ فی خلافۃ ابی بکر، وتاب طلیحۃ ومات علی الإسلام علی الصحیح فی خلافۃ عمر، ونقل ان السجاح ایضًا تابت، واخبار ھٰؤلاء مشھورۃ عند الأخباریین، ثم کان اوّل من خرج منھم المختار بن ابی عبید الثقفی غلب علی الکوفۃ فی اوّل خلافۃ بن الزبیر فأظھر محبۃ أھل البیت ودعا الناس إلٰی طلب قتلۃ الحسین فتبعھم فقتل کثیر ممن باشر ذالک

او اعان علیه فأحبه الناس، ثم انه زین له الشیطان ان ادعی النبوة وزعم ان جبریل یأتیه فروی ابو داؤد الطیالسی بإسناد صحیح عن رفاعة بن شداد قال: کنت ابطن شیء بالمختار فدخلت علیه یومًا فقال: دخلت وقد قام جبریل قبل من هٰذا الکرسی، وروی یعقوب بن سفیان بإسناد حسن عن الشعبی ان الأحنف بن قیس أراه کتاب المختار إلیه یذکر انه نبی، وروی ابوداؤد فی السُنن من طریق إبراهیم النخعی قال: قلت لعبیدة بن عمرو: اتری المختار منهم؟ قال: اما انه من الرؤوس وقتل المختار سنة بضع وستین۔ ومنهم الحارث الکذاب خرج فی خلافة عبدالملک بن مروان فقتل، وخرج فی خلافة بنی العباس جماعة۔''

(فتح الباری ج:۶ ص:۶۱۷، باب علامات النبوة فی الإسلام، طبع دار نشر الکتب الإسلامیة، لاھور)

''اس حدیث کا صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے آخر زمانے میں ظاہر ہو چکا ہے، یمامہ میں مسیلمہ کذّاب ایسا نکلا، یمن میں اسود عنسی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلیحہ اور سجاح نکلے۔ اسود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے پہلے مارا گیا، اور مسیلمہ خلافتِ ابوبکرؓ میں، اور طلیحہ تائب ہوا اور اِسلام کی حالت میں مرا، اور سجاح بھی تائب ہوئی، ان کے حالات اہلِ تاریخ جانتے ہیں۔ ان سب کے بعد پہلے مختار بن عبید نکلا، اس نے ابنِ زبیرؓ کی شروع خلافت میں کوفہ پر غلبہ پایا، سو پہلے تو اس نے محبتِ اہلِ بیت کا اِظہار کیا، اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا، پھر یہ دعویٰ کیا کہ میرے پاس جبریل آتے ہیں، چنانچہ ابوداؤد طیالسی نے رفاعہ سے نقل کیا ہے کہ: میں ایک دن مختار کے پاس گیا تو وہ بولا کہ ابھی اس کرسی سے جبریل اُٹھ کر گئے ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ احنف بن قیس نے ان کو مختار کا ایک خط دِکھایا جس میں اس نے اپنی نبوّت کا ذِکر کیا تھا، ابوداؤد نے سنن میں عبیدہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ مختار ان مدعیانِ نبوّت کا سردار تھا، یہ مختار ۶۰ھ میں مارا گیا، اور من جملہ ان کے حارث کذّاب ہے، جو خلافتِ عبدالملک بن مروان میں نکلا اور مارا گیا۔''

غلام احمد قادیانی کا یہ بھی حال سنا گیا ہے کہ وہ اپنے مریدوں میں بیٹھ کر دعویٰ کیا کرتا ہے کہ جبریل میرے سامنے کھڑے ہیں،(۱) جو کچھ مجھ سے کہتے ہیں میں وہی لوگوں کو سناتا ہوں۔

اس اِلزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں:

اوّل:۔۔۔ یہ کہ ہرچند قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے، مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوّت کا دُوسرا نام محدثیت

(۱) جبریل کے سامنے کھڑے ہونے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ جبریل کی عکسی تصویر کھڑی ہے، نہ ذاتِ جبریل، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ جبریل سے وہ عکسی تصویر مراد لیتے ہیں، یا شاید اپنے پاس جبریل کا بذاتِ خود آنا جائز رکھتے ہوں، مگر یہ آپ کے اس اُصول کے برخلاف ہے کہ: ''جبریل اپنے ہیڈکوارٹر سے جدا نہیں ہوتا''۔۔۔!

ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نبوّت کے دعوے سے محدثیت کا دعویٰ مراد ہے، نہ حقیقۃً اور معنیً نبی ہونے کا دعویٰ۔ اس میں اس پر زیادہ سے زیادہ اِلزام قائم ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے حق میں لفظ نبی کا اِطلاق کیا اور اس میں الفاظ نصوصِ مذکورہ کا خلاف کیا، نہ یہ اِلزام کہ وہ حقیقۃً نبوّت کا مدعی ہے۔

عذرِ دوم:۔۔۔ یہ کہ ان احادیث میں ان لوگوں کو دَجال و کذّاب کہا گیا ہے جو نبوّتِ خاتم النّبیین کے مقابلے میں نبوّت کا دعویٰ کریں اور مستقل ہی کہلاویں، جیسے مسیلمہ کذّاب اور اَسود وغیرہ سے وقوع میں آیا ہے، اور قادیانی تو نبوّتِ مستقلہ کا دعویٰ نہیں کرتے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ دعوائے نبوّت کرتے ہیں، لہٰذا وہ ان احادیث کے مصداق نہیں ہوسکتے اور نہ دجال کذّاب کہلانے کے مستحق ہیں۔

ان دونوں عذر میں سے پہلے عذر کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے کہ جس نبوّت کا اس کو دعویٰ ہے، اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا، اس کا دُوسرا نام محدثیت ہے، اور اسی محدثیت کے معنی سے نبوّت کا وہ مدعی ہے، مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کردی ہے کہ اس سے بجز نبوّت اور کچھ مراد نہیں ہوسکتا۔

اس کی عبارت توضیح مرام میں منقول ہے، صاف تصریح ہے کہ:

> ''محدث جزئی طور پر ایک نبی ہی ہے، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، اُمورِ غیبیہ اس پر کھولے جاتے ہیں۔۔۔۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مأمور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآوازِ بلند ظاہر کرے اور اس سے اِنکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سِزا ٹھہرتا ہے، اور نبوّت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اُمورِ متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔۔۔ اِلٰی ان قال: ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ۔''

(توضیح مرام ص:۱۸، ۱۹، خزائن ج:۳ ص:۶۰، ۶۱)

جس سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ مرزا کے نزدیک محدث کے وہی معنی اور اس کی وہی حقیقت ہے جو نبی کے معنی اور حقیقت ہے، اور محدث اور نبی آپ کے نزدیک صدق و تحقق میں مساوی ہیں۔ یا نبی عام ہے اور محدث ایک نوع خاص، اور اس سے یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے صرف لفظی نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا، اور اس میں صرف لفظی غلطی کا اِرتکاب نہیں فرمایا، بلکہ آپ معنیً نبوّت کو اپنی ذات شریف میں متحقق سمجھتے ہیں اور حقیقۃً اور معنی نبی ہونے کے مدعی ہیں، اور عبارتِ منقولہ سابقہ میں آپ کا مرسل رسول کہلوانا بھی اس کا مؤید ہے۔

دُوسرے عذر کا جواب یہ ہے کہ نبوّت جس کے مدعی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کہا ہے، نبوّتِ مستقلہ سے مخصوص نہیں، یہ تخصیص نہ احادیثِ مذکورہ میں وارِد ہے اور نہ اور کہیں اس کا وجود ہے، اور اِطلاق نصوصِ مذکورہ سے صاف ثابت ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّتِ غیر مستقلہ کا مدعی بھی ویسا ہی دجال وکذّاب ہے جیسا کہ مدعیٔ نبوّتِ مستقلہ۔ اور ابوداؤد کی حدیثِ مذکور اپنے سیاق وصراحت سے بتارہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نبی بھی نہ ہوں گے، جیسے بنی اِسرائیل میں ہوتے تھے، جو نئی شریعت لاتے، بلکہ پچھلی شریعت کی پیروی کرتے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی نبیوں کو ذِکر فرماکر اپنے بعد نبی آنے کی نفی کی ہے۔

اس حدیث کا سیاق اور اَحادیثِ سابقہ کا اِطلاق صاف بتارہا ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے اور نبی کہلائے، گو دعوائے اِستقلال نبوّت نہ کرے، بلکہ پیروی خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعی ہو، وہ دجال وکذّاب ہے، اور اَحادیثِ مذکورہ کا مصداق۔ قادیانی صاحب ان احادیث کے اِطلاق وسیاق میں بلادلیل تخصیص کریں گے اور نبی غیر مستقل کہلاکر ان احادیث کے مضمون سے اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دیں گے تو یہ ان کے دجال ہونے پر ایک اور دلیل قائم ہوگی۔

علاوہ بریں قادیانی کا یہ دعویٰ اِتباعِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عدم اِستقلال دعوائے رِسالت بھی چند روز تک ہی معلوم ہوتا ہے، جب آپ کا یہ دعوائے نبوّت تبعی غیر اِستقلالی آپ کے مریدوں میں بلاخلاف مانا گیا تو دعوائے نبوّت مستقلہ بھی آپ سے بعید نہیں ہے، جیسا کہ مختار سے وقوع میں آیا تھا، چنانچہ فتح الباری کی عبارت میں گزرا اور ایسا ہی دجالِ موعود سے وقوع میں آئے گا، چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے:

”واما الذی یدعیه فإنه یخرج اوّلًا فیدعی الإیمان والصلاح ثم یدعی النبوة ثم یدعی الإلٰهیة کما اخرج الطبرانی من طریق سلیمان بن شهاب قال: نزل علی عبدالله بن المعتمر وکان صحابیًا فحدثنی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: الدجال لیس به خفاء یجیی من قبل المشرق فیدعوا إلی الدین فیتبع ویظهر، فلا یزال حتّٰی یقدم الکوفة فیظهر الدین ویعمل به فیتبع ویحث علٰی ذٰلک ثم یدعی انه نبی فیفرغ من ذالک کل ذی لب ویفارقه، فیمکث بعد ذٰلک فیقول: انا الله، فتغشی عینه وتقطع اذنه ویکتب بین عینیه کافر۔“

(فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۱، باب ذکر الدجال، طبع دار نشر الکتب الإسلامیة، لاهور)

”دجال پہلے لوگوں کو دِینِ اسلام کی طرف بلائے گا، جب لوگ اس کے اس دعوے کے سبب پیرو ہوجائیں گے اور کوفہ وغیرہ میں اس کا تسلط اور تغلب ہوجائے گا، تو وہ پھر دعوائے نبوّت کرے گا، جس سے عقل مند لوگ گھبرائیں گے اور اس سے جدا ہوں گے، پھر وہ دعوائے خدائی کرے گا، اس وقت اس کی آنکھ پر جھلی پیدا ہوگی، یعنی وہ کانا ہوگا، اور اس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا جائے گا۔“

ایسا ہی قادیانی سے ڈر لگتا ہے کہ اب تو اس کو دعوائے نبوّتِ تبعی ہے، پھر دعوائے نبوّتِ مستقلہ ہوگا، پھر دعوائے اُلوہیت، یہ گمان آپ کے حق میں بلابرہان نہیں ہے، آپ کے سابق حالات اس گمان پر روشن دلائل ہیں۔

زمانۂ تالیف براہین احمدیہ میں آپ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جو پیشین گوئی غلبہ دِینِ اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں

وارِد ہے، حضرت مسیح اس کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں اور ہم (خود بدولت) رُوحانی اور معقولی طور پر اس کے مصداق ہیں، اور فرمایا کہ: ''جس غلبۂ کامل دِینِ اسلام کا اس پیشین گوئی میں وعدہ کیا گیا ہے، وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا، اور جب آپ دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تب آپ کے ہاتھ سے دِینِ اسلام جمیع اَقطارِ عالم میں پھیل جائے گا'' (دیکھو براہین احمدیہ ص:۴۹۸، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)۔

یہ بات آپ کی مسلمانوں میں مانی گئی تو آپ اب یہ فرمار ہے ہیں کہ مسیح گئے گزرے اور مرگئے، اب وہ دُنیا میں نہیں آسکتے اور جو پیشین گوئیاں مسیح کے حق میں وارِد ہیں، وہ سربسر آپ کے حق میں ہیں اور آپ ہی ان کے مصداق ہیں، پس اگر ایسا ہی چندروز کے بعد دعوائے نبوّتِ مستقلہ بلکہ اُلوہیتِ کاملہ آپ سے ظہور پائے تو کون سے تعجب کا محل ہے۔۔۔؟

اس دعوائے نبوّتِ مستقلہ کرنے کا زمانہ آئندہ میں آپ کی نسبت کوئی گمان نہ کرے، تو وہی نبوّتِ تبعی اور جزئی (جس کے اب آپ برملا مدعی ہیں) آپ کے دجال ہونے کے لئے کافی دلیل ہے، نصوصِ مذکورہ صاف فیصلہ کرتی ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوّت کرے (محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو) وہ دجال و کذّاب ہے۔۔۔!

اس میں بھی کسی کو اِشتباہ رہے تو اس کی فہمائش کے لئے صحیح مسلم کی دُوسری حدیث اس کے دجال ہونے پر کافی دلیل ہے،[(۱)] اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ: جو شخص ان کو ایسی باتوں (یعنی دین کے متعلق) سناوے جو اُن کے بزرگوں سے نہ پہنچی ہوں، تو وہ دجال ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اُصولِ دِین اور مسائلِ اِعتقادیہ میں ایسی باتیں کہتا اور قرآن و حدیث کے ایسے معنی بیان کرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَصحابِ کبار کے خواب میں بھی نہ آئے تھے، اور نبوّت ختم شدہ کو نبوّتِ کلی اور تشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوّتِ جزئی و غیرتشریعی کو اپنے لئے تجویز کرنا، اسی قسم سے ہے، پھر اس کے دجال و کذّاب ہونے میں کیا شک ہے۔۔۔؟

قادیانی نے جو اپنے عقیدۂ کفریہ بدعیہ پر حدیثِ مبشرات سے اِستدلال کیا ہے، وہ اس کے عقیدے کا مثبت نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کی بے علمی و نافہمی پر ایک روشن دلیل ہے۔ اس حدیث میں مبشرات یعنی مؤمنوں کے سچے خوابوں کو نبوّت کا ایک جزو قرار دِیا ہے،[(۲)] نہ ایک نوعِ نبوّت یا جزئی نبوّت۔ اور یہ ظاہر ہے اور ادنیٰ اہلِ علم کو معلوم ہے کہ جزء اور ہے، جزئی اور، کسی چیز کی جزء پر اس کے کل کا حقیقۃً اِطلاق نہیں ہوسکتا، اور جزئی پر کلی کا اِطلاق حقیقۃً ہوتا ہے، جزئی میں کلی کا پورا تحقق ہوتا ہے، ایسا ہی نوع میں جنس مع فصل پوری پائی جاتی ہے، بلکہ خارج اور نفس الامر میں جزئی ہی موجود اور اپنی کلیات کا کل ہوتی ہے، اور کلیات اس کے اجزاء ہوتے ہیں،

---

(۱) الصحیح لمسلم ج:۱ ص:۱۰، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) چنانچہ بخاری ج:۲ ص:۱۰۳۵ الرؤیا الصالحۃ کی حدیثِ مرفوع میں آیا ہے کہ: مؤمن کا خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اور ابنِ ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ: نبیوں کے خواب وحی ہیں، یعنی وحیٔ نبوّت کی ایک نوع۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرق کرنا اور مؤمنوں کے خواب کو جزءِ نبوّت اور نبیوں کے خواب کو وحی (یعنی نوعِ وحیٔ نبوّت) قرار دینا صاف مشعر ہے کہ مؤمنوں کے خواب نبوّت نہیں ہیں، بلکہ وہ جزءِ نبوّت ہیں۔ قادیانیو! سمجھو! سمجھ نہ ہو تو کسی اہلِ علم سے دریافت کرو۔۔۔!

اور یہ اُمور جزء میں پائے نہیں جاتے، نہ ان میں کل کا پورا تحقق ہوتا ہے، نہ وہ کل کا کل ہوتی ہے، لہٰذا کوئی عقل مند جزء کو جزئی یا کلی کا ایک نوع نہیں کہہ سکتا، مثلاً: حقیقت انسان کی جزء حیوان کو کوئی شخص انسان نہیں کہہ سکتا، اور نہ اس کو جزئی انسان یا ایک نوعِ انسان قرار دے سکتا ہے۔

کوئی شخص صرف شکر یا سرکہ کو سکنجبین نہیں کہہ سکتا، اور نہ ان اجزاء کو سکنجبین کا ایک قسم قرار دے سکتا ہے، قادیانی نے اپنی بے علمی اور نافہمی سے اس بات کو نہیں سمجھا، اور جزء نبوّت کو نوعِ نبوّت اور نبوّتِ جزئی قرار دِیا ہے، اور اِنکارِ نصوصِ ختمِ نبوّت کا اِرتکاب کیا۔ ریاست بھوپال کا ملازم محمد احسن امروہی جو قادیانی کو علوم وحقائق کا دریائے ناپیدا کنار سمجھتا اور اپنے رسالے اعلام میں اس کے حق میں لکھ چکا ہے: ''ولا ینتھی بحرہ الذی لا ساحل له'' وہ اس بات کو غور سے سمجھے اور اَب بھی اس کو بے علم سمجھ کر اس کے اِتباع سے ہاتھ اُٹھائے، ورنہ تھوڑے دِنوں کے بعد وہ سخت پچھتائے گا اور آخر اس کی اِتباع سے دست بردار ہوجائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ!

اور قادیانی کا حضرت عیسیٰ مسیح کا سولی پر چڑھایا جانا تجویز کرنا نصِ قرآن: ''وَمَاقَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ'' (النساء:۱۵۷) سے اِنکار ہے، اور اس میں آپ نے نیچریوں کی تقلید کی ہے، جو عیسائیوں کے مقلد ہیں۔ تفسیر نیچری [۱] نکالو اور اس اَمر کی تصدیق کرلو۔۔۔!

ایسا ہی قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے بتأویل اِنکار کرنا، قرآن کا اِنکار کرنا ہے، اور ان کی تأویلات میں نیچریوں کا اِتباع ہے، اس بات میں قادیانی کا قانونِ قدرت سے اِستشہاد کرنا بھی اسی اِعتقادِ نیچریت کو ظاہر کرنا ہے، انسان کا تجربہ اور مشاہدہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا قانون نہیں ہوسکتا، اور اس کی قدرت انسان کے تجربے ومشاہدے میں محدود نہیں ہوسکتی، اس بات کا قادیانی خود پہلے مقر ہوچکا ہے اور اپنی کتاب میں اپنے تجربے کو قانونِ قدرتِ خداوندی قرار دینے کو کفر وبے ادبی وبے اِیمانی کہہ چکا ہے، (سرمہ چشم آریہ ص:۱۷، خزائن ج:۲ ص:۶۵)۔

اور قادیانی کا بعض احادیثِ صحیحین کو موضوع کہنا، بدعت وضلالت ہے، اور ان تمام اہلِ اسلام کے مخالف جو اَحادیثِ صحیحین کو مانتے ہیں، حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:

> ''اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علٰی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانھما متواتران إلٰی مصنفیھما وانه کل من یھون امرھما فھو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ ج:۱ ص:۱۳۴، باب طبقات کتب الحدیث)
>
> ''صحیحین کی مرفوع ومتصل حدیثوں کے صحیح ہونے اور ان کتب کے مؤلفوں تک بتواتر پہنچ جانے پر محدثوں کا اِتفاق ہوچکا ہے، اور اس اَمر پر ان کا اِتفاق ہے کہ جو شخص ان کی شان کی توہین کرے، وہ بدعتی ہے، مؤمنوں کی راہ کے مخالف راہ کا پیرو۔''

(۱) سرسیّد احمد خان کی تفسیر جو خود کو نیچر کا متبع کہتے تھے، جس کی وجہ سے ان کو ''نیچری'' کہا جاتا تھا۔

اور قادیانی کا کشف کے ذریعے سے حدیث صحیح بخاری کو موضوع قرار دینا اور بھی گمراہی ہے، غیر نبی کا کشف والہام حجتِ شرعی نہیں ہے، چنانچہ شرح عقائد نسفی (ص:۲۲) میں ہے:

”والإلهام المفسر بإلقاء معنى فى القلب بطريق الفيض ليس من اسباب المعرفة بصحة الشيء عند أهل الحق۔“

”اِلہام جس کی تفسیر یہ ہے کہ کسی کے دِل میں بطور فیض کچھ اِلقاء ہو، اہلِ حق (یعنی اہلِ سنت) کے نزدیک حقیقتِ اشیاء کے علم ومعرفت کا وسیلہ نہیں ہے۔“

ایسا ہی تلویح وغیرہ کتبِ اُصول میں ہے، تو پھر وہ ایک حجتِ شرعی (یعنی حدیثِ صحیح) کا مبطل کیونکر ہوسکتا ہے؟ وہ خود اپنی صحت وقبولیت میں توافقِ قرآن وحدیث کا محتاج ہے۔

اور قادیانی کا حدیث کو مفسرِ قرآن نہ ماننا، ضلالت اور اہلِ بدعت کی علامت ہے، اہلِ سنت میں مُسلَّم ہے کہ حدیث، قرآن کی تفسیر ہے اور اس کے اِجمال کی مبین۔

سنن دارمی (ج:۱ ص:۱۴۴) میں ”باب السُّنَّة قاضية علٰى كتاب الله“[1] عقد کیا ہے اور اس میں ایک حدیثِ مرفوع نقل کی ہے، پھر بعینہٖ یہ قول اِمام یحییٰ ابن کثیر سے نقل کیا ہے، اور دارمی (ج:۱ ص:۴۹) ”باب التورع عن الجواب فيما ليس فيه كتاب ولا سُنَّة“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

”عن عمر ابن الخطاب قال: انه سيأتى ناس يجادلونكم بشبهات القرآن، فخذوهم بالسُّنن، فإن اصحاب السُّنن اعلم بكتاب الله۔“

”لوگ قرآن کی متشابہ آیات یعنی جن کی کئی وجوہ سے تفسیر ہوسکتی ہو، تمہارے سامنے پیش کریں گے، تم ان کو اَحادیثِ نبویہ سے پکڑنا، کیونکہ قرآن کو بہتر جاننے والے اہلِ حدیث ہیں۔“

اور اِمام شعرانی نے منہج میں کہا ہے:

”اجتمعت الاُمَّة علٰى ان السُّنَّة قاضية علٰى كتاب الله“

”اُمتِ محمدیہ کا اس پر اِتفاق ہے کہ سنت، کتابُ اللہ کی وجوہاتِ مختلف کا فیصلہ کرنے والی ہے۔“

اور قادیانی کا اپنے اِتباع کو مدارِ نجات ٹھہرانا اور اس سے اِنکار کو موجبِ ہلاکت کہنا بھی سخت گمراہی ہے، اور اس میں بھی اس کا اپنے حق میں در پردہ نبوّت کا دعویٰ ہے، کیونکہ یہ دعویٰ صرف انبیاء علیہم السلام کو پہنچتا ہے، جو سوءِ خاتمہ سے مأمون ہیں، دُوسروں کو۔۔۔ولی کیوں نہ ہوں۔۔۔اپنی نجات وحسنِ خاتمہ کا یقین نہیں ہے، تو وہ دُوسروں کو نجات کا یقین کیونکر دِلا سکتے ہیں۔۔۔؟

صحیح بخاری میں اکابر صحابہؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنے اُوپر نفاق کا ڈر رکھتے تھے، چنانچہ ابنِ ابی ملیکہؒ سے روایت ہے:

(۱) یعنی حدیث، قرآن مجید کی مختلف وجوہات کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

"قال ابن ابی ملیکة: ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کلهم یخاف النفاق علٰی نفسه۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۲، باب خوف المؤمن ان یحبط عمله)

"انہوں نے کہا: میں نے تیس اصحابِ نبوی کو پایا، یعنی دیکھا، وہ سب کے سب اپنے حق میں نفاق کا ڈر رکھتے تھے۔"

اور مشکوٰۃ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ مقبرے میں جاتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہوجاتی۔ اسی نظر سے علمائے اسلام نے کہا ہے کہ ایمان بین الرجاء والخوف چاہئے، شرح عقائد میں ہے:

"والأمن من اللّٰہ تعالٰی کفر لأنه لا یأمن مکر اللّٰہ إلّا القوم الخاسرون۔"

(شرح عقائد ص:۱۶۹، طبع مکتبہ خیر کثیر)

"خدا کے مؤاخذے سے بے خوف ہوجانا کفر ہے، قرآن میں ارشاد ہے: خدا تعالیٰ سے وہی لوگ بے ڈر ہوتے ہیں جو خسارے میں ہیں۔"

اور اس میں ہے:

"لا یبلغ ولی درجة الأنبیاء، لأن الأنبیاء معصومون مأمونون عن خوف الخاتمة۔"

(شرح عقائد ص:۱۶۴)

"ولی، انبیاء کے درجے کو نہیں پہنچتے، کیونکہ انبیاء خاتمہ بُرا ہونے سے بامن ہوتے ہیں۔"

اور شرح فقہ اکبر میں ہے:

"ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مات علی الإیمان ولیس هٰذه النسخة فی اصل شارح تصدر لهٰذا المیدان لکونه ظاهرًا فی معرض البیان ولا یحتاج ذکره لعلوه صلی اللّٰہ علیه وسلم فی هٰذا الشأن ولعل مرام الامام علٰی تقدیر صحة ورود هٰذا الکلام انه صلی اللّٰہ علیه وسلم من حیث کونه نبیًّا من الأنبیاء علیهم السلام وهم کلهم معصومون عن الکفر فی الإبتداء والإنتهاء نعتقد انه مات علی الإیمان واما غیره من الأولیاء والعلماء والأصفیاء بالأعیان فلا نجزم بموتهم علی الإیمان وإن ظهر منهم خوارق العادات وکمال الحالات وجمال انواع الطاعات فإن مبنی امره علی الإیمان وهو مستور علٰی افراد الإنسان ولهٰذا کانت العشرة المبشرة وأمثالهم خائفین من إنقلاب احوالهم وسوء مآلهم فی آمالهم۔"

(شرح فقه اکبر ص:۱۳۱، طبع مجتبائی دهلی ۱۳۴۸ھ)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے، اس مسئلے کا بیان اہم مقام میں اس امر کے اظہار کی غرض سے ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نبی ہیں اور نبی سب کے سب ابتدائے عمر سے

اِنتہا تک کفر سے محفوظ ہوتے ہیں، لہٰذا ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ کا خاتمہ اِیمان پر ہوا ہے۔ ان کے سوا اور ولیوں کے اِیمان پر خاتمہ ہونے کا ہم یقین نہیں کرسکتے، اگرچہ ان سے کرامات وکمال حالات اور انواعِ طاعات ظاہر ہوں، کیونکہ یہ یقین تب ہو جبکہ ان کا اِیمان یقینا ثابت ہو، اور یہ اِیمان لوگوں پر مخفی رہتا ہے، اسی وجہ سے عشرہ مبشرہ اور ان کے امثال اصحاب سوءِ خاتمہ سے ڈرتے رہے۔‘‘

اور جب اکابر اولیاء کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا تو مرزا قادیانی کو (جو عقائد اور اقوالِ مذکورہ کی نظر سے دائرۂ اسلام اور تسنن سے خارج ہے اور اس اِعتقاد واقوال کے ساتھ اس کا ولی ہونا ممکن نہیں ہے) یہ دعویٰ کب زیبا ہے۔۔۔؟

اور قادیانی کا یہ کہنا کہ اِعتقادِ حیاتِ مسیح شرک کا ستون ہے، ان تمام صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک عام مسلمین کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ سمجھتے ہیں اور قیامت سے پہلے ان کے نزول کے معتقد ہیں، مشرک بنانا ہے، اور یہ امر جیسا کفر ہے، محتاجِ بیان نہیں ہے۔۔۔!

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ہم نے سوالِ سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتویٰ دیا، وہ صحیح ہے، کتاب وسنت واقوالِ علمائے اُمت اس کی صحت پر شاہد ہیں، اب مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے دجال، کذّاب سے اِحترازِ اختیار کریں، اور اس سے وہ دِینی معاملات نہ کریں جو اہلِ اسلام میں باہم ہونے چاہئیں، نہ اس کی صحبت اِختیار کریں، اور نہ اس کو اِبتداءً سلام کریں، اور نہ اس کو دعوتِ مسنون میں بلائیں، اور نہ اس کی دعوت قبول کریں، اور نہ اس کے پیچھے اِقتدا کریں، اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں، اگر انہیں اِعتقادات واقوال پر یہ رحلت کرے، وَاللهُ الْمُوَفِّقُ لِلْعَمَلِ وَالْقُبُوْل!

الراقم العاجز
سیّد محمد نذیر حسین

جواب صحیح ہے
حسبنا اللہ بس
حفیظ اللہ

تصدیق علمائے دہلی وآگرہ وعرب وحیدرآباد وبنگال وغیرہ

لا ریب فی ان القادیانی الغبی الغوی ابتدع بدعةً ضلالةً وابرز فی تحریراته سفاهةً وجهالةً وزاد فی قلبه وعقیدته مرضًا وعلالةً قد حرف عن مواضعه الکلم والنصوص وانکر ما هو من ضروریات الدین فهو وامثاله من سرقة الدین واللصوص انی لا اشک ان هٰذا من الدَّجَّالین الکذّابین والشّیاطین الملاعین تاب الله علیه او ابتلاه بالعذاب المهین، آمین یا ربّ العالمین!

محمد عبدالجبار عمرپوری، مدرّس آگرہ اسکول

ترجمہ:۔۔’’اس میں شک نہیں کہ قادیانی کج رو، بلید نے، بدعت ضلالت نکالی ہے اور اپنی تحریرات میں حماقت ظاہر کی ہے، اپنے حال اور اِعتقاد میں بیماری بڑھالی ہے، کلماتِ شارع اور نصوص کی تحریف کی ہے، اور ان باتوں کا جو دِین سے بداہۃً ثابت ہیں، اِنکار کیا ہے، وہ اور اس جیسے لوگ دِین کے چور ہیں اور وہ دجالین، کذّابین اور ملعون شیاطین سے ہیں، خدا اس کو توبہ کی توفیق دے، یا

ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا کرے۔‘‘

لا شک فی ان من اعتقد ما بین فی جواب المجیبین الذین صرحوا مطالب ذالک المعتقد فهو ملحد، لأن ذالک المعتقد منکر اکثر ظواهر الشرع و حکم مثل المنکر مما لا یخفی۔

کتبه: احمد حسن دهلوی، کلکٹر حیدرآباد دکن

ترجمہ:۔۔۔ ’’اس میں شک نہیں کہ جو شخص ان باتوں پر اِعتقاد رکھے، جو فتوے میں مذکور ہیں، وہ ملحد ہے، کیونکہ ایسا اِعتقاد رکھنے والا اکثر اِعتقاداتِ ظاہر شریعت کا منکر ہے، اور اس کا حکم مخفی نہیں ہے۔‘‘

طریقة هٰذا الدَّجَّال طریقة ضالة یشهد علٰی ردها النصوص و قد اصاب من اجاب، عفی اللّٰه عنه۔

اسحاق بن عبدالرحمٰن عربی

’’اس دجال کا طریق گمراہی کا طریق ہے، اس کا نصوص کو رَدّ کرنا اس پر گواہ ہے، اس کے حق میں جو جواب لکھا ہے، وہ دُرست ہے!‘‘

الجواب صحیح! (جواب صحیح ہے) محمد بن حسن بن احمد عربی

کل الجواب صحیح لا ریب فیه، من انکر فهو ملحد زندیق! ابو عبدالمنان محمد عبدالرحمٰن

’’جواب سب کا سب صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں، جو اس کے مضامین کا منکر ہے، وہ ملحد اور چھپا مرتد ہے۔‘‘

الحق لا یتجاوز عما فی هٰذه الأوراق فماذا بعد الحق إلّا الضلال!

سیّد محمد ابو الحسن سیّد محمد عبدالسلام

۱۳۰۵ھ

’’حق اس بیان سے متجاوز نہیں جو ان اوراق میں ہے، پھر حق چھوڑ کر بجز باطل کیا ہوگا۔۔۔!‘‘

هٰذا حکم صحیح، لا ریب فیه! سیّد احمد شاه پوری

من اعتقد ما فی السؤال، لا ریب فیه انه مضلٌ و ضالٌ و کذّابٌ مفسدٌ دجالٌ لیس فی ردته و زندقته و کفره مقال، قاتله اللّٰه المتعال! حرره الراجی رحمة اللّٰه

ابو عبداللّٰه محمد فقیر اللّٰه الکٹهوی الشاه پوری

’’جس کا یہ اِعتقاد ہو جو سوال میں مندرج ہے، اس کی نسبت کوئی شک نہیں کہ وہ خود گمراہ ہے، اوروں کو گمراہ کرنے والا ہے، کذّاب ہے، دِین میں فساد ڈالنے والا ہے، اس کے چھپے مرتد ہونے اور کفر میں کوئی گفتگو نہیں۔ خدا اس کو ہلاک کرے!

اقول بتوفیق اللّٰه الوهاب انه لا ریب فی صحة هٰذا الجواب و انه لا شک فی کفر مرزا الکذّاب۔

محمد یوسف

’’میں خدا وہاب کی توفیق سے کہتا ہوں کہ اس جواب کی صحت میں کوئی شک نہیں اور نہ اس کذّاب قادیانی کے کفر میں شک ہے۔‘‘

جس شخص کے ایسے عقائد اور اقوال ہوں، اس کے کفر میں کچھ شبہ نہیں۔ قادر علی عفی عنہ

حضرت اُستاذنا وشیخنا وشیخ الاسلام مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ادام اللہ برکاتہٗ نے جو کچھ زیب رقم فرمایا ہے، مجھے اس سے دِلی اِتفاق ہے۔ محمد حسین پٹیالوی

جواب صحیح اور دُرست ہے
عبدالکریم

جواب صحیح اور دُرست ہے
محمد کرامت اللہ

جواب صحیح اور دُرست ہے
محمد یحییٰ ابوالحسنات

جواب صحیح اور دُرست ہے
محمد الطاف حسین عفی عنہ

جواب صحیح اور دُرست ہے
محمد زکریا عفی عنہ

جواب صحیح اور دُرست ہے
ابوالفضل محمد عبدالرحمن

جواب صحیح اور دُرست ہے
ابوالفضل محمد نصیرالدین

جواب صحیح اور دُرست ہے
ابومحمد عبدالعزیز

جواب صحیح اور دُرست ہے
محمد بنیامین خاں

جواب صحیح اور دُرست ہے
خادم العلماء محمد عیسیٰ

جواب صحیح اور دُرست ہے
ابومحمد ثابت علی

افاد المجیب واجاد، مجیب نے اس جواب سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور جواب کھرا دیا۔

ابواِسماعیل یوسف خانپوری

اصاب المجیب، جواب دینے والے نے دُرست کہا ہے۔ محمد سراج الدین

الجواب صحیح، والمجیب نجیح، ’’جواب صحیح ہے، اور مجیب رستگار‘‘۔ محمد

مرزا قادیانی کی بعض تصنیف فقیر کی نظر سے گزر چکی تھیں، فی الحال یہ سوال وجواب سنا گیا، بیشک مرزا قادیانی اہلِ اسلام سے خارج ہے اور سخت ملحد اور ایک دجال دجالون مخبر عنہا سے ہے، اور پیرو اس کے گمراہ ہیں۔ فقط فقیر مسعود دہلوی

سجادہ نشین نقشبندیہ خلیفہ اِمام علی شاہ مرحوم، رہڑ چھڑ، پنجاب

الجواب صحیح، ’’یہ جواب صحیح ہے۔‘‘ حبیب احمد

من اعتقد ما فی السؤال لا شک انه الدجال۔ فتح محمد فتح پوری، مدرّس دھلی

’’جس کا یہ اِعتقاد ہو جو سوال میں ہے، وہ بلاشک دجال ہے۔

و من کان إعتقاده مخالفًا لأهل السُنَّة و الجماعة فهو بلا ریب خارج عنه سیما من کان إعتقاده مما هو فی هٰذا السؤال مرقوم فهو قطعًا زندیق و مرتد۔ محمد امان اللہ

''جس شخص کا اِعتقاد اہلِ سنت و جماعت سے خارج ہو، وہ بلا ریب ان کی جماعت سے خارج ہے اور خاص کر جس شخص کا یہ اِعتقاد ہو جو سوال میں مرقوم ہے، وہ قطعاً چھپا کافر و مرتد ہے۔''

إن کان کذا فکذا۔ حررہٗ عبدالقادر

اگر قادیانی نے ایسا کہا ہے جو سوال میں ہے تو اس کا یہی حکم ہے، جو جواب میں ہے کہ وہ دجال و کذّاب ہے اور پابندی اسلام سے خارج ہے۔

الجواب صحیح و المجیب نجیح، ''جواب صحیح ہے اور مجیب رستگار۔'' محمد عثمان

حقیقت میں ایسا شخص من جملہ ان دجالوں کے ایک دجال، مگر بڑا بھاری دجال، بلکہ اس کا عم وخال ہے، اس زمانے کی کیا خصوصیت ہے؟ اسی ملک پنجاب میں کہ جہاں کا ہیولیٰ بڑا قابل ہے، لوگوں کی سادہ لوحی اس بات کی مقتضی رہتی ہے کہ کوئی نئی صورت پہنائی جائے، مذہب بیکوک بھی محمد حسین نے فرخ سیر کے عہد میں جاری کیا تھا اور نبوّت وولایت میں ایک مرتبہ مانا اور ایک کتاب بھی گھڑی جس کے سینکڑوں پڑھے لکھے سادہ لوح بھی معتقد ہوگئے تھے، ہنود میں بھی آریہ مذہب پنجاب والوں نے جلد قبول کیا۔

سب باتوں سے قطع نظر کیجئے کہ ان احادیث کی تأویل اور آیات کی تأویل جو وہ کرتے ہیں محض جاہلانہ جکڑ بندی ہے، جیسا کہ دہری اور عام جہلاء کیا کرتے ہیں، مگر جب یہ تأویلات صحیح مان لی جائیں کہ مسیح ابنِ مریم سے یہ مراد، اور قتل خنزیر سے یہ۔۔۔ الخ، تو پھر میاں قادیانی کو کیا ترجیح ہے کہ وہ مسیحِ موعود مانا جائے، جس کو نہ علم ہے نہ فضل نہ خاندانِ نبوّت سے ہے، اگر مسیحائی کا ایسا ہی بازار گرم ہے تو اور اچھے اچھے شخص اس کے مستحق ہیں، مگر معاذ اللہ! ان کو اس روٹی کمانے کے دھندے سے کیا کام، خدا کی پناہ کہ وہ ایمان ضائع کرکے مریدوں کے ہاں کا حلوہ پوری اُڑائیں! اگر یہی آزادی اور اِلحاد کا دریا پنجاب میں موجزن رہے گا تو کوئی شبہ نہیں کہ امروز فردا میں کوئی نبوّت(۱) کا مدعی بھی کھڑا ہوجائے گا، اور اس کے بعد کوئی موٹا تازہ دولت والا خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے گا اور قطعاً سینکڑوں پنجابی سادہ لوح ان کے بھی مرید ہوجائیں گے، معاذ اللہ! اس جہل وخرافات کا کیا ٹھکانا ہے، اللہ قادیانی کو ہدایت نصیب کرے۔۔۔! ابومحمد عبدالحق (مؤلف تفسیر حقانی)

علمائے کانپور وعلی گڑھ وغیرہ

جس شخص کے یہ اِعتقاد اور مقالات ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے، وہ بے شک دائرۂ اسلام سے خارج اور ملحد وزِندیق ہے، نعوذ باللہ من شرورہ! محمد لطف اللہ محمد عثمان

لما ثبت ان القادیانی ینکر وجود الملائکة علٰی وجه جاءنا به النبی صلی اللہ علیه وسلم وینکر نزول جبرائیل علیه السلام، ویقول ان الملائکة عبارة من ارواح السیارات والنفوس الفلکیة، ویقول ان لیلة القدر

(۱) مولوی عبدالحق صاحب نے اس عبارت کو لکھنے کے وقت تک قادیانی کے وہ رسائل ''توضیح مرام'' و ''اِزالہ اوہام'' نہ دیکھے تھے، جن میں قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے (مرتب)۔

عبارة عن الزمان الظلمانی الذی ینقطع فیه البرکات السماویة، ویقول نزول عیسی بن مریم ورفعه إلی السماء بجسده العنصری من المستحیلات ومن الأباطیل، ویقول ان المراد بختم النبوة هو ختم تشریع جدید لا ختم مطلق النبوة، ویقول ان سلسلة مطلق النبوة جاریة غیر منقطعة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم إلی یوم القیامة، ویقول ان المسیح الموعود فی الشریعة المحمدیة لیس هو عیسی بن مریم الذی فات بل الموعود مثیله وهو انا الذی انزلنی الله فی القادیان وانا الذی نطقت به السنة والقرآن، ویقول المراد بالدجال الذی نطقت به السنة منکری عقیدتی، ویقول ان ظواهر النصوص مصروفة عن ظواهرها وان الله تعالیٰ لم یزل یبین مراده بالإستعارات والکنایات، ومثل ذالک من الأباطیل الخرافات اعاذنا الله من کل ذالک، فلا شبهة عندی فی کفره، فهو کافر متعنت معاند للشریعة المحمدیة یرید إبطالها، سوّد الله وجهه! محمد إسماعیل

’’چونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ قادیانی وجود ملائکہ کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے، منکر ہے اور نزولِ جبریل کا منکر ہے، اور اس امر کا قائل ہے کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح اور نفوسِ فلکیہ ہیں، اور وہ قائل ہے کہ لیلۃ القدر سے وہ تاریک زمانہ مراد ہے جس میں برکاتِ آسمانی منقطع ہو جاتی ہیں، اور وہ قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم سے آسمان پر جانا اور نازل ہونا محال ہے، اور وہ قائل ہے کہ ختمِ نبوّت سے نئی شریعت والی نبوّت کا ختم ہونا مراد ہے، نہ مطلق نبوّت کا ختم ہونا، اور وہ قائل ہے کہ مطلق نبوّت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک جاری ہے، اور وہ قائل ہے کہ جس مسیح کے آنے کا شریعتِ محمدی میں وعدہ دیا گیا ہے، اس سے عیسیٰ بن مریم مراد نہیں جو فوت ہو چکا ہے، بلکہ اس کا مثیل قادیانی مراد ہے، جس کو خدا نے قادیان میں اُتارا ہے، اور قائل ہے کہ دجال سے اس کے منکر مراد ہیں، اور قائل ہے کہ قرآن وحدیث ظاہر معانی سے پھیرا ہوا ہے، اور خدا تعالیٰ اپنی مراد کو ہمیشہ اِستعاروں میں بیان کرتا ہے، ایسے ہی اور خرافاتِ باطلہ اس سے ثابت ہو چکے ہیں، لہٰذا میرے نزدیک اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، وہ کافر ہے، بدکردار، شریعتِ محمدیہ کا مخالف، اس کو باطل کرنا چاہتا ہے، خدا اس کا منہ کالا کرے!‘‘

ما اتی به المجیب فهو حق حقیق بالقبول، ولا ریب فی ان القادیانی جاحد لأصول الشریعة الغراء المحمدیة ومن جاحدها فلا ریب فی کفره، اللّٰهم ارنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلًا ووفقنا لاجتنابه، وانا العبد الکتیب المستغفر للذنوب، محمد ایوب الکولوی صانه الله من الذنب الجلی والخفی۔

محمد ایواب، ساکن کول

’’جو کچھ مجیب نے بیان کیا ہے، وہ حق ہے، اور قبول کے لائق ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ قادیانی، شریعتِ محمدیہ کے اُصول کا منکر ہے اور جو ان کا منکر ہو، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں، اے خدا! تو ہمیں حق کو حق کر کے دِکھا اور اس کی پیروی نصیب کر اور باطل کو باطل کر کے دِکھا اور اس سے اِجتناب کی توفیق دے۔‘‘

علمائے بنارس واعظم گڑھ وغیرہ

ہم نے رسالہ فتح اسلام اور توضیح المرام وغیرہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے چھپے ہیں، دیکھے اور ان میں وہ مقامات اور عقائد جو فتوے میں نقل کئے ہیں، پائے۔ ہمارے نزدیک ان عقائد کا معتقد اور ان مقالات کا قائل اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے اور دجال کذّاب ہے۔ حکیم محمد حسین بنارسی

مجھ کو بھی مولوی حافظ حکیم محمد حسین کی تحریر سے اتفاق ہے۔ محمد عبدالرحمن عفی عنہ

(امام مسجد جامع اہل حدیث بنارس)

الجواب صحیح الجواب صحیح

محمد عبدالمجید حیات محمد عفی عنہ

جس شخص کا ایسا عقیدہ ہے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، واللہ اعلم! فقیر محمد عبدالقادر

جناب مولوی حافظ حکیم محمد حسین صاحب کی تحریر سے مجھ کو اِتفاق ہے، واللہ اعلم بالصواب!

عبدالغفور ولی اللہ

بے شک ان عقائد کا معتقد دجال وکاذب ہے۔ شہیدالدین احمد بنارسی

علمائے آرہ وغازی پور ومہدانواں وغیرہ

مجھے اس جواب کے ساتھ پورا اِتفاق ہے، بے شک مرزا کے خیال کا آدمی اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے، واللہ اعلم!

ابوالخیر محمد ضمیر الحق الاروی

الجواب صحیح، ''جواب دُرست ہے'' جواب باصواب ہے۔ الفتاحین محمد اِسماعیل

ہم نے جہاں تک اقوال مرزا قادیانی کے دیکھے اور سنے، ان اقوال کی رُو سے قادیانی اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے۔

وصیت علی

میں اس کے ساتھ پورا متفق ہوں۔ ابومحمد ابراہیم (بانی مدرسہ احمدیہ)

گر مسلمانی ہمیں ست کہ مرزا دارد
وائے گردر پس امروز بود فردائے

اس جواب سے مجھے اِتفاق ہے، واللہ تعالیٰ اعلم! عبدالغفار

میں نے ان اوراق کو اوّل سے آخر تک پڑھا، اور مرزا کے عقائد ومقالات کو اس کی اصل تصانیف میں بھی دیکھا، میری رائے میں وہ ضرور ان عقائد ومقالات کی نظر سے دجال وکذّاب ہے، اور پابندیٔ اِسلام واہلِ سنت سے خارج ہے۔

کتبہ محمد عبداللہ غازی پوری

میں بھی اس جواب کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہوں۔ ابوعبدالودود ادریس

علمائے رحیم آباد ضلع دربھنگہ ترہت

الحمدللہ القاهر فوق العباد الحافظ لدينه عن شرور الكذابين اهل الفساد وهو الذى فطر الأنام علىٰ فطرة الإسلام وجبلهم على الملة الحنيفية السمحة البيضاء وهو ذو الجلال والإكرام، ثم ضلّوا وتهوّدوا وتنصّروا وألحدوا فى آياته فبعث فيهم رسولاً منهم ومجعزاته فأسس قواعد الشرع والأركان وأوضح لهم سبل السلام بأوضح البيان فرزقوا به السلوک علىٰ مناهج الهداية وفازوا باتباعه معارج السعادة، ثم ارتد من ارتد عن دينه وافترى على اللہ كذبًا وكذب علىٰ رسوله فكانوا الجهنم حطبًا، فأتى اللہ بقوم اذلة على المؤمنين واعزة على الكافرين فنصروا الحق حاربوهم وجادلوهم فكب المفترون علىٰ مناخرهم خاسرين، منهم الذين حرفوا الكلم عن مواضعه من بعد ما تحقق فوفق اللہ من عباد الناصرين المنصورين على الحق لتشويش مسالكهم وخرم نطاقهم فاستاصلوا بنيانهم وما اسّسوا ومحوا عن صفحات الدهر اباطيلهم وما تنفسوا الم تر إلى الذى يدعى انه المسيح الموعود نزوله وماتفوه من المفتريات التى يأبى اللہ عنها ورسوله كيف اجترى علىٰ ذالک وتبوء مقعده من النار والنصوص فى الباب واضحة ليس فيها من الأسرار فإن الأحاديث الواردة فى نزول المسيح بعضها لبعض مفسرة فقتل الإنسان ما اكفره اولا يرى ان فى بعض الأخبار قد ورد لفظ المسيح، وفى بعضها عيسى بن مريم، وفى بعضها ابن مريم فقط، وفى بعضها عيسىٰ نبى اللہ، وفى بعضها جملة: ”وإمامكم منكم“ وقعت حالاً، فلو كان اطلق المسيح علىٰ سبيل الإستعارة فلا معنى لهٰذه القيود والتصريحات، يا للعجب! من اجتراء شرار الخلق الذى يضل الناس فى حلية اهل الصلاح والدلق، فللّٰه در من شمر عن ساق جده فى إبطال مزخرفاته وشيد ميزده لإزالة ترهاته فإنه اتى بشيئٍ عجيب لا يدركه إلّا المدرب اللبيب وجاهده مجاهدة اللسان وشوش مسلكه بالقلم والبيان وقعد له كل مرصد حتّٰى احجره وانهزم عدو اللہ وهرب عن كل مشهد، جزاه اللہ عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء وافاض عليه البركات بكرة وعشيًّا۔ وانا العبد المفتقر عبدالعزيز

”سب تعریفوں کا خداتعالیٰ مستحق ہے، جو تمام بندوں پر غالب ہے اور اپنے دین کا اہل فساد کی شرارتوں سے محافظ، وہ جس نے لوگوں کو فطرت اسلام پر پیدا کیا اور دین یکسو، آسان، روشن (اسلام) ان کی جبلت میں رکھا، پھر وہ اپنی فطرت کو چھوڑ کر یہودی، نصرانی اور ملحد بن گئے، تو خداتعالیٰ نے ان ہی میں سے ایک رسول معجزوں کے ساتھ ان میں بھیجا، اس رسول نے شرع کے قواعد اور ارکان بنادیئے اور سلامتی کے راستے خوب واضح کردیئے، جس کی برکت سے لوگ ہدایت کی راہ چلنے لگے، اور آپ کی پیروی سے وہ سعادت کو پہنچے، پھر بعض لوگ دین سے پھر گئے اور خدا پر جھوٹ باندھنے لگے اور رسول خدا پر افترا کر کے دوزخ کا ایندھن بنے تو خدا

نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو مؤمنوں کے آگے جھک جانے والے اور کافروں پر غالب آنے والے تھے، وہ حق کے مددگار ہو گئے اور ان مرتدوں، مفتریوں سے لڑے اور جھگڑے، وہ مفتری اوندھے کر کے ناک کے بل گرائے گئے اور خسارے میں پڑے، ان میں ایسے لوگ بھی ہوئے جو خدا کے کلام کی اس کے ٹھکانے (معانی) سے تحریف کرتے ہیں، بعد اس کے کہ وہ کلام ان معانی میں ثابت ومتحقق ہو چکا تھا، سو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ایسے لوگوں کو جو حق کے مددگار اور خدا کی طرف سے حق پر مدد دئے گئے ہیں، ان محرفین کی باتوں کو پراگندہ کرنے اور ان کی کمر بند توڑنے کی توفیق دی۔ پس ان حقانیوں نے ان کی بیخ وبنیاد اکھاڑ دی اور صفحۂ روزگار سے ان کی باطل باتیں مٹادیں، ان محرفین میں سے تم نے اس شخص کو جو مسیحِ موعود ہونے کا مدعی ہے، نہیں دیکھا؟ اور اس کی جھوٹی باتوں کو جن سے خدا اور اس کے رسول اپنے کلام میں اِنکاری ہیں، نہیں سنا؟ اس نے اس اِفترا پر کیونکر جرأت کی؟ اور اپنے لئے آگ میں جگہ بنائی، مسیحِ موعود کے باب میں جو نصوص اور اَحادیث وارِد ہیں، تو وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے حق میں روشن بیان ہیں، جن میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔ احادیث جو اس باب میں وارِد ہیں، وہ ایک دُوسری کی تفسیر کر رہی ہیں، انسان (مدعیٔ مسیحیت) ہلاک ہو! وہ کیا ناشکر ہے (جو اِن احادیث میں تحریف کرتا ہے) وہ یہ نہیں دیکھتا کہ بعض احادیث میں لفظ ''مسیح'' وارِد ہے، بعض میں ''عیسیٰ بن مریم''، بعض میں ''اِبنِ مریم''، بعض میں ''عیسیٰ نبی اللہ''، بعض میں یہ جملہ وارِد ہے کہ: ''حضرت مسیح ایسے حال میں آئیں گے کہ اس وقت تمہارا اِمام موجود ہوگا۔'' سو اگر مسیحِ موعود یہی قادیانی بطورِ اِستعارہ مراد ہو، تو پھر ان قیدوں اور بیاناتِ احادیث کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اس بدترین خلائق کی دلیری سے تعجب ہے کہ یہ فقراء اور اہلِ صلاح کا لباس پہن کر مخلوقات کو گمراہ کر رہا ہے، جو شخص اس کی ملمع سازیوں کے لئے پنڈلی کھول کر اور کمر کس کر کوشش کر رہا ہے، اس کی یہ نیکی خدا ہی کے لئے ہے، وہ اس کے جواب میں ایسی عجیب بات لایا ہے کہ اس کی خوبی کو بجز ماہر دانشمند کے کوئی جان نہیں سکتا، وہ اس سے زبانی جہاد کر رہا ہے اور قلم وبیان سے اس کی باتوں کو پراگندہ کرتا ہے، اور ہر ایک گھات میں اس کے مقابلے کے لئے جما ہوا ہے، یہاں تک کہ اس کو مسلمانوں سے الگ کیا اور خدا کا دُشمن ہر ایک میدان سے بھاگ گیا، خدا تعالیٰ ایسے شخص کو ہم سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اور صبح وشام اس پر اپنی برکات نازل کرے۔''

ھٰکذا اقولی فیہ واعتقادی وبہ ثقتی وعلیہ اعتمادی۔ عبدالرحیم رحیم آبادی

''یہی قادیانی کے حق میں میرا قول واِعتقاد ہے، اور اسی پر میرا وثوق واعتماد ہے۔''

علمائے بھوپال وعرب وغیرہ

اسلام خصوصاً مذہب اہلِ سنت میں یہ عقائد ومقالات داخل نہیں ہیں۔ مرزا قادیانی ان عقائد ومقالات کی نظر سے مانند وجودیہ وغیرہ اہلِ بدعت کے دجالین کذّابین میں داخل ہے، اور مرزا کے ان عقائد ومقالات میں پیروان وہم مشربوں کو ذُرّیاتِ دجال کہہ سکتے ہیں، اور ایسے عقائد ومقالات کے ساتھ کوئی شخص شرعاً اور عقلاً ولی اور ملہم ومحدث ومجدد نہیں ہوسکتا، دلیل اس کی حدیثِ ابوہریرہؓ ہے:

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: یکون فی آخر الزمان دجالون کذّابون یأتونکم من الأحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا آبائکم فإیّاکم وإیّاھم! لایضلونکم ولا یفتونکم!‘‘

(رواہ مسلم ج:۱ ص:۱۰)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: آخر زمانے میں دجال وکذّاب پیدا ہوں گے، جو تم کو ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی، نہ تمہارے بزرگوں نے، ان سے بچے رہنا، وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور بہکا نہ دیں۔‘‘

(مولانا) محمد بشیر سہوانی [۱]

مجھ کو مولوی محمد بشیر صاحب کی تحریر سے اِتفاق ہے، بے شک یہ لوگ ایسے ہی ہیں، جیسا مولوی صاحب موصوف نے تحریر فرمایا ہے، واللہ اعلم! مولانا سلامت اللہ جیراجپوری

طریقۃ الکذاب الدجال مرزا قادیانی طریقۃ اھل الضلال لا شک فی ذالک ومن شک فی ضلالہ فھو مثلہ، وقد حررت فی رسالۃ ردما افتراہ جازاہ اللّٰہ بماھو اھلہ۔

علامۃ شیخ حسین بن معن الأنصاری عربی یمانی

’’کذّاب دجال مرزا قادیانی کا طریق، گمراہوں کا طریق ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، اور جو اس کے گمراہ ہونے میں شک کرے، وہ ویسا ہی گمراہ ہے۔ میں نے اس کے مفتریات (جھوٹی باتوں) کے رَدّ میں ایک رسالہ لکھا ہے، خدا اس کو اس کے مفتریات کی سزا دے۔‘‘

علمائے لودھیانہ وغیرہ

ھٰذا الجواب مقرون بالصدق والصواب۔ مشتاق احمد

’’یہ جواب راستی اور دُرستی سے ملا ہوا ہے۔‘‘

الجواب حق، والحق یعلوا ولا یعلیٰ۔ حررہٗ نور محمد

’’یہ جواب حق ہے، اور حق غالب رہتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا۔‘‘

الجواب صحیح ’’جواب صحیح ہے‘‘ عبدالقادر

الجواب صحیح ’’جواب صحیح ہے‘‘ قربان علی لکھنوی

قدصح الجواب ’’تحقیق جواب صحیح ہے‘‘ المجیب مصیب ’’مجیب راستی کو پہنچنے والا ہے‘‘

(۱) حضرت میاں صاحب کے شاگرد تھے، اور حضرت سیّد نواب صدیق حسن خاں صاحب کے ہاں قیام رکھتے تھے، آپ کی تصنیف ’’الحق الصریح فی حیات المسیح‘‘ ہے جو مناظرہ تحریری مرزا قادیانی سے ہوا تھا۔

محمد حسن
رئیس وسرگروہ اہل حدیث لودھیانہ
نورالدین خان

علمائے امرتسر، سوجانپور وغیرہ

ماقاله القادیانی خلاف ماقاله اهل الإسلام۔ غلام مصطفیٰ

’’جو کچھ قادیانی نے کہا ہے، وہ اہلِ اسلام کے مخالف ہے۔‘‘

اس میں کچھ شک نہیں کہ معتقدات مرزا قادیانی کے برخلاف معتقدات اہلِ اسلام کے ہیں، اللہ جل شانہٗ مسلمانوں کو ان کی تسلیم سے محفوظ رکھے۔

عبداللہ الغنی غلام رسول الغنی

معتقداتِ مرزا قادیانی خلاف طریقہ اہلِ اسلام ہیں۔ انا الراجی رحمۃ اللہ غلام اللہ قصوری

عقائد مرزا باطلۃٌ و اقاویله عاطلۃٌ۔ احقر العباد غلام رسول

امام مسجد میاں محمد جان مرحوم

’’مرزا (قادیانی) کے عقائد باطل ہیں اور ان کے اقوال بےکار ہیں۔‘‘

ماقاله المرزا فهی مخالف لمذهب اهل السُنّة و الجماعة۔ غلام محی الدین

’’مرزا (قادیانی) نے جو کہا ہے وہ اہلِ سنت وجماعت کے مخالف ہے۔‘‘

بے شک جس شخص کے ایسے اِعتقاد ہوں، وہ کافر بلکہ اکفر ہے۔

محمد اِدریس ابو محمد محمد اسماعیل جھنجھانوی

ماقال مرزا فی اقواله فهو باطل عند اهل الإسلام۔ فقیر حشمت علی

’’ان اقوال میں جو مرزا نے کہا ہے اہلِ اسلام کے نزدیک باطل ہے۔‘‘

اس کی (یعنی مرزا قادیانی کی) عبارات جو مجھ کو دِکھائی گئی ہیں، ان کا ظاہری مفہوم خلافِ عقائد اہلِ سنت جماعت معلوم ہوتا ہے، اگر کوئی شخص صرف ان ظاہری عبارات کا لحاظ کر کے عقیدہ رکھے گا تو وہ خطا کار مخالف اہلِ سنت جماعت کا ہے۔

ابوعبید احمد اللہ

مواہیر خاندان حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنویؒ

رب سدد لسانی و اسلل سخیمة قلبی و اجر قلمی بما تحبُّ و ترضیٰ!

لا ریب فیه ان مدعی الأمور المذکورة فی السؤال مخالف رسول رب العالمین یتبع غیر سبیل المؤمنین، وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ

سَآءَ تْ مَصِيْرًا (النساء۱۱۵)، متبع فی الإسلام طريقة الجاهلية، وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِیْ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران۸۵)، من الذين قال فيهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون فی آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءكم فإيّاكم وإيّاهم! لا يضلونكم ولا يفتنونكم! رواه مسلم۔ قال علی القاری فی شرح الفقه الأكبر: ودعوی النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالإجماع وافراخه مخانيث الهنود والنصاریٰ اكثرهم فمن اضلهم الله علٰی علم فمن يهديهم بعد الله اسأل الله الهُدیٰ لی ولهم ولسائر المسلمين، اللّٰهم اهدنا لما اختلف فيه من الحق بإذنک، إنک تهدی من تشاء إلٰی صراط مستقيم۔

عبدالجبار ابن شیخ عبداللہ الغزنوی

’’اے پروردگار! میری زبان کو سیدھا رکھ اور میرے دِل کا کینہ کھینچ لے اور میرے قلم کو اس بات سے جاری کر جو تو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان اُمور کا مدعی جو سوال میں مذکور ہیں رسولِ خدا کا مخالف ہے، اس راہ کا پیرو جو مؤمنوں کی راہ نہیں، اور (خداتعالیٰ فرماتا ہے:) جو شخص رسولِ خدا کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس کو ہدایت معلوم ہوچکی ہو، اور مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ پر لے، ہم اس کو ادھر ہی پھیر دیتے ہیں، جدھر وہ پھرتا ہے، اور اس کو آگ میں داخل کریں گے اور وہ بُری پھرنے کی جگہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں سے خدا بہت ناخوش ہے، ایک وہ جو اِسلام میں رہ کر کافروں کا طریق اِختیار کرتا ہے۔ اور (خداتعالیٰ نے فرمایا ہے:) جو شخص بجز اسلام کوئی اور دِین اِختیار کرتا ہے، اس سے وہ دِین قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں میں ہوگا، (یعنی) ان لوگوں میں سے جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ’’اخیر زمانے میں دجال کذّاب پیدا ہوں گے، وہ تمہیں ایسی باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی، نہ تمہارے بزرگوں نے، ان سے اپنے آپ کو بچاؤ، وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور بہکا نہ دیں!‘‘ یہ مسلم کی روایت ہے۔ مُلّا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے۔ اس (قادیانی) کے چوزے (اَتباع) ہنود اور نصاریٰ کے مخنث ہیں، بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ خدا نے ان کو باوجود عالم ہونے کے گمراہ کر رکھا ہے، خدا کے سوا ان کو کون ہدایت کرے؟ میں خدا سے ان کے لئے اور اپنے لئے اور باقی مسلمانوں کے لئے ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔ اے خدا! تو ہم کو اپنی مرضی سے حق کی راہ دِکھا جس میں اِختلاف کیا گیا ہے، تو جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دِکھاتا ہے!

قولی فی صاحب قاديانی ما قاله شيخ الإسلام ابن تيمية حيث قال: كما ان خير الناس الأنبياء، فشر الناس من تشبه بهم من الكذّابين وادعی انه منهم وليس منهم، فخير الناس بعدهم العلماء والشهداء والصديقون والمخلصون وشر الناس من تشبه بهم يوهم انه منهم وليس منهم وفی لفظ الحديث فهولاء اذل خلق الله تسعر بهم النار يوم القيامة، عياذًا بالله!

احمد بن عبداللہ الغزنوی

’’قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ کا قول ہے، جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السلام ہیں، ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ جھوٹے لوگ ہیں جو نبی نہ ہوں اور نبیوں سے مشابہ بن کر نبی ہونے کا دعویٰ کریں۔ نبیوں کے بعد بہتر وہ لوگ ہیں جو علماء اور شہید اور صدیق اور بااِخلاص ہوں، پس جو ان سے مشابہ بن بیٹھیں اور یہ جتائیں کہ ہم ان ہی میں سے ہیں اور واقعہ میں ایسے نہ ہوں، وہ بدترین خلائق ہیں۔ یہ ابنِ تیمیہؒ کا قول ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے: وہ لوگ تمام خلائق سے ذلیل تر ہیں ان کو آگ میں جھونکا جائے گا، خدا اس سے بچائے!‘‘

الحمد لله اما بعد! فيقول الراجی الملتجی إلٰی رحمة ربه القوی ابو محمد عبدالصمد الغزنوی ان غلام احمد القادیانی الغوی الغبی صاحب العقیدة الفاسدة والرأی الکاسد ضال مضل زندیق بل هو اضل من شیطانه الذی لعب به وإن مات علٰی ذالک فلا یصلی علیه ولا یدفن فی مقابر المسلمین، لأن لا یتأذی به اهل القبور۔

’’سب تعریف خدا کے لئے ہے، اس کے بعد اُمیدوار اور ملتجی رحمتِ ربِّ قوی عبدالصمد غزنوی کہتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کج رو وبلید جس کا عقیدہ فاسد ہے اور رائے کھوٹی گمراہ ہے، لوگوں کو گمراہ کرنے والا چھپا مرتد ہے، بلکہ وہ اپنے اس شیطان سے زیادہ گمراہ ہے جو اس سے کھیل رہا ہے۔ یہ شخص اسی اعتقاد پر مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ یہ مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جائے تاکہ وہ اہلِ قبور اس سے ایذا نہ پائیں۔‘‘

لا ریب ان المرزا القادیانی دجال کذّاب زندیق باطنی قرمطی وانه من الذین قال فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم: سیخرج فی أمّتی اقوام تتجاری بهم تلک الأهواء کما یتجادی الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل إلّا دخله وانه من الذین قال فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروهم!

ابوإدریس عبدالغفور بن محمد بن عبدالله الغزنوی

’’اس میں شک نہیں کہ قادیانی ایک دجال ہے، بڑا جھوٹا چھپا مرتد، باطنی قرمطی، اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میری اُمت میں سے ایسے لوگ نکلیں گے جن میں نفسانی خواہشیں (بدعات) ایسا اثر کرجائیں گی جیسا دیوانہ کتا اس شخص میں اثر کرتا ہے جس کو وہ کاٹتا ہے کہ اس کی کوئی رَگ یا جوڑ اس اثر سے نہیں بچتا۔ اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت سے پہلے کذّاب پیدا ہوں گے، ان سے بچیو!‘‘

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ. صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ. (الفاتحة) **آمین! اللّٰهم صل علٰی محمد وآله وبارک وسلم۔**

یہ مسئول عنہ شخص اپنی ابتدائی حالت میں اچھا معلوم ہوتا تھا، دِین کی نصرت میں ساعی، اللہ تعالیٰ اس کا مددگار تھا، دن بدن **فیوضع له القبول فی الأرض**(۱) کا مصداق بنتا جاتا تھا، لیکن اس سے اس نعمت کی قدردانی نہ ہوئی، نفس پروری وزمانہ سازی شروع

(۱) زمین میں اس کے لئے قبولیت کا حکم ہوتا ہے۔

کی، زمانے کے رنگ کو دیکھ کر اس کے موافق کتاب وسنت میں تحریف والحاد و یہودیت اختیار کی، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا، فیوضع له البغضاء فی الأرض[1] کا مصداق بن گیا۔ قال اللہ تعالیٰ فی امثاله: ’’وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَأَ الَّذِیْ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ. وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰکِنَّهٗ اَخْلَدَ إِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ الآیة (الاعراف)‘‘[2] اللّٰھم إنی اعوذ بک من الحور بعد الکور، یا مصرف القلوب صرف قلوبنا وقلوبھم علیٰ طاعتک، آمین وصل اللہ علی النبی وآله واصحابه وسلم۔ عبدالواحد بن عبداللہ الغزنوی

الحمدللہ نحمده ونستعینه ونسأله الھدیٰ وصلی اللہ علیٰ محمد وآله، والمسئول عنه عندی مطفیء لنور واللہ متم نوره ولو کره الکافرون، محرّف للکتاب والسُنّة وتحریفه اشد من تحریف الیھود والنصاریٰ ومخالف لجمیع المسلمین وخالع لربقة الإسلام من عنقه وإن مات علیٰ ذالک فیقدم قومه یوم القیامة فاوردھم النار وبئس الورد المورود واتبعوا فی ھٰذه لعنة ویوم القیامة یردون إلیٰ اشد العذاب، رب اعوذ بک من درک الشقاء وسوء القضاء النجا النجا۔ عبدالرحیم بن عبداللہ الغزنوی

’’اللہ کے سب تعریف ہے، ہم اس کا شکر کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں، اور اس سے ہدایت کا سوال کرتے ہیں، جس شخص کے حال سے اس فتوے میں سوال وجواب ہے، وہ میرے خیال میں خدا کے نور (اسلام) کو بجھانا چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر اس سے ناخوش ہوں، وہ کتابُ اللہ وسنت میں تحریف کرنے والا ہے، اس کی تحریف یہود ونصاریٰ کی تحریف سے سخت تر ہے اور وہ سبھی مسلمانوں کا مخالف ہے، اور وہ اپنی گردن سے اسلام کی رسّی نکالنے والا ہے، یہ اسی اِعتقاد پر مرا تو قیامت کے دن اپنی پیروقوم کے آگے آگے ہوگا اور ان کو آگ میں وارد کرے گا، وہ آگ بُری جائے ورود ہے، ان سب (اَتباع ومتبوع) پر دُنیا میں لعنت پڑتی ہے اور قیامت کے دن یہ سخت عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔ اے خدا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بدبختی کے پکڑنے اور بُری قضا سے۔ لوگو! اپنا آپ بچاؤ، نجات کو لازم پکڑو!‘‘

لا شک ان مرزا کافر ومرتد زندیق ضال مضل ملحد دجال وسواس خناس، فمن شک فی مقالتی ھٰذا فلیباھلنی:

اکفر مرزا فھل من مباھل؟
یباھلنی فی انه لیس کافرٌ!

عبدالحق غزنوی

(۱) زمین میں اس کے لئے دُشمنی کا حکم ہوتا ہے۔
(۲) ان پر اس شخص (بلعم بن باعوراء) کی خبر پڑھ دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں (ان کا علم) عطا کیں، پھر وہ ان سے (یعنی ان کے عمل واِعتقاد سے) نکل گیا، پس وہ بھکنے والوں سے ہوگیا، ہم چاہتے تو ان آیات کے ساتھ اس کو بلند کرتے، مگر وہ زمین پر پڑا رہا اور اپنے ہوائے نفس کا پیرو ہوا۔

’’اس میں شک نہیں کہ مرزا (قادیانی) کافر ہے، چھپا مرتد ہے، گمراہ ہے، گمراہ کنندہ ملحد ہے، دجال ہے، وسوسہ ڈالنے والا، ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والا۔ جس کو میری اس گفتگو میں شک ہو، وہ اس پر مجھ سے مباہلہ کرلے! میں مرزا کو کافر جانتا ہوں، کوئی مجھ سے اس امر میں مباہلہ کرنا چاہے تو کرلے!

مواہیر علمائے لاہور

عقائد واقوال مندرجہ سوال در کتابے معتبر اہلِ اسلام ندیدم ونشنیدم، اہل اسلام راباید کہ ازیں عقائد واقوال احتراز واجب دانندواتباع شریعت حقہ نمایند، ومعتقد ایں عقائدراازاہل اہوائے وضلال باید دانست۔ غلام محمد بگوی بقلم خود(۱)

ادعاء النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر صریح مخالف للقرآن۔

العبد الفقیر نور احمد — غلام احمد

إمام مسجد انار کلی لاھور — مدرّس مدرسہ نکودر، وارد حال لاھور

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا (جیسا کہ قادیانی نے کیا ہے) کفرِ صریح ہے اور قرآن کے مخالف۔‘‘

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ علیٰ سیّد الأنبیاء والمرسلین وآلہٖ اجمعین، اما بعد! فلما رأیت الناس مختلفین فی امر مؤلف توضیح المرام والبرھین حتّی وجدت بعضھم معتقدًا بکمالہ ومصدقًا لمقالہ وقلیل ما ھو، واکثرھم حاکمًا بفسادہ وجازمًا بإلحادہٖ وجھت رکاب النظر ومطیۃ الفکر إلٰی ساحۃ کلامہ لا ظفر علی المآرب واظھر علی المطالب فإذا ھو منکر الخوارق وجاھد کمالات اکرم الخلائق ومحرف النصوص عن معاینھا ومخرج الکلمات الحقۃ من مواضعھا ومنکر صفات الملائکۃ بل انفسھا لأن ما یطلق علیہ الإسم شیء لیس لہ حظ من مصداقیۃ حقائقھا فصرت من ارتدادہ علی الیقین ووصل إلحادہ عندی إلٰی حق الیقین فمن یأتیہ مصدقا فھو من الضالین ومن فرّ عن قربہ فھو من الآمنین، اعاذنا اللہ من شرہ وشر أحزابہ إلٰی یوم الدین!

العبد غلام عباس، مدرّس مدرسہ نعمانیہ

’’بعد حمد وصلوٰۃ، جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مؤلفِ توضیح مرام وبراہین احمدیہ کی نسبت مختلف خیال رکھتے ہیں، بعضے اس کے معتقدِ کمال اور مصدقِ مقال ہیں، مگر وہ بہت ہی کم ہیں، اور اکثر اس کو مفسد سمجھتے ہیں اور اس کے ملحد ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ تو میں نے اپنے مرکب نظر اور سواری فکر کو اس کے میدانِ کلام میں دوڑایا تاکہ اس کے مطالب وخیالات پر مجھے اِطلاع ہو، سو میں نے اس کو معجزات وکرامات اور کمالاتِ انبیاء علیہم السلام کا منکر پایا، اور معنی قرآن وحدیث کا محرف اور کلماتِ شرعیہ کو اپنے ٹھکانے سے نکالنے والا، صفات بلکہ حقیقتِ ملائکہ کا منکر، پس مجھے یقین ہوگیا کہ وہ مرتد ہے اور یقینا ملحد، جو اس کا مصدق ومؤید ہو، وہ بھی

(۱) یہ مولوی صاحب بادشاہی مسجد لاہور کے اِمام اور تمام حنفیان شہر لاہور کے مقتدا ہیں۔

گمراہ ہے، اور جو اس کے قریب سے بھاگے وہی امن میں ہے۔ خدا ہم سب مسلمانوں کو اس کے اور اس کے اَتباع کے شر سے بچائے، آمین ثم آمین!

نحمده و نصلى علىٰ رسوله سيّد المرسلين و خاتم النبيين و آله و صحبه اجمعين و بعد! فقد رأيت الأقوال المذكورة فى هٰذا الإفتاء لغلام احمد الكاديانى، ووجدتها يقينا فى كتبه المطبوعة الشايعة ايضًا فأقول انها مصادمة للشريعة المحمدية الغراء و منافية للملة الحنفية البيضاء مما افيض علينا من جماعة الصحابة و التابعين ووصل إلينا عن ائمة المسلمين من الفقهاء و المحدثين فلا شك فى ان من يصدق الأقوال المذكورة ويسلمها كائنًا من كان و اين ما كان فهو خارج عن حوزة الإسلام و الإيمان ومارق عن إتباع الحديث و القرآن، هٰذا و الله عزيز ذو انتقام فى يوم الفصل و الخصام!

العبد محمد عبداللہ ٹونکی

مدرسہ عالیہ پنجاب یونیورسٹی

’’میں نے قادیانی کے ان اقوال کو جو اس فتوے میں ہیں دیکھا اور اصل تصانیف قادیانی میں بھی ان کو ملاحظہ کیا، وہ اقوال شریعتِ محمدیہ اور تمام مسلمانوں کے مخالف ہیں، جو ان اقوال کا مصداق ہے جو کوئی ہو اور جہاں کہیں ہو، وہ اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے، اور اِتباعِ قرآن وحدیث سے باہر۔

لا ريب فى ان ما تقوّله المرزا خلاف ما قاله رسول الله صلى الله عليه و سلم و ان ما جاء به السحر إن الله سيبطله، ان الله لا يصلح عمل المفسدين، ويحق الله الحق بكلماته و لو كره المجرمون!

فقير إلى الله محمد عفا الله عنه

’’اس میں شک نہیں کہ جو قادیانی نے بات بنائی ہے، وہ فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے، جو کچھ وہ لایا ہے، سحر[1] کی قسم سے ہے، خدا اس کو باطل کرے گا، اور حق کو اپنے کلمات سے ثابت کرے گا، اگرچہ مجرم ناخوش ہوں!

رسالہ فتح الاسلام وتوضیح المرام وازالہ اوہام، مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی میں جو یہ اِعتقاد ومسائل درج ہیں کہ مسیحِ موعود میں ہوں، ملائک بذاتِ خود اپنے وجود سے زمین پر نہیں آتے، انبیاء پر نہیں اُترتے، صرف ان کی تاثیر نازل ہوتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمِ مبارک کے ساتھ نہیں ہوئی، عیسیٰ علیہ السلام مُردے کو باذنِ الٰہی زندہ نہیں کرتے تھے، جانور کو زِندہ نہیں کرتے تھے، موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ حقیقی نہیں بنا تھا، اِبراہیم علیہ السلام نے چار جانور کو (جن کا قرآن شریف میں بیان ہے) زِندہ نہیں کیا، بلکہ یہ اَز قبیل عمل مسمریزم تھے، علیٰ ھٰذا القیاس۔ اور ایسے ایسے اِعتقاد ومسائل نصوصِ کتابُ اللہ واحادیثِ صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سبیل سلف صالحین مؤمنین کے مخالف ہیں، لہٰذا یہ عقائد ومسائل باطل ہیں اور ایسے عقائد والا اس آیت شریف کا مصداق ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ

(۱) ’’سحر‘‘ اس لئے کہا کہ اس کا حواریوں پر جادو کا سا اثر ہوا ہے، وہ صمٌّ بکمٌ عمیٌ ہو کر اس کو بے سمجھے سوچے مان گئے ہیں۔

مَصِيْرًا (النساء۱۱۵)۔ [۱] جن لوگوں کو ان عقائد کی طرف میلان ہوگیا ہے، ان کو لازم ہے ان عقائد کو پیش کر کے اور علمائے فضلاء سے نہ صرف دو چار سے، بلکہ صدہا سے اُخروی نجات کی غرض سے اور طالبِ راہِ حق بن کر ان سے شبہات کا حل کرائیں، یا ان کتب کے جواب غور سے دیکھیں اور پُرانی اور قدیمی تحقیقات کو بلا دلائلِ یقینیہ و اتفاقیہ نہ چھوڑیں، فقط و ماعلینا إلّا البلاغ!

الراقم خاکسار رحیم بخش، مصنف: سلسلہ تعلیم السلام

علماء وسجادہ نشینان بٹالہ ضلع گورداسپور

لاریب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی مخالف قواعد اسلام وغیرہ مطابق کلام برکت التیام جناب خیرالانام ہیں، اس کے ہزلیاتِ باطلہ ولغویاتِ لاطائلہ پر نظر کرنا تو ایک بڑا بھاری ثبوت اس کے ضال ومضل ہونے کا ہے، صرف عیسیٰ موعود کے قادیان میں (جو وسط ملک پنجاب میں ایک گاؤں ہے) ظہور پکڑنے کا دعویٰ کرنا ہر ایک مسلم جو تھوڑی سی نسبت بھی علومِ دینیہ سے رکھتا ہو، بے خفا ہے کہ کس قدر مضامین احادیثِ صحیحہ اور روایاتِ قویہ کے برخلاف ہے۔ حضراتِ علماء اُولی الاہتدا مجیبین مصیبین نے شکر اللّٰہ سعیہم جس قدر اس کی نارِشرارت کے اِطفا میں آبِ جہدِ مشکور وسعیٔ وفور اراضی قلوب المؤمنین پر ڈالا ہے، بغایت درجہ شایانِ ثنا وقابلِ مرحبا ہے۔ اگر ان حضرات کی ہمت علیا ایسی ہی گرم رہی اور مفصل مذکور کی کتب پر فتور کا حرف بحرف رَدّ ہوگیا تو بہت عمدہ اعانت دینی ومدد اسلامی کی صورت آئینہ وقت میں جلوہ گر ہوگی۔ موفقِ حقیقی کی طرف سے یہ خیر توفیق ہمارے علمائے حق کو وقتاً فوقتاً بہر اَیام وساعات بر جمیع اوقات وآنات ہوتی رہے اور اس آیت شریفہ کا مصداق ظہور پذیر ہوجائے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط (بنی اسرائیل:۱۵)۔

مجھے اپنے بعضے بھائیوں پر سخت افسوس ہے کہ جو مرزا مذکور کی کتب کو اچھی طرح سے مطالعہ کرتے ہیں، بالخصوص توضیح المرام، فتح الاسلام، اِزالہ اوہام کہ جس میں صاف طور پر عقائد مخالف شریعتِ غراء وملتِ بیضاء مندرج ہیں، پھر مرزا قادیانی کو مسلمان اہلِ ایمان سمجھ کر اس کی دوستی ومحبت کا دَم بھرتے ہیں، حالانکہ ایسے عقائد رکھنے والا شخص بے ریب وشک زُمرۂ اہلِ اسلام سے خارج وبفرقہ کفار مندرج ہوتا ہے، ہادیٔ مطلق ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے اشخاص کی صحبت سے اور ان کی کتب کے مطالعے سے مأمون ومصئون فرمائے، آمین یا ہادی المضلین بحرمت خاتم النّبیین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین!

حررہ فقیر سیّد ظہور الحسین عفی عنہ

سجادہ نشین خاندان عالیہ قادریہ فاضلیہ واقع بٹالہ شریف

جواب المجیب صحیح لأنہ من اعتقد بتلک العقائد فقد ضل ضلالًا بعیدًا۔

حررہ مسکین المساکین امام الدین بٹالوی

---

(۱) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: ’’جو شخص ہدایت ظاہر ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور اس راہ پر چلے جو مؤمنوں کی راہ نہ ہو، اس کو ہم اُدھر ہی پھیریں گے، جدھر وہ پھرتا ہے، اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے، وہ بہت بُری پھرنے کی جگہ ہے۔‘‘

''جواب صحیح ہے، جو شخص ان عقائد کا معتقد ہو وہ دُور بھول گیا۔''

ماکتب فی هٰذا الکتاب صحیح بلاریب وتمویة۔'' حررہ سید محمد صادق

ولد مولوی گل علی شاہ مبرور مغفور

''جو اس فتوے میں لکھا ہوا ہے، وہ بلاشک وملمع سازی، صحیح ہے۔''

المسطور حق لاریب فیه۔ العبد محمد إبراهیم، إمام مسجد جامع بٹاله

''اس میں جو لکھا گیا ہے، وہ صحیح ہے۔''

ماحررہ فی هٰذا الورق صحیح۔ العبد ابو الحسن محمد حسین عفی عنه

''جو اس ورق میں لکھا گیا ہے، صحیح ہے۔'' (یہ مولوی صاحب مولوی محمد صادق (قادیانی) کے بھائی ہیں)۔

ذالک الکتاب لاریب فیه، المجیب مصیب!

حررہ محمد فخر الدین گجراتی، وارد بٹاله

''اس فتوے میں کوئی شک نہیں ہے، مجیب نے ٹھیک جواب دیا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا، اما بعد! فی الواقع یہ عقائد متحدثہ مخترعہ موضوعہ مرزا قادیانی کے مخالف عقائد حقہ جمہور اہلِ اسلام ہیں، پس ہر مسلمان متدین پر لازم ہے کہ ان کا اِبطال جہاں تک ہوسکے کرے، ہاتھ سے یا زبان سے اور دِل سے فقط بُرا جاننا توضعفِ ایمان پر دال ہے، جیسا کہ حدیثِ صحیح میں ہے:

''عن طارق بن شهاب وهٰذا حدیث ابی بکر قال: قال اول من بدء بالخطبة یوم العید قبل الصلٰوة مروان فقام إلیه رجل فقال: الصلٰوة قبل الخطبة! فقال قد ترک ما هنالک، فقال ابو سعید اما هٰذا فقد قضیٰ ما علیه سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من رأی منکم منکرًا فلیغیّره بیده، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه، وذالک اضعف الإیمان۔'' (رواه مسلم ج:۱ ص:۱۵،۵۰، باب بیان کون النهی عن المنکر من الإیمان، وان الإیمان یزید وینقص)(۱)

واضح رہے کہ قطع نظر ان جمیع عقائدِ باطلہ کے جن کی تردید اصل فتوے میں مندرج ہے، صرف بعض مجملاً ذِکر کرکے اِبطال کیا جاتا ہے، وہ یہ کہ جمہور اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور

(۱) اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ مروان نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ پڑھا تو ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا، جس پر ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ: اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کیا کہ جو بُری بات دیکھے وہ اس کو ہٹادے، ہاتھ سے نہ طاقت ہو تو زبان سے، یہ بھی نہ ہوسکے تو دِل سے بُرا جانے اور یہ ادنیٰ درجہ ایمان ہے۔

دمشق کے منارۂ شرقی پر فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائیں گے، اور دجال کو (کہ ان سے پیشتر خروج کرچکا ہوگا) قتل فرمائیں گے، اور نیز حضرت مہدیؓ بھی اس وقت ظاہر ہوچکے ہوں گے۔ یہ بیان احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے:

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والذی نفسی بیده! لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویفیض المال، حتّٰی لا یقبله احد، حتّٰی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها۔ ثم یقول ابوهریرة: واقرءوا إن شئتم: وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج۔“

(بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، باب نزول عیسی بن مریم، مسلم ج:۱ ص:۸۷، باب نزول عیسی بن مریم)

اس حدیث میں گویا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تفسیر آیت کی فرمادی کہ جس سے ان کا دُنیا میں پھر آنا اور فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

”وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والله! لینزل ابن مریم حکمًا عدلًا فلیکسرن الصلیب، ولیقتلن الخنزیر، ولیضعن الجزیة، ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیها، ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد، ولیدعون إلی المال فلایقبله احد۔“ (رواه مسلم ج:۱ ص:۸۷، باب نزول عیسی بن مریم)

فی روایة لهما: ”کیف انتم إذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم۔“ (ایضًا)

ان ہر دو حدیثوں میں صاف طور پر آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابنِ مریم علیہ السلام جب اُتریں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر قتل کریں گے اور یہ سب اُمور اپنے حقیقی معنی پر محمول ہیں، جیسا کہ علمائے اہلِ اسلام نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔

اِمام نوویؒ شرح مسلم (ج:۱ص:۸۷) میں فرماتے ہیں:

”معناه یکسره حقیقة ویبطل ما تزعمه النصارٰی من تعظیمه وفیه دلیل علٰی تغییر المنکرات والآلات الباطل وقتل الخنزیر من هٰذا القبیل وفیه دلیل للمختار فی مذهبنا ومذهب الجمهور انا إذا وجدنا الخنزیر فی دار الکفر او غیرها وتمکنا من قتله قتلناه۔“(۱)

اور مرزا قادیانی نے اپنے تئیں مثیل مسیح قرار دیا ہے اور اِبنِ مریم علیہ السلام کے حقیقی نزول سے اِنکار کیا ہے، اور کہیں اِنکارِ اَحادیث اور کہیں تأویلاتِ باطلہ کو اِختیار کیا ہے، چنانچہ صلیب کے توڑنے سے یہ مقصود رکھا ہے کہ وہ اِظہار حرمت صلیب کریں گے جس کو میں کررہا ہوں۔

مگر راقم حیران ہے کہ ”حرمت“ صرف مرزائی ہے یا کہ قدیم زمانۂ اہلِ اسلام سے مشہور و معروف ہے، اوّل تو بدیہی

(۱) اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ قتلِ خنزیر سے حقیقۃً خنزیر کو قتل کرنا مراد ہے۔

البطلان ہے، پس ثانی متعین ہے، اوران کی تأویل باطل ہے، فہوالمطلوب۔ اور قتلِ خنزیر سے بھی یہ معنی لیا ہے کہ اس کی حرمت کا اِظہار ہے، اور ظاہری معنی پر یہ اعتراضِ واہی کیا ہے کہ کیا وہ شکار کھیلتے پھریں گے؟ حالانکہ محاورہ اہلِ زبان میں شائع ہے کہ: ’’بادشاہ نے فلاں کو قتل کیا!‘‘ اور اس سے مقصود صرف یہی نہیں ہوتا کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے قتل کا مرتکب ہوا ہے، بلکہ جلاد کا قتل کرنا بھی منسوب اِلی السلطان سمجھا جاتا ہے، اور یہاں پر مباشرت بنفسہٖ میں بھی کوئی محذور نہیں ہے۔ علیٰ ھٰذا کفار سے جزیہ قبول نہ فرمائیں گے، بلکہ صرف اسلام ہی مقبول ہوگا، اور یہ اُمور ان سے بطور تنسیخ شریعتِ محمدیہ۔۔۔ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ واقع نہ ہوں گے، کیونکہ نبی مستقل نہ ہوں گے، بلکہ تابعِ شریعتِ محمدیہ ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ اور مبین اَحکامِ مذکورہ ہیں، کیونکہ آپ نے بطور پیشین گوئی کے پہلے ہی سے فرمادیا، جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ اَحکامِ موجودہ ان کے آنے تک ہیں، پھر تبدیل ہوجائیں گے۔ چنانچہ امام نوویؒ شرح مسلم (ج:۱ص:۸۷) باب نزول مسیح بن مریم میں فرماتے ہیں:

’’فعلٰی ھٰذا قد یقال ھٰذا خلاف ما ھو حکم الشرع الیوم فإن الکتابی إذا بذل الجزیة وجبت قبولها ولم یجز قتله ولا اکراهه علی الإسلام، وجوابه ان ھٰذا الحکم لیس بمستمر إلٰی یوم القیامة بل ھو مقید بما قبل نزول عیسٰی علیه السلام وقد اخبرنا النبی صلی اللہ علیه وسلم فی ھٰذه الأحادیث الصحیحة بنسخه ولیس عیسٰی علیه السلام ھو الناسخ، بل نبینا صلی اللہ علیه وسلم ھو المبین للنسخ، فإن عیسٰی علیه السلام یحکم بشرعنا فدل علٰی ان الإمتناع من قبول الجزیة فی ذالک الوقت ھو شرع نبینا محمد صلی اللہ علیه وسلم۔‘‘

اور مال کی کثرت ہونا بھی بڑی علامت فرمائی ہے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا، بعض حواری مرزا قادیانی اس کی تصدیق یوں فرماتے ہیں کہ: وہ بھی بہت مال لوگوں کو دیتے ہیں، یعنی بذریعہ اِشتہار وعدہ اِنعام کا دیتے ہیں، اور کوئی قبول نہیں کرتا، سبحان اللہ! کیا تأویلِ واہی ہے! اور کیسا خیالِ محال ہے! کیونکہ کثرتِ مال وعدمِ قبول کی تشریح صاف طور پر آپ نے فرمادی ہے کہ کثرت کا یہ حال ہوگا کہ اُونٹنی جوان بیکار پڑی پھرے گی، کوئی متوجہ اس کی طرف نہ ہوگا، اور نیز دُنیا سے نفرت اور عبادت میں لذّت ہوگی کہ اس وقت ایک سجدہ دُنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ بھلا آج کل یہ معاملہ ہے۔۔۔؟ بلکہ خلاف اس کے سب کی توجہ تام دُنیا ہی کی طرف ہے، حتیٰ کہ عموماً ایک پیسہ سجدے سے بہتر سمجھا جاتا ہے، اِلَّا ماشاء اللہ! بلکہ خود مرزا قادیانی نے یہ دُنیائے دُوں کے کمانے کا ذریعہ نکالا ہوا ہے، عیاں راچہ بیاں۔۔۔؟

اور یہ علامت بھی بہت بڑی فرمائی کہ اس وقت لوگوں میں باہمی بغض، عداوت، حسد سب جاتا رہے گا، بخلاف آج کل کے کہ زمین آسمان کا فرق ہے، عموماً یہ اُمور ایسے شائع ہیں کہ اس کا اِنکار بدیہی البطلان ہے:

’’ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا‘‘

چونکہ مرزا قادیانی سے ان اُمورِ صریحہ کی کوئی تأویل نہ بن سکی، ادھر رُخ بھی نہ کیا اور حدیثِ دمشق میں دربارۂ نزولِ ابنِ مریم علیہ السلام، چار جگہ ’’نبی اللہ‘‘ کا لفظ آیا ہے، اور نبی کا اِطلاق مخالف آیت خاتم النّبیین نہیں، اس لئے کہ یہ اِطلاق باعتبار ما

کان کے ہے اور محاورے میں شائع ہے، کما لا یخفی علی اللبیب، پس اِعتراض مخالف غلط صریح ہے۔ اور فرشتوں کے پروں پر اُترنا دمشق کے منارۂ شرقی پر صحیح مسلم میں موجود ہے، اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ وہ دُنیا میں آکر نکاح کریں گے، اولاد ہوگی، اور وہ فوت ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منوّرہ میں مدفون ہوں گے جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے:

"عن عبداللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ینزل عیسی بن مریم إلی الأرض فیتزوج ویولد له ویمکث خمس واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری، فأقوم أنا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔"

(رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء، کذافی المشکوٰۃ ص:۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اور ظاہر ہے کہ علامہ ابنِ جوزیؒ محدث کو رَدِّ اَحادیثِ موضوعہ کے بارے میں کس قدر مبالغہ تھا، پھر یہ حدیث جس کو وہ خود روایت کرتے ہیں، صحیح ہے، اور مرزا قادیانی کا ان سب نصوصِ صریحہ سے اِنکار یا تأویل لاطائل کرنا صریح البطلان ہے۔ اور لفظ "إمامکم منکم" کے یہ معنی لینا کہ آنے والا جو ہوگا تو وہ تمہیں میں سے ہوگا، حقیقۃً ابنِ مریم نہیں ہوں گے، خیالِ محض ہے، اس لئے کہ "إمامکم منکم" کی تفسیر دُوسری جگہ آگئی ہے کہ وہ مہدیؓ ہوں گے جو ان کے بھی اِمام بنیں گے:

"وعن جابر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تزال طائفة من اُمّتی یقاتلون علی الحق ظاهرین إلٰی یوم القیامة، قال: فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرهم: تعال صل لنا! فیقول: لا، ان بعضکم علٰی بعض امراء! تکرمة اللہ هٰذه الاُمّة۔"

(رواہ مسلم ج:۱ ص:۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)

بعض روایات میں جو آیا ہے کہ وہ اِمام بنیں گے تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ کتابُ اللہ کی اِجراء وتعمیل میں اِمام ہوں گے، الفاظِ حدیث یہ ہیں: "فامکم بکتاب ربّکم عزّ وجل" (دیکھو مسلم ج:۱ ص:۸۷)۔

الغرض مرزا قادیانی کو اپنے تئیں مثیلِ مسیح سمجھنا اور لوگوں کو اس کی دعوت کرنا بالکل خلافِ عقائدِ اہلِ اسلام ہے۔

علیٰ ھٰذا دجال کے بارے میں احادیثِ صحیحہ موجود ہیں، چنانچہ مسلم (ج:۲ ص:۴۰۰) باب ذکر الدجال میں ہے:

"وان الدجال ممسوح العین علیها ظفرة غلیظة مکتوب بین عینیه کافر یقرأ کل مؤمن کاتب وغیر کاتب۔"

"اس کی آنکھ مٹائی گئی ہوگی، اس پر ایک گاڑھا ناخنہ ہوگا، دونوں آنکھوں کے مابین لفظ کافر لکھا ہوگا جس کو خواندہ وناخواندہ پڑھ لے گا۔"

اب یہ صریح علامت ہے کہ ان حروف کو اَن پڑھ بھی پڑھ لے گا اور یہ بھی آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو بابِ لُد پر قتل فرمائیں گے، اور یہ بھی اس کی علامت ہے کہ چالیس روز تک رہے گا، پہلا دن سال کے برابر، دُوسرا مہینے کے برابر، تیسرا جمعہ کے برابر ہوگا، اور باقی دن اور دِنوں کے برابر ہوں گے۔

چنانچہ یہ بھی اس میں ہے:

”قلنا: یا رسول اللّٰہ! وما لبثه فی الأرض؟ قال: اربعون یومًا! یوم کسنة، ویوم کشهر، ویوم کجمعة، وسائر ایامه کأیامکم! قلنا: یا رسول اللّٰہ! فذالک الیوم الذی کسنة أتکفینا فیه صلٰوة یوم؟ قال: لا! اقدروا له قدره۔“ (مسلم ج:۲ ص:۱۰۴، باب ذکر الدجال)

”ہم نے کہا: یارسول اللہ! وہ کتنا عرصہ زمین میں ٹھہرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس دن! جن میں ایک دن سال بھر کا ہوگا، ایک مہینے کا، ایک ہفتے کا، اور باقی اور دِنوں جیسے! ہم نے عرض کیا کہ: اس سال بھر والے دن میں کیا ایک ہی وقت نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں! وقتِ نماز کا اندازہ کرنا ہوگا۔“

اور پھر یأجوج ومأجوج کا نکلنا اور ان کے عجیب حالات اور ان سب کا مرض وباءِ عام سے مرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا کوہِ طور سے اُترنا وغیرہ وغیرہ سب صحیح مسلم میں موجود ہے۔

اب مرزا قادیانی کا دجال سے مراد بااِقبال قومیں لینا، کس قدر مخالفت وتحریفِ احادیثِ صحیحہ ہے! کیا بااقبال قومیں اس وقت موجود نہ تھیں۔۔۔؟

غرضیکہ بابِ تأویل میں مرزا قادیانی نیچریوں سے بڑھ گئے ہیں، اور جس طرح احادیثِ موضوعہ کو صحیح بیان کرنا، کذب علی الرسول ہے، اسی طرح احادیثِ صحیحہ کا اِنکار یا تأویلِ باطل، کذب علی الرسول ہیں، اور حدیثِ صحیح میں ہے:

”من کذب علیَّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعده من النار!“

(مسلم ج:۱ ص:۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم)

الغرض! یہ عقائدِ مرزا قادیانی کے باطل، مخالف عقائدِ اہلِ اسلام ہیں، اور خلافِ اِجماعِ اُمت ہیں، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ”وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا“ (النساء۱۱۵) اور اُمتِ محمدیہ ہرگز گمراہی پر مجتمع نہیں ہوسکتی، بلکہ جو ان سے خارج ہو، مستحقِ نار ہوجاتا ہے، جیسا کہ ترمذی میں ہے:

”عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن اللّٰہ لا یجمع اُمّتی، او قال اُمَّة محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم، علی الضلالة، ویداللّٰہ علی الجماعة، ومن شذ شذ فی النار۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۳۹، باب فی لزوم الجماعة)(۱)

”وعن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اتبعوا السواد الأعظم! فإنه من شذ شذ فی النار۔“

(رواه ابن ماجة، من حدیث انس، کذا فی المشکوٰة ص:۳۰، باب الإعتصام بالکتاب والسُّنَّة)(۲)

(۱) اُمتِ محمدی کا گمراہی پر اِتفاق واِجماع نہ ہوگا، اور جو جماعت سے نکلا وہ آگ میں پڑا۔

(۲) بڑی جماعت کے پیچھے لگو، جو اس سے نکلا، وہ آگ میں پڑا۔

”عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من فارق الجماعۃ شبرًا فقد خلع ربقۃ الإسلام من عنقہ۔“ (رواہ احمد وابو داؤد، کذا فی المشکوٰۃ)(۱)

اور یہ بھی حدیثِ صحیح میں وارِد ہے کہ قیامت سے پہلے تیس دجال کذّاب پیدا ہوں گے اور سب کے سب رِسالت کا دعویٰ کریں گے، سو یہ دعویٰ بھی مرزا قادیانی کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ قال الإمام النووی فی شرح المسلم:

”وقد وجد من ہٰؤلاء خلق کثیرون فی الأعصار واھلکھم اللہ تعالٰی واقلع اثارھم وکذالک یفعل بمن بقی منھم۔“(۲)

اور مزید یہ کہ باوجود ان عقائدِ باطلہ کی اِشاعت کے یہ دعویٰ بھی فرماتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، مسلمانوں کے سے عقیدے رکھتا ہوں، حالانکہ:

”نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا“

جب ان کی تألیفات پکار پکار کر اس دعوے کی تکذیب کر رہی ہیں، پھر کیونکر مردِ عاقل دام میں آئے؟ اب میں خداوند کریم سے اس دُعا پر کلام کو ختم کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو انہیں عقائدِ حقہ پر، جن پر اِجماعِ اُمت ہے، پھر عود کرنے کی توفیق عنایت کرے، اور نیز ان کے متبعین کو اُمورِ حقہ پر لائے، ورنہ سوءِ عاقبت کا اندیشہ ہے، وما علینا إلّا البلاغ! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ خیر خلقہ محمد خاتم النبیین وآلہٖ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ خادم العلماء کمترین راجی رحمۃ ربہ القوی

احمد علی عفا اللہ عنہ بٹالوی

مدرّس مدرسہ اسلامیہ بٹالہ

علمائے شہر پٹیالہ ریاست

ہم نے مرزا قادیانی کے رسائل: ”توضیح“ ”فتح“ ”اِزالہ“ نہایت غور سے دیکھے، قادیانی کے عقائد مخترعہ بے شک وبلاشبہ قرآن وحدیث کی تعلیم اور صحابہ کرامؓ وسلف صالحینؒ کے عقائد سے مخالف ہیں، ایسا شخص بے شک دائرۂ اسلام سے خارج اور حدیث کا پورا پورا مصداق ہے۔

مولوی محمد اسحاق
واعظ ومفتی شہر پٹیالہ و پروفیسر عربی مہندر کالج پٹیالہ

مولوی حافظ غلام مرتضیٰ
پروفیسر فارسی مہندر کالج پٹیالہ

کرامت اللہ مولوی فاضل

مولوی غلام محمد عفی عنہ

(۱) جو ایک بالشت جماعت سے الگ ہوا، اس نے اِسلام کا پٹا گردن سے نکال دیا۔

(۲) ایسے لوگ پچھلے زمانوں میں بہت پائے گئے ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا، ایسا خدا تعالیٰ آئندہ آنے والوں سے کرے گا۔

ھٰذا الجواب صحیح، و حق صریح، و الحق أحق أن یتبع! حشمت اللہ سنوری (۱)

’’جواب دُرست ہے، خداوند کریم قادیانی اوراس کے مقلدین کوراہِ راست کی ہدایت فرمائے۔‘‘

مجھ کو جملہ علمائے اسلام سے اِتفاق ہے! مولوی طالب علی لاہوری، مقیم پٹیالہ

جو شخص ملائکہ کو نفوسِ فلکیہ اور سلسلۂ نبوّت کو خواہ تامہ ہو، خواہ ناقصہ، قیامت تک جاری سمجھے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔(مولوی) حافظ عظیم بخش، سکنہ بنگہ، ضلع ہوشیار پور، مقیم پٹیالہ (یہ صاحب بھی مرزا کے حواری تھے)۔

مجھے مولوی محمد اِسحاق صاحب کی تحریر سے اِتفاق ہوا۔ العبد الفقیر عبدالعزیز محدث رئیس موضع کوم ضلع لدھیانہ

چونکہ مرزا غلام احمد کے عقائد مندرجہ فتویٰ سراسر خلافِ عقائد اہلِ اسلام، اہلِ سنت و جماعت ہیں، لہٰذا مجھ کو بھی سب علمائے دِین کے ساتھ اِتفاق ہے۔ (مولوی حافظ) سیّد محمد عنایت علی

الجواب صحیح، ’’یہ جواب صحیح ہے‘‘ خادم امام الدین حسین

پروفیسر عربی وفارسی اورینٹل ڈیپارٹمنٹ مہندر کالج پٹیالہ

مرزا کی تحریریں جملہ اہلِ اسلام خصوصاً عقائد اہلِ سنت والجماعت کے خلاف ہیں، ایسا شخص ہرگز ملہم اور مجدد نہیں ہوسکتا۔

العبد خاکسار محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

علمائے لکھنؤ کے ضلع فیروز پور جو پنجاب میں فقہ وحدیث کے ممتاز اور نام آور علماء ہیں اور صاحبِ برکات واِلہامات مشہور ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلاً أُولِیْ أَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَاءُ إِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (فاطر ۱) والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین محمد المبعوث فی الاُمّیین بجوامع الکلم والکلام المبین، وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم إلٰی یوم الدین، امابعد!

جو عقائد کفریہ مرزا قادیانی کے سوال میں مرقوم ہیں، ہر ایک کفر مذکور اس کے کافر مرتد ہونے کے لئے کافی ووافی ہے، معاذ اللہ! اس کا مذہب ہے کہ میرے اِلہام قطعی مثل کتاب اللہ کے ہیں، جیسا کہ یہ اس نے بعضے اِشتہاروں میں صاف صریح لکھا ہے، لہٰذا وہ احادیثِ صحیحہ صریحہ کے مقابلے میں مرتدانہ کلام کرتا ہے، اور کھلم کھلا کافر ہوا جاتا ہے۔

اب یہاں یہ مسئلہ حقہ یادرکھنا ضروری ہے کہ ہر حدیثِ صحیح مرفوع جس کو علمائے حدیث نے بالتحقیق صحیح ثابت کیا ہے، واجب القبول والعمل بالاجماع ہے، اس کا منکر، مکذب اپنی رائے سے موضوع وباطل کہنے والا، کافر ومرتد ہے، اس میں بہانہ قولِ اِمام کا، یا کشف واِلہام کا، یا عقلِ نافرجام کا، کچھ کام نہیں آتا۔ اگر حدیث متواتر ہے تو منکر کافرِ قطعی ہے، ورنہ ظنی کافر ہے۔ پس میری

(۱) مولوی حشمت اللہ صاحب سنوری وہ ہیں جن کی ’’اِزالہ‘‘ میں خاص مریدوں کی فہرست میں تعریف فرمائی ہے، ان کو اپنا ہم رنگ بھی لکھا ہے اور دُعائے خیر بھی دی ہے۔ دیکھو صفحہ:۸۰۱ اِزالہ۔

تحقیق میں یہ ملحد قادیانی اشد المرتدین عجیب کافر ومنافق لاثانی ہے، اس لئے اس نے اِزالہ کے صفحہ:۲۹۷ میں سب اہلِ اسلام کو جو صحابہؓ سے لے کر اب تک ہیں، ملحد صریح اور سخت بے ایمان بنادیا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اس کی پوچ تاویلیں قابلِ اِلتفات نہیں، اور نہ لائقِ اِعتبار ہیں، بلکہ فی الحقیقت تاویلیں نہیں صاف تمسخرِ منافقانہ اور اِستہزائے کافرانہ ہے، مثلاً: دعوائے اِلہامی اس کا کہ:''میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزولِ موعود کا مصداق ہوں اِستعارے کے طور پر'' سراسر باطل ومردود ہے، کیونکہ اِستعارہ مجاز کا قسم ہے، اور مجاز میں قرینہ مانعہ اِرادۂ معنیٔ موضوع لہ سے ہونا ضرور ہے، اور یہاں کوئی قرینہ مانعہ اِرادۂ معنیٔ حقیقی سے نہیں ہے، جو وجودِ مبارک عیسیٰ علیہ السلام کا بتمامہ ہے:

''والمجاز مفرد ومرکب اما المفرد فهی الکلمة المستعملة فی غیر ما وضعت له فی اصطلاح به التخاطب علٰی وجه یصح مع قرینة عدم إرادته ای إرادة الموضوع له۔''

(مختصر معانی مع متنه تلخیص المفتاح)

والإستعارة تفارق الکذب بوجهین، بالبناء علی التأویل ونصب القرینة علٰی خلاف الظاهر فی الإستعارة لماعرفت انه لابد للمجاز من قرینة مانعة عن إرادة الموضوع له۔''

(مختصر معانی مع متنه)

اور ملحد صاحب نے کوئی قرینہ مانعہ معنیٔ حقیقی سے الفاظِ نبویہ میں قرار نہیں دیا، اور اپنے اِلہام ضدِ اِسلام پر اِیمان لاکر خلاف تفسیرِ صحیح کا وکفر حدیث متواتر کا اِختیار کیا، معاذ اللہ!

فی تفسیر ابن کثیر:

''وقوله سبحانه وتعالٰی: ''وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ'' تقدم تفسیر ابن اسحاق ان المراد من ذالک ما بعث به عیسٰی علیه الصلٰوة والسلام من إحیاء الموتیٰ وإبراء الأکمه والأبرص وغیر ذالک من الأسقام وفی هٰذا نظر وأبعد منه ما حکاه قتادة عن الحسن البصری وسعید بن جبیر وان الضمیر فی ''وَاِنَّهٗ'' عائد علی القرآن بل الصحیح انه عائد علٰی عیسٰی علیه الصلٰوة والسلام فإن السیاق فی ذکره ثم المراد بذالک نزوله قبل یوم القیامة کما قال تبارک وتعالٰی: ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلاَّ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ'' ای قبل موت عیسٰی علیه الصلٰوة والسلام ثم ''وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْداً'' ویؤید هٰذا المعنی القراءة الأخریٰ ''اِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ'' ای امارة ودلیل علٰی وقوع الساعة، قال مجاهد: وانه لعلم للساعة ای آیة للساعة خروج عیسٰی بن مریم علیه الصلٰوة والسلام قبل یوم القیامة، وهٰکذا روی عن ابی هریرة وابن عباس و ابی العالیة وابی مالک وعکرمة والحسن وقتادة والضحاک وغیرهم وقد تواترت الأحادیث

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه اخبر بنزول عیسیٰ علیه السلام قبل یوم القیامة إمامًا عادلًا وحکمًا مقسطًا۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج:۶ ص:۵۳۰، زیر آیت: ’’وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘، طبعه مکتبه رشیدیه)

اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے:۔۔۔’’اس قولِ خداوندی ’’وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘ کی تفسیر ابنِ اِسحاق سے مذکور ہوچکی ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں، جیسے مُردے کو زِندہ کرنا، اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مگر یہ محلِ اِعتراض ہے۔ اس سے بعیدتر وہ تفسیر ہے جو قتادہ سے منقول ہے کہ اس سے قرآن مراد ہے۔ اس کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ اس سے قیامت کے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مراد ہے، چنانچہ دُوسری آیت میں اِرشاد ہے کہ:’’جو اہلِ کتاب ہیں وہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر اِیمان لائیں گے، اور وہ حضرت قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔‘‘ اس معنی کی مؤید دُوسری قراءت:’’اِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘ ہے، یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکلنا قیامت کی علامت ہے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ وابنِ عباسؓ اور ابوالعالیہؒ، ابومالکؒ، عکرمہؒ، حسنؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہ سے مروی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں آچکی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے اِمامِ عادل ہوکر آئیں گے۔‘‘

جب تک یہ دعویٰ اِلہام کا اس نے نہیں کیا تھا، اس کا اِعتقاد بھی اس مسئلے میں موافق اہلِ اسلام کے تھا، جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ:۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج:۱ ص:۵۹۳ میں مرقوم ہے، پس ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث کی حقیقت پر اِیمان لانے سے اِلہام ہی اس کو مانع ہوا، جیسا کہ اس نے خود آپ تصریح کی ہے صفحہ اوّل توضیح مرام میں:’’میرے اس رائے کے شائع ہونے کے بعد جس پر میں بیناتِ اِلہام سے قائم کیا گیا ہوں‘‘ تو اِلہام ہی قرینہ مجاز کا اس کے زعم میں ثابت ہوتا ہے، اور کوئی قرینہ عقلی نقلی اہلِ اسلام کے طور پر نہیں ہے۔ پس لازم آئے گا کہ قرینہ مجاز کا تیرہ سو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم ہوا، اور آپ کے کلامِ ناتمام کو تمام کیا، اور مفید مطلب واقعی کے بنایا، ورنہ پہلے وہ کلام مفید خلافِ مطلب کے تھا، فصاحت وبلاغت کجا، بلکہ ضلالت درضلالت تھی، یہ تمسخر منافقانہ اور اِستہزا نہیں تو کیا ہے؟

قال اللہ تعالیٰ:’’ذٰلِکَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْا اٰیَاتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا‘‘ (الکهف ۱۰۶)

اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فصاحت وبلاغت کو داغ لگانے کے لئے کمالِ شیطنت ہے، اور آپ کی فصاحت بلاغت جس طرح موافق ومخالف کے نزدیک مشہور ہے، اسی طرح حدیثِ صحیح میں بھی ثابت ومذکور ہے:

’’بعثت بجوامع الکلم۔‘‘(۱) (مسلم ج:۱ ص:۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة)

’’فضلت علی الأنبیاء بست: اعطیت جوامع الکلم۔‘‘ (رواہ مسلم ایضًا) سید المرسلین صلوات

(۱) اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت وبلاغت اور کلماتِ جامعہ کہنے کا بیان ہے۔

الله وسلامه عليه وعلى آله واصحابه اجمعين۔ وفی الحديث متفق عليه ايضًا: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يسردُ(۱) الحديث كسردكم كان يحدث حديثًا لو عدّه العادّ لأحصاه كما فی المشكوٰة ص: ۵۱۹، باب اخلاقه صلى الله عليه وسلم۔ فی صحيح البخاری ج: ۱ ص: ۵۰۳، باب صفة النبی صلى الله عليه وسلم: كان النبی صلى الله عليه وسلم إذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثًا حتّى تفهم عنه كما فی كتاب العلم من المشكوٰة ص: ۳۳۔ وفی صحيح مسلم، فی خطبة النبی صلى الله عليه وسلم: اما بعد! فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدی هدی محمد صلى الله عليه وسلم۔"

پس یہ صاف ظاہر ہے کہ ان احادیثِ صحیحہ مذکورہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریر، تعلیم وافہام تفہیم میں سب انبیاء علیہم السلام پر فوقیت رکھتے تھے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے مقابلے میں محدثین ملہمین کی عبارات، اِلہامات کی کیا حقیقت رہی؟ چہ جائیکہ اِلہامات اس محدث فی الدین مرتد بالیقین کے، معاذ اللہ۔۔۔!

اور اللہ تعالیٰ نے داوٗد علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے: "وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ" (ص ۲۰) قال ابن عباس: بيان الكلام، كما فی المعالم۔ یعنی عطا کی ہم نے داوٗد کو دانائی اور کھلی بات کرنی جس کو ہر ایک بلاتکلف سمجھے۔ پس حضرت ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاولیٰ اس کمال میں اعلیٰ واَولیٰ ہیں، لقوله عليه السلام: فضلت على الأنبياء۔۔۔ الخ، وقوله عليه السلام: خير الهدی هدی محمد صلى الله عليه وسلم۔ مختصر معانی میں ہے: وفصل الخطاب، ای الخطاب المفصول البين الذی يتبينه كل من يخاطب به ولا يلتبس عليه وهٰذا فی المطول - کفر اعظم کادیانی - علمائے مفسرین ومحدثین جو ظاہر علم تفسیر وحدیث کا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں، یہ بے مغز خدمتیں ہیں اور یہ تمام خدا تعالیٰ کے نزدیک اُستخوان فروشی ہے، اس سے بڑھ کر نہیں (دیکھو فتح اسلام صفحہ: ۸)۔ قال اللہ تعالیٰ:

"وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُولِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ. لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ" (التوبہ ۶۵، ۶۶)

"جو کوئی دِین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے، اگرچہ دِل سے منکر نہ ہو، وہ کافر ہوا، نہیں تو البتہ منافق ہوا، دِین کی بات میں ظاہر وباطن باادب رہنا ضروری ہے۔" (تفسیر موضح القرآن ص: ۲۵۵)

اللہ اکبر! دِین کی بے ادبی سے آدمی کافر ومنافق ہوجاتا ہے، اگرچہ اِعتقاداً نہ ہو، معاذ اللہ، اگر اِعتقاداً ہو جیسا کہ اس ملحد نے علمِ دِین کی اہانت کی ہے، تو پھر کفر ونفاق اس کے میں کیا شک ہے۔۔۔؟ انواع بارک اللہ رحمہ اللہ میں لکھا ہے:

(۱) السرد جودة سياق الحديث۔ ۱۲ ق

دینی علم یا عالماں کرے اہانت کو
یا کرے اہانت شرع دی اوہ بھی کافر ہو(۱)

اور عیسیٰ علیہ السلام کو اس ملحد نے بہ تقلیدِ نصاریٰ صلیب پر چڑھا دیا ہے اور کفر و اِنکار نص قرآنی کا کیا ہے، قال اللہ تعالیٰ: ''وَمَا صَلَبُوْہُ ''۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے، یہ بھی کفرِ صریح ہے، قرآن وحدیث کا صاف اِنکار ہے۔ اور فرشتوں کے عروج ونزول کا اِنکار، بہت نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ صریحہ کا صاف اِنکار وکفرِ صریح ہے اور یہ مستلزم ہے اس کفرِ اعظم کو کہ قرآن شریف اللہ کا کلام نہیں، بلکہ: ''اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ'' ہے، کیونکہ فی الخارج نہ کوئی جبریل آیا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے کچھ پڑھایا، نہ خدا نے جبریل کو فی الواقع اپنے کلام پیغام دے کر زمین پر بھیجا نہ اُتارا۔

پس قرآن بشر کا کلام ہوا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں خدا تعالیٰ نے پیدا کیا، فی الخارج خود نہیں فرمایا، نہ جبریل کو پڑھایا، اور سلف صالح کا یہ مشہور مسئلہ تھا کہ: ''من قال: ان القرآن مخلوق، فھو کافرٌ!''

اور خروج یأجوج مأجوج کا اِنکار بھی کفرِ صریح ہے، اور خروج اور دجال سے مسیح (یعنی قادیانی) کذّاب کا اِنکار اور دعوائے رسول مرسل نبی اللہ ہونے کا اور احمد مبشر بالقرآن ہونے کا بھی کفرِ صریح ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ ماننا، اس ملحد کی نصرانیت ہے، اور اپنی ذات کو ابن اللہ کا لقب دینا یہودیت(۲)، اور یہ جو موحدین ان کفریاتِ صریحہ کو برحق مانتے ہیں، وہ بھی کافر مرتد ہیں، اور جو خود برحق نہیں جانتے مگر مرزا سے محبت دِل وجان سے کرتے ہیں اور اس پر بزرگ کا اِعتقاد رکھتے ہیں، ہرگز اس کے کفریاتِ صریحہ مذکورہ پر غیرتِ ایمانی کو راہ دِل میں نہیں دیتے، ان میں بھی رائی کے دانے برابر اِیمان نہیں۔۔۔!

''عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من نبی بعثہ اللہ فی اُمّۃ قبلی إلّا کان لہ من اُمّتہ حواریون واصحاب یأخذون بسُنّتہ ویقتدون بأمرہ، ثم انھا تخلف من بعدھم خلوف یقولون ما لا یفعلون، ویفعلون ما لا یؤمرون، فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن، ومن جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن، ومن جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن، ولیس وراء ذالک من الإیمان حبۃ خردل۔''

(رواہ مسلم ج:۱ ص:۵۲، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان، وان الإیمان یزید)

''حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نبی گزرا ہے اس کے حواری اور اَصحاب گزر چکے ہیں، جو اس کی سنت وطریق کو لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو وہ بات کہتے خود نہ کرتے، وہ کام کرتے جس کے مأمور نہ

(۱) یہ پنجابی زبان کا شعر ہے، اس کا ترجمہ اُردو میں یہ ہے کہ: جو شخص علم یا علمائے دِین یا شرع کی اہانت کرے وہ کافر ہوجاتا ہے۔
(۲) ان کا یہ قول تھا: ''نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللہِ وَاَحِبَّاۗؤُہٗ'' (المائدۃ:۱۸) یعنی ہم خدا کے بیٹے اور دوست ہیں۔

ہوتے، جو ان سے ہاتھ کے ساتھ مقابلہ کرے وہ مؤمن ہے، جو زبان کے ساتھ مقابلہ کرے، وہ مؤمن ہے، جو دِل سے ان کا مخالف ہو، وہ مؤمن ہے، اس کے بعد (یعنی اگر دِل میں بھی ان کی مخالفت نہ ہو) تو دانہ رائی کے برابر اِیمان نہیں ہے۔''

اور جو اس ملحد کو اپنے مکانوں میں جگہ دیتے ہیں اور اس کی مدد میں سرگرم رہتے ہیں، وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہیں:

''لعن اللہ من آوی محدثاً'' (رواہ مسلم ج:۱ ص:۱۶۰، باب تحریم الذبح لغیر اللہ ولعن فاعله)۔

یعنی خدا کی لعنت ہے اس پر جو بدعتی، ملحد، محدث فی الدین کو جگہ دیتا ہے، رَدِّ نیچری میں لکھا ہے(۱):

ہک کفر عقیدہ جو حق جانے ہے مرتد یقینوں
اس وچہ شک نہ شبہ کوئی ہے صاف ایمانوں دینوں
جویں انکار فرشتیاں یا انکار جناں شیطاناں
یا تھوڑے بیاج حلال پچھانے یا منکر اسماناں
یا معجزہ یا ندا منکر ہووے من تاویلاں خاماں
یا کہے قرآن کلامِ محمد کافر باجہ کلاماں
یا آکھے حضرت عیسیٰ تائیں ہے یوسف دا جایا
وچہ قرآن جو قصہ مریم جوٹھا سفنہ آیا
یا آکھے عیسیٰ سولی چڑھیا منّے قول نصاریٰ
ہک آیت دا منکر کافر جوں کر سب دا یارا

اور تاویلیں ملحدانہ اس ملحد کی اِستہزا و تمسخر ہے، خدا رسول کو، ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کو سمجھانا نہیں آتا اور میرے اِلہامات بینات ہیں، اگر اس کے اِلہاموں کی ایسی تاویلیں کہی جائیں تو مرزا اور مرزائی ضرور تمسخر سمجھیں گے۔ مثلاً اِلہام:

''اِنّا جعلناک المسیح بن مریم'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۵۱، خزائن ج:۵ ص:۵۵۱)

میں معنی مسیح کذّاب ہیں،(۲) اور یہی معنی بالتحقیق مراد ہیں اور ابنِ مریم لطیف اِستعارہ ہے کہ اس ملحد کی والدہ مؤمنہ تھی اور یہ ملحد مسلمانوں کی نسل سے قطع ہوگیا۔ اور الطف اِستعارہ یہ ہے کہ مسیح سے مراد وزن فصیل کا ہے جو حمیر ہے۔ **کما شھد به إلھام**

(۱) رَدِّ نیچری مولانا محمد بن بارک اللہ کی تصنیف ایک پنجابی نظم کا رسالہ ہے، اس کے اَشعارِ منقولہ بالا کا، تھوڑے سود کو حلال جاننا، یا معجزات کا اِنکار کرنا، یا قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قرار دینا، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا، یا حضرت مریمؑ کے قصہ رُوٴیتِ جبریل وبشارتِ فرزند کو ایک خواب قرار دینا، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا کہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے تھے، وغیرہ۔

(۲) قاموس میں مسیح کے معنی کذّاب بھی لکھے ہیں۔ مفتی۔

المجذوب الجمونی: حدثنی به عبدالغفور، قال: حدثنی به عبدالواحد، قال عبدالغفور: حدثه به المجذوب بنفسه۔[۱] اور میں نے فکر کیا ساتویں تاریخ ماہِ رجب حال میں بعد نماز فرض عشاء کے، کہ مرزائیوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا ہے، اِلہام ہوا: اولٰئک هم الکافرون حقًّا![۲] هٰکذا تطبیق إلهامه بالقرآن والحدیث[۳]، وهٰکذا تطبیقه بإلهامی[۴]، اللّٰهم رب جبرائیل ومیکائیل وإسرافیل فاطر السماوات والأرض عالم الغیب والشهادة انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیه یختلفون، اهدنی لما اختلف فیه من الحق بإذنک انت تهدی من تشاء إلٰی صراط مستقیم، ان ملحدوں کے حق میں مجھ کو یہ بہت اِلہام ہوا ہے: إن یقولون إلّا کذبًا، نہیں کہتے مگر جھوٹ!

حرره العبد الضعیف عبدالرحمٰن المدعو بمحی الدین من مقام لکھوکے فی جواب سؤال المولوی محمد حسین عافاه اللّٰہ وإیای فی الدارین۔

الجواب صحیح، الملتجی إلی اللّٰہ محمد بن مخدومی بارک اللّٰہ مرحوم ساکن لکھوکے ضلع فیروزفور پنجاب، مصنف تفسیر محمدی وانوار محمدی وغیرہ۔ ’’یہ جواب صحیح ہے۔‘‘

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم

مرزا قادیانی کو یہ عاجز پہلے اچھا سمجھتا تھا، جب وہ تائیدِ اسلام میں مصروف تھا، جب سے اس نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نبوّت کا مدعی ہوا ہے، تب سے میں اس کو ملحد ودَجال وکذّاب سمجھتا ہوں۔

حررہ خادم القوم

محمد حسن بن مولانا حافظ محمد بن بارک اللّٰہ مرحوم

ساکن لکھوکے، ضلع فیروزپور پنجاب

(۱) یعنی جیسا کہ جموں کے مجذوب کا اِلہام شہادت دیتا ہے، جو مجھ سے عبدالغفور بن محمد بن عبداللّٰہ غزنوی نے بیان کیا، اس کو عبدالواحد داماد حکیم نورالدین نے بتایا، انہوں نے خود اس مجذوب سے سنا، یہ مجذوب وہ شخص ہے جس کا ذِکر قادیانی نے آسمانی فیصلہ کے صفحہ:۱۶، سطر:۱۴ میں کیا ہے، اس مجذوب کو حکیم نورالدین جموں سے قادیان میں جلسہ قرأت فیصلہ آسمانی پر لے گیا، وہاں پر مجذوب صاحب نے خواب دیکھا، یا ان کو کشف ہوا کہ قادیانی کی ڈیوڑھی میں ایک سفید گھوڑی ہے، پھر وہ گدھی بن گئی، جس پر کسی نے کہا کہ: نورالدین گدھی کی خدمت کر رہا ہے۔ مجذوب صاحب بعارضہ برص یا جذام بیمار ہیں، قادیان میں ان کو حکیم نورالدین اس اُمید پر لے گیا تھا کہ وہاں ان کو شفا ہوگی، وہ وہاں سے واپس آئے تو ان کی بیماری اور بڑھ گئی، آگے وہ چلتے پھرتے تھے، اب اس سے معذور ہوگئے ہیں، یہ بات خاکسار نے مولوی غلام حسن صاحب امامِ اہلِ حدیث سیالکوٹ سے سنی ہے (ایڈیٹر)۔

(۲) یہ لوگ پکے کافر ہیں۔

(۳) اس کے اِلہام کی قرآن وحدیث سے یوں ہی موافقت ہوسکتی ہے، جو یہاں ہوئی کہ مسیح سے مرزا کا کاذب ہونا اور قادیانی کا گدھی کی صورت میں دِکھائی دینا۔

(۴) اسی طور اس کا اِلہام ہمارے اس اِلہام سے کہ وہ پکے کافر ہیں، مطابق ہوسکتا ہے۔

دستخط مواہیر علمائے تحریر پشاور

یجب علٰی کافة المسلمین طرءًا و علی قاطبة المؤمنین جمعًا ان یحکموا علیه بالکفر و الإلحاد و یجتنبوا عنه بالغیظ و العناد، إذ لا شک فی کفره و کفر أتباعه و أشیاعه، لأنه دجّالٌ کذّابٌ مرتابٌ فی الأمر الیقینی و ساعٍ فی الأرض بالفساد هم مؤوّلٌ للنصوص القرآنیة علٰی ما هو متمناه و المحکماة الفرقانیة علٰی ما هو مبتغاه لإفشاء الزور و الإرتداد یذهب تارة إلی المذهب السوفسطایة و اخریٰ إلٰی هواجسات الشیطانیة قد انکر القواطع القطعیة و الشریعة الحقة الحقیقة کل ذالک بإغواء الشیطان کتب علیه ان من تولّاه فإنه یضله و یهدیه إلٰی عذاب السعیر، اعوذ باﷲ من شره و من شر أحباره و أنصاره و نتوکل علیه إنه هو السمیع البصیر۔

العبد خادم الفقهاء و المحدثین

سید اکبر شاہ حنفی قادری پشاوری

’’تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ قادیانی پر کفر واِلحاد کا حکم لگادیں، اور اس سے کنارہ کش ہوں۔ اس کے اور اس کے پیروان کے کفر میں کوئی شک نہیں، یہ دجال وکذّاب ہے، یقینی امر میں شک کرنے والا، زمین میں فساد پھیلانے والا، آیاتِ قرآن کو اپنی خواہش کے موافق اصل معنی سے پھیرنے والا، یہ کبھی سوفسطائی مذہب اختیار کرتا ہے، کبھی شیطانی خطرات پر چلتا ہے، اَحکام واخبارِ قطعیہ کا منکر ہے، شیطان کے بہکانے میں آیا ہوا ہے، جس پر یہ حکم ہو چکا ہے کہ جو شخص اس کو دوست بنائے گا، اس کو وہ گمراہ کردے گا اور جہنم کی راہ چلائے گا، اس کے اور اس کے حواریوں کے شر سے خدا کی پناہ ہے!‘‘

نحن نتبع ما نقح الفحول من العلماء و السالکین بطریق الشریعة و الإنصاف و نحکم بکفره و إضلاله۔

حرره قاضی احمد پشاوری

’’ہم قادیانی کے باب میں اس حکم کے پیرو ہیں جو علماء نے تحقیق کرکے اس پر لگایا ہے، ہم اس کو کافر وگمراہ کنندہ جانتے ہیں۔‘‘

’’اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ‘‘ (الجاثیۃ)، ’’اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ. ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۢ بَعِیْدٍ‘‘ (البقرۃ ۱۷۵، ۱۷۶)۔ العبد الفقیر نور محمد، مدرّس مسجد قائم علی خان پشاور

’’یہ شخص ان آیات کا مصداق ہے، جن میں اِرشاد ہے: تو نے اس کو بھی دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے، اور خدا تعالیٰ نے اس کو علم کے ساتھ گمراہ کررکھا ہے اور اس کے کان اور دِل پر مہر لگادی ہے، اور آنکھ پر پردہ ہے، اب اس کو خدا کے سوا کون ہدایت کرے؟ کیا تم پند پذیر نہیں ہوتے؟‘‘ ’’یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا، اور بخشش کے بدلے عذاب کو، یہ کیسے آگ پر صابر ہیں؟ یہ اس لئے ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری، اور جن لوگوں نے اس میں

اِختلاف ڈالا، وہ اس کے خلاف میں دُور جا پڑے!''

الحمدللہ اوّلًا و آخرًا و الصلوۃ علٰی نبیہ محمد ظاھرًا و باطنًا و علٰی آلہ و اصحابہ طرًّا و جمعًا اما بعد! فیا ایھا الإخوان المؤمنون! إذا حکم ببقاء الإیمان ان نزول عیسی بن مریم علیه السلام من السماء بعد ظهور المهدی الموعود حق و ما قتل عیسٰی من ایدی الکفار و ما صلب بل رفعه اللہ إلی السماء و نزوله علامة للساعة و یقتل الدجال الأعور من یده و هٰذه الاُمور کلها ثابتة بالآیات الناطقة و الأحادیث القاطعة فکیف من ادعی بأنِّی أنا المسیح عیسٰی، حاشا و کلّا لیس هو کما یدعی، بل هو من احد الدجالین الکذّابین و ادعاؤُه باطل محض مشتمل علٰی إنکاره من النصوص القطعیة و البراهین الیقینیة و لقد زین الشیطان له عداوة الأنبیاء، ''مَن کَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَ مَلٰئِکَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ'' (البقرہ۹۸) و صار مصداق هٰذه الآیة: ''فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰهِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ'' (الزمر ۳۲)، فمن کان هٰکذا فهو ضال، مضل، یضل الناس عن سواء الطریق، فاجتنبوا امنه و من أحباره و أنصاره لعلکم تفلحون من شره۔

حرره الفقیر الحقیر حافظ عبدالحکیم قادری پشاوری

''بھائی مؤمنو! حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے ظہورِ مہدیؓ کے بعد اُترنا حق ہے، اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے اور نہ مارے گئے، بلکہ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں، ان کا قیامت سے پہلے اُترنا قیامت کی علامت ہے، وہ دجال کو قتل کریں گے، یہ سب اُمور بحکم آیاتِ ناطقہ اور اَحادیثِ قاطعہ ہونے والے ہیں، پھر جو شخص اب دعویٰ کرتا ہے کہ میں مسیح ہوں، وہ مسیح نہیں ہے، بلکہ دجال ہے، اور اس کا دعویٰ بحکم آیات واحادیث باطل ہے، شیطان نے اس کو نبیوں کی دُشمنی اچھی کر دِکھائی ہے، اور جو نبیوں کا دُشمن ہو، خدا اس کا دُشمن ہے، وہ اس آیت کا مصداق ہے، جس میں یہ بیان ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر اِفترا کرے اور حق کو (جب اس کے پاس آچکا ہو) جھٹلائے، کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟''

ما اجاب العلماء الکرام فهو احق بالصواب و الجواب، الراقم فقیر سیّد محمد واعظ مسجد گنج خلف الصدق رئیس العلماء حافظ محمد عظیم مرحوم۔

''جو جواب علماء نے دیا ہے وہ دُرست ہے۔''

الحمدللہ رب العٰلمین و الصلٰوة و السلام علٰی رسوله محمد خاتم النبیین و علٰی اٰله و صحبه اجمعین، اما بعد!

فلا یخفی علٰی کافة المسلمین المؤمنین بجمیع ما جاء به الرسول الأمین من الشرع المبین ان نزول عیسی بن مریم الصدیقة المعدود فی اشراط الساعة حقٌ ثابتٌ بالکتاب و السُنَّة الصحیحة الصریحة، قال عز من قائل: ''وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ'' اخرج الحاکم عن ابن عباس هو خروج عیسٰی کذا فی الاکلیل فی معانی التنزیل، و قرأ ابن عباس رضی اللہ عنه لَعَلَمٌ بفتحتین بمعنی العلامة۔

و اخرج البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی، عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم: لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا مقسطًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، ثم یقول ابوهریرة: اقرؤا إن شئتم: ” وَإِن مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ج“ والمعنی مامن احد من اهل الکتاب ادرک ذالک الوقت إلّا آمن بعیسٰی عند نزوله من السماء وصحح هٰذا القول الطبری کذا فی تفسیر الخازن وقال عطاء عن ابن عباس إذا نزل عیسٰی إلی الأرض لا یبقی یهودی ولا نصرانی إلّا آمن به وشهد انه روح الله وکلمته وعبده ونبیه کذا فی التفسیر الوسیط للإمام الواحدی۔

واخرج الإمام احمد فی مسنده عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یخرج الدجال فینزل عیسی بن مریم فیقتله ثم یمکث عیسٰی فی الأرض اربعین سنة إمامًا عادلًا مقسطًا۔

وفی حدیث مسلم عن النواس بن سمعان رضی الله عنه ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم الدجال ذات غداة إلٰی ان قال ثم یأتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیء من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتبتعه کنوزها کیعاسیب النخل ثم یدعوا رجلًا فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه ویضحک فبینما هو کذالک إذ بعث الله المسیح بن مریم علیه السلام فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق واضعًا کفیه علٰی اجنحة ملکین فیطلبه حتّٰی یدرکه بباب لُدّ فیقتله۔۔۔الحدیث۔ والحاصل ان نزول عیسی بن مریم الموعود فی زمن الإستقبال انما یکون بعد خروج الدجال والأحادیث فیه کثیرة یطول ذکرها بالإستیفاء وهو الآن حی فی السماء وهٰذا قول اهل الحق المعول علیه لقوله تعالٰی: ”وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡناً . بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ“ ای إلی السماء قاله الحسن البصری کمافی تفسیر الإمام الواحدی وینزل عند قرب الساعة کهلًا۔

رسالته ثلاثین شهرًا ثم رفعه الله إلیه کذا فی تفسیر الخازن، قالوا وما وصل إلٰی سن الکهولة ففیه إشارة إلٰی نزوله من السماء کذا فی التفسیر جامع البیان فأخبر الله تعالٰی یرفعه إلیه حیًا بعد ما وعده وقال: ”يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ“ والمراد هنا توفی النوم وعلیه الأکثرون کمافی جامع البیان ومثله قوله تعالٰی: ”وَهُوَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰكُمۡ بِالَّيۡلِ وَ يَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّهَارِ“ الآیة (الأنعام:۶۰)۔ فالتوفی اعم من الإماتة ویدل علیه قوله تعالٰی: ”اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَالَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ فِىۡ مَنَامِهَا فَيُمۡسِكُ الَّتِىۡ قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ“ (الزمر ۴۲) فمن تفکر فی قوله تعالٰی حکایة عن قول عیسٰی علیه السلام یوم القیامة: ”فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ“ الآیة (المائدة:۱۱۷) علم انه لم یرد به الإماتة بشهادة الآیات السابقة والأحادیث الصریحة المذکورة وبالجملة ان الله تعالٰی لم یذکر فی هٰذه الآیات إلّا توفی عیسی بن مریم ولم یذکر فی القرآن انه اماته قبل التوفی والرفع او بعده فی السماء بل النصوص ناطقة بأنه حیی ینزل عند اقتراب الساعة فمن انکر نزول عیسی بن مریم الصدیقة مدعیًا انه مات فی الحقیقة ثم جعل هٰذا الإنکار تمهیدًا

لإثبات دعوی المسيحية الجديدة و ادعاء المماثلة العيسوية فی وصف النبوة و اختار مسلک الملاحدة و الباطنية وصرف النصوص الواردة فی نزول عیسی بن مریم نبی بنی إسرائیل بضرب من التمحل الباطل و فاسد التأویل إلٰی معان توافق بغیة هواه و هذیانٍ یطاق هفوة مدعاه و حرف الکلم عن مواضعه و وضع الکلام الحق فی غیر موقعه، فادعی النبوة الشرعیة و انکر الأحکام المحکمة القطعیة فهو کافر ملحد کذاب لا یخفی إلحاده و کفره و کذبه علٰی اولی العلم فی هٰذا الباب، فإن سیّدنا محمدًا صلی اللّٰہ علیه و سلم خاتم النّبیین بنص القرآن المبین۔

وقال القاضی عیاض فی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ: من ادعی نبوة احد بعد نبینا علیه الصلٰوة و السلام او ادعی النبوة لنفسہٖ او جوّز إکتسابها و البلوغ بصفاء القلب إلٰی مرتبتها کالفلاسفة و غلاة المتصوفة و کذالک من ادعی منهم انه یوحی إلیه و ان لم یدع النبوة إلٰی ان قال فهٰؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، لأنه اخبر انه صلی اللّٰہ علیه وسلم خاتم النبیین و لا نبی بعده و اخبر عن اللّٰہ تعالٰی انه خاتم النبیین وأجمعت الأمّة علٰی حمل هٰذا الکلام علٰی ظاهره و ان مفهومه هو المراد به دون تأویل و لا تخصیص فلا شک فی کفر هٰؤلاء الطوائف کلها قطعًا إجماعًا و سمعًا و کذالک وقوع الإجماع علٰی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثًا مجمعًا علٰی نقوله مقطوعًا به مجمعًا علٰی حمله علٰی ظاهره، انتهی کلامه ملخصًا۔

وقال الإمام الصابونی فی الکفایة التی صنفها فی عقائد اهل السُنّة و الجماعة ما لفظه: العدول عن ظواهر النصوص من غیر ضرورةٍ إلحاد محض انتهی۔ قال اللّٰہ تعالٰی: ”إِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُونَ فِيْ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَن يُلْقٰى فِيْ النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِيْ اٰمِناً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ“ (فصلت ۴۰) و اللّٰہ سبحانه وتعالٰی وعد بحفظ کتابه المبین من تحریف الملاحدة المضلین فقال: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ“ (الحجر ۹) فأقام العلماء الصالحین علٰی إبطال تأویل الملحدین فدونو علم الکتاب و السُنّة الذی هو أساس الأحکام الشریعة الأصلیة و الفرعیة فی الکتاب المبسوط المضبوطة المشهورة التی تداولها اهل السُنّة و الجماعة فی الإعصار الماضیة إلی الآن۔

وعنه علیه السلام لا یزال یحمل هٰذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتأویل الجاهلین و الملحد الذی ذکرنا سابقًا لیس نظیر عیسی بن مریم الصدیقة بل مثیل الأسود العنسی ومسیلمة الیمانی فی دعوی النبوة داخل فی سلسلة الکذّابین الذین اخبر عن خروجهم النبی الصادق الأمین، فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا تقوم الساعة حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریبًا من ثلاثین، کلهم یزعم انه رسول اللّٰہ۔ اخرجه مسلم وغیره۔

فثبت بهٰذا التفصیل و واضح الدلیل ان الملحد المسطور علی الوصف المذکور دجال کذاب استحوذ علیه الشیطان فحمله علٰی ذالک الهذیان و الطغیان وهو المفسد الساعی فی إفساد عقائد المؤمنین وإیقاع

التشویش فی صدور عوام المسلمین، وعندی ان ترک المباحثة مع الملحد المسطور اولی ولا ماتة قوله الزائغ احری بل الواجب لتنفیر العوام تشهیر فساد عقائده بین الأنام واللہ در من قال بالجهر ولن یصلح العطار ما افسده الدهر حفظ اللہ المؤمنین من شره وضره وعن کره بعد فره۔

ثم العجب العجاب من بعض اولی الألباب وجمع من اهل العلم فی الباب کیف اغتروا بأقوال الملحد البطال وتنزلوا إلٰی مدارک الجهال فآمنوا بأباطیل ذالک الضال زاعمین انه صادق وموحد ذو حلم، لا بل هو مارق وملحد فی سلم، إتخذ إلٰهه هواه واضله اللہ علٰی علم، واعجب من هٰذا انهم یزعمون انفسهم کحواری المسیح عیسی بن مریم الصدیقة کلا بل هم انصار المسیح الدجال الأعور فی الحقیقة فأوردوا کثیرًا من العوام کالأنعام فی ورطة الضلالة وأفسدوا علیهم عقائدهم القدیمة الحقة فما ربحوا فی هٰذه البضاعة والتجارة إلّا الهلکة والخسارة، أیة خسارة؟ خسارة الدنیا والآخرة! فإن لم ینتهوا عن تلک الأقاویل التی یلقی علیهم العزازیل فعسی اللہ ان یسلط علیهم النقاد فیفحمهم ای یسکتهم او هو لفظ یقبحهم ویرمیهم بالکساد ویشیع اخبار فبضجهم فی جمیع البلاد فتتفق علٰی تضلیلهم وتسفیههم السنة جمیع اهل الرشاد ولا یبقی لکیدهم تأثیر ولا لمکرهم مجال وعند اللہ مکرهم وإن کان مکرهم لتزول منه الجبال، وعما قلیل لیصبحن نادمین ولتعلمنّ نبأه بعد حین!

حرره الفقیر

محمد ایوب الحنفی الپشاوری

خادم الفقه والحدیث والتفسیر

’’حمد وصلوٰۃ کے بعد! مؤمنوں کو معلوم ہو کہ علاماتِ قیامت میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول شمار کیا گیا ہے، وہ حق ہے، کتاب وسنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وہ علم قیامت ہے، اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا مراد ہے۔ ایسا ہی تفسیر اکلیل میں ہے، ایک قراءت میں عِلم کی جگہ عَلَم بفتح ہے، جس کے معنی علامت ہے، بخاری وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا ہے کہ عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکمِ عادل ہو کر آئیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، مال کی ایسی کثرت ہوگی کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: چاہو تو (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھو: ’’وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ‘‘ الآیۃ جس سے یہ مراد ہے کہ جو اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ وقت پائے گا، وہ ان پر ایمان لے آئے گا، اسی قول کو تفسیر آیت میں طبری نے صحیح کہا ہے، چنانچہ تفسیر خازن میں ہے: حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اُتریں گے تب کوئی یہودی ونصرانی ایسا نہ ہوگا جو یہ شہادت نہ دے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایسا ہی تفسیر وسیط میں ہے۔ اِمام احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دجال نکلے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس کو قتل کریں گے، پھر وہ زمین میں چالیس برس رہیں گے، اِمامِ عادل اور حاکمِ منصف ہو کر۔ اور صحیح مسلم میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کا ذِکر کیا تو فرمایا کہ: وہ ایک قوم کو اپنی طرف بلائے گا، وہ اس کی بات کو رَدّ کریں گے تو تہی دست ہوجائیں گے، پھر وہ کھنڈروں پر گزرے گا، ان کو کہے گا کہ: اپنے خزانے نکال دو! تو وہ اپنے خزانے نکال دیں گے، جیسے شہد کی مکھیاں نکلتی ہیں۔ پھر وہ ایک آدمی کو بلاکر دو ٹکڑے کردے گا، پھر اس کو بلائے گا تو وہ چمکتے چہرے اور ہنستے منہ سے آئے گا، ایسی حالت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریں گے اور دجال کو دروازۂ لُدّ کے پاس پاکر قتل کریں گے، الحاصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے بعد نزول فرمانا زمانۂ آئندہ میں ہوگا، اور اس وقت تو وہ زِندہ آسمان پر موجود ہیں، اور یہی اہلِ حق کا قول ہے، جس پر اِعتماد ہے۔ اس پر یہ قولِ خداوندی کہ: ''یہودیوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا، بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اُٹھالیا'' دلیل ہے۔ اپنی طرف اُٹھانے سے آسمان پر اُٹھانا مراد ہے، چنانچہ حسن بصریؒ نے کہا ہے ایسا ہی واحدی کی تفسیر میں ہے اور اس پر یہ قولِ خداوندی کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں اور سنِ کہولت میں (یکساں) کلام کریں گے'' بھی دلیل ہے۔ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ: جب وہ رسول ہوئے تو تیس برس کے تھے، پھر بعد رِسالت وہ تیس مہینے ٹھہرے، پھر خدا تعالیٰ نے ان کو اُٹھالیا، ایسا ہی تفسیر خازن میں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنِ کہولت کو نہ پہنچے تھے کہ اُٹھائے گئے، لہٰذا اس آیت میں یہ اِرشاد ہے کہ وہ آسمان سے اُتریں گے (تاکہ سنِ کہولت میں ان کا کلام کرنا پایا جائے) ایسا ہی تفسیر جامع البیان میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو زِندہ اُٹھانے کی اپنے اس وعدے کے بعد خبر دِی ہے جو ان کو دیا گیا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھے قبض کرنے والا اور اُٹھانے والا ہوں، اس آیت میں لفظ توفی سے نیند مراد ہے، چنانچہ اکثر علماء کا قول ہے، ایسا ہی جامع البیان میں ہے۔ اس کی نظیر وہ قولِ خداوندی ہے جس میں اِرشاد ہے کہ خدا تم کو رات کے وقت توفی کرتا ہے، توفی موت کے سوا اور صورتوں سے بھی ہوسکتی ہے، اس پر وہ آیت شاہد ہے جس میں اِرشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کو نیند میں۔

جو شخص اس قولِ خداوندی میں۔۔۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔۔۔ تأمل کرے گا، وہ جان لے گا کہ اس سے موت دینا مراد نہیں، چنانچہ آیات وحدیث اس پر شاہد ہیں۔ من جملہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ کے توفی بمعنی قبض کا ذِکر ہے، نہ یہ کہ خدا نے ان کو مار دِیا ہے، اور نصوصِ صحیحہ ناطق ہیں کہ وہ زندہ ہیں، پھر جو شخص ان کو مُردہ سمجھتا ہے اور ان کے نزول کا منکر ہے اور اس سے وہ اپنے مسیح ہونے کی پٹڑی جماتا ہے اور تأویل وتحریف آیات واحادیث متعلقہ نزولِ مسیح میں مسلک ملاحدہ باطنیہ کا اِختیار کرتا ہے اور اپنی نبوّت کا مدعی ہو بیٹھا ہے، وہ کافر وملحد وکذّاب ہے، اس کے اِلحاد وکفر وکذب میں کوئی شک نہیں۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں کہا ہے کہ: جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا مدعی ہو اور اپنی کمائی اور صفائی قلب کے ذریعے سے حصولِ نبوّت کو جائز رکھے یا نزولِ وحی کا مدعی ہو، گو مدعیٔ نبوّت نہ ہو، وہ کافر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھنے والا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ: میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں، اور اس پر اُمت کا اِتفاق ہے کہ ان آیات واحادیث کے ظاہری معنی مراد ہیں، نہ کہ کوئی تأویلی معنی، ایسے

لوگوں کے کفر پر اجماع ہے، ایسا ہی ان لوگوں کے کفر پر جو نص کتابُ اللہ کو رفع کریں، یا کسی ایسی حدیث میں جو اِتفاقی صحیح اور ظاہری معنی پر یقیناً محمول ہو، کوئی تخصیص نکالیں۔

اِمام صابونی نے کفایہ میں کہا ہے کہ: ''ظاہر معنی آیات و احادیث سے بلاضرورت عدول کرنا اِلحاد ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ہم پر وہ لوگ مخفی نہیں جو ہماری آیات میں اِلحاد کرتے ہیں، کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا جو با اَمن قیامت کے دن حاضر ہو؟'' خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب کی محافظت کا خود وعدہ کرلیا ہے، لہٰذا اس نے ایسے علماء کو پیدا کردیا ہے جو ان ملحدوں کی تحریف سے دِین کو بچاتے چلے آئے ہیں۔

یہ ملحد قادیانی حضرت مسیح کا مثیل و نظیر نہیں بلکہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذّاب کا نظیر ہے، اور ان کذّابین کے سلسلے میں داخل ہے جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دِی ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ ملحدِ مذکور دجال ہے، شیطان اس پر مسلط ہے جو اس سے یہ بکواس کرا رہا ہے، وہ مفسد ہے مسلمانوں میں فساد پھیلا رہا ہے، میرے نزدیک ایسے ملحد سے مباحثہ ترک کرکے عام مسلمانوں کو اس کے عقائدِ باطلہ کے فساد سے مطلع کرکے متنفر کرنا چاہئے، بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض اہلِ علم اس ملحد بطال کے اقوال سے دھوکا کھا بیٹھے ہیں اور خود جاہل بن گئے اور اس گمراہ کے باطل خیالات کو حق اور اس کو اہلِ علم سمجھنے لگ گئے ہیں، اور خود اس کے حواری بن بیٹھے ہیں، وہ مسیح دجال کے مددگار رہیں، وہ اس سے باز نہ آئیں گے تو خدا ان پر بھی ایسے لوگوں کو مسلط کرے گا جو ان کے کھوٹ و فساد کو ظاہر و مشتہر کریں گے، پھر وہ سخت نادم ہوں گے۔''

ما قال اعلمنا و مدققنا فهو عين الصواب لا شک فی نزول عیسیٰ و انه لعلم للساعة فلا تمترن بها، يدل عليه سياق النظم و سباقه و من معتقدی ان نزول عیسیٰ حق ثابت بالأدلة القاطعة من الآيات و الأحاديث وإجماع الأُمَّة فمن انكر فإنكاره من الأدلة المذكورة فهو معرض عن طريق الرشاد و مروج سبيل الإلحاد۔

كتبه فقير مسعود
خلف مفتی برکت اللہ مرحوم

''جو ہم سے بڑھ کر عالم اور مدقق نے کہا ہے، وہ عین صواب ہے، اس میں شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، آیۃ: ''**لعلم للساعة**'' کا بیان اور سیاق اس پر دلیل ہے، میرا یہی اِعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یقینی دلائل آیات و احادیث اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے، پس جو اس کا منکر ہے، وہ رُشد کے طریق سے منہ پھیرتا ہے اور اِلحاد کے طریق کو رِواج دے رہا ہے۔''

اللّٰهم إنّی اعوذ بک من فتنة المسيح الدّجّال! بہت افسوس بحال مرزا قادیانی آتا ہے، اغلب یقین ہے کہ اِبلیسِ لعین نے ان کو بہکایا ہے، یہ عقائد و کلمات ان کے جو انہوں نے توضیح مرام و اِزالہ اوہام میں تحریر کئے ہیں، کفر ہیں، اور قائل اس کا

کافر ہے، جوجناب مولانا ابوفضل رومی مولوی سیّدنذیرحسین صاحب ومولانا جناب ابوسعید صاحب نے فتویٰ دیا ہے، وہ حق ہے، واللہ الموفق بالصواب!

العبدالقاضی عبدالقادر پشاوری

جوفتویٰ کہ علمائے ہندوستان وپنجاب نے درحق غلام احمد قادیانی دیا ہے، وہ صحیح ہے، اور معتقد اِعتقاد توضیح المرام کافر ہے۔

جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے
العبدمُلاَّ محمد بشیر، سوات	مُلاَّ محمد منیر	مُلاَّ اللہ دادنصیر، بٹگرام
جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے
مُلاَّ معزالدین تنگی تپہ، ہشت نگر	مُلاَّ وجیہ الدین	مُلاَّ اِسماعیل اوڈی گرام سوات
جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے
مُلاَّ بشیر محمد	قاضی عبدالخالق ماجور	مُلاَّ فصیح الدین یوسف زئی

قائل ومعتقد وفات مسیح ونہ آمدن دے بایں دنیا بقرب قیامت ومقتول گردیدن دے وغیرہ اُمور کہ درفتویٰ نامہ علمائے ہندوستان وپنجاب درج اند، اگر غلام احمد قادیانی ایں کلمات گفتہ باشد یا اعتقاد وے بریں باشد وے بموجب شرع شریف کافر مطلق است واعوان وے اگرایں اعتقاد داشتہ باشند کافر اند۔

معتقد ما فی هٰذا السؤال فی العقائد والبیان قد استهوته الشیاطین فی الأرض حیران له اصحاب یدعونه إلی الهدی ائتنا، فما یأتی إلیهم موقنا، ومنشأ إعتقاده الفاسد انه ما میّز بین الهمام الرحمٰن، ووسوسة الشیطان وبین خواطر الروح وهوی النفس والطغیان، وترک ما وجب علیه من تطبیق الخیالات والخطرات بالقرآن والسُّنَّة وإجماع الاُمَّة المرحومة، فالواجب عیله ان یتوب، فإنه وقع فی اکبر الکبائر من الذنوب!

العبد رحمة اللّٰہ عفاہ اللّٰہ

’’عقائد مذکورہ سوال کے معتقد کو شیاطین نے زمین میں بہکا رکھا ہے، وہ حیران ہے، لوگ اس کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں، مگر وہ نہیں آتا، اس کے فساد واِعتقاد کا منشا یہ ہے کہ وہ اِلہامِ رحمانی اور وسوسہ شیطانی میں تمیز نہیں کرتا، اور اپنے خطرات وخیالات کو قرآن وحدیث واِجماع پر عرض کرنا چھوڑ بیٹھا ہے، اس پر واجب ہے کہ توبہ کرے وہ بڑے گناہ میں جا پڑا ہے۔

علمائے راولپنڈی وہزارہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، لا ریب ان العقائد المذکورة فی السؤال کفر ونفاق وزندقة وإلحاد واحداث وضلال فإن لم یکن صاحبها کافرًا وملحدًا وزندیقًا ومنافقًا فلیس فی الأرض کفر وإلحاد زندقة فلعنة اللّٰہ علٰی من

اسس الضلال وغیّر الدین وحرّف النصوص واسأ الظن باﷲ وبأنبیائه وشرعه وقال اوحی إلیّ ولم یوح إلیه شیء وعلٰی اعوانه وانصاره السفهاء الأذلین، ولا شک فی کونه من الدجاجلة عصمنا اﷲ تعالٰی من کیده وإضلاله آمین۔ کتبه عبدالأحد ابن القاضی محمد حسن خانپوری عفا اﷲ عنهما

’’اس میں شک نہیں کہ عقائدِ مذکورہ سوال کفر والحاد اور چھپا اِرتداد ونفاق ہے، اس پر خدا کی لعنت ہو جس نے گمراہی کی بنیاد ڈالی ہے، اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شرع پر بدگمانی کی اور یہ کہا ہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے، اور واقعہ میں نہیں ہوتی، ایسے ہی اس کے انصار مددگاروں پر جو بےعقل وذلیل ہیں، بے شک وہ دجال ہیں، خداوند کریم ان کے مکر وگمراہی سے بچائے۔‘‘

الحمد ﷲ رب العالمین والصلٰوة علٰی رسوله محمد وآله وصحبه اجمعین، اما بعد! فیقول احقر عبادی الباری محمد الخانفوری ان ما قاله شیخنا السید نذیر حسین وبرکتنا المولوی عبدالجبار الغزنوی سلمهما اﷲ تعالٰی فی الدارین وغیرهما من العلماء الکرام فی حق الکادیانی فهو حق وصواب لا شک انه من الدجاجلة اعاذنا اﷲ من هٰذه العقیدة الفاسدة، آمین! حرره محمد بن محمد حسن خانفوری عفی عنه

’’جو کچھ ہمارے شیخ مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب اور ہماری برکت مولوی عبدالجبار صاحب وغیرہ علمائے کرام نے قادیانی کے حق میں کہا ہے، وہ حق ہے، اور بے شک قادیانی دجالوں میں سے ہے۔‘‘

الحمد ﷲ والصلٰوة والسلام علٰی رسوله الذی بعث بالحق لیظهره علی الدین کله، اما بعد! فیقول احقر العباد محمد بن سالم المکرانی ان ما قال العلماء فی تکفیر مرزا الکادیانی فهو حق وصواب ولا شک ان من مات بهٰذه العقائد الفاسدة ولم یتب فهو فی نار جهنم خالدًا فیها، اللّٰهم اعذنا من هٰذه العقیدة الباطلة، الحق یعلوا ولا یعلٰی علیه۔ فقیر محمد بن سالم المکرانی عفی عنه

’’جو کچھ علماء نے تکفیر قادیانی کے باب میں کہا ہے، وہ حق ہے، اس میں شک نہیں کہ جو شخص ایسے عقائدِ فاسدہ پر بلاتوبہ مرے، وہ جہنم میں رہے گا۔‘‘

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم، اما بعد! فما قال العلماء فی تکفیر میرزا کادیانی فهو صحیح وکفره ثابت وعقائده مخالف الکتاب والسُنَّة، وقوله انا مثیل المسیح وعیسی بن مریم مات فدعواه باطل وهو دجّال کذّاب خارج عن الإسلام لقوله صلی اﷲ علیه وسلم: سیکون فی اُمّتی کذّابون کلهم یزعم انه نبی اﷲ، وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ العبد تاج دین گجراتی پنجابی

’’علماء نے جو کچھ تکفیر قادیانی کے باب میں کہا ہے، وہ صحیح ہے، اور اس کا کفر ثابت اور اس کے عقائد کتاب وسنت کے مخالف ہیں، اس کا یہ کہنا کہ میں مسیح عیسیٰ بن مریم کا مثیل ہوں، ایک باطل دعویٰ ہے اور وہ دجال وکذّاب ہے، اسلام سے خارج، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میری اُمت میں کذّاب پیدا ہوں گے جو دعوائے نبوّت کریں گے، اور میں نبیوں کا خاتم ہوں۔‘‘

ماقال العلماء المحققون فی الکادیانی حق و صواب۔ نیاز اگین قاضی محسن الدین عفی عنہ

’’جو علمائے محققین نے قادیانی کے حق میں کہا ہے، وہ حق ہے۔‘‘

میں نے یہ فتویٰ اوّل سے آخر تک بنظرِ غور دیکھا، اور اس سے پہلے اس شخص کے مسائل فتح اسلام اور توضیح مرام اور اِزالہ اوہام وغیرہ بھی دیکھے اور اس کے بعض مریدوں، نیم مُلّاً خطرۂ اِیمان سے مباحثے کا بھی اِتفاق پڑا، اور خود مرزا سے بھی اِلہام کے بارے میں بالمشافہ ایک سوال کیا تھا، جس کے جواب میں وہ مبہوت رہ گیا تھا۔ غرض میں ان کے مذہب اتباع ہوا، سے پورا واقف ہوں، حضرت مجیب نے ان کے حق میں جو کچھ فرمایا ہے وہ سب صحیح اور بجا ہے، بلکہ یہ گمراہ فرقہ اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں، ارحم الراحمین ان کو توبہ نصیب کرے اور اپنی مخلوق کو ان کے شر سے بچائے اور ان کا رَدّ کرنے والوں کی مدد کرے۔

ہدایت اللہ، اِمام مسجد موحدین صدر پنڈی

ان ہذہ العقائد الأخیرۃ التی ذکرت فی رسائل الکادیانی باطلۃ زائغۃ مضلۃ فإنہا مخالفۃ للکتاب و السُّنَّۃ وإجماع الاُمَّۃ ومعارضۃ للأخبار و الآثار الصحیحۃ و اقوال المرضیۃ و مباینۃ لأہل السُّنَّۃ و الجماعۃ و موافقۃ لأہل البدعۃ و الھویٰ و اہل الکتب من الیہود و النصاریٰ و اہل الإلحاد و الزنادقۃ و الہنود و الفلاسفۃ یا للعجب! ان قائلہا ینکر خوارق الملائکۃ و الأنبیاء و الأولیاء یدعی ہو من فسہ صدورہا و یختار علمہ و فہمہ علٰی علمہم و فہمہم وھٰذا ضلال صریح و غوال قبیح، اللّٰہم تب علیہ إن تاب عنہا و اہلکہ إن بقی علیہا و طغیٰ و اعذنا منہا و اجعلنا من المہتدین و احفظنا عن مکر الماکرین، آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حافظ عبد الہادی اعاذہ اللہ من الأعادی شاہ بوری ثم فنڈی

’’قادیانی کے یہ آخری عقائد جو اس کے رسائل میں مذکور ہیں، باطل ہیں، کتاب وسنت واِجماعِ اُمت کے مخالف ہیں، احادیث وآثارِ صحیحہ کے معارض، اقوالِ پسندیدہ اہلِ سنت سے مبائن، اہلِ بدعت، یہود، نصاریٰ، ملحدوں جیسے، مرتدوں، ہندوؤں، فلسفیوں کے موافق ہیں، تعجب ہے کہ قادیانی ملائکہ اور انبیاء واولیاء کی خوارق کا منکر ہے اور خود ان اُمور کا مدعی، اور اپنے علم وفہم کو ان کے علم وفہم سے بہتر سمجھتا ہے، یہ صریح گمراہی اور ہزل ہے، خداوندا اس کو توبہ نصیب کر، یا ہلاک کر!‘‘

علمائے جہلم وقرب وجوارِ آں

بندہ کو بسبب اِستماعِ اخبارات وحالاتِ حسنہ مرزا قادیانی کے جو علی العموم واصل ہوئی تھی، حسنِ ظن بلیغ تھا اور اس کو زُمرۂ صالحین میں شمار کرتا تھا، اور اَب تک اس کی تصنیفات دیکھنے کا اِتفاق نہیں ہوا، چونکہ یہ فتویٰ دیکھا اور مرزا کے معتقدات سے اِطلاع ہوئی تو حسنِ ظن مرتفع ہوا۔

مرزا اگر فی الواقع عقائد محررہ فتویٰ کا معتقد ہے تو بلاشک وہ اِرتداد واِلحاد میں داخل اور مستحق وعید: ’’وَلَاتُصَلِّ عَلٰی

اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ‘‘ (التوبہ: ۸۴) کا ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم!

العبد احمد الدین دریالوی

علاقہ جاپ، تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم، حال وارد جہلم

سبحانک لا علم لنا إلّا ما علمتنا إنک انت العلیم الحکیم، إن کان عقائدہ ھٰکذا فجمیع ما حررہ العلماء فی حقہ صحیح۔ ابو عبدالبصیر میر حمزۃ ھزاروی

’’مرزا قادیانی کا یہی اعتقاد ہے تو جو کچھ علماء نے اس کے حق میں لکھا ہے، صحیح ہے۔‘‘

الحمد للہ العزیز الرحیم، والصلوٰۃ علیٰ نبیہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ المشیعین للدین القویم، اما بعد!

بندہ زمانۂ ملاقات سے مدّت تک مرزا کی کمال دیانت داری اور اُونچے درجے کی پرہیزگاری اور داعی الی اللہ ہونے کا بہ نہایت جاں نثاری صمیمِ قلب سے معتقد تھا، اور اس کو زُمرۂ غم خوارانِ خلق اللہ سے سمجھتا تھا، اور اِبتدا میں ایسی باتیں سن کر کہتا تھا کہ: سبحانک ھٰذا بهتان عظیم! لیکن چونکہ مدّت سے مشہور ہورہا ہے کہ وہ بذریعہ تحریرات مطبوعہ مشتہرہ کے ایسی باتوں کا معتقد ومدعی ہے جو مولوی ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ بٹالوی صاحب کے سوال میں بحوالہ تحریرات مذکورہ درج ہے، اور وہ تحریرات آج تک مجھ کو باوجود سعی وجستجو کے میسر نہیں ہوئیں، تا کہ میں ان کے مطالعے سے حسب اِستعداد اپنی کے، دجالیت وکذّابیت واسلام کے دائرے سے خارج ہونے یا حقانیت ورہبانیت وصداقت واِشاعتِ اسلام مرزا کی ایسی یقینی اور قطعی سند حاصل کرتا اور پھر اِستفتا پر لکھتا کہ اس کو عالم الغیب والشہادۃ کی حضور میں پیش کرسکتا اور فرمانِ ایزد سبحان کا بھی بے تحقیق لکھنے اور کہنے اور کرنے سے شدّت سے منع کرتا ہے کہ: ’’وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ‘‘ (بنی اِسرائیل) اور ایضاً: ’’اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ۔۔۔اِلخ‘‘ اور نبی الرحمت نے فرمایا ہے کہ: ’’الشاھد یری ما لا یری به الغائب‘‘ اور غائب پر حکم لگانے سے روکا ہے، اور سوال میں بھی بحوالہ تحریراتِ مرزائی مسطور ہے کہ وہ ایسی باتوں کا معتقد ومدعی ہے، لہٰذا نہ مطلقاً بلکہ مقیداً لکھا جاتا ہے کہ اگر مرزا ایسے اِعتقادات کا معتقد ومدعی ہے جو سوال میں درج ہے، تو بے شک وہ انہیں فتووں کا مستوجب ومستحق ہے جو علمائے ربانیین نے اس کے حق میں لگائے ہیں، اور عیاذاً باللہ! کہ کسی کے حق میں تقلیداً اور سمعاً کوئی فتویٰ دُوں اور لکھوں۔ اعوذ باللہ من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی، اللّٰھم آتِ نفسی تقواھا وزکّھا فإنک خیر من زکّھا، آمین یا ارحم الراحمین!

العبد برہان الدین جہلمی (۱)

اگر عقائد مرزا کے اسی طرح پر ہیں جو اس میں تحریر ہیں تو جواب یہی ہے جو فتوے میں تحریر ہے۔ فیض احمد جہلمی

(۱) مولوی برہان الدین صاحب کی نسبت گجرات وپشاور کے میرزائی عیسائیوں نے یہ مشہور کردیا تھا کہ انہوں نے اپنی شہادت سے جو اس فتوے پر لکھی ہے، رُجوع کرلیا ہے۔ جو بات مولوی برہان الدین صاحب کو پہنچی تو انہوں نے بذریعہ خاص مراسلت ہم کو اس سے اِطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ: میں اب تک اس اپنی شہادت پر قائم ہوں۔ مرزائی عیسائی اس پر بولیں گے تو ہم مولوی صاحب کا خط چھاپ دیں گے۔

ھٰذا الجواب صحیح، و ما قال مرزا باطل عند اھل السُنَّۃ و الجماعۃ۔ احقر العباد فقیر محمد

ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم

’’یہ جواب صحیح ہے اور جو مرزا نے کہا ہے وہ اہلِ سنت کے نزدیک باطل ہے۔‘‘

یہ عقیدہ مخالف عقیدہ اہلِ سنت و جماعت کے ہے۔ عبدالودود سلطان محمود عفی عنہ جہلمی

علمائے گجرات وحوالی آں

جو عقائد معہ دلائل مرزا قادیانی کے اس فتوے میں درج ہیں، وہ تمام اہلِ حق کے خلاف ہیں، اہلِ حق تو یہ کہتے ہیں:

النصوص تُحمَلُ علٰی ظواھرھا و العدول إلٰی معان یدعیھا اھل الباطل إلحاد، قال اللہ تعالٰی: إِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا (فصلت:۴۰)۔ عبدالرحمن، ساکن موضع دینہ، ضلع گجرات

من کان إعتقادہ مخالفًا للسُنَّۃ و الجماعۃ فھو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین، اعاذنا اللہ وإخواننا المسلمین من اباطیلہ الکاذبۃ و معتقداتہ الباطلۃ۔ العبد فضل الدین گجراتی

’’جس شخص کا اِعتقاد اہلِ سنت و جماعت کے مخالف ہے، وہ بدعتی ہے، مؤمنوں کی راہ کے سوا، اور راہ چلنے والا، خدا اس کے جھوٹے عقائد سے مسلمانوں کو بچائے۔‘‘

عقائد میرزا غلام احمد الکادیانی من الإعتزال، و الفلسفۃ و الذین سموا بأھل السُنَّۃ و الجماعۃ من وقت بدع النزاع بین فرق المسلمین بمراحل منہ کل حزب بما لدیہ فرحون عھدی ما فی الفاظی من غیر تبذیر و لا تقتیر۔

ابو الفیض محمد حسن حنفی

از بھین تحصیل چکوال، ضلع جہلم

’’قادیانی کے عقائد معتزلہ اور فلسفہ کے عقائد ہیں، جو لوگ اہلِ سنت کہلاتے ہیں وہ ان عقائد سے کوسوں دُور ہیں، میری یہی رائے ہے جس میں نہ کمی ہے نہ زیادتی۔‘‘

علمائے سیالکوٹ

الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی و علٰی آلہ اھل التقٰی، اما بعد!

اس عاجز کو سیّدنا مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب کی تحریر سے اس سوال کے جواب میں کلی اِتفاق ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم!

ابو عبداللہ عبیداللہ معروف بمولوی غلام حسین

علمائے وزیر آباد

الحمد لأھلہ و الصلٰوۃ علٰی أھلھا، اما بعد! فقط طالعت مرۃ بعد اخرٰی، کتب الکادیانی و رسائلہ فوجدتھا مملوءۃ بالکفر و الإلحاد و الکذب علی اللہ و رسولہ و الطعن علٰی اھل الحق فإنہ یسلم امرًا مرۃ وینکرہ

أخریٰ، طریقته طریقة اهل الإلحاد والفساد، ومذهبه مذهب اهل الزیغ والعناد، هو دجال من الدجاجلة الذین اخبر عنهم المخبر الصادق ومتبع غیر سبیل المؤمنین ومتمسک بدلائل الملحدین وخداع للمسلمین، من طالع کتبه ووازنها بالکتاب والسُنَّة فلا یخفیٰ علیه ما قلنا، اعاذنا الله وجمیع المسلمین من عقیدته الباطلة وطریقته الکاسدة وارشدنا إلیٰ طریق الصواب الذی اختاره العباده لعباده الذین هم اولوا الفضل واولوا الألباب۔

حافظ عبدالمنان

’’بعد حمد وصلوٰۃ! میں نے قادیانی کی کتابوں کا بارہا مطالعہ کیا، تو ان کو کفر والحاد سے اور خدا اور رسول پر افترا سے پُر پایا، وہ کہیں کسی امر کو تسلیم کرتا ہے، کبھی اس سے اِنکاری ہوتا ہے، اس کا طریق اہلِ اِلحاد وفساد کا طریق ہے، اور اس کا مذہب کجی اور عناد والوں کا مذہب ہے، وہ ان دجالوں میں سے (جن کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دِی ہے) ایک دجال ہے، اور مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ چلنے والا، اور ملحدین کے دلائل سے تمسک کرنے والا، مسلمانوں کو دھوکا دینے والا، جو شخص اس کی کتابوں کو دیکھ کر قرآن وحدیث سے ان کا مقابلہ کرلے گا، اس پر ہمارا یہ بیان مخفی نہ رہے گا۔ خدا مسلمانوں کو اس کے عقیدۂ باطلہ سے بچائے اور طریقِ صواب پر چلنے کی ہدایت کرے۔‘‘

احمدک یا من له الحمد واُصلّی علیٰ من علیه الصلٰوة، امّا بعد! فقد نظرت فی رسائل القادیانی نظر الإنصاف وسمعت مقالاته فوجدتها داعیةً إلی الاعتساف وهو رجل قبیح، قبح الله وجهه ووجه أتباعه ما علیٰ هٰذا المنهاج، او تاب الله علیه وعلیٰ أتباعه إن رجع عن هٰذا الأعوجاج!

العبد المسکین فقیر جلال الدین

’’بعد حمد وصلوٰۃ! میں نے قادیانی کے رسائل کو غور سے دیکھا اور اس کے مقالات کو سنا تو ان کو بے انصافی اور زیادتی کی طرف داعی پایا، خدا اس کا اور اس کے اَتباع کا جب تک وہ اس طریق پر رہیں منہ بُرا کرے، یا ان کو توبہ کی توفیق دے!‘‘

فقد طالعت هٰذا السؤال والجواب بالتأمل والصواب فوجدته حقًّا قویًا وجوابًا صحیحًا وفصل الخطاب ولا ریب ان القادیانی ضال مضل مفتر علی الله ورسوله ومبتغ فی الإسلام طریقة الجاهلیة ومطلب بذالک العروض الدنیویة ومسود وجهه بفعله القبیح صب علیه ربه سوط العذاب او یهدیه إلیٰ سبیل اُولی الأبصار واُولی الألباب!

حرره محمد عبدالقادر سخانوی

’’میں نے اس سوال وجواب کو تأمل سے دیکھا تو اس جواب کو حق وقوی اور چکوتا حکم پایا، اس میں شک نہیں کہ قادیانی گمراہ ہے، لوگوں کو گمراہ کرنے والا، خدا ورسول پر اِفترا کرنے والا، اسلام میں رہ کر کافروں کا طریق چاہنے والا، اور اس ذریعے سے دُنیا کمانے والا، اس کا منہ کالا ہو اور اس پر عذاب نازل ہو یا ہدایت نصیب ہو!‘‘

الحمد لله رب العالمین وبه ثقتی والصلٰوة والسلام علیٰ إمام وبه إقتدائی، امّا بعد! فقد نظرت فی السؤال والجواب وتدبرت فیه فوجدته مطابقًا للحق وموافقًا للغرض الصحیح الذی ارشدنا إلیه الله ورسوله فصاحب هٰذا الهفوات التی مندرجة فی السؤال زندیق شریر مخالف لملة الإسلام، حفظنا الله وجمیع المسلمین

عن مزخرفاته۔ العبد محمد محی الدین نظام آبادی

’’میں نے سوال وجواب کو دیکھا، جواب کو حق پایا ان باتوں کا جو سوال میں مذکور ہیں، قاتل چھپا مرتد ہے، اسلام کا مخالف۔‘‘

قولی فی القادیانی کقول شیخی حافظ عبدالمنان فی حقه۔ المسکین محمد شاہ دین سوھدروی

’’قادیانی کے حق میں وہی میرا قول ہے جو میرے شیخ حافظ عبدالمنان صاحب کا قول ہے۔‘‘

بحکم نصوص شارع مضامین تالیفات مرزا کی ضلالت سے مبرہن ہے، خصوصاً اس کا اِدّعائے نبوّت، جس صورت میں مراد مرزا لفظ محدث سے نبی ہے، چنانچہ روبرو کا ذِکر ہے تو اِنکار لفظ نبی سے کیا فائدہ؟ اور اِستدلال منع اطلاق محدث بحدیث: ’’لقد کان فیماقبلکم من الاُمم محدثون فإن یک فی اُمّتی احد فإنه عمر‘‘ (متفق علیہ) سے باقاعدہ مستمرہ اُصول عدم شرط مستلزم عدم شروط نفی محدثیت بھی بنظر اہلِ انصاف صحیح ہے، پھر جو اِعتراض نزولِ عیسیٰ بن مریم نبی اللہ بنی اِسرائیل پر (ویحصر نبی الله عیسٰی علیه السلام واصحابه حتّٰی یکون رأس الثور لأحدهم خیرًا من مائة دِینار لأحدکم الیوم، فیرغب الله نبی الله عیسٰی واصحابه فیرسل الله ۔۔۔ الحدیث۔ عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: لیس بینی وبینه (عیسٰی علیه السلام) نبی وانه نازل، (ابوداؤد ص:۱۳۸)) وارِد ہے، وہی اِعتراض بعینہٖ نبوّتِ مرزائی واُمتیت پر وارِد ہے، کس طور وہ ایک جہت سے نبی ہی ہوسکتا ہے اور ایک جہت سے اُمتی؟ پس جو جواب دفع اس اِعتراض میں مرزائی رکھتے ہیں وہ جواب معتقد نزولِ (عیسیٰ بن مریم) نبی اللہ بنی اِسرائیل کی طرف سے سمجھ لیں۔۔۔!

عائذ باللہ عبداللہ پسروری عبدالعظیم پسروری عبدالکریم پسروری

ما قولہم در کفر مرزا غلام احمد قادیانی، الجواب جس کو شریعتِ محمدی کافر فرمائے، میرے نزدیک بھی کافر ہے، جو ایک رُکنِ اسلام سے اِنکار کرے، اس کے کفر میں کیا شک۔۔۔؟ حافظ محمد گوہر نوکھسوی(۱)

علمائے کپورتھلہ وغیرہ

حامداً ومصلیاً! گزارش ہے کہ احقر الناس کو قادیانی صاحب کی نسبت ان کے اِبتدائی امر میں بہت کچھ حسنِ ظن تھا، پھر چند وجوہِ ذیل سے زائل ہوا:

۱:۔۔۔فتح، توضیح، اِزالہ کے مطالعہ کے ان میں بہت سے مضمون کتابُ اللہ اور سنتِ رسول۔۔۔صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔اور طریق سلف صالح کے خلاف دیکھنے میں آئے اور کہیں نصوصِ قرآنیہ اور سنیہ سے اِستشہاد بھی کیا تو بطور: تأویل القول بما لا یرضیٰ به قائله، فرقہ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت کے بالکل خلاف۔

۲:۔۔۔قادیانی صاحب کے کشف حال کی بابت شیخنا ومرشدنا، شیخ الاسلام، مفتیٔ شریعت، ہادیٔ طریقت حضرت مولانا شاہ رشید احمد صاحب گنگوہی۔۔۔اَبَدَ اللہ فیوضهم۔۔۔کی جناب میں درخواست کی کہ باطنی طور پر ملاحظہ فرما کر اِرشاد فرماویں، حضرت

(۱) یہ وہ شخص ہے جس نے سیالکوٹ میں بمقام حسام الدین اوبرو مولوی محمد احسن لہروی بیعت مرزا کی کی تھی، اب اپنی بیعت سے انکاری ہوکر مستعفی ہے۔

مرشدنا نے اپنا مکاشفہ تحریر فرمایا کہ اس کا حال مختار ثقفی کا سا بتلایا گیا ہے۔

۳:۔۔۔ عاجز نے دو دفعہ اِستخارہ کیا، پہلی دفعہ قادیانی صاحب کی مسجد کو ایسی صورت پر دیکھا کہ اس کا منہ شمال کی طرف اور پشت جنوب کی طرف ہے، جس میں نماز پڑھنے سے جنوب کی سمت سجدہ ہوتا ہے۔ دُوسری دفعہ قادیانی صاحب بذاتِ خود ایسی صورت میں دِکھائی دیئے کہ سرو قامت گندم گوں، وجیہ اور سفید پوش ہیں، لیکن موئے بروت حدِ مسنونہ سے بہت بڑھے ہوئے گویا کسی سکھ کی مونچھیں ہیں۔

میرے ایک دوست میاں گلاب خان افغان ساکن کپورتھلہ حال وارِد سلطان پور نے بھی اِستخارہ کیا تو خواب میں ایک ناپاک اور موذی جانور دِکھائی دیا جس کا نام لینا میں تہذیب کے خلاف سمجھتا ہوں۔

۴:۔۔۔ علمائے ظاہر کے علاوہ اہلِ کشف وشہود بھی ان کے مفترانہ خیالات کے سخت مخالف ہیں، اور فرماتے ہیں: ''من لا شیخ له فشیخه شیطان!'' کے موافق بے شیخ، طریقت پر چلنے سے شیطان کے قابو میں آگئے ہیں، اور اس کے وساوس کو اِلہامات سمجھتے ہیں، عیاذاً باللہ! چونکہ ان کی باتیں ایسی ہیں کہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے کبھی نہیں سنیں، اس لئے بلاشبہ حدیث:

''قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الأحادیث بما لا تسمعوا انتم ولا آباءکم فإیّاکم وإیّاهم، لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔'' (رواه مسلم ج:۱ ص:۹، النهی عن الروایة عن الضعفاء والإحتیاط فی تحملها)

کے مصداق ہیں۔ سرورق ''اِزالہ'' پر ''مرسلِ یزدانی''، اور سرورق ''فیصلہ آسمانی'' خزائن ج:۴ ص:۳۰۹ پر تعریضاً ''یا حسرة علی العباد ما یأتیهم من رسول إلّا کانوا به یستهزؤن''، اور ''اِزالہ'' صفحہ:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳ میں آیت: ''مبشرًا ابرسول یأتی من بعدی اسمه احمد'' سے اپنا مبشر بہ ہونا، اور رِسالہ ''الحق مباحثہ لودھیانہ'' کے صفحہ:۸ نوٹ ایڈیٹر میں ''حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام'' لکھنا، اور ''فتح اسلام'' کی یہ عبارت کہ ''جو مجھے نہیں مانتا وہ اسے نہیں مانتا جس نے مجھے بھیجا!'' یہ ایسی باتیں ہیں جن سے قادیانی صاحب کا مدعیٔ نبوّت اور رِسالت ہونا صاف ظاہر ہے، اس لئے وہ حدیث:

''ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا تقوم الساعة حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله۔'' (بخاری ج:۱ ص:۵۰۹، باب علامات النبوة فی الإسلام، مسلم ج:۲ ص:۳۹۷ باب فی قوله صلی الله علیه وسلم ان بین یدی الساعة کذّابین قریبًا من ثلاثین)

متفق علیہ کے موافق ان تیس میں سے ایک ہے۔

صفحہ:۱۸، ۱۹، خزائن ج:۳ ص:۶۰ توضیح میں محدث ہونے کے پیرایہ میں اپنا نبی ہونا صاف بتلا دیا ہے، ایک جگہ یہ بھی لکھ دیا ہے: ''ان النبی محدث والمحدث نبی'' اس لئے حدیث:

''قال النبی صلی الله علیه وسلم: انه سیکون فی اُمّتی کذّابون ثلاثون کلهم یزعم

انہ نبی و انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

کے حصہ دار ہیں۔ مجھے ان کی حالت پر سخت افسوس ہے، اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق بخشے اور اپنی صراطِ مستقیم پر لائے، ورنہ اہلِ اسلام کو شر وفتنہ سے بچائے، **اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضاۤلّین،** آمین!

احقر العباد بندہ محمد اشرف علی سلطان پوری

مرزا قادیانی کی بعض تصانیف خاکسار کی نظر سے گزریں، واقعی بعض عقائد مرزا مذکور کے خلاف کتابُ اللہ وسنتِ رسول اللہ کے ہیں، لاریب ایسے عقائد والا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ گزشتہ سال میں بیت اللہ شریف کو گیا تھا، وہاں پر میں نے بعض عقائد مرزا مذکور کے بیان کئے، علمائے مکہ ومدینہ نے یہی فرمایا کہ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے، حدیث:

"عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: انہ سیأتی اناس یجادلونکم بشبھات القرآن فخذوھم بالسُّنن، فإن اصحاب السُّنن اعلم بکتاب اللہ![1]

امام الدین کپورتھلی

من اعتقد موافقًا للکادیانی فھو مردود لأن اعتقادہ المستنبط من تصانیفہ خلاف القرآن والحدیث وإجماع الصحابۃ والتابعین والمجتھدین وعلماء اھل الحق من امۃ سیّد المرسلین وخاتم النبیین، بل الظاھر من تصانیفہ إنکار المعجزات المصرحۃ فی کتاب اللہ المجید، اللہ یھدی من یشاء إلٰی سبیل الرشاد!

عبدالقادر بیگووال، ریاست کپورتھلہ

"جو شخص قادیانی کے موافق اِعتقاد رکھتا ہے، وہ مردود ہے، کیونکہ قادیانی کا اِعتقاد جو اس کی تصانیف سے ثابت ہے، قرآن واحادیث واِجماعِ صحابہ وتابعین ومجتہدین وغیرہ علمائے اہلِ حق کے مخالف ہے، اس کی تصنیف میں معجزات مذکورہ قرآن کا صاف اِنکار پایا جاتا ہے، خدا تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کرے۔"

المجیب مصیب، "مجیب نے ٹھیک کہا ہے۔" غلام محمد، مدرّس مدرسہ فارسی کالج اندھیر کپورتھلہ

علمائے دیوبند، سہارنپور وغیرہ

حامداً ومصلیاً! عقائد مندرجہ سوال مخالف کتابُ اللہ ومعارض سنتِ رسول اللہ ومناقض اِجماعِ اُمت ہیں، اور تأویلاتِ مذکورہ از قبیل تحریفات وتکذیبات ہیں۔ اگر اس قسم کی بیہودہ اور لغو تأویلوں کا باب کھولا جائے تو اِسلام کا کوئی مسئلہ اِعتقادی یا عملی ثابت نہ ہو اور تمام دِین درہم برہم ہوجائے، اور محدثیت اور ملہمیت محض تزئین نفس اور تسویل شیطان ہے، مخترع ان عقائد کا ضال ومضل بلکہ دجاجلہ کا رئیس ہے، اور اس کے متبع، حق تعالیٰ اپنے دِین کی ایسے بے دِینوں سے حفظ وحمایت فرماوے اور ان کو

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ: لوگ تمہارے پاس قرآن کے مشتبہ اور ذی الوجوہ باتیں پیش کریں گے، ان کو احادیث سے پکڑو، حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔

رُجوع کی توفیق دے، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز! حررہ خلیل احمد، مدرّس دوم مدرسہ عربی دیوبند

حامدًا اللہ العلی الأعلیٰ و مصلیًا و مسلّمًا علیٰ رسولہ سیّدنا محمد سیّد الوریٰ و آلہٖ و اصحابہ نجوم الھدیٰ من اقتدیٰ بھم اھتدیٰ، و من أخطأ طریقھم غویٰ و ردیٰ و بعد! فإن ما اعتقدہ الکادیانی و أتباعہ إلحاد بلا مراء و إبطال للشریعۃ المستقیمۃ البیضاء، لیس لہ فیہ شاھد من الکتاب و سنۃ النبی المستطاب، و اللہ تعالٰی اعلم و علمہ احکم!

کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی

''بعد حمد وصلوٰۃ! قادیانی اوراس کے پیرو جو اِعتقاد رکھتے ہیں، وہ بلاشک اِلحاد ہے، اور شریعت کا اِبطال ہے، اس اِعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔''

الأمور المنسوبۃ إلی المرزا ۔۔۔ ھدانا اللہ وإیاہ ۔۔۔ لا شک انھا منابذۃ بنصوص اللہ و مردود بإجماع المسلمین و جملۃ ھٰذہ الأقوال معتزلۃ من الطریق عن الطریق المستقیم ای إعتزال لا یجترء علیھا الجاھل غوی و لا یعتقد علیھا إلّا ضالٌّ شقی، و اللہ سبحانہ ولی الإرشاد و اعلم بحال العباد!

العبد محمود دیوبندی
معروف مولوی محمد حسن صاحب

''جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان کو بلاشک نصوصِ قرآن وحدیث رَدّ کر رہی ہیں، اور وہ باجماعِ مسلمین مردود ہے، راہِ راست سے ایسے برکنار ہیں کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کرسکتا اوران کا معتقد نہیں ہوسکتا۔''

یہ جواب صحیح ہے، مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ ان تاویلاتِ فاسدہ اور ہفواتِ باطلہ کے من جملہ دجالون کذابون خارج ازطریقہ اہلِ سنت وداخل زُمرۂ اہلِ ہویٰ ہے، اوراس کے اَتباع بھی مثل اس کے ہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

العبد رشید احمد گنگوہی

الحمد للہ وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ و بعد! فأقول و انی علیٰ بینۃ من ربی ان من کانت إعتقاداتہ کما ذکرت فی السؤال فھو من اھل الأھواء و الضلال، و لیس ھو من ابن مریم علیھما السلام فی شیء و لٰکنہ مثیل للمسیح الدجال و ھل یجتریء رجل فی قلبہ مثقال ذرۃ من إیمان، علیٰ ان یضع الأحادیث عن مرتبۃ التفسیر و یرفع تأویلہ الباطلۃ إلیٰ ان ینکر بسببہ الأحادیث و یؤوّل القرآن، این ھو من قولہ تبارک و تعالیٰ: ویکلم الناس فی المھد و کھلاً، فقد تکلم عیسی بن مریم علیھما السلام فی المھد و متی تکلم کھلا، فکیف یرتاب فی کلامہ و نزولہ من آمن بما انزل اللہ علیٰ رسولہ، فیا للعجب! کیف جوز مثل ھٰذہ الکنایات و الإستعارات الباطلۃ فی الأحادیث و الآیات، فھلا جعل اباطیلہ الملھمۃ من الإستعارات، و نجا من مثل ھٰذہ المفتریات و آمن بما انزل اللہ من البینات، ھدانا اللہ الصراط السوی و وقانا شر من کل غبی و غوی۔

حررہٗ عبدالرحمن عفی عنہ

’’حمد وصلوٰۃ کے بعد، جس شخص کے اِعتقاد ایسے ہوں جو سوال میں ہیں وہ اہلِ ہویٰ و گمراہ ہے، اِبنِ مریم سے اس کا کوئی تعلق نہیں، وہ تو مسیح دجال کا مثیل ونظیر ہے، جس کے دِل میں ذرا بھی ایمان ہے اس سے کبھی جرأت نہیں ہوسکتی کہ حدیث کو تفسیر قرآن ہونے کے مرتبے سے نیچے گرائے، اور اپنی اقاویلِ باطلہ کو اس قدر اُونچا کرے کہ ان اقوال کے سبب احادیث کا اِنکار کرے اور قرآن کی تأویل کرے، وہ اس قولِ خداوندی کے ملاحظہ سے کہاں چلا گیا؟ جس میں اِرشاد ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنِ کہولت میں کلام کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمین میں رہ کر کہولت میں کب کلام کیا ہے؟ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے میں کیوں شک کرتا ہے؟ وہ آئیں تو تب ہی تو سنِ کہولت میں کلام کریں گے۔ تعجب ہے کہ وہ ان آیات واحادیث میں اِستعاراتِ باطلہ تجویز کرتا ہے، اپنے باطل اِلہامات میں ایسے اِستعارے تجویز کیوں نہیں کرتا؟ تاکہ ان کو ان مفتریات سے نجات ہو اور آیاتِ بیناتِ خدا پر اِیمان حاصل ہو۔‘‘

ما افاده المصيب اللبيب اعنى مولانا المولوى عبدالرحمٰن فهو حق لا ريب فيه۔

العبد محمود حسن عفى عنه

’’جو مولوی عبدالرحمن صاحب نے فرمایا ہے، حق ہے۔‘‘

ما افاده مولانا مولوى محمد عبدالرحمٰن فهو حق لا يرتاب فيه۔ حرره محمد حسن عفى عنه

’’مولوی عبدالرحمن صاحب نے جو فرمایا ہے، وہ حق ہے، اس میں شک نہیں۔‘‘

بے شک یہ عقائد کفر کے ہیں، اور معتقد ان کا کافر ہے! احقر بشیر احمد

قد اصاب من اجاب، ’’مصیب ہوا جس نے جواب دیا۔‘‘ حررہٗ محمد جان علی عفی عنہ

مرزا قادیانی کے عقائد شریعت نبوی سے بالکل برخلاف ہیں، اور اکثر عقائد انہوں نے اپنے تراش وخراش سے ایجاد کئے ہیں، جو نہ کسی دین منزل کے موافق اور نہ کسی ضابطہ عقلی کے تحت میں داخل ہیں، اور بعض عقائد ان کے یونانی جاہلوں کے قواعد اور اُصول پر مبنی ہیں، جو عوام الناس کو اس سے اِحتراز کرنا، واجب اور ضروریات دین سے ہے، چنانچہ عالمگیر میں مسطور ہے: ’’**ومن العلوم المذمومة علوم الفلاسفة فإنه لا يجوز قرأته لمن لم يكن متبحرًا فى العلم وسائر الحجج عليهم وحل شبهاتهم والخروج عن إشكالاتهم**‘‘[(۱)] ونیز مرزا قادیانی اس آیت کریمہ کے مصداق میں داخل ہے: ’’**مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ**‘‘[(۲)] (البقرۃ)۔

شگفتہ محمد گل بے نظیر

---

(۱) بُرے علوم میں سے فلاسفہ کے علوم ہیں، جو شخص علومِ دِین سے اور ان دلائل سے جو فلاسفہ کے مقابلے میں قائم کئے گئے ہیں خوب واقف نہ ہو، اور ان کے شبہ دُور نہ کرسکے اس کو فلسفہ پڑھنا حلال نہیں۔

(۲) ان کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے آگ جلائی، پھر جب اس نے اس کے اِرگرد روشنی کی تو خدا ان کا نور لے گیا اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ نہیں دیکھتے۔

ھٰذاھو الحق و الحق حقیق بالإتباع! ’’یہی حق ہے اور حق اِتباع کے لائق ہے!‘‘

العبد المسکین محمد إسماعیل بیگ

مرزا قادیانی تفسیر بالرائے کرنے والا من جملہ ان دجالون کاذبین کے ہے کہ جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ محمد حسن مرادآبادی

مرزا غلام احمد کے بہت سے اقوال عقائدِ اسلام کے خلاف ہیں، مثلاً: وہ آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منکر ہیں، حالانکہ یہ مضمون احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اور ان میں مجاز اور اِستعارے کی کوئی ضرورت نہیں اور بلاضرورت مجاز ماننا ضلالت کا دروازہ کھولنا ہے، علاوہ اس کے بعض روایتیں ایسی بھی ہیں جو اِستعارے کو رَدّ کرتی ہیں، علاوہ اس کے انہوں نے اِزالہ اوہام میں ایسی تقریر کی ہے جس سے متبادر یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے منکر ہیں، چنانچہ اِزالہ اوہام کے حصہ اوّل میں صفحہ:۶، ۷ کی عبارت اس کی شاہد ہے۔ قرآن میں جو مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میں مٹی کے جانور بناتا ہوں اور ان میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑنے لگتے ہیں، اس کی تأویل مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ مدّت تک نجاری کا کام کیا تھا، اور وہ کچھ ایسی کلیں سیکھ گئے تھے جن کے ذریعے سے جانور اُڑاتے تھے، جیسے آج کل کے صناع انگریز بنالیتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مُردے کو زِندہ کرتے تھے، وہ مسمریزم کا عمل تھا، جو آج کل انگریزوں میں بھی ہے۔ ان اقوال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا بھی اِنکار رہا اور یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بھی بنادیا۔ اس قسم کے اقوال ان کتابوں میں بہت سے ہیں، جو درحقیقت بدعت ہیں، بعض کفر کے مرتبے تک بھی پہنچے ہیں، واللہ اعلم بالصواب! راقم محمد احتشام الدین مرادآبادی

علمائے ضلع پٹنہ عظیم آباد

الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی و بعد! یقول العبد الفقیر ابو الطیب محمد المدعو بشمس الحق العظیم آبادی عفا اللہ عنہ سیئاتہ و تجاوز عنہ، انی تشرفت بمطالعۃ ھٰذہ الرسالۃ التی حررھا شیخ الإسلام و المسلمین المحدث المفسر الفقیہ مسند الوقت شیخنا العلامۃ السیّد محمد نذیر حسین الدھلوی ادام اللہ تعالٰی برکاتہ علینا وجعلہ اللہ ممن یؤتی اجرہ مرتین فی رد ھفوات الکادیانی الکاذب المفتری الضال المضل فوجدتھا مطابقۃ للحق، وماذا بعد الحق إلّا الضلال! ولا ریب ان الکادیانی سلک مسلک الإلحاد وحرف الکلم و النصوص الظاھرۃ عن مواضعھا وتفوہ بما تقشعر منہ الجلود، وبما لم یجترء بہ إلّا غیر اھل الإسلام اعاذنا اللہ تعالٰی و المسلمین من شرورہ و نفثہ و نفخہ، ورضی اللہ تعالٰی عن شیخنا العلّامۃ حیث ذب عن الإسلام وانتصر لہ ثم جزی اللہ الفاضلین الأکملین مولانا ابا سعید محمد حسین اللاھوری، و مولانا محمد بشیر السھوانی کیف قابلا للمناظرۃ بذالک المفتری الکذاب و اظھر الحق و اسکتا الکادیانی الغبی و الغوی فلم

یستطع ان یقوم لرد الجواب بل فر مثل فرار حمر الوحش فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم، واللہ اعلم! العبد ابو طیب محمد شمس الحق

’’بعد حمد وصلوٰۃ! ابوطیب شمس الحق کہتا ہے کہ مجھے اس رسالے (فتویٰ) کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا، جس کو ہمارے شیخ وشیخ الاسلام والمسلمین مولانا سیّد نذیر حسین صاحب دام فیوضہٗ نے تحریر کیا ہے، اس کو میں نے حق کے مطابق پایا، پھر حق کے سوا بجز گمراہی کیا متصوّر ہے؟ اس میں شک نہیں کہ کادیانی نے مذہب اِلحاد اختیار کیا ہے اور نصوصِ کتاب وسنت کو اپنی جگہ سے پھیرا ہے، اور وہ باتیں بولا ہے جس پر کوئی مسلمان بجز اقوام غیر جرأت نہیں کرسکتا، خدا اس کے شر اور وساوس اور جادو سے مسلمانوں کو بچائے اور خداوند تعالیٰ ہمارے شیخ سے راضی ہو، جنہوں نے اسلام سے حملہ مخالفین کی مدافعت کی اور اس کی مدد کی۔ پھر خدا تعالیٰ مولوی ابوسعید اور مولوی محمد بشیر صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس مفتری کذاب سے مقابلہ کیا اور حق کو ظاہر، اور اس کو لاجواب کر دیا، اس کو جواب کی طاقت نہیں ہوئی تو ان کے مقابلے سے جنگلی گدھوں کی طرح بھاگ ہی گیا۔‘‘

الحمدللہ فقد خاب وخسر من افتریٰ علی اللہ کذبًا وبھت وانقلب ساغرًا وذالک بأن اللہ مولی الذین آمنوا وان الکافرین لا مولیٰ لھم! حررہ نور احمد العظیم آبادی

’’جس نے خدا پر اِفترا کیا وہ ٹوٹے میں پڑا اور ذلیل ہو کر پھرا، یہ اس لئے کہ خدا مؤمنوں کا مولیٰ ومددگار ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں!‘‘

ما اجاب بہ السیّد العلاّمة المحدث الدھلوی ھو احق بالقبول۔

حررہ محمد اشرف علی عظیم آبادی

’’جو جواب علامہ سیّد محمد دہلوی نے دیا ہے، وہ لائقِ قبول ہے۔‘‘

الجواب صحیح، ’’جواب صحیح ہے۔‘‘ محمد عبداللطیف

الجواب صحیح والرای نجیح، ’’جواب صحیح ہے اور رائے موجب رستگاری‘‘

العبد علی نعمت، ساکن پھلواری ضلع پٹنہ

علمائے کانپور ولکھنؤ

ایسے عقائد کا معتقد دائرۂ اِسلام سے خارج اور مقالات اس کے مخالف سنت وکتاب اللہ ہیں۔ اعاذنا اللہ وسائر المسلمین من شرک مکائدہٖ! کتبہٗ محمد احسن عفی عنہ، مدرّس مدرسہ عالیہ اسلامیہ

ھو العلیم، الحمدللہ الذی ھو رب البریة والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ ذی الأخلاق السنیة واھلہ وصحبہ اولی الفضل الشامخ والرتب العلیة وتابعیھم وتبعھم من الأئمة المجتھدین المشیدین لبنیان القواعد الشرعیة، اما بعد! فیا أیھا الناس! وفقکم اللہ لما یحب ویرضیٰ، إعلموا ان ما تفوہ بہ الکادیانی الغوی من الجھالة والسفاھة

مخالف لما هو ثابت عند اهل السُنَّة والجماعة من الآيات الإلٰهية والأحاديث النبوية وهو اضل من شيطانه الذى لعب به بلا امتراء ما دام متحرفًا عن الطريقة الحنيفية السمحة البيضاء، كيف لا وهو ينكر وجود الملائكة علٰى وجه اخبر به عن خير البرية ويقول ان المراد بختم النبوة هو ختم تشريع جديد لا ختم مطلق النبوة، فللّٰه در المجيب المصيب حيث صرف همته العليا وبذل جهده بالنهج الأوفیٰ جزاه اللّٰه تعالٰى خير الجزاء وان ليس للإنسان إلّا ماسعیٰ۔

حرره العبد الضعيف المشتاق إلٰى رحمة ربه القوى

محمد صديق ديوبندى عفى عنه هو الملهم للصدق والصواب

''حمد وصلوٰۃ کے بعد! جان لو کہ قادیانی نے جو بکواس کی ہے، وہ ان عقائد اہلِ سنت کے جو آیات واحادیث سے ثابت ہیں، مخالف ہے، وہ اپنے اس شیطان سے بھی جو اس سے کھیل رہا ہے، زیادہ تر گمراہ ہے۔ کیوں نہ ہو؟ جس حالت میں کہ وہ اس وجود ملائکہ سے، جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، منکر ہے، ختم مطلق نبوّت کا قائل نہیں، صرف تشریعی نبوّت کو ختم بتاتا ہے، جس مجیب ومصیب نے اس کے جواب میں ہمت عالی مصروف کی ہے، اس کا اجر خدا ہی پر ہے۔''

الأكاذيب التى نقلت فى السؤَال لا شک انها خيالات باطلة وظنون فاسدة كظنون اهل الجنون وقائلها الكاديانى قمين بأن يقال له انه لمجنون۔ مقالاته الكاذبة دالة علٰى انها من قبيل هذيانات المبرسمين والمسرسمين، وهو الفقدان البصيرة لا يقدر على التميز بين الغث والسمين، اقاويله الأباطيل تدل علٰى ان حين صدورها مما لا يخفى مخالفتها لما اتى به الرسول الأمين، من حضرة فاطر السماوات والأرضين عليه وعلٰى آله الصلوٰة والتسليمات من رب العالمين، فلا مرية انه خارج عن دائرة ملة الإسلام وانه فى ضلال مبين، واللّٰه دَرُّ من اجاب وافاد فإنه قد اصاب واجاد، واللّٰه سبحانه اعلم وعلمه اتم واحكم!

حرره العبد الخامل **محمد عادل** عامله اللّٰه تعالٰى بفضله الشامل

''جو عقائد قادیانی کے سوال میں منقول ہیں، وہ بلاشک باطل خیالات ہیں، جیسے اہلِ جنون کے ظنون، اس کے قائل قادیانی کو مجنون کہنا مناسب ہے، اس کی جھوٹی باتیں بتارہی ہیں کہ وہ از قسم ہذیان برسام(۱) اور سرسام والوں سے ہیں، اور وہ بے بصیرت ہونے کے سبب دبلے اور موٹے یعنی قوی وضعیف میں تمیز نہیں کرسکتا، اس کے اقوال بتارہے ہیں کہ وہ یہ باتیں کہتے وقت حواس باختہ ہوگیا تھا، خدا اپنے غضب سے خواص وعوام اہلِ اسلام کو (جو اس کے دام میں آگئے ہیں) بچالے، اس کی بکواس اس دین کے برخلاف ہے جو رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں، وہ بلاشک دائرۂ اسلام سے خارج اور کھلی گمراہی میں ہے، جس نے اس کی نسبت یہ جواب لکھا ہے، اس نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور راہِ صواب بتایا، اس کی نیکی خدا ہی کے لئے ہے۔''

هو العليم، لا شک ان هفوات الكاديانى ولغوياته مخالفة لعقائد جمهور الإسلام وتوهماته كأنياب

(۱) سرسام مشہور مرض ہے، ایسا ہی برسام دماغی مرض ہے، جس سے مریض بکواس کرتا ہے۔

الأغوال وأضغاث الأحلام هداه الله الكريم إلٰى صراط المستقيم وحفظ المسلمين عن كيده ومكائد الشياطين۔ حررہ محمد عبدالغفار لکھنوی

’’اس میں شک نہیں کہ قادیانی کی بکواس اور لغویات عقائد جمہور اسلام کے مخالف ہیں، اور اس کے توہمات ایسے ہیں جیسے غولِ بیابانی کے دانت ہیں، اور پریشان خواب، خدا اس کو راہِ مستقیم کی ہدایت کرے اور مسلمانوں کو اس کے اور دیگر شیاطین کے مکروں سے بچائے!‘‘

لا ریب فی ان المعتقد بھذہ الإعتقادات المنقول بتلک المقالات ھادم لأساس الکتاب و مراغم للسُنّة التی ھی فصل الخطاب و مصادم لإجماع المسلمین الذی ھو حجة شرعیة بلاإرتیاب کما فصله المجیب جزاہ اللہ خیرًا و لم یلحق به ضیر او نسئل اللہ تعالٰی العفو و العافیة فی الدنیا و الآخرة آمین ثم آمین!

کتبہ محمد اشرف علی

’’اس میں شک نہیں کہ ان عقائد کا معتقد اور ان باتوں کا قائل کتابُ اللہ کی بنیاد کو بزعمِ خود بڑھانے والا ہے اور سنت کو خاک میں ملانے والا، اِجماعِ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے والا، چنانچہ مجیب نے بہ تفصیل بیان کیا، خدا اس کو جزائے خیر دے اور ضرر سے بچائے!‘‘

***

فتاویٰ تکفیر منکر عروجِ جسمی ونزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

از

حضرت مولانا قاضی عبیداللہؒ

مدرسہ محمدی مدراس

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

تعارف

یہ فتویٰ پہلی دفعہ ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوا، اب ۱۴۲۶ھ ہے، ایک سو پندرہ سال بعد اسے تحقیق وتخریج کے ساتھ دوبارہ شائع کرنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر اَدا کرے کم ہے، فالحمدللہ اوّلاً وآخراً!

(مرتب)

فتویٰ تکفیر منکر عروجِ جسمی ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام

مولانا مولوی قاضی عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم
وبندہ عاصی سیّد محمد محی الدین غفراللہ ذنوبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلٰمُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ

سوال:۔۔۔کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے میں کہ کوئی شخص یہ اِعتقاد کرتا ہے کہ:''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوکر زمین میں ان کا دفن ہوچکا، اوراس جسم سے ان کا آسمان پر جانا لغوخیال ہے۔'' (ازالہ اوہام ص:۴۷،خزائن ج:۳ص:۱۲۶)

اور کہتا ہے کہ:''اب تک زِندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدّت کے گزرنے پر پیرِ فرتوت ہوگئے ہوں گے اور ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکیں۔'' (اِزالہ اوہام ص:۵۰، خزائن ج:۳ص:۱۲۷)

آسمان سے ان کے نزول کرنے کا اِنکار کرتا ہے اور اَحادیثِ صحیحہ میں مسیح علیہ السلام کے لئے جو نزول وارِد ہوا ہے، اس کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ:''وہ مسیحِ موعود میں ہی ہوں۔'' (اِزالہ ص:۳۹، خزائن ج:۳ص:۱۲۲)

اور کہتا ہے کہ:''جنھوں نے اس عاجز کا مسیحِ موعود ہونا مان لیا ہے، وہ لوگ ہر ایک خطرے کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اَجر اور قوّتِ ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں۔'' (اِزالہ اوہام ص:۱۷۹، خزائن ج:۳ص:۱۸۶)

اور نبوّت و وحی کا دعویٰ کرتا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ:''مسیحِ موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا، یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا، لیکن اس جگہ نبوّتِ تامہ کاملہ مراد نہیں، کیونکہ نبوّتِ تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے، بلکہ وہ نبوّت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے، جو مشکوٰۃِ نبوّتِ محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے، سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دِی گئی ہے۔''

(اِزالہ اوہام ص:۷۰۱، خزائن ج:۳ص:۴۷۸)

اور لکھا ہے:''مطلق نبوّت ختم نہیں ہوئی، نہ من کل الوجوہ بابِ نبوّت مسدود ہوا ہے، اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے، بلکہ جزئی طور وحی اور نبوّت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔'' (رسالہ توضیح مرام ص:۱۸،۱۹، خزائن ج:۳ص:۶۰)

اور لکھا ہے:''یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔'' (توضیح مرام ص:۱۹، خزائن ج:۳ص:۶۰)

اور کہتا ہے کہ:''میں نبی بھی ہوں اُمتی بھی۔'' (اِزالہ اوہام ص:۵۳۳،خزائن ج:۳ص:۳۸۶)

اور آیت:''وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ''میں اپنی طرف ہی اِشارہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(اِزالہ اوہام ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ص:۴۶۳)

اور آیت:''ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ''درحقیقت اپنے ہی زمانے سے متعلق

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ (اِزالہ اوہام ص:۶۷۵، خزائن ج:۳ ص:۴۶۴)

اور کہتا ہے کہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر معراج اس جسمِ کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا کشف تھا۔‘‘ بعد کہتا ہے کہ: ’’اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحبِ تجربہ ہے۔‘‘

(اِزالہ اوہام ص:۴۷، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۱۲۶)

اور کہتا ہے کہ: ’’اسلام کو غلطیوں اور اِلحاقاتِ بیجا سے منزّہ کرکے وہ تعلیم جو رُوح وراستی سے بھری ہوئی ہے، خلق اللہ کے سامنے رکھنا خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۵۹، خزائن ج:۳ ص:۱۳۲)

اور لکھا ہے کہ: ’’خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دِیا، اور پھر مثیل نوح قرار دِیا، اور پھر مثیل یوسف قرار دِیا، اور پھر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا، اور پھر مثیل موسیٰ کرکے بھی اس عاجز کو پکارا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل اِبراہیم بھی کہا، اور پھر آخر مثیل محمد بھی ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار ’’یا احمد‘‘ کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلّی طور پر وہی سیّدالانبیاء واِمام الاصفیا حضرت مقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قرار لیا گیا۔‘‘ لیکن دُوسری جگہ کہتا ہے کہ: ’’حضرت مسیح اور آپ (یعنی شخص مذکور) کے ناطہ سے کہ کشفی طور پر مروی ہوئی ہے، اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے، ان دونوں محبتوں کے ملنے سے تیسری چیز پیدا ہوئی، جس کا نام رُوح القدس ہے، اور اس کو بطور اِستعارہ کے ان دونوں محبتوں کا بیٹا کہنا چاہئے اور یہ پاک تثلیث ہے۔‘‘

(توضیح مرام ص:۲۲، خزائن ج:۳ ص:۶۲)

اور کہتا ہے کہ: ’’مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو اِستعارہ کے طور پر اِبنیت کے لفظ سے تعبیر کرسکتے ہیں (یعنی اِبن اللہ کہہ سکتے ہیں)۔‘‘ (توضیح مرام ص:۲۷، خزائن ج:۳ ص:۶۴)

اور قرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر صحابہؓ وتابعینؒ وجمہور مفسرینؒ کے برخلاف، اپنی رائے سے کرتا ہے، اور صحابہؓ اور تابعینؒ سے اس کی جو تفسیر وارِد ہوئی ہے، اس کو کہتا ہے: ’’یہ سراسر غلط تفسیر ہے‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۱۲۹، خزائن ج:۳ ص:۱۶۷)

اور کہتا ہے کہ: ’’جبرائیل امین جو انبیاء کو دِکھائی دیتا ہے، وہ بذاتِ خود زمین پر نہیں اُترتا اور اپنے ہیڈکوارٹر (یعنی صدر مقام) نہایت روشن نیّر سے جدا نہیں ہوتا ہے، بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے، اور اس کے عکس سے تصویر ان کے دِل میں (یعنی انبیاء کے دِل میں) منقوش ہوجاتی ہے۔‘‘ (ملخص توضیح مرام ص:۶۸، ۷۰، ۸۵، خزائن ج:۳ ص:۸۶، ۹۵)

اور کہتا ہے: ’’لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں، بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے، اور وہ نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گزر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے۔‘‘ (فتح اسلام ص:۵۴ ملخص، خزائن ج:۳ ص:۳۲)

اور کہتا ہے کہ: ’’آخری زمانے میں دجال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۷۲۳، خزائن ج:۳ ص:۲۲۰)

اور اَنبیاء کے معجزوں کا اِنکار کرتا ہے، ان کو مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ (اِزالہ اوہام ص:۳۰۵، خزائن ج:۳ ص:۲۵۶)

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات جوقرآن شریف میں واقع ہیں، یعنی مٹی سے پرندہ بنا کراس میں دَم پھونکنا، اوراندھے اور کوڑھی کو چنگا کرنا، مُردہ اِنسان کو زِندہ کرنا، ان سب کا اِنکار کرتا ہے، اوروہ سب مسمریزم کے طریق پر ہونے کا قائل ہے۔

(اِزالہ اوہام ص:۳۰۵، خزائن ج:۳ص:۲۵۶)

لکھا ہے: ’’اگر یہ عاجز اس عمل کومکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا، تو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اتنی طاقت رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابنِ مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘ (اِزالہ ص:۳۰۹، خزائن ج:۳ص:۲۵۸)

اور پھر لکھتا ہے کہ: ’’یہ اِعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کراوران میں پھونک مار کرانہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۳۲۲، خزائن ج:۳ص:۲۶۳ حاشیہ)

اورعیسیٰ علیہ السلام کا باپ یوسف نجار ہونے کا قائل ہے۔ (ازالہ اوہام ص:۳۰۳، خزائن ج:۳ص:۲۵۴)

اورعیسیٰ علیہ السلام کا خنزیر کوقتل کرنا جواَحادیثِ صحیحہ میں وارِد ہوا ہے، اس کے حقیقی معنی: ’’خنزیر کا شکار کھیلتے پھریں گے‘‘ زعم کر کے اس پر تمسخرواِستہزا کرتا ہے۔ (اِزالہ اوہام ص:۴۲، خزائن ج:۳ص:۱۲۳)

اور اَزواجِ مطہرات میں کونسی بی بی کا پہلے اِنتقال ہوا جوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی، اس کے بارے میں کہتا ہے کہ: ’’اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہیں تھی۔‘‘

(اِزالہ اوہام ص:۳۰۷، خزائن ج:۳ص:۴۹۶)

اور کہتا ہے کہ: ’’جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔‘‘

اور کہتا ہے کہ: ’’اُمورِ اخباریہ کشفیہ میں اِجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہوجاتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص:۷ خزائن ج:۳ص:۱۰۶)

اور کہتا ہے: ’’جبکہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود اَنبیاء سے اِمکانِ غلطی ہے تو پھر اُمت کا کورانہ اِتفاق یا اِجماع کیا چیز ہے؟‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۱۴۱، خزائن ج:۳ص:۱۷۲)

اور شیطانی دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہوجانے کا دعویٰ کر کے اس کی سند میں موجودہ توراۃ سے جھوٹا یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چارسو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اوراس کی توجیہ اپنی طرف سے یہ بیان کرتا ہے کہ: ’’دراصل وہ اِلہام ایک ناپاک رُوح کی طرف سے تھا، نوری فرشتے کی طرف سے نہیں تھا، اوران نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۶۲۹، خزائن ج:۳ص:۴۳۹)

اور کہتا ہے کہ: ’’یہ بھی مدّت سے اِلہام ہوچکا ہے کہ: **انا انزلناہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعداللہ مفعولًا۔**‘‘

اس کے بعد لکھا ہے کہ: ’’پھر اس کے بعد اِلہام کیا گیا کہ دُوسرے علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔‘‘

اس کے بعد لکھتا ہے کہ: ’’کشفی طور سے مروی ہوئی میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرے قریب بیٹھ کر باآوازِ بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ: إنّا انزلناہ قریبًا من القادیان، تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا: یہ دیکھو لکھا ہوا! تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحے میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی اِلہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دِل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔‘‘

(اِزالہ اوہام ص:۷۷، خزائن ج:۳ص:۱۴۰)

الغرض! اس کے ایسے اقوال بہت ہیں، بخوفِ تطویل نہیں لکھے گئے، پس ایسے شخص کا اور اس کے تابعداروں کا اور اس کے اقوال کی تصدیق کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا!

السائل: حاجی سیّد محمد محی الدین

الجواب:۔۔۔ حامدًا ﷲ وحدہ ومصلّیًا ومسلّمًا علٰی رسولہ سیّدنا محمدنِ الذی لا نبی بعدہ!

ایسا اِعتقادی شخص بشرط ثبوتِ عقل وعدمِ جنون، بے شک کافر ومرتد وزِندیق ہے، اور جس نے اس کی تابعداری یا تصدیق کی، وہ بھی مرتد ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانا اور وہاں زِندہ رہنا، پھر اخیر زمانے میں اُتر آنا اور اِمام مہدیؓ کے ساتھ نماز پڑھنا، اور دجال نکل کے جو اُلوہیت کا دعویٰ کرے گا، اس کو قتل کرنا، ان اُمور سے ہیں جن پر اِیمان لانا ضروری ہے، اور اس میں شک کرنا کفر واِرتداد ہے، اور یہی عقیدہ اہلِ سنت کا ہے،(۱) اس میں کسی ایک اہلِ سنت کو خلاف نہیں۔

پھر ’’عیسیٰ علیہ السلام مرگئے اور ان کا جسم شریف زمین پر رہ گیا، اور فقط ان کی رُوح آسمان پر گئی‘‘ زعم کرنا نصاریٰ کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو: ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ‘‘ (النساء:۱۵۸)، اور فرمایا: ’’وَرَافِعُکَ اِلَیَّ‘‘ (آل عمران:۵۵)، سو وہ نصِ قطعی ہے عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے آسمان پر جانے میں۔ اور جو فرمایا: ’’وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ (النساء:۱۵۹) اور فرمایا: ’’وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘ (الزخرف:۶۱) اس میں دلیل ظاہر ہے ان کے نزول پر۔ اور اس مضمون کے بہت سی احادیثِ صحیحہ بھی آئی ہیں جو حدِ تواتر کو پہنچی ہیں، ہم بخوفِ تطویل چند اَحادیث لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کے نصیب میں ہدایت ہے، اس کو کافی ہیں۔

اِمام المحدثین محمد بن اِسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’والذی نفسی بیدہ! لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا، فیکسر الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، حتّٰی تکون

(۱) واعلم أن أحادیث الدّجّال ونزول عیسی علیه السلام متواترة یجب الإیمان بها۔ (حاشیة علٰی شرح العقیدة الطحاویة ص:۵۶۵، طبع المکتبة السلفیة لاهور)۔

السجدة الواحدة خيرًا من الدنيا وما فيها، ثم يقول ابوهريرة: واقرئوا إن شئتم: وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا“

(بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، باب نزول عیسی بن مریم)

یعنی قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میری جان ہے! البتہ عنقریب مریم کا بیٹا حاکمِ عادل ہو کے تم میں اُترے گا، سو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا، اور جزیہ اُٹھا دے گا اور مال بہت ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ کرنا دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے، ملنے سے بہتر ہوگا۔ بعد ابو ہریرہؓ نے کہا: اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو: ”وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا“ اس حدیث کو مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، (۱) اور امام بغویؒ نے بھی شرح السنۃ میں اس حدیث کو روایت کر کے کہا: ”هٰذا حديث متفق علٰى صحته“۔ (۲)

حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ آیتِ مذکورہ میں ”قَبْلَ مَوْتِهٖ“ کے ضمیر کا مرجع عیسیٰ ہے، یعنی اہلِ کتاب کا کوئی شخص نہیں، مگر اِیمان عیسیٰ پر لائے گا عیسیٰ کے مرنے کے پہلے، یعنی عیسیٰ علیہ السلام اَخیر زمانے میں جب آسمان پر سے اُتریں گے تو اہلِ کتاب سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا مگر عیسیٰ پر اِیمان لائے گا۔ اور ”وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ“ کا لفظ اگرچہ عموم پر دلالت کرتا ہے، لیکن اس عموم سے وہی اہلِ کتاب مراد ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے اور ان کے زمانے کو پائیں گے۔ اس آیت میں دُوسری توجیہ بھی آئی ہے، لیکن مفسروں کی ایک جماعت نے اسی کو جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہوئی ہے، اِختیار کیا ہے، اور اِمام ابوجعفر طبریؒ نے اسی قول کو ترجیح دی اور یہی قول قتادہؒ اور حسن بصریؒ اور عطاءؒ وغیرہ کا بھی ہے، ابنِ عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے جو اسی کی تائید کرتی ہے، چنانچہ عنقریب مذکور ہوگی۔

بخاری اور مسلم، ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیف انتم إذا انزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم“

(بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، باب نزول عیسی بن مریم)

یعنی تم کیسے ہوگے جبکہ مریم کا بیٹا تم میں اُترے گا اور تمہارا اِمام تمہارے میں کا ہی ہوگا۔ اس حدیث کو اِمام احمد اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں روایت کیا ہے، اور اِمام بغویؒ نے بھی شرح السنہ میں روایت کی ہے اور کہا: ”هٰذا حديث متفق علٰى صحته“۔ علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو آیا ہے: ”وإمامکم منکم“ یعنی تمہارا اِمام تمہارے میں کا ہی ہوگا، سو اس سے مراد اِمام مہدیؓ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترے بعد صبح کی نماز کو ان کے پیچھے اِقتدا کریں گے۔ (۳) چنانچہ اس مضمون کی احادیث

---

(۱) صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، طبع کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

(۲) شرح السُّنَّة للإمام البغوی ج:۱۵ ص:۸۱، طبع المكتب الإسلامی۔

(۳) عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا تزال طائفة من أُمّتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلٰى يوم القيامة، قال: فينزل عيسى بن مريم فيقول اميرهم: تعال صل لنا! فيقول: لا، ان بعضكم علٰى بعض امراء، تكرمة الله هٰذه الأمّة۔ (مسلم ج:۱ ص:۸۷ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)۔

بھی آئی ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوکے اِمام مہدیؓ کی اِقتدا کرنا بعید نہیں، کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عبدالرحمن بن عوف کے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پیچھے اِقتدا فرمائی ہے۔(۱)

اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لا تزال طائفة من اُمّتی یقاتلون علی الحق ظاھرین إلٰی یوم القیامة، قال فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم: تعال صل لنا! فیقول: لا! ان بعضکم علٰی بعض امراء، تکرمة اللہ ھٰذہ الاُمّة۔“ (مسلم ج:۱ ص:۸۷ باب نزول عیسی علیہ السلام)

یعنی قیامت تک میری اُمت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑائی کرتی غالب رہے گی، پھر عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، سو مؤمنوں کا امیر کہے گا: آپ آیئے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھیے! عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: ایسا نہیں! تمہارے میں کا بعض تمہارے بعض پر اَمیر ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے یہ مکرمت ہے۔

اور مسلم نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

”قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الدَّجّال ذات غداة فخفض فیه و قع حتّٰی ظنناہ فی طائفة النخل، فلما رحنا إلیه عرف ذالک فینا، فقال: ما شأنکم؟ قلنا: یا رسول اللہ! ذکرت الدَّجّال غداةً فخفضت فیه و رفعت حتّٰی ظنناہ فی طائفة النخل۔ فقال: غیر الدَّجّال اخوفنی علیکم! إن یخرج و انا فیکم فأنا حجیجه دونکم وإن یخرج و لست فیکم فامرؤٌ حجیج نفسه و اللہ خلیفتی علٰی کل مسلم انه شاب قطط عینه طافیة کأنی اشبھه بعبدالعزّی بن قطن، فمن ادرکه منکم فلیقرأ علیه فواتح سورة الکھف، انه خارج خلة بین الشام و العراق فعاث یمینًا وعاث شمالًا یا عباد اللہ فاثبتوا! قلنا: یا رسول اللہ! وما لبثه فی الأرض؟ قال: أربعون یومًا! یوم کسنة، ویوم کشھر، ویوم کجمعة، وسائر أیّامه کأیّامکم! قلنا: یا رسول اللہ! فذالک الیوم الذی کسنة أتکفینا فیه صلٰوة یوم؟ قال: لا! اقدروا له قدرہ! قلنا: یا رسول اللہ! وما إسراعه فی الأرض؟ قال: کالغیث استدبرته الریح فیأتی علی القوم فیدعوھم فیؤمنون به ویستجیبون له فیأمر السماء فتمطر و الأرض فتنبت فتروح علیھم سارحتھم اطول ما کانت ذُرًی واسبغه ضروعا وامدہ خواصر، ثم یأتی القوم فیدعوھم فیردون علیه قوله، فینصرف

(۱) عن عبدالرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لما انتھی الٰی عبدالرحمٰن بن عوف وھو یصلی بالناس اراد عبدالرحمٰن أن یتأخر فأومأ إلیه النبی صلی اللہ علیه وسلم: ان مکانک فصلی وصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بصلاة عبدالرحمٰن۔ (أسد الغابة فی معرفة الصحابة لإبن الأثیر ج:۳ ص:۳۱۶، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت)۔ وفی بذل القوة فی حوادچ سنی النبوة: وفیھا ـــــ حتّٰی وصل إلی الصف فی أثناء الصلٰوة وابوبکر رضی اللہ عنه قائم یصلی بالناس، فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تلک الصلٰوة مع الناس۔ (بذل القوة فی حوادث سنی النبوة ص:۳۰۰)۔

عنهم فيصبحون ممحلين ليس بأيديهم شيء عن اموالهم، ويمر بالخربة فيقول لها: اخرجي كنوزك! فتتبعه كنزوها كيعاسيب النحل ثم يدعو رجلًا ممتلئًا شابا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذالك إذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقی دمشق مهرودتين واضعًا كفيه علٰى اجنحة مَلَكين إذا طأطأ رأسه قطر وإذا رفعه تحدر منه جمانٍ كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه إلّا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتّٰى يدركه بباب لُدٍّ فيقتله، ثم يأتي عيسٰى قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة، فبينما هو كذالك إذ اوحى الله إلٰى عيسٰى انی قدر اخرجت عبادًا لی لا يدان لأحدٍ بقاتلهم، فحرز عبادی إلٰى الطور ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر اوائلهم علٰى بحيرة طبرية فيشربون ما فيها ويمر آخرهم فيقولون: لقد كان بهٰذه مرةً ماءٌ، ويحصر نبی الله عيسٰى واصحابه حتّٰى يكون رأس الثور لأحدهم خيرًا من مائة دينارٍ لأحدكم اليوم، فيرغب نبی الله عيسٰى واصحابه فيرسل الله عليهم النغف فی رقابهم فيصبحون فرسٰى كموت نفس واحدةٍ ثم يهبط نبی الله عيسٰى واصحابه إلى الأرض فلا يجدون فی الأرض موضع شبر إلّا ملأه زهمهم ونتنهم فيرغب نبی الله عيسٰى واصحابه إلى الله، فيرسل الله عليهم طيرًا كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله ثم يرسل الله مطرًا لا يكُنُّ منه بيت مدر ولا وبر فيغسل الأرض حتّٰى يتركها كالزَّلفة، ثم يقال للأرض: أنبتی ثمرتک ورَدِّی بركتک! فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلّون بقحفها ويبارک فی الرِّسْلِ حتّٰى ان اللِّقحة من الإبل لتكفی الفئام من الناس، واللِّقحة من البقر لتكفی القبيلة من الناس، واللِّقحة من الغنم لتكفی الفَخِذ من الناس، فبينما هم كذالک إذ بعث الله ريحًا طيبة فتأخذهم تحت آباطهم فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة۔‘‘ (مسلم ج:۲ ص:۴۰۲، ۴۰۱، باب ذكر الدَّجّال)

یعنی ایک دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا حال ذِکر کیا، پھر اس میں اُتارا اور چڑھایا، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ خرمے کے درختوں کے کسی بن میں ہے، پھر ہم جب دوپہر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو ہمارے میں کو اس کو پایا، یعنی اس کے احوال سننے سے ہم پر جو خوف ودہشت ہوئی تھی اس کو سمجھ کے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے صبح کو دجال کا ذِکر فرمایا، سو اس میں اُتارا اور چڑھایا، یہاں تک کہ وہ خرمے کے درختوں کے کسی بن میں ہے کر کے ہم کو گمان ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر دجال کے غیر کا خوف مجھ کو زیادہ ہے! اگر دجال نکلے اور میں تمہارے میں ہوں تو اس کا حجیج

میں ہوں، تم نہیں! یعنی دلیل کہنے والا اور اس کو جھٹلانے والا میں ہوں، تم کو اس کو جھٹلانے کی احتیاج نہیں، اگر وہ نکلے اور میں تم میں نہ رہوں تو ہر شخص اپنے نفس کا آپ حجیج ہے، تم پر اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے، یعنی تمہارا نگہبان اللہ ہے، مقرر دجال جوان ہے، اس کے بال بہت اکڑے ہوئے ہیں، اس کی آنکھ طافیہ ہے، یعنی نکل آئی ہے، اس کو میں عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں، یعنی دجال عبدالعزیٰ سے مشابہ ہے، تمہارے سے جو کوئی اس کو پائے گا تو سورۂ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے۔ وہ شام و عراق کے درمیان میں کی راہ سے نکلے گا، سو داہنے طرف اور بائیں طرف فساد کرے گا، اے اللہ کے بندو! تم ثابت رہو۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! وہ دجال زمین پر کتنے دن رہے گا؟ حضرت نے فرمایا: چالیس دن! اس کا ایک دن ایک برس کی مانند ہے، اور ایک دن ایک مہینے کی مانند، اور ایک دن ایک جمعہ کی مانند، یعنی ایک ہفتے کے ہے، اور باقی کے دن تمہارے دِنوں کی مانند ہیں۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! وہ دِن جو ایک برس کے اتنا ہوگا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنا ہم کو کفایت کرے گا یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفایت نہ کرے گا، اندازہ کرو نماز کے واسطے ایک دن کا اندازہ۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! اس کی جلدی زمین پر کیسی ہے؟ حضرت نے فرمایا: غیث کی مانند ہے، یعنی مہینے کی مانند، یا اَبر کی مانند ہے کہ جس کے پیچھے ہوا ہے، سو ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو اپنی طرف دعوت کرے گا، پھر وہ اس پر اِیمان لائیں گے اور اس کی دعوت قبول کریں گے تو آسمان کو حکم کرے گا، سو مینہ برسے گا اور زمین کو حکم کرے گا، سو اُگائے گی، پھر اس قوم کے جانور جو صبح کو چرنے گئے تھے، سو شام کو آئیں گے تو ان کے کوہان بہت بلند رہیں گے، یعنی ان کے مواشی نہایت فربہ رہیں گے، اور ان کے کاس بہت بھرے ہوئے رہیں گے، ان کے پٹھے بہت ہی دراز رہیں گے۔ پھر دجال دُوسری قوم کے پاس آکے ان کو دعوت دے گا، وہ اس کی دعوت کو رَدّ کردیں گے، تو ان کے پاس سے چلا جائے گا، صبح کو دیکھے تو یہ لوگ قحط زدہ ہوں گے، ان کے ہاتھ میں ان کا کچھ مال باقی نہ رہے گا، دجال ویرانے پر گزرے گا اور اس کو کہے گا: اپنے خزانے کو نکال! تو اس ویرانے کے خزانے اس کے پیچھے چل پڑیں گے، جیسے شہد کی مکھیوں کی ٹکڑی ہے۔ بعد دجال ایک شخص کو جو بھری جوانی میں ہے، بلائے گا اور اس کو تلوار سے مار کے دو ٹکڑے کر کے تیر کے نشانے کی مقدار فاصلے سے ڈالے گا، پھر اس جوان کو پکارے گا تو زِندہ ہوکے آئے گا، اس کا منہ چمکتا ہوا اور وہ ہنستا ہوا، دجال اس ہی میں تھا کہ یکایک اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریم کو بھیجے گا، سو سفید منارے کے پاس جو دمشق کے شرقی جانب میں ہے، اُتریں گے دو مہروذے[1] پہنے ہوئے، اور اپنے ہاتھوں کے نیچے دو فرشتوں کے بازوؤں پر دھرے ہوئے، اپنے سر کو جھکائے تو سر سے پسینا ٹپکے گا اور جب سر کو اُٹھائے تو عرق کے قطرے موتی کے دانوں کی مانند سر پر سے اُتریں گے، پس ممکن نہیں کہ کسی کافر کو کہ ان کی سانس کی بھانپ لگے، مگر یہ کہ مرجائے گا، ان کی نگاہ جہاں تک جاتی ہے ان کا دَم اتنی دُور جائے گا، پھر عیسیٰ دجال کو طلب کریں گے، یہاں تک کہ لُدّ[2] کے دروازے کے پاس اس کو پاکے اس کو قتل کریں گے۔ بعد عیسیٰ کے پاس ایک قوم آئے گی کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے نگاہ رکھا تھا، سو ان کے منہ پونچھیں گے اور ان کو ان کے مرتبوں سے جو

(۱) ''مہروذہ'' راء مہملہ اور ذال معجمہ ہے، کپڑے کو کہتے ہیں کہ جس کو ورس کے رنگ میں بعد زعفران کے رنگ میں رنگتے ہیں۔

(۲) ''لُدّ'' لام کی ضم اور دال کی تشدید سے وہ اِسرائیل میں ایک جگہ کا نام ہے، اور اس وقت یہاں پر اسرائیل کا ایئر پورٹ ہے۔

بہشت میں ہیں خبر دیں گے، ایسے میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ کی طرف وحی بھیجے گا کہ مقرر میں اپنے کئی بندوں کو نکالا ہوں کہ کسی کو ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں، میرے بندوں کو یعنی مؤمنوں کو محافظت کرنے کے لئے کوہِ طور پر جا، پھر اللہ تعالیٰ یأجوج مأجوج کو نکالے گا، پھر وہ ہر بلند وسخت زمین سے شتاب آئیں گے اور ان میں پیش رواں طبریہ کے بحیرے پر یعنی تالاب پر گزریں گے، سو اس کا پانی سب پئیں گے، ان میں سے پیچھے آنے والے اس پر جب گزریں گے، کہیں گے: ''اس بحیرے میں کسی وقت پانی تھا!'' نبی اللہ عیسیٰ اور ان کے اصحاب محصور رہیں گے، یہاں تک کہ آج تم میں سے کسی ایک کے پاس سو دینار ہونے سے ان میں سے کسی ایک کے پاس بیل کا سر ہونا بہتر ہوگا۔ پھر عیسیٰ اور ان کے اصحاب اللہ کے پاس یأجوج مأجوج کے ہلاک ہونے کے لئے دُعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نغف یعنی کیڑوں کو بھیجے گا، سو سب یکبارگی مرجائیں گے، بعد نبی اللہ عیسیٰ اور ان کے اصحاب زمین پر اُتریں گے، سو زمین پر بالشت بھر کی جگہ نہ رہے گی، مگر ان کی چربی اور بدبوئی سے بھر جائے گی، پھر نبی اللہ عیسیٰ اور ان کے اصحاب اللہ کے پاس اِلتجا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ بختی اُونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندوں کو بھیجے گا، سو ان کی لاشوں کو اُٹھا کے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، وہاں ڈالیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مینہ برسائے گا کہ جس مینہ کو مٹی کے گھر اور بال کے گھر مانع نہ ہوں گے اور ساری زمین کو ایسا دھوئے گا کہ آئینے کی مانند مصفیٰ ہوجائے گی، پھر زمین کو کہا جائے گا: ''اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکت کو پھر لے آ!'' تب ایک انار ایک عصابہ یعنی ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکوں سے سایہ بنائیں گے، اور دُودھ میں برکت ہوگی، یہاں تک کہ اُونٹ کے ایک لقحے[1] کا دُودھ ایک جماعت کو کفایت کرے گا، اور گائے کے ایک لقحے کا دُودھ ایک قبیلے کے لوگوں کو کافی ہوگا، اور بکری کے ایک لقحے کا دُودھ لوگوں کی ایک فخذ[2] کو کفایت کرے گا، لوگ اس ہی حال میں رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جب ان کے بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مؤمن اور مسلم کی رُوح کو قبض کرے گی اور بدلوگ باقی رہیں گے، گدھے جیسے مختلط[3] ہوتے ہیں ویسے اِختلاط کریں گے، انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس حدیث کو اِمام احمد اور ترمذی اور اِبنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے اپنی صحیح میں حذیفہ بن اُسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

''قال: اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر، فقال: ما تذاکرون؟ قالوا: نذکر الساعة! قال: انها لن تقوم حتّٰی تروا قبلها عشر آیات، فذکر الدُّخان، والدَّجّال، والدَّابَّة، وطلوع الشمس من مغربها، ونزول عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم، ویأجوج ومأجوج۔۔۔ اِلخ۔'' (مسلم ج:۲ ص:۳۹۳، کتاب الفتن)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کچھ تذکرے کر رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا تذکرہ کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ہم قیامت کا ذِکر کرتے تھے! فرمایا: قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس کے آگے دس

---

(۱) ''لقحہ'' اس جانور کو کہتے ہیں جن کے تھوڑے دن ہوئے ہوں۔

(۲) ''فخذ'' یعنی قرابتی لوگوں کی جماعت۔

(۳) یعنی لوگ علانیہ جماع کریں گے جیسے گدھے کرتے ہیں، ان کو کسی بات کا لحاظ نہ رہے گا۔

نشانیاں دیکھ لو۔ پھر بیان فرمایا: دُخان اور دجال اور دابہ اور طلوعِ آفتاب کا اس کے مغرب سے، اور نزول عیسیٰ بن مریم کا اور یأجوج اور مأجوج۔

اِبنِ ماجہ نے اپنی سنن میں ابی اُمامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

”قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اكثر خطبته حديثًا حدّثناه عن الدَّجّال وحذّرناه فكان من قوله ان قال انه لم تكن فتنة فى الأرض منذ ذرأ الله ذرية آدم اعظم من فتنة الدَّجّال وان الله لم يبعث نبيًا إلّا حذّر اُمّته الدَّجّال وانا آخر الأنبياء وانتم آخر الاُمم وهو خارج فيكم لا مَحالة، وإن يخرج وانا بين ظهر انيكم فأنا حجيج لكل مسلم، وإن يخرج من بعدى فكل امرء حجيج نفسه والله خليفتى علٰى كل مسلم، وإنه يخرج من خلةٍ بين الشام والعراق فيعيث يمينا ويعيث شمالًا، يا عباد الله فاثبتوا! فإنى سأصفه لكم صفة لم يصفها إيّاه نبى قبلى، انه يبدأ فيقول: انا نبى! ولا نبى بعدى، ثم يثنى فيقول: أنا ربكم! ولا ترون ربكم حتّٰى تموتون، وإنه اعور وان ربكم ليس بأعور، وانه مكتوب بين عينيه كافر يقرأه كل مؤمن كاتب او غير كاتب، وان من فتنته ان معه جنة ونارًا، فناره جنة، وجنته نار، فمن ابتلى بناره فليستغث بالله وليقرأ فواتح الكهف فتكون عليه بردًا وسلامًا، كما كانت النار علٰى إبراهيم، وإن من فتنته ان يقول لأعرابى: أرأيت إن بعثت لک أباک واُمّک أتشهد أنّى ربک؟ فيقول: نعم! فيتمثل له شيطانان فى صورة ابيه واُمّه فيقولان: يا بنىَّ! اتبعه فإنه ربک! وإن من فتنته يسلط علٰى نفس واحدة فيقتلها وينشرها بالمنشار حتّٰى يلقى شقتين ثم يقول: انظروا إلٰى عبدى هٰذا فإنّى أبعثه الآن، ثم يزعم انه له ربا غيرى فيبعثه الله فيقول له الخبيث: من ربک؟ فيقول: ربى الله وأنت عدو الله، انت الدَّجّال والله! ما كنت اشد بصيرة بک منى اليوم۔۔۔۔۔۔ وإن من فتنته ان يأمر السماء ان تمطر فتمطر، ويأمر الأرض ان تنبت فتنبت، وإن من فتنته ان يمر بالحى فيكذبونه فلا تبقى لهم سائمة إلّا هلكت، وإن من فتنته ان يمر بالحى فيصدقونه فيأمر السماء ان تمطر فتمطر ويأمر الأرض ان تنبت فتنبت، حتّٰى تروح مواشيهم من يومهم ذالک اسمن ما كانت واعظمه وامده خواصر وادره ضروعًا وإنه لا يبقى شىء من الأرض إلّا وطئه وظهر عليه إلّا مكة والمدينة لا يأتيهما من نقب من نقابهما إلّا لقيته الملائكة بالسيوف صلتة حتّٰى ينزل عند الظريب الأحمر عند منقطع السبخة فترجف المدينة بأهلها ثلاث رجفات فلا يبقى منافق ولا منافقة إلّا خرج إليه فتنفى الخبث منها كما ينفى الكير خبث الحديد ويدعى ذالک اليوم يوم الخلاص، فقالت اُمّ شريک بنت

ابی العکر: یا رسول اللّٰہ! فأین العرب یومئذ؟ قال: ھم یومئذ قلیل وجلھم ببیت المقدس وإمامھم رجل صالح فبینما إمامھم قد تقدم یصلی بھم الصبح إذ نزل علیھم عیسی ابن مریم الصبح، فرجع ذالک الإمام ینکص یمشی القھقری لیتقدم عیسٰی یصلی بالناس، فیضع عیسٰی یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ: تقدم فصل فإنھا لک اقیمت! فیصلی بھم إمامھم، فإذا انصرف قال عیسٰی علیہ السلام: افتحوا الباب! فیفتح وورائہ الدَّجّال معہ سبعون الف یھودی کلھم ذو سیف محلًّی وساجٍ، فإذا نظر إلیہ الدَّجّال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق ھاربًا، ویقول عیسٰی علیہ السلام: إن لی فیک ضربۃ لن تسبقنی بھا! فیدرکہ عند باب اللُّدِّ الشرقی فیقتلہ فیھزم اللّٰہ الیھود ولا یبقی شیء مما خلق اللّٰہ یتواریٰ بہ یھودی إلّا أنطق اللّٰہ ذالک الشیء، لا حجر ولا شجر ولا حائط ولا دابۃ إلّا الغرقدۃ فإنھا من شجرھم لا تنطق إلّا قال: یا عبداللّٰہ المسلم! ھٰذا یھودیٌ فتعال اقتلہ!۔۔۔ الحدیث۔‘‘

(ابن ماجۃ ص:۲۹۸،۲۹۷، باب فتنۃ الدَّجّال وخروج عیسی بن مریم)

یعنی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا، سو اس میں اکثر باتیں دجال کے متعلق فرمائیں، اور ہم کو اس سے ڈرایا، اَز جملہ یہ فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو جب سے پیدا کیا ہے، تب سے دجال کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا زمین پر نہیں ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا، مگر اس نبی نے دجال سے ڈرایا۔ میں نبیوں کا آخر ہوں اور تم اُخیر اُمت ہو، دجال ناگزیر تمہارے میں ہی نکلے گا، پھر اگر وہ نکلے اور میں تمہارے میں موجود ہوں تو میں ہر مسلمان کی طرف سے حجیج ہوں، یعنی دلیل گو ہوں، اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی دلیل آپ ہی کہے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا، اور وہ دجال ایک خلہ سے یعنی راہ کے جو شام وعراق کے درمیان ہے، نکلے گا، پھر داہنے اور بائیں طرف فساد کرتا پھرے گا، اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہو! دجال کی صفت میں تم کو ایسی بات بیان کرتا ہوں کہ کوئی نبی میرے آگے اس کو بیان نہیں کیا۔ اِبتدا میں تو دجال کہے گا: ’’میں نبی ہوں!‘‘ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، بعد میں کہے گا: ’’میں تمہارا رَبّ ہوں!‘‘ حال تو یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کو مرنے تک نہیں دیکھوگے، اور وہ دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہیں، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ’’کافر‘‘ لکھا ہے، جو مؤمن ہے اس کو پڑھے گا، خواہ لکھنا پڑھنا جانے یا نہ جانے۔ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ رہیں گے، اس کی دوزخ بہشت ہے، اور اس کی بہشت دوزخ ہے، اس کی دوزخ کی بلا میں کوئی تمہارے میں کا پڑا تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور سورۂ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے تو وہ دوزخ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجائے گی، جیسے اِبراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی تھی۔ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اَعرابی کو بولے گا: تیرے ماں باپ کو اگر میں زندہ کروں تو آیا میں تیرا رَبّ ہوں کرکے اِقرار کرے گا؟ وہ بولے گا: بہتر! پھر دو شیطان اس کی ماں اور باپ کی صورتوں سے آئیں گے اور کہیں گے: ’’بیٹا! تو اس کا تابعدار ہوجا کیونکہ وہ تیرا رَبّ

ہے!‘‘ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص پر مسلط ہوکے اس کو آرے سے کاٹ کے دو پھانک کرے گا، بعد میں لوگوں کو کہے گا: دیکھو میرے اس بندے کو، اب میں جِلاتا ہوں! وہ زندہ ہوکے بولے گا: میرا رَب تو نہیں دُوسرا کوئی ہے، پھر اس کو زندہ کرکے وہ خبیث کہے گا: تیرا رَبّ کون ہے؟ وہ شخص بولے گا: میرا رَبّ اللہ ہے اور تو اللہ کا دُشمن دجال ہے، تیرے حال سے واللہ! مجھ کو آگے سے زیادہ اب یقین حاصل ہوا۔ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان کو حکم کیا تو مینہ برسائے گا، زمین کو حکم کیا تو اُگائے گی۔ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ کسی قبیلے پر گزرے گا اور وہ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو ان کے جانور جتنے ہیں اتنے سب مرجائیں گے۔ اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ کسی قبیلے پر گزرا اور وہ لوگ اس پر اِیمان لائے تو مینہ کو حکم کرے گا کہ ان پر برسے تو مینہ برسے گا، زمین کو حکم کرے گا اُگائے تو اُگائے گی، پھر اسی دن ان کے جانور نہایت فربہ اور پُرشکم اور کاس دُودھ سے بھرے ہوئے ہوجائیں گے۔ اور تھوڑی سی زمین خالی نہ رہے گی جو اس سے پامال نہ ہو، مگر مکے اور مدینے میں نہ آئے گا، ان کی راہوں پر فرشتے تلوار لئے ہوئے کھڑے ہوں گے، اس کو دفع کریں گے، پھر سرخ پہاڑ پاس جہاں چوڑ کی زمین منقطع ہوتی ہے آکے اُترے گا، مدینے کو تین بار زلزلہ ہوگا، پھر کوئی منافق مرد یا عورت مدینے میں باقی نہ رہے گا، مگر نکل کے دجال کے پاس چلا جائے گا، سو اَندر کی نجاست کو نکال دے گا، جیسا کہ یعنی مُس یا بھتالوہے کے گوہ کو نکالتا ہے، اس دن تمام یوم الخلاص ہے۔ اُمّ شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! اس دن عرب کہاں رہیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تھوڑے رہیں گے، اور اکثر ان کے بیت المقدس میں رہیں گے، ان کا اِمام ایک صالح مرد ہوگا، سو ایک دن اِمام صبح کی نماز کے واسطے آگے بڑھا کہ اس میں عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، وہ اِمام پچھلے پاؤں ہٹتا ہوا آئے گا، تا کہ عیسیٰ اِمامت کریں، عیسیٰ اس کے دونوں شانوں میں اپنا ہاتھ رکھ کے کہیں گے: ’’اِقامت تمہارے واسطے کہی گئی، تم ہی اِمام ہوکے نماز پڑھو!‘‘ پھر وہی صالح مرد اِمام ہوکے نماز پڑھے گا، نماز سے جب فراغت پائے تو عیسیٰ کہیں گے: دروازہ کھولو! پھر دروازہ کھولے تو اس کے رُوبرو دجال رہے گا، اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی رہیں گے، ان کے پاس تلواریں آراستہ سونے کا کام کئے ہوئے رہیں گے، اور ان پر سبز طیلسان رہیں گے، دجال عیسیٰ کو دیکھتے ہی گھل جائے گا جیسا نمک پانی میں گھلتا ہے، پھر وہاں سے بھاگے گا، عیسیٰ کہیں گے: میرے پاس تیرے واسطے ایک مار ہے تو اس سے نہ بچے گا! پھر اس کا پیچھا کرکے لُدّ کے دروازے کے پاس جو شرقی جہت میں ہے قتل کریں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہودیوں کو شکست دے گا، اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کیا ہے، اس کے پاس یہود جاکے پوشیدہ ہونا چاہیں گے، پتھر ہو یا درخت، جانور ہو یا دیوار، اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو زبان دے گا، وہ پکار اُٹھے گا: ’’اے اللہ کے مسلمان بندے! یہ یہودی ہے تو آکے اس کو قتل کر!‘‘ مگر غرقد(۱) نہ بولے گا، اس واسطے کہ وہ یہود کا جھاڑ ہے۔۔۔ الحدیث۔

اِبنِ ماجہ نے اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے:

(۱) ’’غرقد‘‘ نام ہے ایک درخت کا، انار کے درخت سے تنا بڑا ہوتا ہے، اس کو کانٹے رہتے ہیں۔

”سمعت ابا الحسن الطنافسی یقول: سمعت عبدالرحمٰن المحاربی یقول: ینبغی ان یدفع هٰذا الحدیث إلی المؤَدِّب حتّٰی یعلِّمه الصبیان فی الکُتّاب۔“ (ابن ماجة ص: ۲۹۹)

یعنی میں نے ابوالحسن طنافسی کو سنا وہ کہا: میں نے عبدالرحمن المحاربی کو سنا کہتا تھا: مناسب ہے کہ اس حدیث کو مؤدِّب کو دینا تا کہ مکتب خانے میں بچوں کو سکھلائے۔

اور ابوداؤد نے اپنی سنن کے باب ذکر خروج الدجال میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لیس بینی و بینه نبیٌّ یعنی عیسٰی، وإنه نازل، فإذا رأیتموه فاعرفوه، رجلٌ مربوع إلی الحمرة والبیاض بین ممصرتین کأن رأسه یقطر وإن لم یصبه بللٌ، فیقاتل الناس علی الإسلام، فیدق الصَّلیب ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویهلک اللّٰه فی زمانه الملل کلها إلّا الإسلام، ویهلک المسیح الدَّجّال، فیمکث فی الأرض أربعین سنة ثم یتوفّٰی فیصلِّی علیه المسلمون۔“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۳۸، باب خروج الدَّجّال)

یعنی میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور مقرّر وہ اُتریں گے، تم انہیں کو دیکھو تو پہچانو، کہ وہ میانہ قد ہیں، سرخ وسفید، ان پر ممصر دو کپڑے رہیں گے، یعنی تھوڑی زردی ملی ہوئی، گویا ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے، اگرچہ پانی کی تراوت نہ پہنچے، اور لڑائی کریں گے لوگوں سے اِسلام لانے پر، پھر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مارڈالیں گے اور جزیہ کو اُٹھائیں گے، اور ان کے زمانے میں سوائے اسلام کے دُوسری سب ملتوں کو اللہ تعالیٰ نابود کرے گا، اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گا، پھر عیسیٰ چالیس برس زمین پر ٹھہرے رہیں گے، بعد مریں گے، پھر مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔

اِمام احمدؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الأنبیاء إخوة لعلّات، اُمّهاتهم شتّٰی ودینهم واحد، وأنا أولی الناس بعیسی بن مریم، لأنه لم یکن بینی وبینه نبیٌّ، وإنه نازل، فإذا رأیتموه فاعرفوه، رجلًا مربوعًا إلی الحمرة والبیاض، علیه ثوبان ممصران، کأن رأسه یقطر وإن لم یصبه بلل، فیدق الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویدعو الناس إلی الإسلام، فیهلک اللّٰه فی زمانه الملل کلها إلّا الإسلام، ویهلک اللّٰه فی زمانه المسیح الدَّجّال، وتقع الأمنة علی الأرض، حتّٰی ترتع الأسود مع الإبل، والنمار مع البقر، والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیّات لا تضرهم، فیمکث أربعین سنة ثم یتوفّٰی ویصلِّی علیه المسلمون۔“ (مسند احمد ج:۲ ص:۴۰۶)

یعنی انبیاء سوتیلے بھائی ہیں، ان کی مائیں علیحدہ ہیں، اور دِین ان کا ایک ہی ہے،، اور لوگوں میں سے میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ اَولیٰ ہوں، یعنی اَحق اور نزدیک تر ہوں، کیا واسطے میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، اور مقرّر وہ اُتریں گے، تم

ان کو دیکھو تو پہچانو! کہ وہ میانہ قد ہیں، سرخ وسفید، ان پر ممصر دو کپڑے رہیں گے، گویا ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے، اگرچہ پانی کی تراوت نہ پہنچے، پھر صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو مار ہی ڈالیں گے، اور جزیہ کو اُٹھا دیں گے، اور لوگوں کو اِسلام کی طرف بلوائیں گے، ان کے زمانے میں سوائے اسلام کے دُوسری سب ملتوں کو اللہ تعالیٰ نابود کرے گا، اور اللہ تعالیٰ مسیح الدجال کو ان کے زمانے میں ہلاک کرے گا، پھر زمین پر اَمن ہوجائے گا، باگ اُونٹ کے ساتھ اور چیتا گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ مل کر چریں گے، اور آدمی کے بچے سانپوں کے ساتھ مل کے کھیلیں گے تو سانپ ان کو اِیذا نہ دیں گے، سو عیسیٰ چالیس برس ٹھہریں گے، بعد مریں گے، مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔ اس حدیث کو حاکمؒ نے بھی مستدرک میں روایت کیا، اس کا لفظ یہ ہے: ''إن روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم، فإذا رأیتموہ فاعرفوہ۔۔۔الحدیث۔''

اِمام احمدؒ اور اِبنِ ابی شیبہؒ اور سعید بن منصورؒ اور بیہقیؒ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لقیت لیلۃ اسری بی إبراھیم وموسیٰ وعیسیٰ، قال: فتذاکروا امر الساعۃ، فردوا امرھم إلٰی إبراھیم فقال: لا علم لی بھا! فردوا الأمر إلٰی موسیٰ، فقال: لا علم لی بھا! فردوا الأم إلٰی عیسیٰ، فقال: اما وجبتھا فلا یعلمھا احد إلّا اللہ ذالک وفیما عھد إلیَّ ربّی عزّ وجلّ ان الدَّجّال خارجٌ، قال: ومعی قضیبان، فإذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص، قال: فیھلکہ اللہ حتّٰی إن الحجر والشجر لیقول: یا مسلم! إن تحتی کافرًا فتعال فاقتلہ! قال: فیھلکھم اللہ ۔۔۔الحدیث۔'' (مسند احمد ج:۱ ص:۳۷۵)

یعنی ملاقات کی میں نے شبِ معراج میں اِبراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے، پھر قیامِ قیامت کا مذاکرہ کیا کہ کب ہوگی؟ سب اس سوال کو اِبراہیم پر پیش کئے، تو اِبراہیم کہے: ''مجھ کو اِس کا علم نہیں!'' پھر موسیٰ پر پیش کئے تو موسیٰ کہے: ''مجھ کو اِس کا علم نہیں!'' پھر عیسیٰ پر پیش کئے تو کہے کہ: ''قیامت کا عین وقتِ وقوع سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، لیکن میرے رَبّ عزوجل نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دجال نکلنے والا ہے، اور میرے ہاتھ میں دو چھڑی رہیں گی، پس جب دجال مجھ کو دیکھے گا، تو پگھلے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کرے گا جب مجھ کو دیکھے گا، یہاں تک کہ پتھر اور جھاڑ کہیں گے: ''اے مسلمان! مقرّر میرے نیچے کافر ہے، تو آکے اس کو قتل کر!'' پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کرے گا۔''

اس حدیث کو اِبنِ ماجہ نے اپنی سنن میں بھی روایت کیا ہے، اس میں ہے: ''فذکر خروج الدَّجّال، قال: فأنزل فأقتلہ!'' (سنن اِبنِ ماجہ ص:۲۹۹)، یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے نکلنے کو ذِکر کرکے فرمایا کہ: ''میں اُتر کے اس کو قتل کروں گا!''

اور اس حدیث کو حاکمؒ نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے، اس میں ہے: ''فذکر من خروج الدَّجّال فأھبط فأقتلہ!'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے نکلنے کو ذِکر کرکے فرمایا کہ: ''میں اُتر کے اس کو قتل کروں گا!'' حاکمؒ نے کہا: ''اس کی اسناد

صحیح ہیں۔‘‘ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دجال کو قتل کرنے وہی عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جن پر اِنجیل نازل ہوئی، اور اَب آسمان پر موجود ہیں۔

اور سعید بن منصور اور نسائی اور ابنِ ابی حاتم اور ابنِ مردویہ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

’’لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ علیہ السلام إلی السماء، خرج علی اصحابہ، وفی البیت اثنا عشر رجلاً من الحواریین، یعنی فخرج علیہم من عین فی البیت ورأسہ یقطر ماء، فقال: إن منکم من یکفر بی اثنتی عشرۃ مرۃ بعد ان آمن بی، قال: ثم قال: أیکم یلقی علیہ شبہی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی؟ فقام شاب من احدثہم سناً، فقال: أنا! فقال لہ: اجلس! ثم أعاد علیہم فقام ذالک الشاب، فقال: اجلس! ثم أعاد علیہم فقام الشاب، فقال: انا! فقال: ھو انت ذاک، فألقی علیہ شبہ عیسیٰ ورفع عیسیٰ من روزنۃ فی البیت إلی السماء۔‘‘ (ابن کثیر ج:۲ ص:۴۰۹، زیر آیت: ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ‘‘، سنن کبریٰ للنسائی ج:۶ ص:۴۸۹، کتاب التفسیر باب:۳۹۰)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالے جانے کا اِرادہ کیا تو عیسیٰ اپنے اصحاب کے پاس آئے، اور اس گھر میں عیسیٰ کے بارہ حواری تھے، اس گھر میں ایک چشمہ تھا، عیسیٰ اس میں سے نکل آئے، ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے، سو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرمایا: تمہارے میں ایک شخص میرے پر اِیمان لایا سو بارہ دفعہ میرے سے کفر کرے گا، پھر فرمایا: تم میں سے کون شخص چاہتا ہے کہ میرا شبیہ ہوجائے اور میرے عوض مارا جائے اور میرے ساتھ میرے درجے میں رہے؟ ان میں سے ایک کم عمر جوان کھڑا ہوا اور بولا: میں ہوتا ہوں! عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو کہا: بیٹھ! اور اس کو دوبارہ فرمایا، پھر وہی جوان اُٹھ کے کہا: میں حاضر ہوں! عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو فرمایا: بیٹھ! اور پھر اس کلام کا اِعادہ کیا، پھر وہی جوان کھڑے ہو کے کہا: میں ہوں! عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہ تو ہی ہے! پھر وہ شخص عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بن گیا، عیسیٰ علیہ السلام گھر کے ایک جھروکے میں سے نکل کے آسمان پر چلے گئے۔‘‘

اور نسائی نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

’’ان رھطا من الیھود سبوہ وأمّہ فدعا علیہم فمسخہم اللہ قردۃً وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فأخبرہ اللہ تعالٰی بأنہ یرفعہ إلی السماء ویطھّرہ من صحبۃ الیھود، فقال لأصحابہ: ایکم یرضی ان یلقی اللہ شبہی فیقتل ویصلب ویدخل الجنۃ فقال رجل منہم: أنا! فألقی اللہ علیہ شبہہ فقتل وصلب۔‘‘ (تفسیر النسفی، الجزء الأوّل ص:۴۱۳، طبع بیروت)

یعنی ایک جماعتِ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو گالیاں دیں، تب عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر بددُعا کی، سو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو مسخ کرکے بندر اور خنازیر بنادیا، پھر یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر جمع ہوئے، سو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ ان کو آسمان پر لے جاتا ہوں اور یہود کی صحبت سے پاک کرتا ہوں، پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو کہا: تم میں کون

شخص راضی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرا شبیہ کرے، سو قتل کیا جائے اور سولی دیا جائے اور جنت میں داخل ہو جائے؟ پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں راضی ہوں! سو اللہ تعالیٰ نے اس کو عیسیٰ کا شبیہ کیا، پھر وہ قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔

ابنِ ابی حاتمؒ نے حسن سے روایت کی:

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود: ان عیسیٰ لم یمت وإنہ راجع إلیکم قبل یوم القیامۃ۔“ (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۳۶۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا: مقرّر عیسیٰ نہیں مرے، اور وہ روزِ قیامت کے آگے تمہاری طرف لوٹنے والے ہیں۔

ابنِ جریرؒ اور ابنِ ابی حاتمؒ نے ربیعؒ سے روایت کی:

”قال: ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فخاصموہ فی عیسی بن مریم، وقالوا لہ: من ابوہ؟ وقالوا علی اللہ الکذب والبہتان، لا إلٰہ إلّا ہو، لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدًا، فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ألستم تعلمون انہ لا یکون ولد إلّا وہو یشبہ اباہ؟ قالوا: بلٰی! قال: ألستم تعلمون ان ربنا حیٌّ لا یموت، وان عیسٰی یأتی علیہ الفناء؟“

(جامع البیان عن تأویل آی القرآن، ابن جریر ج:۳ ص:۱۶۳، طبع دار الفکر، بیروت)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نصاریٰ کی ایک جماعت آئی، سو عیسیٰ بن مریم میں جھگڑنے لگی، اور کہا: ان کا باپ کون ہے؟ اور اللہ تعالیٰ پر کذب و بہتان کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی لڑکا نہیں پیدا ہوتا مگر وہ اپنے باپ سے شبیہ ہوتا، سو تم جانتے ہو یا نہیں؟ کہا: ہاں! تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ زِندہ ہے نہ مرے گا، اور عیسیٰ پر فنا آئے گی تو تم جانتے ہو یا نہیں؟

دیکھو! اس حدیث میں: ”عیسیٰ پر موت آئے گی“ کرکے فرمایا، اور ”عیسیٰ فنا ہوگئے“ کرکے نہیں فرمایا۔

روایت ہے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے:

”کنا فی المسجد نتذاکر فضل الأنبیاء فذکرنا نوحًا بطول عبادتہ، وإبراہیم بخلتہ، وموسٰی بتکلیم اللہ تعالٰی إیّاہ، وعیسٰی برفعہ إلی السماء، وقلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل منہم، بعث إلی الناس کافۃ، وغفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخّر، وہو خاتم الأنبیاء، فدخل علینا فقال: فیم انتم؟ فذکرنا لہ۔۔۔إلخ۔“

(الکشاف، تحت آیۃ: تلک الرسل فضلنا بعضہم علٰی بعض، ج:۱ ص:۲۹۸)

یعنی با یکدیگر ہم صحابہ مسجد میں انبیاء علیہم السلام کے فضل کو بیان کر رہے تھے، سو نوح علیہ السلام کا ذِکر کیا ان کی طولِ عباد سے، اور ابراہیم علیہ السلام کا ان کی خلت سے، اور موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں، اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا

آسمان پر لے جانے میں، اور ہم نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں کہ آپ کافہ ناس یعنی سب انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، اور آپ کے اگلے پچھلے گناہ مغفرت کئے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک تشریف لائے، سو فرمایا: تم کیا ذکر کرتے تھے؟ پس ہم نے عرض کیا۔۔۔الخ۔

بزار اور طبرانی نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ثم یجیء عیسی بن مریم من قبل المغرب مصدقا بمحمد صلی اللہ علیه وسلم فیقتل الدَّجَّال وإنما هو قیام الساعة۔“ (طبرانی کبیر ج:۷ ص:۲۲۱، حدیث نمبر:۶۹۱۹)

یعنی اُتریں گے عیسیٰ بن مریم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر، پھر قتل کریں گے دجال کو اس کے بعد کچھ نہیں پر یہ کہ قیامت قائم ہوگی۔

اور طبرانی معجم کبیر و اَوسط میں اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یلبث الدَّجَّال فیکم ما شاء اللہ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقًا بمحمد صلی اللہ علیه وسلم وعلٰی ملته إمامًا مهدیًا وحکمًا عدلًا فیقتل الدَّجَّال۔“

(طبرانی اوسط ج:۳ ص:۲۷۷، حدیث:۴۵۸۰)

یعنی تمہارے میں دجال جب تک خدا چاہے، ٹھہرا رہے گا، اس کے بعد عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر اِمام ہدایت پایا ہوا اور حاکمِ عادل، پھر دجال کو قتل کریں گے۔

حافظ السیوطیؒ نے کہا کہ اس کی سند جید ہے، اور اِبنِ عساکرؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الا ان ابن مریم لیس بینی و بینه نبی ولا رسول، الا انه خلیفتی فی اُمّتی من بعدی۔“

(ابن عساکر ج:۲۰ ص:۱۴۴)

یعنی پکی بات ہے کہ اِبنِ مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول ہے، سنیو! میرے بعد میری اُمت پر مقرّر وہ میرا خلیفہ ہے۔

اور اِبنِ عساکرؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لیهبطن اللہ عیسی بن مریم حکمًا عدلًا وإمامًا مقسطًا فلیسلکن فج الروحاء حاجًا او معتمرًا او لیقفن علٰی قبری لیسلمن علیّ ولأردن علیه۔“ (ایضًا)

یعنی البتہ اُتارے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو حاکمِ عادل اور اِمامِ منصف کر کے پھر حج یا عمرہ کرتے ہوئے روحاء[1] کی راہ میں چلیں گے، اور البتہ میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ کو سلام کریں گے، اور البتہ میں ان کے سلام کا جواب دُوں گا۔

(۱) ”روحاء“ نام ہے ایک جگہ کا مدینے سے چھتیس میل پر، اسی راہ سے انبیاء حج کو جاتے تھے۔

اورابوداؤدطیالسیؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یمکث عیسٰی علیه الصلٰوة و السلام فی الأرض بعد ما ینزل أربعین سنة ثم یموت ویصلّی علیه المسلمون ویدفنونه۔“

(مسند ابی داؤد الطیالسی، الجزء العاشر، ص: ۳۳۱، حدیث: ۲۵۴۱، طبع مکتبه حسینیه، گوجرانوله)

یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُترنے کے بعد زمین پر چالیس سال رہیں گے، اس کے بعد مریں گے، اور مسلمانان ان پر نماز پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔

حکیم ابوعبداللہ الترمذیؒ نے نوادرالاصول میں عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”والذی بعثنی بالحق لیجدن ابن مریم فی اُمّتی خلفًا من حواریه۔“

یعنی قسم ہے اس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا، ابنِ مریم میری اُمت اپنے حواری کا بدل پائے گا، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جانے کے قبل حواریان تھے، سوان کے عوض میری اُمت کے چندلوگ جوحواری کے مثل ہوں گے، عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک رہیں گے۔

اورروایت کی ہے ابویعلیٰ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لیدرکن رجال من اُمّتی عیسی بن مریم و لیشهدن قتال الدّجّال۔“

(المطالب العالیة للحافظ ابن حجر، باب علامات الساعة، مکتبة الشاملة)

یعنی البتہ پائیں گے میری اُمت سے چندلوگ عیسیٰ بن مریم کو اور البتہ حاضر ہوجائیں گے دجال کے قتال میں۔

المستدرک حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من ادرک منکم عیسی بن مریم فلیقرأه مِنِی السلام۔“

(درمنثور ج:۲ ص:۲۴۵، مستدرک ج:۵ ص:۷۵۵، حدیث نمبر: ۸۶۷۹)

یعنی جوشخص تم میں سے عیسیٰ بن مریم کو پائے گا تو چاہئے اس کو میرا سلام کہے۔ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

یادرکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کے باب میں وصیت فرمائی ہے، پھر جوشخص عیسیٰ علیہ السلام کو پائے گا تو اس کو ضرور ہے کہ سلام پہنچائے اور یہ خیال رکھنا کہ کوئی زِندیق آپ، عیسیٰ بن مریم ہوکر کے دعویٰ کیا تو اس کو سلام نہیں پہنچانا، بلکہ وہ عیسیٰ جو آسمان سے تشریف لائیں گے، ان کو پہنچانا ہے۔

اِبنِ اِبی شیبہ اور اِمام احمد نے عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں روتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس لئے روتی ہو؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے دجال کا ذِکر کیا، اس لئے میں روئی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’إن یخرج الدَّجّال و انا حیٌّ کفیتموہ، وإن یخرج الدَّجّال بعدی فإن ربکم عزَّ و جلَّ لیس بأعور، انه یخرج فی یھودیة اصبھان حتّٰی یأتی المدینة فینزل ناحیتھا و لھا یومئذ سبعة ابواب علٰی کل نقب منھا ملکان فیخرج إلیه شرار اھلھا حتّٰی الشام مدینة بفلسطین بباب لُدٍّ ۔۔۔۔۔۔ فینزل عیسٰی علیه السلام فیقتله ثم یمکث عیسٰی علیه السلام فی الأرض أربعین سنة إمامًا عدلًا و حَکَمًا مقسطًا۔‘‘ (مسند احمد ج:۶ ص:۷۵)

یعنی اگر دجال نکلے اور میں زندہ رہوں تو تم کو میں کافی ہوں، اگر میرے بعد نکلا تو تم پہچانو کہ مقرر تمہارا پروردگار کانا نہیں، بے شک دجال اصبہان کے یہودیہ(۱) سے نکلے گا، یہاں تک کہ مدینے کو آکے اس کے ایک جانب میں اُترے گا، اس وقت مدینہ کو سات دروازے رہیں گے، اس کے ہر راستے پر دو فرشتے رہیں گے، مدینہ میں بدلوگ جو ہیں سب نکل کر دجال کے پاس جائیں گے، بعد دجال فلسطین کے علاقے میں شام کا شہر جو ہے وہاں جاکے لُدّ کے دروازے کے پاس اُترے گا، پھر عیسیٰ بن مریم اُتر کے اس کو قتل کریں گے اور عیسیٰ زمین پر چالیس برس تک اِمامِ عادل اور حَکَمِ مقسط ہو رہیں گے۔

اِبنِ عساکرؒ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی، اس میں مذکور ہے:

’’فبینما ھم کذالک إذ سمعوا صوتًا من السماء ان ابشروا فقد أتاکم الغوث! فیقولون: نزل عیسی بن مریم، فیستبشرون ویستبشر بھم ویقولون: صل یا روح اللہ! فیقول: ان اللہ اکرم ھٰذہ الاُمَّة فلا ینبغی لأحد ان یؤمھم إلَّا منھم فیصل امیر المؤمنین بالناس ویصلّی عیسٰی خلفه۔‘‘ (ابن عساکر ج:۲۰ ص:۱۵۰)

یعنی لوگ اسی حالت میں یعنی سختی ومشقت میں رہیں گے، دفعۃً آسمان سے آواز سنیں گے کہ: اے لوگو! خوش ہو جاؤ، تمہارا فریادرس آیا! سو لوگ ایک دُوسرے سے کہیں گے عیسیٰ بن مریم اُترے ہیں، پھر لوگ خوش ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی لوگوں سے خوش ہوں گے، اور لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے: یا رُوح اللہ نماز پڑھایئے! تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: مقرر اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو بزرگی دی ہے، سو ان کے سوا دُوسرے کسی کو ان کی اِمامت کرنا سزاوار نہیں، پھر مؤمنوں کا امیر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔۔۔ الحدیث۔

اِبنِ ابی شیبہؒ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

’’قال: ینزل المسیح بن مریم فإذا راٰہ الدَّجّال ذاب کما تذوب الشحمة، قال: فیقتل الدَّجّال وتفرق عنه الیھود فیقتلون حتّٰی ان الحجر یقول: یا عبداللہ المسلم! ھٰذا یھودی فتعال فاقتله!‘‘ (مصنف ابن ابی شیبة ج:۲۱ ص:۲۱۴، ۲۱۳، حدیث نمبر: ۳۸۶۴۹، کتاب الفتن، باب واذکر فی فتنة الدَّجّال، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة)

---

(۱) ’’یہودیہ‘‘ نام ہے ایک قریہ کا اصبہان کے علاقے میں۔

یعنی مسیح بن مریم اُتریں گے، پھر ان کو دجال دیکھے گا تو پگھلے گا جیسا چربی پگھلتی ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور یہود متفرق ہوجائیں گے، سو لوگ قتل کریں گے، یہاں تک کہ مسلمان کو پتھر کہے گا: اے اللہ کے بندے! یہ یہودی ہے، سو تو آ کے اس کو قتل کر!

اور نعیم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اس میں مذکور ہے: **''حتّٰی ینزل علیھم عیسی بن مریم فیقاتلون معه الدَّجّال''** یعنی یہاں تک کہ مؤمنوں پر عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، سو مؤمنین ان کے ہمراہ دجال سے قتال کریں گے۔

ترمذی نے اپنی سنن میں مجمع بن جاریۃ الانصاریؓ سے روایت کی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے:

''یقتل ابن مریم الدَّجّال بباب لُدٍّ۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۴۹، ابواب الفتن، باب ماجاء فی قتل عیسی بن مریم الدَّجّال)

یعنی ابن مریم لُدّ کے دروازے کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور طبرانیؒ وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے، اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے، اور کہا: اس باب میں عمران بن حصین اور نافع بن عتبہ اور ابوبرزہ اور حذیفہ بن اسید اور ابوہریرہ اور کیسان اور عثمان بن ابی العاص اور جابر اور ابواُمامہ اور ابنِ مسعود اور عبداللہ بن عمرو اور سمرہ بن جندب اور نواس بن سمعان اور عمرو بن عوف اور حذیفہ بن الیمان۔۔۔ رضی اللہ عنہم۔۔۔ سے بھی احادیث مروی ہیں۔

ابنِ جریر نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اوّل الآیات الدَّجّال ونزول عیسیٰ۔'' (ابن جریر ج:۱۷ ص:۸۷)

یعنی قیامت کی اوّل نشانیوں میں سے ہے دجال اور نازل ہونا عیسیٰ کا۔

ابنِ ابی شیبہؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا تقوم الساعة حتّٰی ینزل عیسی بن مریم حکمًا مقسطًا وإمامًا عادلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد۔'' (ج:۲۱ ص:۲۱۴، حدیث نمبر ۳۸۶۵۰، کتاب الفتن، باب ماذکر فی فتنة الدجال، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة)

یعنی قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم اُتریں گے حَکَمِ مقسط اور اِمامِ عادل ہوکے، پھر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اُٹھائیں گے، اور مال بہت ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔

طبرانی اور حاکم اور ابنِ مردویہ نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا تقوم الساعة حتّٰی یکون عشر آیات: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف فی جزیرة العرب، والدَّجّال، والدُّخان، ونزول عیسی بن مریم فیأجوج ومأجوج۔''

(مستدرک حاکم ج:۴ ص:۴۲۸، حدیث نمبر:۸۳۶۶، باب لاتقوم الساعة)

یعنی قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دس نشانیاں ہوں: خسف مشرق میں، اور خسف مغرب میں، اور خسف جزیرۂ عرب میں اور دجال اور اُترنا عیسیٰ کا اور یأجوج و مأجوج۔

طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ینزل عیسی بن مریم عند المنارة البیضاء شرقی دمشق۔“

(طبرانی کبیر ج:۱ ص:۲۱۷، حدیث نمبر:۵۹۰)

یعنی اُتریں گے عیسیٰ بن مریم سفید منارہ پاس جو دمشق کے شرقی جہت میں ہے۔

طبرانی نے نافع بن کیسان سے، وہ اپنے والد کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ینزل عیسی بن مریم عند المنارة البیضاء فی دمشق شرقی۔“

(طبرانی کبیر ج:۱۹ ص:۱۹۶ حدیث:۴۴۰)

یعنی اُتریں گے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی جہت میں۔

ابوداؤد طیالسیؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ینزل عیسی بن مریم إلی الأرض فیتزوج ویولد له۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، طبع قدیمی کتب خانہ)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے، پھر نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔

اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

”قال: یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وابی بکر وعمر فیکون قبرًا رابعًا۔“ (جامع المسانید والسُنن ج:۸ ص:۶۷، ۶۹ حدیث نمبر:۵۶۶۹)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بکرؓ اور عمرؓ کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدفون ہوں گے، عیسیٰ کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور یحییٰ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وصاحبیه رضی اللہ عنهما فیکون قبره رابع۔“

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۰۷، باب ذکر المسیح عیسی بن مریم علیه السلام، طبع بیروت)

اور ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

”قال مکتوب فی التوراة صفة محمد صلی اللہ علیه وسلم وعیسی بن مریم یدفن معه۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۲، ابواب المناقب)

یعنی توراۃ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ بن مریم حضرت کے پاس مدفون ہوں گے۔ ترمذی نے کہا: ابومودود کہتا ہے کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ ابن النجار نے کہا: اہل سیَر کہتے ہیں کہ: وہاں ایک قبر کی جگہ ہے، سو سعید بن المسیبؒ سے منقول ہے کہ اسی میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدفون ہوں گے۔

اِمام احمد اپنی مسند میں اور حاکم مستدرک میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں، اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”فینزل عیسی بن مریم علیه الصلٰوة والسلام عند صلٰوة الفجر فیقول له إمام الناس: تقدم یا روح اللّٰہ فصل بنا! فیقول: إنکم معشر هٰذه الاُمَّة اُمراء بعضکم علٰی بعض، تقدم انت فصل بنا! فیتقدم فیصلی بهم، فإذا انصرف أخذ عیسٰی صلوات اللّٰہ علیه حربته نحو الدَّجَّال فإذا رآه ذاب کما یذوب الرصاص فتقع حربته بین ثندوته فیقتله ثم ینهزم اصحابه فلیس شیء یومئذ یحبس منهم احدًا حتّٰی ان الحجر یقول: یا مؤمن هٰذا کافر فاقتله!“

(مستدرک حاکم ج:۴ ص:۴۷۸، باب نزول عیسٰی علیه السلام من السماء)

یعنی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صبح کی نماز کے وقت اُتریں گے لوگوں کا امیر عیسیٰ کو کہے گا: یا رُوح اللہ آپ پڑھائیے نماز! عیسیٰ کہیں گے: یہ اُمت بعض ان کے بعض پر اَمیر ہیں، پھر وہ امیر مقدم ہو کے نماز پڑھائے گا، نماز سے فراغت ہوتے ہی عیسیٰ اپنا حربہ لے کے دجال کی طرف جائیں گے، دجال ان کو دیکھ کے پگھلے گا جیسے سیسے پگھلتا ہے عیسیٰ اپنا حربہ دجال کے تندوے پر یعنی پستان کے گوشت پر رکھ کر دجال کو قتل کریں گے، اس کے ساتھ والے بھاگیں گے، ان کو پناہ کے واسطے کچھ چیز نہ ملے گی، یہاں تک کہ جھاڑ بولے گا: اے مؤمن! یہ کافر ہے یعنی یہاں کافر چھپا ہے تو اس کو قتل کر۔

ابونعیم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ینزل عیسی بن مریم علیه السلام فیقول امیرهم المهدی: تعال صل بنا! فیقول: ألا وإن بعضکم علٰی بعض امراء تکرمة اللّٰہ لهٰذه الاُمَّة۔“

(الحاوی للسیوطی ج:۲ ص:۶۴، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت، ومسند احمد ج:۳ ص:۳۸۴)

یعنی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُتریں گے، لوگوں کا امیر مہدی کہے گا: آؤ ہمارے ساتھ نماز پڑھو! عیسیٰ کہیں گے: ایسا نہیں! (یعنی میں اِمام ہو کے نماز نہیں ادا کروں گا) تمہارے بعض، بعض پر امیر ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس اُمت کو بزرگی ہے۔

اِسحاق بن بشر اور اِبنِ عساکر نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے، اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”فعند ذالک ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء۔“ (ابن عساکر ج:۲۰ ص:۱۴۹، ۱۴۸)

یعنی پھر اس وقت یعنی جبکہ دجال مسلط ہوگا اور مؤمنان بیت المقدس میں جمع ہوں گے تو میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان

سے اُتریں گے۔۔۔الحدیث۔اس حدیث میں تصریح ہوچکی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے۔

ابوعمرالدانی نے اپنی سنن میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یلتفت المهدی وقد نزل عیسی بن مریم کأنما یقطر من شعره الماء فیقول المهدی: تقدم صل بالناس! فیقول عیسی: إنما اقیمت الصلٰوة لک! فیصلی خلف رجل من ولدی۔“ (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۸۱، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی مہدی پلٹ کے دیکھے تو عیسیٰ بن مریم اُترے ہیں، گویا کہ ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے، پھر مہدی کہیں گے: آپ مقدم ہو اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو! تو عیسیٰ کہیں گے: تمہارے ہی لئے نماز کی اِقامت ہوئی! پھر میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔

حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی:

”ان علیا قتل صبیحة احدی وعشرین من رمضان فسمعت الحسن بن علی وهو یقول: قتل لیلة انزل القرآن، ولیلة اسری بعیسی ولیلة قبض موسی۔“ (درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

یعنی علیؓ اکیسویں رمضان کی صبح کو شہید ہوئے، سو میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سنا، فرماتے تھے کہ: قتل کئے گئے اس شب میں جو قرآن نازل ہوا، اور اس شب میں جو عیسیٰ علیہ السلام اِسرا کئے گئے، یعنی اللہ تعالیٰ ان کو لے گیا، اور اس شب میں جو موسیٰ علیہ السلام وفات پائے۔

ابونعیم نے کعب الاحبارؒ سے روایت کی:

”قال: یحاصر الدَّجَّال المؤمنین ببیت المقدس فیصیبهم جوع شدید حتّٰی یأکلوا اوتار قسیهم من الجوع، فبینما هم علٰی ذالک إذ سمعوا صوتًا فی الغلس فیقولون: إن هٰذا لصوت رجل شبعان فینظرون فإذا بعیسی بن مریم ویقام الصلٰوة فیرجع إمام المسلمین المهدی فیقول عیسی علیه السلام: تقدم فلک اقیمت الصلٰوة! فیصلی بهم تلک الصلٰوة، ثم یکون عیسی إمامًا بعده۔“

یعنی دجال محاصرہ کرے گا مؤمنوں کو بیت المقدس میں، پھر لوگوں کو سخت فاقہ کشی ہوگی یہاں تک کہ بھوک سے اپنی کمان کی وتر یعنی چلا چوپی کا ہوتا ہے، اس کو کھائیں گے، اسی حالت میں رہیں گے، دفعۃً آخرِ شب کی اندھیری میں آواز سنیں گے، لوگ ایک دُوسرے سے کہیں گے: یہ پیٹ بھرے آدمی کی آواز ہے! پھر دیکھے تو یکایک عیسیٰ بن مریم ہیں اور نماز کی اِقامت کہی جائے گی، پھر مہدی مسلمانوں کا اِمام پیچھے ہٹے گا تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: تم مقدم ہو، تمہارے ہی لئے نماز کی اِقامت ہوئی! پھر مہدی لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں گے، پھر اس کے بعد کی نمازوں میں عیسیٰ علیہ السلام اِمام ہوں گے۔

اِبنِ اِبی شیبہؒ نے اپنی مصنف اِبنِ سیرینؒ سے روایت کی ہے:

’’قال المهدی من هٰذه الامّة وهو الذی یؤمّ عیسی بن مریم علیه الصلٰوة والسلام۔‘‘ (مصنف ابن ابی شیبة ج:۸ ص:۶۷۹، حدیث:۱۹۵، کتاب الفتن)

یعنی مہدی اسی اُمت سے ہے، اور وہی اِمامت کریں گے عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔

اِبنِ جریرؒ نے بہ سندِ صحیح کعبؒ سے روایت کی ہے:

’’قال: فلما رأیٰ عیسٰی قلة من اتبعه و کثرة من کذبه، شکی ذالک إلی اللہ عزّ و جلّ، فأوحی اللہ إلیه: إنّی متوفیک ورافعک إلیّ۔۔۔ وانی سأبعثک علی الأعور الدّجّال فتقتله۔‘‘

(ابن جریر ج:۳ ص:۲۹۰، جزء ثالث، طبع دار الفکر، بیروت، الدر المنثور ج:۲ ص:۳۲)

یعنی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تابعون کی کمی اور جھٹلانے والے لوگوں کی کثرت دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ: میں تجھ کو لینے والا ہوں اور اُٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف، اور میں قریب اَعوَر دَجال کی طرف تجھ کو بھیجوں گا، پھر تو اس کو قتل کرے گا۔

حاکمؒ نے اپنی مستدرک (ج:۳ ص:۳۲، ۳۳، حدیث نمبر:۳۲۶۰) میں اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

’’وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج قال: خروج عیسی بن مریم صلوات اللہ علیه۔‘‘

یعنی قرآن شریف میں: ’’وَإِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج‘‘ جو ہے، اس سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا خروج ہے۔ حاکمؒ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر۔

اور اِبنِ کثیرؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کی:

’’وإن من اهل الکتٰب إلّا لیؤمنن به قبل موت عیسٰی واللہ انه الآن حیٌّ عند اللہ ولٰکن إذا نزل آمنوا به اجمعون۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۴۱۲، طبع جدید)

یعنی اہلِ کتاب کا کوئی شخص نہیں، مگر عیسیٰ کے موت کے آگے ان پر ایمان لائے گا، اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! مقرّر عیسیٰ اس وقت زندہ ہیں، اور لیکن جب اُتریں گے تو سب ان پر ایمان لائیں گے۔

اِمام احمد اور اِبنِ ابی حاتم اور طبرانی اور اِبنِ مردویہ اور عبد بن حمید اور مسدد اور سعید بن منصور اور فریابی۔۔۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔۔۔ نے اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

’’قال: وهو خروج عیسی بن مریم علیه السلام قبل یوم القیامة۔‘‘

(مسند احمد ج:۱ ص:۳۱۸)

یعنی قرآن شریف میں ’’وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘ جو ہے، اس سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قیامت کے قبل خروج کرنا ہے۔

اور عبد بن حمیدؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال: خروج عيسى يمكث فى الأرض اربعين سنة تكون تلك الأربعين اربع سنين يحج ويعتمر۔“ (تفسیر درمنثور ج:۶ ص:۲۰)

یعنی ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نکلنا ہے، وہ زمین پر چالیس سال رہیں گے، وہ چالیس سال بمنزلہ چار سال کے ہوں گے، حج اور عمرہ ادا کریں گے۔

اور عبد بن حمیدؒ اور ابنِ جریرؒ نے حسنؒ سے روایت کی ہے:

”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال: نزول عيسى بن مريم۔“

(ابن جریر ج:۱۳ ص:۹۰، جزء:۲۵، مستدرک حاکم ج:۳ ص:۲۴۱، حدیث نمبر:۳۷۲۷)

یعنی ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا اُترنا ہے۔

اور عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ اور ابنِ جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت کی:

”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال: نزول عيسى علم للساعة .... وناس يقولون القرآن علم الساعة۔“ (ابن جریر طبری ج:۱۰ ص:۹۱، ۹۰، الجزء الخامس والعشرون، تفسیر درمنثور ج:۶ ص:۲۰)

ان سب اَحادیث وآثارِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اور اَب آسمان پر زندہ ہیں، اور اَخیر زمانے میں آسمان سے نازل ہوکے دجالِ اَعور کو قتل کریں گے، اور مراد دَجال سے ایک معین شخص ہے، جو اوّلاً نبوّت کا دعویٰ کرکے اس کے بعد اُلوہیت کا دعویٰ کرے گا، اور اقسام کے فتنے پھیلا دے گا، تب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے سفید منارہ کے پاس جو دمشق کے شرقی جہت میں ہے، اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، اس کے بعد یأجوج و مأجوج نکلیں گے، سو اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے ان کو ہلاک کرے گا، اس کے کئی سال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منوّر میں مدفون ہوں گے۔ پھر جو کوئی آپ مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور شہر دمشق سے مراد قادیان، اور دجال سے مراد پادریوں کی جماعت، اور یأجوج و مأجوج سے مراد رُوس وانگریز کر کے کہتا ہے اور زعم کرتا ہے کہ اپنے کو خواب پڑا ہے کہ میں ہی روضۂ مبارک میں دفن ہوں گا، سو وہ جھوٹا اور زِندیق ہے! عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت جو اُمور واقع ہوں گے، وہ بالتفصیل صراحتاً احادیث میں مذکور ہیں، ان سے کوئی ایک امر اس زِندیق میں نہیں پایا جاتا، اس لئے احادیثِ صحیحہ کو حقیقی معنی سے پھیر کے اپنے زعم کے موافق غلط معنی کرتا ہے۔

اِمام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے:

”قال القاضى: هٰذه الأحاديث التى ذكرها مسلم وغيره فى قصة الدَّجَّال حجّة لمذهب اهل الحق فى صحة وجوده وانه شخص بعينه ابتلى الله به عباده واقدره علٰى اشياء من مقدورات الله تعالٰى من إحياء الموتى الذى يقتله ومن ظهور زهرة الدنيا والخصب معه وجنته وناره ونهريه وإتّباع كنوز الأرض له، وامره السماء أن تمطر فتمطر، والأرض أن تنبت

فتنبت، فیقع کل ذالک بقدرة اللّٰہ و مشیئته، ثم یعجزہ اللّٰہ تعالٰی بعد ذالک فلا یقدر علٰی قتل ذالک الرجل ولا غیرہ ویبطل امرہ ویقتله عیسٰی علیه السلام ویثبت اللّٰہ الذین آمنوا، ھٰذا مذھب أھل السُنَّة وجمیع المحدثین والفقھاء والنظار۔“

(نووی شرح مسلم ج:۲ ص:۳۹۹، باب ذکر الدَّجّال)

اورمعلوم کریں کہ عیسٰی علیہ السلام دمشق کے سفید منار کے پاس اُتریں گے کرکے جواَحادیثِ صحیحہ میں آیا ہے، سواس پرکسی زِندیق نے اِعتراض کیا ہے کہ ان دنوں انگریزی اخبارات سے معلوم ہوا کہ شہر دمشق کی مسجد جل گئی، پھر سفید منارہ باقی نہ رہا۔ یہ اِعتراض جواَحادیثِ صحیحہ پر کرتا ہے، سووہ قساوتِ قلبی سے ہے، اب منارہ بیضا جل گیا اور موجود نہ رہا تو بھی اس سے کچھ خلل نہیں، کیونکہ عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے قبل وہاں البتہ بنایا جاوے گا۔ شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے ”مصباح الزجاجة علٰی سنن ابن ماجة“ میں لکھا ہے:

”قال حافظ ابن کثیر: وقد جددت منارة فی زماننا وفی سنة احدی واربعین وسبعمائة من حجارة بیض ولعل ھٰذا یکون من دلائل النبوة الظاھرة حیث فرض اللّٰہ بناء ھٰذہ المنارة لینزل عیسی بن مریم، قلت: ھو من دلائل النبوة بلا شک فإنه صلی اللّٰہ علیه وسلم اوحی إلیه بجمیع مایحدث بعدہ ممالم یکن فی زمانه۔“

اس کے بعد کہا:

”فإن لم یکن فی بیت المقدس الآن منارة بیضاء فلا بد ان تحدث قبل نزوله۔“

(سنن ابن ماجة ج:۲ ص:۲۹۷، حاشیة باب فتنة الدجال)

اور ہم نے جو ذِکر کیا اس ہی پر اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

”ثم ان رفعه إلیه وانه باق حی وانه سینزل قبل یوم القیامة کما دلت علیه الأحادیث المتواترة التی سنوردھا إن شاء اللّٰہ قریبًا فیقتل المسیح الضلالة ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة یعنی لا یقبلھا من احد من اھل الأدیان بل لا یقبل إلّا الإسلام او السیف۔“ (تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۴۰۳، ۴۰۲، طبع بیروت، لبنان)

اِمام ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے:

”وخروج الدَّجّال، ویأجوج ومأجوج، وطلوع الشمس من مغربھا، ونزول عیسٰی علیه السلام من السماء، وسائر علامات یوم القیامة علٰی ماوردت به الأخبار الصحیحة حق کائن۔“

(فقہ اکبر ص:۵۵، ۵۴)

اور شیخ شہاب الدین السہروردی قدس سرہٗ نے ''اعلام الہدیٰ وعقیدۃ ارباب التقیٰ'' میں فرمایا ہے:

''وتعتقد ان عیسٰی علیه السلام ینزل وان الدَّجَّال یخرج والشمس تطلع من مغربها، کل ذالک حق لا شک فیه۔''

اور اِمام کمال الدین محمد بن الہمامؒ نے کتاب ''المسائرۃ فی العقائد المنجیة فی الآخرۃ'' میں لکھا ہے:

''واشراط الساعة من خروج الدَّجَّال ونزول عیسٰی علیه السلام وخروج یأجوج ومأجوج وخروج الدابة وطلوع الشمس من مغربها حق۔''

اور ''توضیح شرح المسائرۃ'' میں ہے:

''واشراط الساعة من خروج الدَّجَّال ونزول عیسی بن مریم علیه الصلٰوۃ والسلام من السماء وخروج یأجوج ومأجوج وخروج الدابة کما فی سورۃ النمل وفی جامع الترمذی عن ابی هریرۃ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: تخرج الدابة ومعها خاتم سلیمان وعصٰی موسٰی فتجلو وجه المؤمن وتحطم انف الکافر، الحدیث، وطلوع الشمس من مغربها کل منها حق وردت بها النصوص الصحیحة الصریحة۔''

اِمام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے:

''قال القاضی عیاض رحمه الله تعالٰی: نزول عیسٰی علیه السلام وقتله الدَّجَّال حق وصحیح عند اهل السُنَّة للأحادیث الصحیحة فی ذالک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطله، فوجب إثباته، وانکر ذالک بعض المعتزلة والجهمیة ومن وافقهم وزعموا ان هٰذه الأحادیث مردودۃ بقوله تعالٰی: وخاتم النَّبیّن، وبقوله صلی الله علیه وسلم: لا نبی بعدی، وبإجماع المسلمین انه لا نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم، وان شریعته مؤیدۃ إلٰی یوم القیامة لا تنسخ وهٰذا إستدلال فاسد لأنه لیس المراد بنزول عیسٰی علیه السلام انه لا ینزل نبیًّا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هٰذه الأحادیث ولا فی غیرها شیء من هٰذا بل صحت هٰذه الأحادیث هنا وما سبق فی کتاب الإیمان وغیرها انه ینزل حکمًا مقسطًا یحکم شرعنا ویحیی من أمور شرعنا ما هجره الناس۔'' (نووی شرح مسلم ج:۲ ص:۴۰۳، باب ذکر الدَّجَّال)

اور اِمام عبداللہ النسفی نے ''عمدۃ العقائد'' میں لکھا ہے:

''وما اخبر به النبی علیه السلام من خروج الدَّجَّال ودابة الأرض ویأجوج ومأجوج ونزول عیسٰی علیه السلام وطلوع الشمس من مغربها حق۔''

اور علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

”وما اخبر به النبی صلی اللہ علیه وسلم من اشراط الساعة ای من علاماتها من خروج الدَّجّال ودابة الأرض ویأجوج ومأجوج ونزول عیسٰی علیه السلام من السماء وطلوع الشمس من مغربها فهو حق لأنها أمور ممکنة اخبر بها الصادق۔“ (شرح عقائد نسفی ص:۱۷۳)

اور شیخ الاسلام احمد النفراوی المالکیؒ نے ”الفواکه الدوانی علی رسالة ابی زید القیروانی“ میں لکھا ہے:

”للساعة اشراط وعلامات یجب الإیمان بها، وهی علی قسمین: کبریٰ وصغریٰ، فالکبریٰ عشرة، خمس متفق علیها: خروج الدَّجّال، ونزول عیسی بن مریم من السماء الثانیة، وخروج الدابة ویأجوج ومأجوج وطلوع الشمس من مغربها۔۔۔إلخ۔“

اور بھی کہا:

”الفائدة الثالثة فی نزول عیسٰی علیه السلام إلی الأرض وأن نزوله حق ثابت بالکتاب والسُّنَّة ۔۔۔۔۔۔۔ وذالک عند نزوله من السماء آخر الزمان ۔۔۔۔۔۔۔ وسئل الجلال السیوطی رحمه اللہ تعالٰی عن حیاة عیسٰی علیه السلام ومقره وطعامه وشرابه، فقال: فی السماء الثانیة لا یأکل ولا یشرب، بل هو ملازم للتسبیح کالملائکة وسبب رفعه إلی السماء ان الیهود کذبته وآذته وهمت بقتله رفعه اللہ إلی السماء، واجتمع بالمصطفیٰ علیهما الصلٰوة والسلام لیلة الإسراء فی السماء الثانیة، واستمر فیها حتّٰی ینزل آخر الزمان عند المنارة البیضاء شرقی دمشق واضعًا یدیه علٰی أجنحة ملَکَین، ویکون نزوله عند صلاة الصبح فیقول له امیر الناس وهو المهدی: تقدم یا رُوح اللہ فصل بنا! فیقول إنکم معشر هٰذه الأُمَّة أمراء بعضهم علٰی بعض، تقدم فصل بنا! فیصلی بهم المهدی فإذا انصرف یأخذ عیسٰی حربته ویتبع الدَّجّال فیقتله عند باب لد الشرقی ویحکم بشریعتنا۔“

(الفواکه الدوانی، باب ماتنطق به الألسنة وتعتقده الأفئدة ج:۱ ص:۲۵۰، مکتبة الشاملة)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اُترنا حق ہے، کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور یہ حکم اَخیر زمانے میں ان کو آسمان سے اُترے وقت ہوگا، کسی نے شیخ جلال الدین السیوطی کو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی رہنے کی جائے اور کھانے پینے سے متعلق سوال کیا، تو آپؒ نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام دُوسرے آسمان پر ہیں، کچھ کھاتے پیتے نہیں، بلکہ ملائکہ کی مانند ہمیشہ تسبیح کرتے ہیں، اور ان کا آسمان پر جانے کا سبب یہ ہے کہ یہود نے آپ کو جھٹلایا اور ستایا اور قتل کا اِرادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اُٹھالیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج کی رات دُوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی، اور عیسیٰ علیہ السلام اسی میں ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ اَخیر زمانے میں سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب میں اُتریں گے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پکھوتوں پر دھرے ہوئے، اور نمازِ صبح کے وقت اُتریں گے پھر لوگوں کا اَمیر۔۔۔ جو وہ مہدی ہے۔۔۔ کہے گا: یا رُوح اللہ آپ مقدم ہوکے اس میں نماز پڑھائیے!

عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: تم اے گروہ اس اُمت کے! بعضے بعضوں کے امیر ہیں،تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو! پھرمہدی لوگ کے ساتھ نماز پڑھیں گے، جب نماز سے پھریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ لیں گے اور دجال کا پیچھا کریں گے، پھراس کولد کے دروازۂ شرقی کے پاس قتل کریں گے،اور عیسیٰ علیہ السلام ہماری شریعت کے موافق حکم فرمائیں گے۔‘‘

اور شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے ’’إتمام الدرایة شرح النقایة‘‘ میں لکھا ہے:

’’وان نزول عیسی بن مریم علیه السلام قرب الساعة وقتله الدَّجَّال حق۔‘‘

اور علامہ المولی محمد الافندیؒ نے ’’الطریقة الأحمدیة‘‘ میں لکھا ہے:

’’وما اخبره النبی صلی الله علیه وسلم من أشراط الساعة من خروج الدَّجَّال ودابة الأرض ویأجوج ومأجوج ونزول عیسی علیه السلام من السماء وطلوع الشمس من مغربها نحو ذالک کله حق۔‘‘

اور علامہ شیخ ضیاء الدین ابراہیم نے ’’شرح الارشادو الی الاعتقاد‘‘ میں لکھا ہے:

’’نزول السید المسیح عیسی بن مریم صلی الله علی نبینا وعلیه وسلم قرب الساعة بعد خروج المسیح الدَّجَّال وفی الصحیح: مامن نبی إلّا نذر قومه المسیح الدَّجَّال۔ وفی روایة: الأعور الکذّاب وانی انذرکموه، الحدیث۔ وفیه: ما من بلد إلّا سیدخله الدَّجَّال غیر مکة والمدینة، فإذا شدت فتنته انزل الله المسیح بن مریم فنزوله وقتله الدَّجَّال ثابت فی الحدیث الصحیح فذالک حق یجب الإیمان به۔‘‘

اور علامہ ابن الوریؒ نے ’’خریدة العجائب‘‘ میں لکھا ہے:

’’المسلمون لا یختلفون فی نزول عیسی بن مریم آخر الزمان قد قیل فی قوله تعالٰی: وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها انه نزول عیسی علیه السلام۔‘‘

اور الشیخ الاسلام ابوعبداللہ القرطبیؒ نے کتاب ’’التذکرة فی کشف احوال الموتیٰ واُمور الآخرة‘‘ میں لکھا ہے:

’’قال ابو الحسن محمد بن الحسین بن إبراهیم بن عاصم الأثری السجزی: قد تواترت الأخبار واستفاضت بکثرة رواتها عن محمد المصطفیٰ والنبی المرتضیٰ صلی الله علیه وسلم، یعنی المهدی وانه من اهل بیته، وانه سیملک سبع سنین، وانه یملأ الأرض عدلًا، وانه یخرج مع عیسی علیه السلام فیساعده علٰی قتل الدَّجَّال بباب لد بأرض فلسطین وانه یؤم لهٰذه الأمّة وعیسی صلوات الله علیه یصلی خلفه فی طول من قصته وامره۔‘‘

(ج:۲ ص:۲۷۹ من الشاملة)

اور علامہ برزنجیؒ نے ’’اشاعة فی أشراط الساعة‘‘ میں لکھا ہے:

"قد علمت ان احادیث وجود المهدی وخروجه آخر الزمان وانه من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم: من ولد فاطمة علیها السلام، بلغت حد التواتر فلا معنی لإنکارها، ومن ثم ورد: من کذب بالدَّجَّال فقد کفر، ومن کذب بالمهدی فقد کفر، رواه فی الاسکاف فی فوائد الأخبار وابو القاسم السهیلی فی شرح السیر له۔" (اشراط الساعة ص:۲۳۶)

اورعلامہ شیخ علی متقیؒ نے "برہان فی علامۃ مہدی آخر الزمان" میں لکھا ہے:

"أخرج ابو بکر الاسکاف فی فوائد الأخبار عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کذب بالدَّجَّال فقد کفر، ومن کذب بالمهدی فقد کفر، قال الشیخ ابن حجر الهیثمی: ای کفر حقیقة کما هو المتبادر عن اللفظ إذ کان تکذیبه بالسُّنَّة او الإستهزاء بها او الرغبة عنها، فقد قال أئمتنا وغیرهم لو قال لإنسان قرص اظفارک فإنّه سُنَّة فقال: لا افعله وإن کان سُنَّة رغبة عنها کفر، فکذا یقال بمثله۔"

اور شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے "اعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام" میں لکھا ہے:

"فیلزمک علیه احد امرین إمّا نفی نزول عیسیٰ علیه السلام او نفی النبوة عنه، وکلاهما کفر۔" (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۶۶، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

اور امام عبدالوہاب الشعرانی نے کتاب "الیواقیت والجواہر" میں لکھا ہے:

"فإن قیل فما الدلیل علیٰ نزول عیسیٰ علیه السلام من القرآن فالجواب: الدلیل علیٰ نزوله قوله تعالیٰ: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ای حین ینزل ویجتمعون علیه وانکرت المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصاریٰ عروجه بجسده إلی السماء، وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیه السلام: وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قریٔ لَعَلَم بفتح اللام والعین والضمیر فی اِنَّهٗ راجع إلی عیسیٰ علیه السلام لقوله تعالیٰ: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا، ومعناه ان نزوله علامة القیامة۔ وفی الحدیث فی صفة الدَّجَّال: فبینما هم فی الصلوٰة إذ بعث الله المسیح بن مریم فنزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین یدیه مهروذتان واضعًا کفیه علیٰ اجنحة ملَکین، ومهروذتان بالذال المعجمة والمهملة مما حلتان مصبوغتان بالورس، فقد ثبت نزوله علیه السلام بالکتاب والسُّنَّة وزعمت النصاریٰ ان ناسوته صلب ولاهوته رفع والحق انه رفع بجسده إلی السماء، والإیمان بذالک واجب، قال تعالیٰ: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ قال ابو طاهر القزوینی: واعلم ان کیفیة رفعه ونزوله وکیفیة مکثه فی السماء إلی ان ینزل من غیر طعام ولا شراب مما یتقام عن درکه العقل ولا سبیل لنا إلّا ان نؤمن بذالک تسلیمًا لسعة قدرة الله

تعالٰی واطال فی ذکر شبه الفلاسفة وغیرهم فی إنکار الرفع، فإن قیل فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فإن الله تعالٰی قال: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ؟ فالجواب: ان الطعام إنما جعل قوتًا لمن یعیش فی الأرض لأنه مسلط علیه الهواء الحار والبارد فیخل بدنه فإذا انحل عوضه الله تعالٰی بالغذاء اجراء لعادته فی هٰذه الخطة الغبراء واما من رفعه الله تعالٰی إلی السماء فإنه یلطفه بقدرته ویغنیه عن الطعام والشراب کما اغنی الملائکة عنهما فیکون حینئذ طعامه التسبیح وشرابه التهلیل کما قال صلی الله علیه وسلم: انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی، وفی الحدیث مرفوعًا: ان بین یدی الدَّجّال ثلاث سنین، سنة تمسک السماء منها ثلث قطرها والأرض ثلث نباتها، وفی السنة الثانیة تمسک السماء ثلثی قطرها والأرض ثلثی نباتها، وفی السنة الثالثة تمسک السماء قطرها کلها والأرض نباتها کلها، فطالت له أسماء بنت زید: یا رسول الله! انا لنعجن عجیننا فما نجزه حتّٰی نجوع فکیف بالمؤمنین حینئذ؟ فقال: یجزیهم ما جزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس۔ قال الشیخ ابو طاهر: وقد شاهدنا رجلا اسمه خلیفة الخراط کان مقیما بأبهر من بلاد المشرق مکث لا یطعم طعامًا منذ ثلاث وعشرین سنة وکان یعبد الله لیلًا ونهارًا من غیر ضعف فإذا علمت بذالک فلا یبعد ان یکون قوت عیسٰی علیه السلام التسبیح والتهلیل والله اعلم بجمیع ذالک!'' (الیواقیت والجواهر ج:۲ ص:۱۴۶)

یعنی اگرکسی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اُترنے پرقرآن شریف سے کیا دلیل ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اُترنے پر اللہ تعالیٰ کا قول دلیل ہے: ''وَإن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ'' یعنی اورکوئی نہیں اہلِ کتاب سے مگر البتہ اس پر ایمان لائے گا اس کی موت کے آگے، یعنی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے اورلوگ ان پر جمع پڑیں گے، اورعیسیٰ علیہ السلام کے اپنے جسد سے آسمان پرجانے کومعتزلہ اورفلاسفہ اور یہود ونصاریٰ نے اِنکار کیا ہے، حالانکہ خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے: ''وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ '' بعضوں کی قراءت لَعَلَمٌ ہے لام اورعین کی فتحہ سے، اور اِنَّهٗ کی ضمیرعیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا'' اوراس کا معنی اس طورپر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اُترنا قیامت کی علامت ہے اورحدیث شریف میں دجال کی صفت میں آیا ہے کہ جس حال میں کہ لوگ نماز میں رہیں گے یکا یک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا، پھرسفید منارہ کے پاس جودمشق کے شرقی جانب ہے اُتریں گے، دومہروذے پہنے ہوئے اوراپنے ہاتھوں کے پنچے دو فرشتوں کے پکھونوں پردھرے ہوئے، پس عیسیٰ علیہ السلام کا اُترنا کتاب وسنت سے ثابت ہو چکا، اورنصاریٰ زعم کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ''ناسوت'' .... یعنی جسم .... مصلوب ہوا، اوران کا ''لاہوت'' .... یعنی رُوح .... اُٹھایا گیا، اورحق بات وہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد کے ساتھ آسمان پراُٹھائے گئے اوراس پر ایمان لانا واجب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ'' شیخ ابوطاہر

قزوینیؒ نے کہا کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھائے جانا اور نزول کرنا اور نزول کئے تک بغیر کھانے اور پینے کے آسمان میں ٹھہرے رہنا، ان اُمور سے ہے جن کے دریافت سے عقل قاصر ہے، اور ہم کو اس میں کچھ راہ نہیں ملتی، مگر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ وسیعہ کو مان لے کہ اس پر ہم نے ایمان لانا ہے۔ پھر شیخ ابوطاہر نے فلاسفہ وغیرہم جو عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا اِنکار کرتے ہیں، ان کے شبہوں میں بیان طویل کیا ہے، اگر کوئی کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اَیامِ رفع میں کھانے اور پینے سے کیوں بے نیاز ہوئے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ '' (الانبیاء:۸)، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص زمین پر گزران کرتا ہے اس ہی کے لئے طعام قوت ہوا ہے، کیونکہ ان پر گرم وسرد ہوا مسلط رہنے سے بدن لاغر ہوتا ہے، پھر جب بدن لاغر ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور عادت کے یہاں خطہ زمین میں غذا کو اس کا عوض کیا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اُٹھالیا ہے، سو اس کو اپنی قدرت سے لطیف کرتا ہے اور کھانے پینے سے بے پروا کرتا ہے، جیسا کہ فرشتوں کو کھانے پینے سے مستغنی کیا، پھر اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا کھانا تسبیح ہے اور پینا تہلیل، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إنِّی ابیت عند ربِّی یطعمنی ویسقینی'' اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ دجال نکلنے کے آگے تین سال آئیں گے، ایک سال آسمان سے ثلث یعنی تہائی برسات اور زمین سے ثلث سرسبزی کی کشش ہوگی، اور دُوسرے سال آسمان سے دوثلث برسات اور زمین سے دوثلث سرسبزی کی کشش ہوگی، اور تیسرے سال آسمان سے کل برسات اور زمین سے کل نبات کا اِمساک ہوگا۔ پس اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھتے ہیں، سو روٹی تیار ہونے کے آگے ہم بھوکے ہوجاتے ہیں، پھر اس روز مؤمنوں کا کیا حال ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو تسبیح وتقدیس کافی ہوگی، جو آسمان والوں کو کفایت کرتی ہے۔ شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ ہم نے مشاہدہ کیا ایک شخص کو جس کا نام خلیفۃ الخراط تھا، اور ابہر میں مقیم تھا، جو بلادِ مشرق سے ہے، تیئیس برس تک کچھ نہ کھایا اور شب وروز بغیر ضعف کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، پس جب یہ معلوم ہوا تو کچھ بعید نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قوت تسبیح وتہلیل رہے، واللہ اعلم بجمیع ذالک!

اور اِمام ابواِسحاق احمد بن محمد الثعلبیؒ نے کتاب ''العرائس'' میں لکھا ہے:

''ذکر نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء فی المرة الثانیة فی آخر الزمان قال اللہ تعالٰی: ''وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا'' إلّا وقیل للحسین بن الفضل: هل تجد نزول عیسیٰ علیه السلام فی القرآن؟ قال: نعم! قوله: وَكَهْلًا، وهو لم یکن یکهل فی الدنیا وإنما معناه وَكَهْلًا بعد نزوله من السمآء۔''

اور شیخ اِبنِ حجرؒ نے ''شرح الہمزیہ'' میں لکھا ہے:

''انهم ای الیهود حسدوا عیسیٰ علیه السلام، حتّٰی زعموا انهم قتلوه وصلبوه وما دری الملاعین انه شبه لهم مثله فقتلوه ونجاه منهم ثم رفعه إلی السماء لینزل آخر الزمان حاکمًا بشریعة محمد صلی اللہ علیه وسلم مصلّیًا وراء المهدی اوّل نزوله لیعلم ان نزوله تابعًا لهٰذه الاُمّة عاملًا بشریعة۔''

اور شیخ الاسلام ابو عبداللہ فضل اللہ بن تاج الدین ابو سعید الحسن التورپشتیؒ نے کتاب ''المعتمد'' میں لکھا ہے:

''وبعد از ظہور دجال وافسادوی درزمین نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام از آسمان است وباحادیث درست از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ سبت کہ عیسیٰ علیہ السلام در وقت اقتراب ساعت، از آسمان فرود آید زندہ ودجال را بہ کشد وزمین از خبث وفساد واتباع وی از اہل شرک خاصہ جہود ان کہ دعویٰ کردہ اند کہ عیسیٰ علیہ السلام را بکشتیم وصلب کردیم پاک کند۔''

اور حافظ مناویؒ نے ''شرح جامع الصغیر'' میں لکھا ہے:

''ینزل عیسی بن مریم من السماء آخر الزمان وھو نبی رسول عند المنارۃ البیضاء۔''

(سراج منیر ج:۴ ص:۱۴۱)

اور علامہ شیخ علی العزیزیؒ نے ''سراج المنیر شرح الجامع الصغیر'' میں لکھا ہے:

''ینزل عیسی ابن مریم من السماء آخر الزمان وھو نبی رسول عند المنارۃ البیضاء۔''

(سراج منیر ج:۴ ص:۱۴۱)

اور مولانا شاہ ولی اللہ نے ''فوز الکبیر'' میں لکھا ہے:

''ونیز از ضلالت ایشاں یعنی نصاریٰ یکی آن است کہ جزم می کنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است وفی الواقع درقصہ عیسیٰ اشتباہی واقع شدہ بود رفع برآسماں را قتل گمان کردندوکابراًعن کابر جان غلط را روایت نمودند خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازالۂ شبہ فرمود کہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ۔''

(فوز الکبیر ص:۱۹)

اور میرے والد امام العلماء مولانا صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نے اپنے کسی فتوے میں لکھا ہے:

''عروج جسمی محمد عیسیٰ علیہ السلام را نیز واقع، چنانچہ نص: ''اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' الآیۃ، ونص: ''وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ'' (النساء) بران دال است وانکار آن کفر وضلالت۔''

اور معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو فرماتا ہے: ''وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ'' یعنی اور نہیں مارے اس کو یعنی عیسیٰ کو بے شک بلکہ اس کو اُٹھالیا اللہ نے اپنی طرف۔ اور فرمایا: ''یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' سو اس رفع سے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھالینا مراد ہے، رفعِ رُوحی مراد نہیں، اور جو کہا یعنی اپنی طرف اُٹھالیا، وہ تعظیم کے لئے ہے، اور اس سے مراد ایسی جگہ پر لے لیا جہاں اللہ تعالیٰ کے غیر کا حکم جاری نہیں، وہ آسمان ہے، اس پر قاضی مفسرون کا اتفاق ہے، اِبنِ جریرؒ اور اِبنِ اِبی حاتمؒ، حسن بصریؒ سے روایت کئے ہیں: ''فی الآیۃ قال رفعہ اللہ فھو عندہ فی السماء۔''

اور اِمام واحدیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط ای الموضع الذی لا یجری لأحد سوی اللہ فیہ حکم فکان رفعہ الٰی ذالک الموضع رفعًا إلیہ لأنہ رفع عن ان یجری علیہ حکم احد من العباد یؤکد ھٰذا ان الحسن قال: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط ای الی السماء کما قال: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ، وکانت الھجرۃ إلی المدینۃ۔“

اور بھی اِمام واحدیؒ نے کہا:

”رَافِعُكَ اِلَيَّ، ای سمائی ومحل کرامتی فجعل ذالک رفعًا إلیہ للتفخیم والتعظیم“

اور اِمام ابواللیث نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

”قال مقاتل: بل رفعہ اللہ إلی السماء فی شھر رمضان۔“

اور اِمام عبداللہ بن احمد النسفی نے مدارک التنزیل میں لکھا ہے:

”وارفعک إلی السماء مقر ملائکتی۔“ (ج:۱ ص:۱۲۴)

”اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ“ جوفرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ سوسلف اس میں اِختلاف کرتے ہیں، کیونکہ عرب کے محاورے میں ”توفی“ کا لفظ متعدد مضمون پر مستعمل ہوتا ہے، سو یہاں کونسا معنی ہے؟ اس میں چند اقوال ہیں، پہلا قول ”توفی“ کا معنی استوفی کا ہے، وہ مشتق ہے توفی حقہ واستوفا سے، یعنی پورا کرنا اس سے مراد مستوفی اجلک ہے، یعنی تیری عمر پوری کروں گا، کافروں کے ہاتھ پر تجھ کو مرنے نہ دُوں گا، بلکہ تجھ کو آسمان پر بلواؤں گا، عمر پوری ہونے کے بعد تیری موت آئے گی۔ تفسیر بیضاوی میں ہے:

”اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ ای مستوفی اجلک ومؤخرک إلی اجلک المسمی عاصمًا إیاک من قتلھم۔“ (انوار التنزیل ج:۱ ص:۱۴۰)

اور تفسیر کبیر میں ہے:

”ای انی متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکھم حتّٰی یقتلوک بل انا رافعک إلٰی سمائی ومقربک ملائکتی واصونک عن ان یتمکنوا من قتلک۔“ (تفسیر کبیر ج:۸ ص:۶۷)

اور تفسیر مدارک میں ہے:

”ای مستوف اجلک ومعناہ انی عاصمک من ان یقتلک الکفار وممیتک حتف انفک نقلًا بأیدیھم۔“ (تفسیر نسفی ج:۱ ص:۱۲۴)

دُوسرا قول:۔۔۔ توفی کا معنی قبض کرنا ہے، اس سے مراد متوفیک من الأرض ہے، یعنی قابضک من الأرض وہ مشتق ہے توفیت الشیء سے، یعنی اس چیز کو میں نے پورا لے لیا، اس سے کچھ نہ چھوڑا، اب معنی آیت کے یہ ہوں گے میں تجھ کو پورا یعنی تیرے رُوح اور جسد کے ساتھ زمین سے لے لوں گا، اور کافروں کے ہاتھ پر مرنے نہ دُوں گا، یہ معنی حسن بصریؒ اور مطرالوراق اور اِبنِ جریجؒ اور کلبی اور اِبنِ جریرؒ سے منقول ہے، شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے تفسیر درِمنثور میں لکھا ہے:

”ما خرج عبدالرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم عن الحسن قال: متوفیک من الأرض۔“

اور یہ بھی کہا:

”واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن مطر الوراق فی الآیۃ قال: متوفیک من الدُنیا ولیس نوم موت۔“

اور یہ بھی کہا:

”واخرج ابن ابی حاتم عن ابن جریر فی الآیۃ قال: رفعہ ایاہ توفیۃ۔“

(درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

اور تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے:

”وکذا قال ابن جریر توفیہ ھو رفعہ۔“

اور اِمام محی السنۃ البغویؒ نے معالم التنزیل میں لکھا ہے:

”واختلفوا فی معنی التوفی منھا قال الحسن والکلبی وابن جریج: انی قابضک ورافعک من الدُنیا إلیّ من غیر موت بدنک یدل علیہ قولہ تعالٰی: فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ ای قبضتنی الی السماء وانا حی لأن قومہ انما تنصروا ابعد رفعہ لا بعد موتہ۔“ (معالم التنزیل ج:۱ ص:۱۶۲)

اور علامہ شمس الدین رملیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

”او قابضک من الأرض ورافعک إلیّ من غیر موت من قولھم توفیت الشیٔ واستوفیتہ إذا اخذتہ وقبضتہ تامًا للرد علی النصاریٰ حیث زعموا ان اللہ رفع روحہ دون جسدہ۔“

تیسرا قول:۔۔اس کا معنی ممیتک ہے، اوراس میں تقدیم وتأخیر ہے، یعنی تجھ کو اُٹھانے والا ہوں اور مارنے والا ہوں، یعنی آخیر زمانے میں۔ یہ قول ابنِ عباسؓ اور قتادہؒ اور ضحاکؒ کا ہے۔ تفسیر ابنِ عباسؓ میں ہے:

”یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک مقدم ومؤخر یقول انی رافعک إلیّ ومطھرک منجیک من الذین کفروا بک وجاعل الذین اتبعوک اتبعوا دینک فوق الذین کفروا بالحجۃ والنصرۃ إلٰی یوم القیامۃ ثم متوفیک قابضک بعد النزول۔“ (تفسیر ابن عباس ص:۶۳)

اور شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں لکھا ہے:

”اخرج إسحاق بن بشر وابن عساکر من طریق جوھر عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان“ (درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

اوربھی کہا:

”اخرج ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس فی قوله: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یقول اِنّی ممیتک۔“ (ایضًا)

اس اثر ابنِ عباسؓ کو بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے، اس سے مخالفین جو توہم کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور آسمان پر فقط ان کی رُوح گئی سو وہ جہل ہے، کمالین حاشیہ جلالین میں ہے:

”وفی البخاری: قال ابن عباس: متوفیک ای ممیتک مضاه فی وقت موتک بعد النزول من السماء ورافعک الاٰن۔“

اور شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے درمنثور میں لکھا ہے:

”وأخرج ابن ابی حاتم عن قتادة إنّی متوفیک ورافعک إلیَّ، قال: هٰذا من المقدم والمؤخر ای رافعک إلیَّ ومتوفیک۔“ (درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

اور شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے اِتقان میں لکھا ہے:

”الرابع والأربعون فی مقدم القرآن ومؤخرهما قسمان الأوّل ما اشکل معناه بحسب الظاهر فلما عرف انه من باب التقدیم والتأخیر اتضح وهو جدیر ان یفرد بالتصنیف وقد تعرض السلف لذالک فی آیات فأخرج ابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله: فلا تعجبک اموالهم ولا اولادهم إنما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوة الدنیا، قال هٰذا من تقادیم الکلام یقول: لا تعجب اموالهم ولا اولادهم فی الحیوة الدنیا إنما یرید الله ان یعذبهم بها فی الاٰخرة۔ وأخرج عنه ایضًا فی قوله: ولو لا کلمة سبقت من ربک لکان لزامًا واجل مسمّی، قال هٰذا من تقادیم الکلام، یقول: لو لا کلمة واجل مسمی لکان لزامًا۔ وأخرج عن مجاهد فی قوله: انزل علٰی عبده الکتٰب ولم یجعل له عوجا قیما، قال هٰذا من التقدیم والتأخیر انزل علٰی عبده الکتٰب قیما ولم یجعل له عوجًا۔ وأخرج عن قتادة فی قوله تعالٰی: إنی متوفیک ورافعک الیَّ، قال: هٰذا من المقدم والمؤخر انی رافعک إلیَّ ومتوفیک۔“ (الإتقان ج:۲ ص:۲۱)

اور فقیہ ابواللیث السمرقندی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

”ففی الاٰیة تقدیم وتأخیر ومعناه: انی رافعک من الدنیا إلی السماء ومتوفیک بعد ان تنزل من السماء علٰی عهد الدَّجّال۔“

یہاں سے معلوم ہوا کہ جس نے اس تقدیم وتأخیر کو تحریف کہا، سو وہ ابنِ عباسؓ وغیرہ سلف پر طعن کیا۔

چوتھا قول: ....متوفیک کا معنی ممیتک ہے یعنی میں مارنے والا ہوں، اور رافعک میں واو جو آیا ہے ترتیب کا فائدہ تو

نہیں بخشتا آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ کام کرے گا، لیکن کب کرے گا؟ کیسا کرے گا؟ آیت میں مذکور نہیں، اس کا بیان دلیل پر موقوف ہے، دلیل سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زندہ ہیں، احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آئیں گے، دجال کو قتل کریں گے، بعد ان کی وفات ہوگی، امام فخر الدین الرازیؒ نے تفسیر کبیر میں کہا:

”الوجه الرابع فی تأویل الآیة ان الواو فی قوله: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ، تفید الترتیب فالآیة تدل علٰی انه تعالٰی یفعل به هٰذه الأفعال فأما کیف یفعل ومتیٰ یفعل فالأمر فیه موقوف علی الدلیل وقد ثبت الدلیل انه حی ورد الخبر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أنه سینزل ویقتل الدَّجَّال ثم انه تعالٰی یتوفاه بعد ذالک۔“ (تفسیر کبیر ج:۸ ص:۶۷)

اور تفسیر مدارک میں ہے:

”او ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الآن إذا الواو لا توجب الترتیب قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: ینزل عیسٰی خلیفة علٰی أمّتی یدق الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویلبث أربعین سنة ویتزوّج ویولد له ثم یتوفّی۔“ (تفسیر النسفی ج:۱ ص:۲۵۹)

پانچواں قول:۔۔۔موت سے مراد نیند ہے، عیسیٰ علیہ السلام سوتے تھے، اس ہی حالت میں ان کو آسمان پر لے گیا تا کہ ان کو کچھ خوف لاحق نہ ہو، پھر آسمان پر گئے بعد بیدار ہوئے، یہ قول ربیع بن انس کا ہے اور حسن بصریؒ سے بھی ایک روایت ہے، شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے درمنثور میں لکھا ہے:

”وأخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من وجه آخر عن الحسن فی قوله إنّی متوفیک یعنی وفاة المنام رفعه اللّٰہ فی منامه۔“ (درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

اور امام محی السنۃ البغویؒ نے معالم التنزیل میں لکھا ہے:

”وقال الربیع بن انس: المراد بالتوفی النوم وکان عیسٰی قد نام رفعه اللّٰہ نائمًا إلی السماء معناها إنّی منمیک ورافعک إلیَّ کما قال اللّٰہ تعالٰی: وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ ای ممیتکم۔“ (معالم التنزیل ج:۱ ص:۱۶۲)

اور امام فخر الدین الرازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

”الثالث: قال الربیع بن انس انه تعالٰی توفاه حین رفعه إلی السماء، قال اللّٰہ تعالٰی: یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا“ (تفسیر کبیر ج:۴ ص:۱۷ جزء ثامن)

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے:

”وقال الأکثرون المراد بالوفاة هنا النوم کما قال اللّٰہ تعالٰی وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ الآیة، وقال تعالٰی: اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ج الآیة، وکان رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا قام من النوم: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا۔''

(تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۳۹)

اور علامہ شمس الدین الرملیؒ نے کہا:

''متوفیک نائما ومنہ قولہ تعالیٰ: یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا ج فجعل النوم وفاۃ وإنما رفعہ نائما لئلّا یلحقہ خوف۔''

اور تفسیر مدارک میں ہے:

''او متوفی نفسک بالنوم ورافعک وانت نائم حق لا یلحقک خوف وتستیقظ وانت فی السماء آمن مقرب انتھی۔'' (تفسیر النسفی ج:۱ ص:۱۲۵)

یہاں سے معلوم ہوا کہ مخالفین جو زعم کرتے ہیں کہ ربیع بن انسؒ بھی واقعہ موت حضرت مسیح کے قائل ہیں، سو وہ باطل ہے۔

چھٹا قول:۔۔۔اس کا معنی مرنے کا ہے، یعنی میں تجھ کو مارتا ہوں اور تیرے دُشمنوں کو تجھ پر مسلط نہیں کرتا، پھر عیسیٰ علیہ السلام مرگئے، بعد تین ساعت، یا تین روز، یا سات ساعت کے بعد زِندہ ہوکر آسمان پر گئے، یعنی رُوح وجسم کے ساتھ آسمان پر گئے، علماء اس قول کو ضعیف کہتے ہیں، بلکہ محمد بن اِسحاق وغیرہ اس کو نصاریٰ کا قول کہہ کر تصریح کئے ہیں اور معالم میں وہب سے نقل کیا ہے:

''توفی اللہ عیسیٰ ثلاث ساعات من النھار ثم احیاہ ورفعہ اللہ إلیہ، وقال محمد بن إسحاق ان النصاریٰ یزعمون ان اللہ توفاہ سبع ساعات من النھار ثم احیاہ ورفعہ إلیہ۔''

(معالم التنزیل ج:۱ ص:۱۶۲)

اور تفسیر اِبنِ کثیر میں ہے:

''قال ابن إسحاق: والنصاریٰ یزعمون ان اللہ توفاہ سبع ساعات ثم احیاہ، قال إسحاق بن بشیر عن إدریس عن وھب: اماتہ اللہ ثلاثۃ أیام ثم بعثہ ثم رفعہ۔''

(تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۳۹، انوار التنزیل ج:۱ ص:۴۰)

اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابی سعود میں ہے:

''وقیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ إلی السماء وإلیہ ذھبت النصاریٰ۔''

(تفسیر ابو السعود ج:۱ ص:۴۳)

یہاں سے معلوم ہوا کہ وہب سے یہی منقول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرکے پھر زِندہ ہوکے اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے، اور اِبنِ اِسحاق نے اس کو نصاریٰ کا قول ہے کرکے لکھا ہے، پھر مخالفان نے عیسیٰ علیہ السلام مرنے کے فقط رفعِ رُوح ہونے کی نسبت وہب اور اِبنِ اِسحاق کے طرف جو کئے ہیں، وہ باطل ہے، اور جانئے کہ یہاں متوفیک کے معنی میں سلف کے اِختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ باطل ہے اور جانئے کہ یہاں متوفیک کے معنی میں سلف کے اِختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سب اہلِ سنت کا

اِتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے، اس میں کسی اہلِ سنت کو خلاف نہیں، ہاں اِختلاف اس میں کئے ہیں کہ بغیر مرے کے زندہ آسمان پر گئے یا مر کے چند ساعت کے بعد زِندہ ہوکے اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے؟ سو جمہور مفسرین پہلے قول کو اِختیار کئے ہیں، اور ثانی قول جو وہبؒ سے منقول ہے، وہ ضعیف ہے، لکھے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ رہنے سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی فضیلت لازم نہیں آتی، کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دِین کی تکمیل ہوچکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں رہنے سے وصالِ الٰہی ہونا بہتر ہے، اور بھی عیسیٰ علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی صفت اِنجیل میں دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اپنے کو زِندہ رکھے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور آپ کی اُمت میں رہنے کا شرف حاصل کرے، سو اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کی اور اَخیر زمانے میں شریعتِ مصطفوی کو ان سے تائید بخشے گا، اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس کے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں اس سے زیادہ ترقی فرمائے۔ علامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

”واما ما اعطیه عیسٰی علیه السلام ایضًا من رفعه إلی السماء فقط اعطی نبینا صلی الله علیه وسلم ذالک لیلة المعراج وزاد فی الترقی المزید الدرجات وسماع المناجات والخلوة فی الحضرة المقدسة بالمشاهدة۔“

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس زمین پر مدفون ہوئے سو اس کا رُتبہ عرش سے بھی بڑھ کے ہے، اور مدینہ منوّرہ مہبط برکات وکمالات ہے، جس سے اُمت کو اَنواعِ خیرات ومنافع حاصل ہوتے ہیں۔ اِمام تقی الدین السبکیؒ نے کہا: قبر شریف پر کمالات اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ ان کے اِدراک سے عقول قاصر ہیں، پھر وہ جانے کیونکر افضل نہ ہو۔

الشیخ الامام احمد بن محمد العباسی نے ”تحفۃ السائل“ میں لکھا ہے:

”سیدنا عیسٰی علیه السلام یذوق الموت فی آخر الزمان، لأنه قرأ الإنجیل ورأی صفة محمد صلی الله علیه وسلم فتمنی ان یراه، فدعا الله تعالٰی ان یرزقه الحیاة ان یخرج محمد صلی الله علیه وسلم فاستجاب الله دعاءه فرآه لیلة المعراج ولما رأی فی الإنجیل فضل اُمَّته صلی الله علیه وسلم تمنی ان یکون من اُمَّته، فدعا الله تعالٰی فاستجاب دعاءه ووعده ان یخرج فی هٰذه الاُمَّة فی آخر الزمان وفی هٰذا افضل محمد صلی الله علیه وسلم۔“

اور ولی ملا کمال باشانے ”رسالة فی أفضلیة محمد صلی الله علیه وسلم“ میں لکھا ہے:

”واما إحتجاج المخالف علٰی تفضیل عیسٰی علیه وعلٰی نبینا السلام، بأنه فی السماء وفی زمرة الأحیاء، فالجواب عنه ان کونه علیه السلام میتا بعد تکمیل النفس وإکماله الدین انفع من کونه حیًا اما فی حق نفسه فظاهر فإن تعلق النفس بالبدن لمصلحة التکمیل فبعد فراغها عن تلک المصلحة حقها ان یقطع علاقة البدن ویرجع إلٰی أصلها وما یلیق بشأنها من

التجرد، واما فی حق الأمّة فلما فیه من الرحمة علٰی ما افصح عنه علیه السلام بقوله إذ أراد الله رحمة أمّةٍ من عباده قبض نبیها فجعل لها فرطًا وسلفًا بین یدیها، ثم ان فی کونه علیه السلام مدفونًا فی الأرض غیر مرفوع إلی السماء نفعًا آخر للأمّة حیث صارت روضة المقدسة مهبطا للبرکات ومصعدًا للدعوات ومؤطنا للإجتماعات علی الطاعات إلٰی غیر ذالک من انواع الخیرات، ثم ان کون عیسیٰ علیه السلام فی زمرة الأحیاء لمصلحة احیاء دینه علیه السلام فی آخر الزمان بدلالة انه ینزل من السماء ویکون خلیفة له علیه السلام فالشرف من الوجه المذکور مرجع جله إلٰی نبینا علیه الصلٰوة والسلام، فما ذکر المخالف فی معرض الإحتجاج لنا لا علینا۔"

اور عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کریں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے رہیں گے، اس پر علماء کا اِجماع ہے اور ان کو اُمت میں رہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کرنا ان کی نبوّت ورِسالت کو منافی نہیں، بلکہ ان کی نبوّت ورِسالت علیٰ حالہٖ باقی ہے، اور ان کی نبوّت باقی رہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے کو منافی نہیں، کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور اُمتی ہوں گے۔

حافظ ابنِ حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

"الذی نص علیه العلماء بل اجمعوا علیه انه یحکم بشریعة محمد صلی الله علیه وسلم وعلٰی ملته، وفی روایة سندها جید: مصدقًا بمحمد صلی الله علیه وسلم وعلٰی ملته إمامًا مهدیًّا وحکَمًا عدلًا۔"

اور بھی کہا:

"وعیسیٰ نبی کریم باق علٰی نبوة ورسالة لا کما زعمه من لا یعتد به انه واحد من هٰذه الأمّة، لأن کونه واحدًا منهم یحکم بشریعتهم لا ینافی بقاءه علٰی نبوته ورسالته۔"

(الفتاویٰ الحدیثیة ص:۱۵۵، ۱۵۴، طبع مصطفی البابی)

اور اِمام خطابیؒ نے معالم السنن میں حدیث: "ان عیسیٰ یقتل الخنزیر" کی شرح میں لکھا ہے:

"فیه دلیل علٰی وجوب قتل الخنازیر، وبیان ان اعیانها نجسةً وذالک لأن عیسیٰ علیه الصلٰوة والسلام انما یقتل الخنزیر علٰی حکم شریعة نبینا صلی الله علیه وسلم، لأن نزوله انما یکون آخر الزمان وشریعة الإسلام باقیة۔"

اور اِمام بغویؒ نے شرح السنۃ میں لکھا ہے:

"لأن عیسیٰ علیه السلام انما یقتلها ای الخنازیر علٰی حکم شرع الإسلام۔"

(شرح السُّنَّة ج:۷ ص:۴۵۵)

اور الامام القرطبیؒ نے کتاب التذکرہ میں لکھا ہے:

”لا یجوز ان یتوهم ان عیسٰی علیه السلام ینزل نبیًا بشریعة متجددة غیر شریعة نبینا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بل إذا نزل یکون یومئذ من أتباع محمد صلی اللّٰه علیه وسلم کما اخبر صلی اللّٰه علیه وسلم حیث قال لعمر: لو کان موسٰی حیًّا ما وسعه إلّا اتباعی۔“

اور حافظ جلال الدین السیوطیؒ نے کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام میں لکھا ہے:

”انه یحکم بشرع نبینا لا بشرعه کما نص علٰی ذالک العلماء وو ردت به الأحادیث وانعقد علیه الإجماع۔“ (الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۵۵)

اور بھی کہا کہ امام سبکیؒ وغیرہ ایک جماعت علماء کی کہتے ہیں:

”ان عیسٰی علیه السلام مع بقائه علٰی نبوة معدود من أُمّة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهو حی مؤمنًا ومصدقًا وکان إجتماعه به مراتٍ فی غیر لیلة الإسراء۔“

اور بھی کہا:

”قد رأیت فی عبارة السبکی فی تصنیف له بما نصه: انما یحکم عیسٰی بشریعة نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم بالقرآن والسُّنَّة وحینئذ فیترجح ان اخذه للسنة من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بطریق المشافهة من غیر واسطة وقد عده بعض المحدثین فی جملة الصحابة وهو والخضر وإلیاس قال الذهبی فی تخریجه الصحابة عیسی بن مریم علیه السلام نبی وصحابی فإنه رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فهو آخر الصحابة موتًا۔“ (ایضًا ص:۱۶۱)

اور علامہ تفتازانیؒ نے شرح المقاصد میں لکھا ہے:

”فإن قیل: ألیس عیسٰی علیه السلام حیًّا بعد نبینا رفع إلی السماء وسینزل إلی الدنیا؟ قلنا: بلٰی! ولٰکنه علٰی شریعة نبینا لا یسعه إلّا اتباعه علٰی ما قال علیه السلام فی حق موسٰی علیه السلام ”انه لو کان حیًّا لما وسعه إلّا اتباعی“ فیصیح انه خاتم الأنبیاء بمعنی انه لا یبعث بعد منی۔“ (شرح المقاصد ج:۳ ص:۳۰۶،۳۰۵، المبحث الخامس بعثة علیه السلام إلی الناس کافة)

اور شیخ شہاب الدین الاسدیؒ نے ”الأقوال النافعة فی حل فریدة الجامعة“ میں لکھا ہے:

”فلا نبی بعده یقینًا للنص والإجماع فحینئذ فعیسٰی صلی اللّٰه علیه وسلم الوارد فی الحدیث نزوله آخر الزمان بشرعنا المحمدی ای لا بشرعه۔“

اور مُلّا جلال الدوانی نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے:

”واما نزول عیسٰی علیه السلام ومتابعته بشریعة (ای شریعة محمد صلی اللّٰه علیه

وسلم) فھو مایؤکد کونہ خاتم النبیین۔"

اور شیخ عبدالحق دہلویؒ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

"بتحقیق ثابت شدہ است باحادیثِ صحیحہ آنکہ عیسیٰ علیہ السلام فرود می آید از آسمان بزمین و می باشد تابع دین محمد را۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ وحکم می کند بشریعت آنحضرت۔"

اور مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے:

چوں در آخر زمان بقول رسول
کند از آسماں مسیح نزول
پیرو شرع دین او باشد
تابع اصل وفرع او باشد
دین ہمیں شرع ودین او داند
ہمہ کس را بدین او خواند

اور امامِ ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب:۲۰۹، جلد اوّل میں لکھا ہے:

"چوں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود ومتابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود اَز مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید وتقویت دین او، علیہما الصلوٰۃ والتحیات خواہد نمود۔" (مکتوب الامام ربانی مجدد الف ثانی ص:۳۳۲، ۳۳۳، مکتوب نمبر:۲۰۹، ج:اوّل)

اور مکتوب:۲۴۹ میں لکھا ہے:

"وپیغمبران اُولوالعزم آرزوی متابعت او (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) می نمایند ولو کان موسیٰ حیًّا فی زمنہ ما وسعہ إلّا اتباعہ، وقصۃ نزول رُوح اللہ ومتابعتہ حبیب اللہ معلومۃ مشہورۃ۔"

(ایضاً ص:۴۰۸)

اور بھی مکتوب:۶۷، جلد دوم میں لکھا ہے:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات فرستادہای حق اند جل شانہ بسوئے خلق تا ایشاں را بحق دعوت کنند تعالیٰ واز ضلالت براہ آرند ہر کہ دعوت ایشاں را قبول کند اورا بہ بہشت بشارت دہند، وہر کہ انکار نماید بعذاب دوزخ تہدید کنند، ہرچہ ایشاں از حق تبلیغ نمودہ اند واعلام فرمودہ اند ہمہ حق است وصدق کہ شائبہ تخلف ندارد، وخاتم انبیاء محمد رسول اللہ است، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، ودین او ناسخ ادیان سابق است، وکتاب او بہترین کتب ماتقدم ست وشریعت اورا ناسخی نخواہد بود، بلکہ تا قیامِ قیامت خواہد ماند، وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود۔‘‘
اور بھی کہا:

’’وعلاماتِ قیامت کہ مخبرِ صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات از ان خبر دادہ است، حق است۔ واحتمال تخلف ندارد، وطلوع آفتاب از جانب مغرب برخلاف عادت وظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان ونزول حضرت رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وخروج دجال وظہور یاجوج وماجوج وخروج دابۃ الارض ودخانے کہ از آسماں پیدا شود تمام مردم را فرو گیرد وعذاب دردناک کند مردم از اِضطراب گویند ای پروردگار من ایں عذاب را از ما دُور کن کہ ما ایمان می آریم۔ وآخر علامات آتش است کہ از عدن خیزد وجماعۃ از نادانی گمان کنند شخصی را کہ دعویٰ مہدویت نمودہ بود از اہل ہند مہدی موعود بودہ است پس بزعم ایناں مہدی گزشتہ است وفوت شدہ ونشان می دہند کہ قبرش در فرہ است در احادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنی رسیدہ اند تکذیب ایں طائفہ است چہ آں سرورِ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ است کہ در حق آن شخص کہ معتقد ایشانست آں علامات مفقود اند در اَحادیثِ نبوی آمدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ مہدی موعود بیرون آید وبرسروی پارۂ ابر بود دراں ابر فرشتہ باشد کہ ندا کند کہ ایں شخص مہدی است اورا متابعت کنید وفرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ تمام زمین را مالک شدند چارکس، دوکس از مؤمناں، ودوکس از کافراں، ذُوالقرنین وسلیمان از مؤمناں، ونمرود وبخت نصر از کافراں مالک خواہد شد آں زمین را شخص پنجم از اہل بیت من یعنی مہدی وفرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ونیا ورد تا آنکہ بعث کند خدا تعالیٰ مردی را از اہل بیت من کہ نام او موافق نام من بود ونام پدر او موافق نام پدر من باشد، پس پرسازد زمین را بہ داد وعدل چنانچہ پرشدہ بود بجور وظلم ودر حدیث آمدہ است کہ اصحابِ کہف اعوان حضرت مہدی خواہند بود، وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در زماں وی نزول خواہد کرد واو موافقت خواہد کرد با حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در قتال دجال ودر زمان ظہور سلطنت او در چہاردہم شہر رمضان کسوف شمس خواہد شد ودر اوّل آں ماہ خسوف قمر برخلاف عادت زمان برخلاف حساب منجماں بنظر انصاف باید دید کہ ایں علامات دراں شخص میت بودہ است یا نہ؟ وعلامات دیگر بسیار است کہ مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام شیخ ابنِ حجر رسالہ نوشتہ است در علاماتِ مہدی منتظر کہ بدریست علامات می کشد نہایت جہل است کہ باوجود وضوح امر مہدی موعود وجمعی در ضلالت مانند، ھداھم اللّٰہ سبحانہ سواء الصراط!‘‘

(مکتوب امامِ ربانی مجدّد الف ثانی، مکتوب نمبر: ۶۷، ج:۲ ص:۱۸۴ و۱۸۹ تا ۱۹۱)

اور مکتوب: ۱۷، جلد ثالث میں لکھا ہے:

’’اوّل انبیاء حضرت آدم است علیٰ نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات، وآخر ایشاں

وخاتم نبوّت شان حضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بجمیع انبیاء ایمان باید آورد علیہم الصلوات والتسلیمات وہمہ رامعصوم دراست گو باید دانست عدم ایمان بیکے ازیں بزرگواران مستلزم عدم ایمان است بجمیع ایشاں علیہم الصلوات والتسلیمات چہ کلمہ ایشاں متفق است واصول دین شان واحد وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ازآسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات۔'' (مکتوب:۱۷، ج:۲ حصہ ششم ص:۳۰۴،۳۰۵)

یہاں سے معلوم ہوا کہ کسی زِندیق نے مصنوعی مسیح کے ثبوت پر اِمامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پیشین گوئی فرمائی کر کے کہا ہے، سو وہ اِمامِ ربانی پر اِفترا ہے، اور جو عبارت کہ اِمامِ ربانی کی طرف منسوب کی، اس میں تحریف ہے، اِمامِ ربانی قدس سرہٗ عقیدۂ اہلِ سنت کے موافق وہی حضرت عیسیٰ کے آسمان پر سے اُتر آنے کے قائل ہیں، جن پر اِنجیل نازل ہوئی۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مخالفین، عیسیٰ علیہ السلام کے مرجانے اور رفع مع الجسد والروح کے اِنکار پر معراج کی حدیث سے جو دلیل لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اگر حضرت مسیح کا رفع مع الجسد والروح ہوتا تو کیوں حضرت مسیح فوت شدہ نبیوں کی جماعت میں معراج کی شب دیکھے جاتے اور ان کی زندگی فوت شدہ نبیوں کی زندگی کے ہم رنگ ہوتی۔ سو یہ اِستدلال باطل ہے، کیونکہ علماء تصریح کرچکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب انبیاء کو جو دیکھے سو، یا ان کے ارواح شکل لے کے آئے یا اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے واسطے ان کے جسموں کو قبروں سے نکال کر آسمان پر لے گیا، مگر عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ اپنے جسم سے موجود تھے، علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

''وقد اختلف فی رؤیۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ھٰؤلاء الأنبیاء علیہم السلام فحملہ بعضھم علٰی رؤیۃ ارواحھم إلّا عیسٰی لما ثبت انہ رفع بجسدہ۔'' (شرح مواہب اللدنیۃ ج:۶ ص:۷۲)

اور وہ شخص عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ رہنے کا اِنکار کرتا ہے جو لکھتا ہے کہ: ''اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدّت کے گزرنے پر پیرفرتوت ہوگئے ہوں گے اور اس کام کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکیں'' اس میں عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسے اِستخفاف وحقارت کے الفاظ جو ذِکر کیا وہ بھی بالاجماع کفر واِرتداد ہے۔ یہ زِندیق نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایسی طاقت دیتا ہے جو اور بشر کو وہ میسر نہیں، اور ان میں جن کی عمر دراز کی، ان سے دِینی کاموں میں کچھ فتور نہیں ہوا، جیسا آدم ونوح علیہما الصلوٰۃ والسلام جن کی عمر ہزار سال کی ہوئی، پھر جب عیسیٰ علیہ السلام کو بے غذائی وغیرہ صفتِ مَلَکی عنایت ہوئی تو ان پر ضعف وپیری کہ ان سے آتی، دیکھو! فرشتوں کو کہ باوجود عمر دراز رہنے کے ضعف وفتور نہیں ہے۔ قاضی عیاضؒ شفاء میں اور مُلّا علی قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''او استخف ای إحتقر واستھزأ بہ أو بأحد من الأنبیاء أو ازری ای عاب علیھم، ای جمیعھم أو بعضھم أو أذاھم أو قتل نبیًا أو حاربہ فھو کافر بإجماع من علماء المسلمین۔''

(شرح الشفاء ج:۲ ص:۵۱۴، طبع بیروت)

اور ابنِ حجر مکیؒ نے ’’اعلام بقواطع الاسلام‘‘ میں من جملہ کفریات میں لکھا ہے:

’’او قال إستخفافًا: النبی طویل الأظفار خلق الشیاب جائع البطن‘‘

اور جو دعویٰ کرتا ہے کہ مسیحِ موعود میں ہی ہوں، اور کہتا ہے کہ: ’’جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا، وہ لوگ ہر خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں‘‘ وہ بھی کفر ہے، کیونکہ اس کا مسیحِ موعود ہونا مان لینے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اِنکار ہے، وہ کفر ہے، جیسا کہ اُوپر گزرا، اور اس جھوٹے مدعی کو نبی تصوّر کرتا ہے وہ بھی کفر ہے، تمہید ابی الشکور میں ہے:

’’من انکر نبیًّا فإنه یکفر و لو اقرّ لأحد بالنبوّۃ و هو لم یکن نبیًّا فإنه یکفر أیضًا۔‘‘

اور جو نبوّت وحی کا دعویٰ کرتا ہے وہ بھی کفر و اِرتداد ہے، تمہید ابی الشکور میں لکھا ہے:

’’و من ادعی النبوّۃ فی زماننا یصیر کافرًا و من طلب منه المعجزۃ فإنه یصیر کافرًا لأنه شک فی النص فیجب الإعتقاد بأنه ما کانت لأحد شرکة فی النبوۃ مع محمد صلی الله علیه وسلم۔‘‘

اور ابنِ حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

’’من اعتقد وحیًا من بعد محمد صلی الله علیه وسلم کان کافرًا بإجماع المسلمین۔‘‘

اور علامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیۃ میں لکھا ہے:

’’و قد اخبر الله تعالٰی فی کتابه و رسوله فی السُّنَّة المتواترۃ عنه انه لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی هٰذا المقام بعدہ فهو کذّابٌ أفّاکٌ دَجّالٌ ضالٌّ مُضلٌّ و لو تخرّق و شعبد و اتی بأنواع السحر و الطلاسم و النیرنجیات فکلها محال و ضلالة عند اولی الألباب، و لا یقدح فی هٰذا نزول عیسٰی علیه السلام لأنه إذا نزل کان علٰی دین نبینا صلی الله علیه وسلم و منهاجه مع ان المراد انه آخر من نبّیء، قال ابن حبان: من ذهب إلٰی ان النبوۃ مکتسبة لا تنقطع او إلٰی ان الولی افضل من النبی فهو زندیق یجب قتله، و الله تعالٰی اعلم!‘‘

(مواهب اللدنیة ج:۲ ص:۱۸۸، ۱۸۷)

اور علامہ شمس الدین التکساریؒ نے ’’شرح عمدۃ العقائد‘‘ میں لکھا ہے:

’’ثبت بالدلیل الختام الرسالة علیه الصلٰوۃ و السلام و انسداد بابها بعدہ فلو ادعی احد بعدہ انه نبی لا یطالب بالبرهان بل یردو دعواہ بأول الوهلة إلّا إذا ارید بمطالبة البرهان إظهار عجزہ إذ من المعلوم انه لا یتمکن من إقامة الدلیل فینتهک سترہ و یفتضح فی دعواہ۔‘‘

اور آیت: ’’وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ‘‘ کا اپنی طرف ہی اِشارہ ہونے کا اور آپ اس کا مصدق ہونے

کا جو دعویٰ کرتا ہے وہ بھی کفر و اِرتداد ہے، کیونکہ یہ آیت بالاجماع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ اپنے بعد ایک رسول آئیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک میں احمد دُوسرا نام ہے، جو اہلِ سماوات کے نزدیک اس ہی نام سے مشہور ہیں۔ اِمامِ ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب: ۹۴ جلد ثالث میں لکھا ہے:

''واحمد اسم دوئم آں سرور است علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ در اہل سماوات بآں اسم معروف است چنانچہ گفتہ اند اینجا تو اند بود کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از اہل سماوات گشتہ است بشارۃ قدم آں سرور را باسم احمد دادہ است۔'' (مکتوب اِمام ربانی حصہ ششم، ج:۲ ص:۴۹۲)

جب کسی زِندیق نے اس کو اپنی طرف اِشارہ ہے کر کے کہا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو جو بالاجماع ثابت ہے، جھٹلایا، وہ کفر ہے۔ اِبنِ حجرؒ نے ''کتاب الزواجر'' میں لکھا ہے:

''ان کل صفا اجمعوا علٰی ثبوتھا لہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون انکارھا کفرًا۔''

اور خود رسول ہونے کا دعویٰ ہوا، وہ بھی کفر ہے جیسا کہ سابق گزرا۔ اور نص قرآن کو جو یہاں یقینا ظاہر پر محمول ہے پھیرا، کفر ہے، شرح عقیدۂ یافعی میں ہے:

''وقد نص العلماء رضی اللہ عنھم علٰی تکفیر کل من دافع الکتاب العزیز او حدیثًا مجمعا علٰی نقلہ مقطوعًا بہ مجمعًا علٰی حملہ علٰی ظاھرہ۔''

اور تمہید ابی شکور میں ہے:

''والأصل فی ھٰذا ان من تکلم بکلمۃ او اعتقد بشیء یکون خلاف النص او ما یقوم مقام النص کالسُّنَّۃ الظاھرۃ الثابتۃ وإجماع الأُمَّۃ فإنہ یوجب الکفر۔''

اور آیت: ''ھُوَ الَّذِیْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ'' (الصّف) کو اپنے ہی زمانے سے متعلق ہونے کا دعویٰ جو کرتا ہے، وہ بھی کفر و اِرتداد ہے، کیونکہ یہ آیت بالاجماع ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں نازل ہوئی، اس کے معنی یہ ہیں: ''اسی نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت کے اور دِینِ حق کے، تا اس کو غالب کرے ہر دِین پر، اور اگرچہ بُرا مانیں مشرک۔''

علامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

''وھٰذہ الآیۃ مشتملۃ علٰی کل وصف جمیل لہ۔''

ہاں اختلاف اس میں کرتے ہیں کہ ظہور سے کیا مراد ہے؟ سو اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ظہور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت وغلبہ دینا، اور بعضوں نے کہا: ظہور سے مراد سوائے اسلام کے کوئی دِین باقی نہ رہنا، اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔ تفسیر ابنِ عطیہ میں ہے:

”هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی الآیة تعظیم لأمره صلی اللہ علیه وسلم واعلام بأنه یظهره علٰی جمیع الأدیان ورأی بعضهم ان لفظ یظهره یقتضی محو غیره به فقال: هٰذا الخبر یظهر للوجود عند نزول عیسٰی فإنه لایبقی فی وقته دین غیر الإسلام۔“

پھر جو بے دِین کہ اس کو اپنے ہی زمانے سے متعلق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس سے ایک صورت ان دو سے نظر آتی ہے، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو جھٹلانا، یا خود مسیح موعود ہونا، وہ دونوں کفر ہیں۔

اَمّا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسم مبارک کے ساتھ ہونے کا اِنکار کر کے جو کہتا ہے کہ: ”اعلیٰ درجے کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں خود صاحبِ تجربہ ہے“ وہ بھی کفر ہے، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسم مبارک اور رُوح شریف کے ساتھ سماوات کے اُوپر اِلیٰ ماشاء اللہ ہونا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہونا، اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ہے، ان کا اِنکار کر کے وہ کشفی ہونا اور اپنے کو بھی تجربہ ہے یعنی خود اسے بھی ہوتا ہے، بیان کر کے اظہار کرنا، کفر و اِرتداد ہے۔ علماء اگرچہ سماوات پر تشریف لے جانے کے منکر کو مبتدع اور ضال و مضل کہتے ہیں، اور اس کے کفر میں اِختلاف کئے ہیں، لیکن بیت المقدس تک تشریف لے جانے کے منکر کی تکفیر میں اِتفاق کئے ہیں۔ قاضی عیاضؒ شفا میں اور مُلّا علی قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”والحق من هٰذا والصحیح إن شاء اللہ تعالٰی إستثناء للتبرک بمنزلة واللہ تعالٰی اعلم انه اسری بالجسد والروح فی القصة کلها وعلیه ای وعلٰی هٰذا تدل الآیة وصحیح الأخبار ای مجموعهما علٰی جمیعها غایة ان دلالة الآیة علی الإسراء من المسجد الحرام إلی السجد الأقصٰی نص قاطع یکون جاحده کافرًا او منافقًا ودلالة الأحادیث علٰی إسرائه إلی السماء وسدرة المنتهٰی ومقام قاب قوسین او ادنی ظنیة منکره یکون مبتدعًا فاسقًا۔“

(شرح شفاء ج:۱ ص:۴۱۱)

اور علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

”والمعراج لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی الیقظة بشخصه إلی السماء ثم إلٰی ماشاء اللہ تعالٰی من العلٰی حق ای ثابت بالخبر المشهور حتّٰی ان منکره یکون مبتدعًا۔“

(شرح عقائد النسفیة ص:۱۴۳، طبع مکتبہ خیر کثیر کراچی)

اور فتاویٰ حمادیہ میں لکھا ہے:

”وکل ما ثبت بالخبر الواحد واتفق الفقهاء علٰی صحة ذالک واجتمع علٰی قبوله من غیر تأویل فإنه یکون من شرائط الإیمان کعذاب القبر والصراط والمیزان والشفاعة والمعراج إلی السماء ومثل هٰذا بالخبر الواحد ولٰکن الفقهاء والصحابة رضی اللہ عنهم اتفقت علٰی صحة ذالک وقبولها فحل محل الإجماع فإنه یوجب الإیمان به ثم من انکر ذالک هل

یصیر کافرًا أم لا؟قال بعضهم: یصیر کافرًا، وقال بعضهم: لا یصیر کافرًا۔“
اورعلامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:
”وبالجملة حدیث الإسراء اجمع علیه المسلمون واعرض عن الزنادقة الملحدون یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُوْا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ“ (مواهب اللدنیة ج:۶ ص:۱۴)
اورابنِ حجر مکیؒ نے ”منح المکیہ شرح الہمزیہ“ میں لکھا ہے:
”وقصة الإسراء والمعراج من اشهر المعجزات واظهر البراهین والبینات ومن ثم قال بعض المفسرین انها افضل من لیلة القدر لٰکن بالنسبة له صلی اللّٰہ علیه وسلم لأنه اوتی فیها ما لا یحیط به الحد ولذا کان الإسراء بالجسم فی الیقظة من خصائص نبینا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم۔“
وہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:”ما فقد جسد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم“ سوعلماء کہتے ہیں کہ وہ حدیث ثابت نہیں، بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب موافق جمہور کے تھا کہ معراج رُوح اور جسم شریف کے ساتھ تھا۔ قاضی عیاضؒ شفامیں اور مُلّا علی القاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
”وهو دلیل قول عائشة ای مذهب المختار لها۔“ (شرح شفاء ج:۱ ص:۴۱۰)
اور بھی لکھتے ہیں:
”وایضًا فلیس حدیث عائشة رضی اللّٰہ عنها ای ما فقدت جسده بالثابت ای عند ائمة الحدیث لقادح فی سنده عنها۔“ (شرح شفا ج:۱ ص:۴۲۱)
اورصورت ثبوت اس میں معراج رُوح مع الجسد کا اِنکار نہیں۔تفتازانیؒ نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:
”والمعنی ما فقد جسده عن الروح بل کان مع روحه وکان المعراج للروح والجسد جمیعًا۔“ (شرح عقائد نسفی ص:۱۴۳)
اور یہ بھی معلوم کریں کہ ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نور سے بنا تھا، اللہ تعالیٰ اس کو کثائف جسمانیہ سے پاک کرکے خالص نور کیا تھا، اس لئے آپ جب دُھوپ یا چاندنی میں گزرتے تو سایہ نہیں پڑتا تھا سوایسے پاک نورمقدس جسم کو یہ زندیق نے کثیف کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، سومعاذ اللہ کیسی قساوت قلبی ہے۔
ابن حجر مکی نے شرح الہمزیہ میں لکھا ہے:
”انه صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا مشی فی الشمس أو القمر لا یظهر الا للکثیف وهو صلی اللّٰہ علیه وسلم قد خلصه اللّٰہ من سائر الکثائف الجسمانیة وصیره نورًا صرفًا لا یظهر له ظل اصلًا خرقًا للعادة کما خرقت له فی شق صدره وقلبه مرارًا لم یتألم بذالک۔“ انتهی۔

اوروہ جو کہتا ہے کہ: ''اسلام کو غلطیوں اور اِلحاقاتِ بے جا سے منزّہ کر کے وہ تعلیم جو رُوح وراستی سے بھری ہوئی ہے، خلق اللہ کے سامنے رکھنا خدائے تعالیٰ نے اپنے سپرد کیا ہے'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ آپ جو کفریات شریعتِ غرا کے مخالف بکتا ہے، اس کو خدا تعالیٰ اپنے سپرد کیا ہے کر کے اللہ تعالیٰ پر اِفترا کرتا ہے، وہ کفر ہے، قال اللہ تعالیٰ: ''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا '' (الانعام:۲۱) اور خطیب شربینی نے تفسیر سراج المنیر میں لکھا ہے:

''قال العلماء وقد دخل فی حکم ھٰذہ الآیۃ کل من افتری علی اللہ کذبًا فی ذالک الزمان وبعدہ۔''

اور اِبنِ حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ زندقۃ۔''

اور زواجر میں لکھا ہے:

''ولا ریب ان تعمد الکذب علی اللہ ورسولہ فی تحلیل حرام او تحریم حلال کفر محض!''

اور مرزا، سیّد الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دُوسرے انبیاء کا مثیل ہونے کے جو دعوے کرتا ہے، وہ بھی کفر ہے، کیونکہ جمیع وجوہ سے مساوی رہنے والے کو مثیل کہتے ہیں۔ ''تحفۃ المرید'' میں لکھا ہے:

''الشبہ والشبیہ بمعنی کالحب والحبیب وذالک المعنیٰ ھو المساوی فی اغلب الوجوہ والنظر ھو المساوی ولو فی بعض الوجوہ والمثیل ھو المساوی فی جمیع الوجوہ۔''

پھر جب آپ مثیل ہو کر کے کہا تو بجمیع وجوہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے انبیاء کا مساوی ہونے کا اِدّعا ہوا، وہ کفر ورَدّت ہے۔

''غایۃ تلخیص المراد من فتاویٰ ابنِ زیاد'' میں لکھا ہے:

''رجل قال فی حلفہ ورأس علی بن عمر الشاذلی الذی ما مثلہ إلّا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجریت علیہ احکام الردۃ فیستتاب، فإن تاب وإلّا قتل بردتہ لفعلہ ھٰذا الشنیع من تشبیہ سیّد الکونین صلوات اللہ وسلامہ علیہ بغیرہ کیف وقد قال فی الشفاء فی ابوانواس انہ کفر او قارب بتشبیہ محمد الأمین بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھٰذا اعظم منہ۔''

اور مخالفوں نے جوازِ مثیل پر حدیث: ''علماء اُمّتی کأنبیاء بنی إسرائیل'' سے جو اِستدلال کیا ہے، سو وہ باطل ہے، کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ اس حدیث کی اصل نہیں۔ مُلّا علی قاریؒ نے رسالہ موضوعات میں لکھا ہے:

''قال الدمیری والعسقلانی والزرکشی لا اصل لہ۔'' (موضوعات کبیر ص:۴۸)

بہ تقدیر ثبوت اس میں کاف تشبیہ لائے، علماء کی فضیلت بیان فرمائی، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی شخص اپنے کو مثیل انبیاء قرار دے۔

اور جو کہتا ہے کہ: ''حضرت مسیح علیہ السلام اور خود کے دل میں جو قومی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنے طرف کھینچ لیا ہے، ان دونوں محبتوں کے ملنے سے تیسری چیز پیدا ہوئی جس کا نام رُوح القدس ہے، اس کو بطور اِستعارہ کے ان دونوں محبتوں کا بیٹا کہنا چاہئے، اور یہ پاک تثلیث ہے'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ابطالِ تثلیث پر عقائدِ اسلام کی بنا ہے، پھر یہ شخص اپنی اور خدا کی محبت ملنے سے رُوح القدس پیدا ہوا، اس کو بطور اِستعارہ ان دونوں محبتوں کا بیٹا اور یہ پاک تثلیث ہے کر کے تثلیث کا جو زعم کرتا ہے، سو وہ کفر ہے۔

اور وہ جو کہتا ہے کہ: ''مسیح کا اور اپنا مقام ایسا ہے کہ اس کو اِستعارہ کے طور پر اِبنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں، یعنی اِبنِ اللہ کہہ سکتے ہیں'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نصاریٰ مسیح کو اور یہود عزیر کو ابن اللہ کہنے پر ان کی سخت مذمت کی اور ان پر لعنت کیا، اور متعدّد مقاموں میں اِبنیت سے اپنی ذات کو تنزیہ کیا، پھر حقیقی طور پر ہو یا مجازاً و اِستعارۃً اس کی ذات سے اِبنیت کی نسبت لگانا شرعاً کفر ٹھہرا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَقَالَتِ الْیَهُودُ عُزَیْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیحُ ابْنُ اللهِ ذٰلِکَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللهُ اَنّٰی یُؤْفَکُونَ'' (التوبہ ۳۰)

یعنی اور کہا یہود نے عزیر بیٹا اللہ کا ہے، اور کہا نصاریٰ نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے، یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے مشابہ ہوتے ہیں بات سے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پہلے اس سے مار یو ان کو اللہ، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

اور بھی فرماتا ہے:

''وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئاً إِدّاً تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً أَن دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَداً. وَمَا یَنبَغِی لِلرَّحْمٰنِ أَن یَتَّخِذَ وَلَداً'' (مریم ۸۸ تا ۹۲)

یعنی اور کہا انہوں نے پکڑی ہے اللہ نے اولاد، البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری، یعنی بھاری گناہ، نزدیک ہیں آسمان کہ پھٹ جائیں اس سے اور پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا، اور نہیں لائق واسطے رحمن کے یہ کہ پکڑے اولاد۔

اور بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

''واعلم ان السبب فی هٰذه الضلالة ان ارباب الشرائع المقدمة کانوا یطلقون الأب علی الله تعالٰی بإعتبار انه السبب الأوّل حتّی قالوا ان الأب هو الربّ الأصغر والله سبحانه تعالٰی هو الربّ الأکبر، ثم ظنت الجهلة منهم ان المراد به معنی الولادة فاعتقدوا ذالک تقلیدًا ولذالک کفر قائله ومنع منه مطلقًا حسمالمادة الفساد۔''

اورعلامہ عبدالحکیم السیالکوٹی نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے:

”قولہ ومنع منہ مطلقًا ای سواء قصد معنی منہ مجازیًا او معنی حقیقیًا“

اورعلامہ شیخ زادہؒ نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے:

”وإذ ثبت ھٰذا فتقول إذا لم یجز حقیقة الولادة فلا یجوز التسمیة بطریق المجاز، لأن الإطلاق علٰی سبیلہ التجوز انما یصح إذا کان الإطلاق علٰی سبیلہ الحقیقة متصورًا لأن الإطلاق المجازی ھو التشبیہ بحذف اداة التشبیہ والتشبیہ إنما یتصور إذا کان المشبہ بہ متصورا وإذا لم یتصور ان یکون لہ تعالٰی ولد حقیقة لا یجوز التسمیة بطریق المجاز۔“

اورخطیب شربینی نے سراج المنیر میں لکھا ہے:

”وَمَا یَنۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا سبحانہ ای ما یلیق بہ اتخاذ الولد لأن ذالک محال، اما الولادة المعروفة فلا مقالہ فی امتناعھا واما التبنی فإن الولد لا بد ان یکون شبیھا بالوالد ولا شبیہ اللہ تعالٰی لأن اتخاذ الولد انما یکون لأغراض، إما من سرور او إستعانة او ذکر جمیل وکل ذالک لا یصح فی حق اللہ تعالٰی۔“

اوروہ جوقرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر صحابہ وتابعین وجمہور مفسرین کے برخلاف اپنی رائے سے کرتا ہے اورصحابہ وتابعین سے اس کی جوتفسیر وارِد ہوئی ہے، اس کوسراسر غلط ہے کرکے کہتا ہے، وہ بھی کفر ہے، کیونکہ قرآن کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ وتابعین سے جومنقول ہے، اس کو اِختیار کرنا واجب ہے۔ شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے اِتقان میں لکھا ہے:

”یجب ان یکون إعتمادہ علی النقل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن اصحابہ او من عاصرھم۔“

پھرجب اس کوسراسر غلط ہے کرکے اپنی رائے سے تفسیر کی تونص قرآن کا جومعنی ہے اس کوپھیرا اوروہ کفر ہے۔ قاضی عیاضؒ شفا میں اورمُلّا علی القاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”وکذالک وقع الإجماع علٰی تکفیر کل من دافع نص الکتاب القدیم وحملہ علٰی خلاف ماورد بہ معنی القویم۔“ (شرح الشفاء للقاضی عیاض ج:۲ ص:۵۱۶)

اوروہ جوکہتا ہے کہ: ”جبرائیل امین جوانبیاء کو دِکھائی دیتا ہے وہ بذاتِ خود زمین پرنہیں اُترتا، اوراپنے ہیڈکوارٹر نہایت روشن نیّر سے جدانہیں ہوتا ہے، بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے، اوراس کی عکس سے تصویر ان کے دل میں منقوش ہوجاتی ہے“ یہ بھی کفر ہے، اِمام عبداللہ النسفی نے ”عمدة العقائد“ میں لکھا ہے:

”ولو جاز إستبعاد صعود النبی لجاز إستبعاد نزول الملک وھو یؤدّی إلٰی إنکار النبوة۔“

اور علامہ شمس الدین التکساری نے اس کی شرح میں لکھا ہے:

”ھٰذا إشارة إلٰی فساد دلیل من ذھب إلٰی انه ای المعراج فی المنام تقریرہ ان محمدًا صلی اللہ علیه وسلم من جنس البشر لقوله تعالٰی: قل انما انا بشر مثلکم، ومن ھو من جنس البشر یمتنع صعودہ إلی السماء لأنا نعلم بالضرورة ان الجسم یمتنع صعودہ إلی الھواء العالی والجواب انه لو صح إستبعاد صعود شخص من البشر إلی الھواء العالی لصح إستبعاد نزول الجسم الھوائی إلی الأرض لٰکن التالی باطل لأنه یؤدّی إلٰی إنکار نزول الملک وھو کفر لإتفاق الأنبیاء والرسل علیھم السلام علیه وبداھة إمتناع الصعود ممنوعة بل ھو ممکن واللہ تعالٰی قادر علٰی جمیع الممکنات فکانت الشبھة زائلة۔“

اور علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

”رویة علیه الصلٰوة والسلام الجبریل ھی اصل الإیمان لا یتم الإیمان إلا بإعتقادھا ومن انکرھا کفر قطعًا۔“ (مواھب اللدنیة ج:۶ ص:۲۲۱)

اور وہ جو کہتا ہے کہ:”لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں، بلکہ وہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ اور وہ نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گزر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے“ یہ بھی کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے:”لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ “ (القدر۳) یعنی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے، سو اس سے مراد رات ہے کر کے احادیث متواترہ اور اجماع سے ثابت ہو چکا، پھر اس کا انکار کر کے نص قرآن کو اس کے ظاہری معنی سے بغیر دلیل قطعی کے پھیرا، وہ کفر ہے۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے:

”فإنه إذا جوّز علٰی جمیع الأُمَّة الوھم والغلط فیما نقلوہ من ذالک واجمعوا انه قول الرسول علیه الصلٰوة والسلام وفعله وتفسیر مراد اللہ به ادخل الاسترابة فی جمیع الشریعة إذ ھم الناقلون لھا وللقرآن وانحلت ھوی الدین کرة ومن قال ھٰذا کافر۔“

اور علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

”والنصوص من الکتاب والسُنَّة تحمل علٰی ظواھرھا ما لم یصرف عنھا دلیل قطعی کما فی الآیات التی تشعر ظواھرھا بالجھة والجمسیة ونحو ذالک والعدول عنھا ای عن الظواھر إلٰی معان تدعیھا اھل الباطن وھم الملاحدة وسموا بالباطنیة لإدعائھم ان النصوص لیست علٰی ظواھرھا بل لھا معان باطنة لا یعرفھا إلّا الملھم وقصدھم بذالک نفی الشریعة بالکلیة إلحاد ای میل وعدول عن الإسلام وإتصال وإتصاف بکفر بکونه تکذیبًا للنبی صلی اللہ علیه وسلم فیما علم مجیئه به بالضرورة۔“ (شرح عقائد النسفی ص:۱۶۶، طبع مکتبہ خیر)

اَمّا انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا جو اِنکار کرتا ہے اور ان کو مسمریزم طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جو قرآن شریف میں واقع ہیں، ان کا انکار کرتا ہے اور اس کو مشرکانہ خیال کرتا ہے، اور ان کو مسمریزم کے طریق پر ہونے کا قائل ہے، وہ بھی کفر ہے۔ علامہ شروانی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

”ان من كفر برسول واحد وبمعجزة واحدة فإنه لا يمكنه الإيمان بأحد من الرسل۔“

اور وہ جو کہتا ہے کہ: ”اگر میں اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمایوں میں حضرت اِبنِ مریم سے کم نہ رہتا“ یہ بھی کفر ہے، کیونکہ یہ مرتد باوجود اس قساوتِ قلبی کے اس عمل مسمریزم کو آپ مکروہ جانتا ہے اور اس کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا، جو یقینا کفر ہے۔

اس کے سوائے ان اعجوبہ نمایوں میں عیسیٰ علیہ السلام سے کم نہ رہتا کر کے جو کہتا ہے اس سے عیسیٰ علیہ السلام سے مساوات یا تفوّق ہونے کا دعویٰ ہوا، وہ بھی کفر ہے، اور باتفاق فقہاء کسی ولی کو بھی نبی کے رُتبے کو پہنچا کر کے اِعتقاد کرنا کفر ہے، چہ جائیکہ یہ زِندیق آپ عیسیٰ علیہ السلام سے مساوی ہونے کا یا فائق ہونے کا دعویٰ کرے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

”فالنبی افضل من الولی وهو امر مقطوع به عقلاً و نقلاً والصائر إلٰی خلافه کافر لأنه امر معلوم من الشرع بالضرورة۔“

اور اِبنِ حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

”ان من اعتقد ان الولی یبلغ مرتبة النبی علیه الصلٰوة والسلام فقد کفر۔“

اَمّا عیسیٰ علیہ السلام کا باپ یوسف نجار ہونے کا جو زَعم کرتا ہے، وہ بھی کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، سو قرآن شریف میں فرماتا ہے، پھر یہ شخص جب عیسیٰ علیہ السلام کا باپ یوسف نجار ہونے کا زَعم کیا، سو قرآن کی تکذیب کی، وہ کفر وَردّت ہے، کمامر!

اور وہ جو عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے کر کے جو اَحادیثِ صحیحہ وارِد ہوئی ہیں، سو اس سے مراد قتل کرنے کا حکم کرنا ہے، حافظ اِبنِ حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے:

”ویقتل الخنزیر ای یأمر بإعدامه مبالغة فی تحریم اکله فیه توبیخ عظیم للنصاریٰ الذین یدعون انهم علٰی طریقة عیسٰی ثم یستحلون اکل الخنزیر ویبالغون فی نجسته۔“

پھر اس سے یہ زِندیق ایک غلط معنی کر کے جو زَعم کرتا ہے کہ آپ کہا سو معنی مراد نہ ہو تو اس کا حقیقی معنی شکار کھیلتے پھرنا ہوگا، پھر اس پر اِستہزا کرتا ہے، سو شریعت کا اِستہزا ہے، وہ کفر ہے، علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

”والإستهزاء علی الشریعة کفر لأن ذالک من امارات التکذیب۔“

(شرح عقائد نسفی، مبحث الإستحلال الکفر ص:۱۶۷)

اَمّا وہ جو کہتا ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَزواجِ مطہرات ؓ میں کونسی بی بی کا پہلے اِنتقال ہوگا، سو جو پیش گوئی فرمائی تھی، اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہ تھی'' سو یہ بھی کفر ہے، پہلے ہم عوام کی اِطلاع کے لئے وہ حدیث دِکھلانے کے بعد اس کا حکم لکھتے ہیں۔

معلوم کریں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اَزواجِ مطہرات ؓ کو فرماتے: تمہارے میں جس کے ہاتھ دراز ہیں، وہ میرے سے اوّل ملے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، بعد سب بیبیاں اپنے ہاتھ ماپ کر دیکھے تو بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے دراز تھے، جب زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو سمجھے ہاتھ دراز ہونے سے مراد سخاوت تھی کہ زینب ؓ بڑے ہاتھ کی بی بی تھیں، صدقہ بہت دیا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیش گوئی کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی کا مفہوم نہیں ہوتا، بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اَزواجِ مطہرات ؓ نے ہاتھ بڑا رہنے سے اس کا ظاہری معنی مراد ہے کر کے اِبتدائً سمجھے پھر جب بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات اوّل ہوئی تب معلوم کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بڑا رہنے سے اس کے مجازی معنی اِرادہ فرمائے۔

شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے زہر الربی میں لکھا ہے:

''قال القرطبی معناه فهمنا ابتدائً ظاهره فلما ماتت زینب علمنا انه لم یرد بالید العضو وبالطول طولها بل اراد العطاء وکثرتها فالید هنا إستعارة للصدقة والطول ترشیح لها۔''

اور یہ اِعتقاد رکھنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علومِ اوّلین وآخرین اور علم ما کان وما یکون کا عطا فرمایا تھا، اور آئندہ جو جو واقعات ہونے والے ہیں، ان سب کی وحی کر چکا تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے تھے سو وہ بے قصد کے بغیر جاننے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں نکل جاتا تھا، بلکہ جو کچھ فرماتے تھے سو وہ حقیقت الحق سے تھا، شیخ جلال الدین السیوطیؒ نے ''مصباح الزجاجہ حاشیہ سنن اِبنِ ماجہ'' میں لکھا ہے:

''فإنه صلی اللہ علیه وسلم اوحی إلیه بجمیع مایحدث بعده ممالم یکن فی زمانه۔''

(سنن ابن ماجة حاشیة: ۱)

اور اِبنِ حجر مکیؒ نے شرح الہمزیہ میں لکھا ہے:

''وسع علمه صلی اللہ علیه وسلم علوم الأوّلین الإنس والملائکة والجن لأن اللہ تعالٰی اطلعه علی العالم فعلم علم الأوّلین والآخرین ما کان وما یکون کما مر وحسبک فی ذالک القرآن الذی اوتیه صلی اللہ علیه وسلم ومثله معه کما صح عنه وقد قال تعالٰی: ما فرطنا فی الکتب من شیء، ویلزم من احاطة صلی اللہ علیه وسلم بالعلوم القرآنیة ومثلها الذی اوتیه ایضًا انه صلی اللہ علیه وسلم احاط بعلوم الأوّلین والآخرین وان علومهم مندرجة ومنغمرة فی علومه صلی اللہ علیه وسلم۔''

اور علامہ زرقانیؒ نے شرح المواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

''قال الإمام الغزالی: لا یظن ان تقدیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجری علٰی لسانہ کیف اتفق بل لا ینطق إلّا بحقیقۃ الحق۔''

پھر جو شخص کہ اس مذکور پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہ تھی کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے علمی کی نسبت کرتا ہے، وہ کافر ہے، اِبنِ حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''ولا شک ان من اعتقد ان ابن سریج او اجل منہ علم علما حقا وجھلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان کافرًا مھدر الدم لأنہ مرتد عن الإسلام۔''

اَمّا وہ جو کہتا ہے کہ: ''جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں اور اُمورِ اَخباریہ کشفیہ میں اِجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہوجاتی ہے'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ نبی کو غلطی کی طرف نسبت کرنا اور انبیاء سے پیش گوئی میں غلطی ہوجاتی ہے کر کے اِعتقاد رکھنا، کفر ہے۔ شرح عقیدۂ یافعی میں ہے:

''وکذا یکفر من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولٰکن جوّز علی الأنبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمھم او لم یدعھا۔''

اور اِمام علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف السنوسی نے اپنے عقیدہ میں فرمایا:

''اما الرسل علیھم الصلٰوۃ والسلام فیجب فی حقھم الصدق والأمانۃ وتبلیغ ما اُمروا بإبلاغہ للخلق ویستحیل فی حقھم علیھم الصلٰوۃ والسلام أضداد ھٰذہ الصفات وھی الکذب والخیانۃ بفعل شیٴ مما نھی عنہ نھی تحریم او کراھۃ۔''

اور بھی کہا:

''فلا یرتاب فی صدقھم علیھم الصلٰوۃ والسلام إلّا من طبع اللہ علٰی قلبہ والعیاذ باللہ تعالٰی!''

اَمّا وہ جو کہتا ہے کہ: ''جبکہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود اَنبیاء سے اِمکانِ غلطی ہے تو پھر اُمت کا کورانہ اِتفاق یا اِجماع کیا چیز ہے؟'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ اس میں انبیاء سے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں اِمکانِ غلطی ہے کر کے جو اِعتقاد رکھا، وہ کفر ہے، اس کے سوائے اُمت کی تضلیل کی، وہ بھی کفر ہے۔ شرح عقیدۂ یافعی میں ہے:

''وکذالک نقطع بتکفیر کل قائل قال قولًا یتوصل بہ إلٰی تضلیل الاُمّۃ۔''

اور اِبنِ حجر مکیؒ نے اعلام میں لکھا ہے:

''ان کل ما فیہ تضلیل الاُمّۃ یکون کفر۔''

اَمّا انبیاء اور رسولوں کی وحی میں شیطانی دخل ہو جانے کا دعویٰ کر کے جو کہتا ہے کہ: ''چار سو نبی جھوٹے نکلے اور دراصل وہ ایک ناپاک رُوح کی طرف سے تھا، نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا، اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ شیطان کا فرشتے کی صورت میں آ کے انبیاء کو دھوکا دینا صحیح نہیں، پھر ویسا اِعتقاد رکھا اس کے سوائے انبیاء کو جھوٹے نکلے کر کے اِعتقاد کیا، وہ کفر ہے، جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا۔ اور علامہ قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

''وکذالک لا یصح ان یتصور له الشیطان فی صورة الملک ویلبس علیها لا فی اول الرسالة ولا بعدها، بل لا یشک النبی ان ما یأتیه من الله هو الملک ورسوله حقیقة إمّا بعلم ضروری یخلقه الله أو ببرهان یظهر لدیه۔''

اَمّا وہ جو کہتا ہے کہ: ''یہ بھی مدّت سے اِلہام ہو چکا ہے کہ: إنا انزلناہ قریبًا من القادیان، اور واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں ہے'' یہ بھی کفر ہے، کیونکہ قرآن شریف میں لفظ ''قادیان'' جو موجود نہیں ہے، سو اس کو ہے کر کے اِعتقاد رکھا، جو لفظ قرآن شریف میں بالاجماع نہیں ہے اس کو ہے کر کے اِعتقاد رکھنا کفر ہے۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں لکھا ہے:

''قد اجمع المسلمون ان القرآن المتلو فی جمیع أقطار الأرض المکتوب فی المصاحف بأیدی المسلمین مما جمعه الدفتان من اول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الیٰ آخر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ انه کلام الله ووحیه المنزل علٰی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم وان جمیع ما فیه حق وان من نقص منه حرفًا قاصدًا لذالک، أو بدّله بحرف آخر مکانه، أو زاد فیه حرفًا مما لم یشتمل علیه المصحف الذی وقع علیه الإجماع وأجمع علٰی انه لیس من القرآن عامدًا لکل هٰذا انه کافر۔'' (الشفاء قاضی عیاض ص:۲۶۴، طبع مصطفی البابی)

اب ہم اہلِ اسلام کو معلوم کراتے ہیں کہ جو شخص ایسے دعوے کرتا ہے، سو وہ نہ نبی ہے، کیونکہ نبوّت ہمارے نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔

اور نہ مسیحِ موعود ہے، کیونکہ مسیحِ موعود وہ عیسیٰ بن مریم ہیں جن پر اِنجیل نازل ہوئی تھی، اور اَب آسمان پر زِندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہو کے شریعتِ مصطفوی پر حکم فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

اور نہ کوئی اولیاء اللہ میں سے ہے، کیونکہ اولیاء اللہ اس قسم کے شیطانی دعوے نہیں کرتے، جس سے شریعتِ مصطفوی ہدم ہو، اگرچہ منصور حلّاج وغیرہ بعض اولیاء اللہ سے مثل: ''انا الحق!'' وغیرہ کلمے صادر ہوئے، سو اس پر انہوں نے کسی کو دعوت نہیں کئے، بلکہ وہ بے خودی میں ہوتا تھا جو شہودِ حق تعالیٰ ان پر غالب ہو کے اپنے سے غائب ہو جاتے تھے اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکل آتے تھے، اور وہ اقوال قابلِ تأویل رہتے تھے، اس لئے محققین ان کو معذور رکھے ہیں، بلکہ یہ شخص جو کفریات کا زعم کرتا ہے سو اس کے اقوال کسی قسم سے تأویل پذیر نہیں، پھر وہ متعدّد وجوہ سے شرع شریف کے رَدّ سے مرتد و زِندیق و کافر ہے، اور مصداق ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے کہ:

”لا تقوم الساعة حتّٰی تخرج ثلاثون کذّابًا، وفی روایة: دجّالًا کلهم یزعم انه رسول اللّٰه۔“ (فتح الباری ج:٦ ص:۴۵۴)

ان دجالوں میں سے ایک دجال ہے، پھر جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر ومرتد ہے، اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اس کی عورت حرام ہوتی ہے، اور اپنی عورت کے ساتھ جو وطی کرے گا سو وہ زنا ہے، اور ایسی حالت میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولدالزنا ہوں گے، قال فی التنویر والکنز:

”وارتداد أحدهما فسخ فی الحال۔“ (درمختار ج:۳ ص:۱۹۳)

اور بزازیہ میں ہے:

”ولو ارتدّ والعیاذ باللّٰه تحرم امرأته ویجدد النکاح بعد إسلامه والمولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمة الکفر ولد زنا۔“

اور مفتاح السعادت میں ہے:

”ویکون وطیه مع امرأته زنا والولد منهما فی هٰذه الحالة ولد الزنا وإن اتی بکلمتی الشهادة بطریق العادة۔“

اور مرتد بغیر توبہ کے مرگیا تو اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھنا اور اس کو مقابر اہلِ اسلام میں دفن نہیں کرنا، بلکہ بغیر غسل وکفن کے کتے کے مانند گڑھے میں ڈال دینا ہے۔ اشباہ والنظائر میں ہے:

”وإذا مات او قتل علٰی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا أهل ملة فإنما یلقٰی فی حفرة کالکلب۔“ (الاشباہ ج:۱ ص:۲۹۱، الفن الثانی)

اور بحرالرائق میں ہے:

”اما المرتد فلا یغسل ولا یکفن فإنما یلقٰی فی حفرة کالکلب۔“

چونکہ طالبانِ حق کی آگہی منظور ہے، اس لئے بطور اِجمال کے اتنے ہی پر اِکتفا کرکے ختم کلام کرتے ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ نے جس کے نصیب میں توفیق لکھی، اس کو کافی ہے، وما علینا إلّا البلاغ المبین، وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه ربّ العالمین وصلی اللّٰه علٰی خاتم الأنبیاء والمرسلین سیّدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وسلم! مرقوم ۳۰؍شعبان ۱۳۱۱ ہجری

کتبه عبیداللّٰه بن صبغة اللّٰه
قاضی الملک بدر الدولة کان اللّٰه لهما

هذا الجواب صحیح بلا إرتیاب، جزی اللّٰه المجیب عنّا خیر الجزاء إلٰی یوم الحساب!

احمد علی عفا اللّٰه عنه

یهدی من یشاء ویضل من یشاء!

باعثِ تحریر اس مقال وموجبِ تفصیل ایں اِجمال آنکہ شخصے قادیانی از نواحی پنجاب خروج کردہ عوام کالانعام را در دامِ ضلالت انداختہ وخود را مثیل حضرت عیسیٰ بلکہ مسیح موعود شمردہ، دعوتِ نبوّت ورِسالت می دارد کہ مرسل خداوند تعالیٰ ام واشارہ آیت: ''وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ'' بطرف خود است، ومصداق آیت: ''ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ'' (الصّف:۹) خود را می پندارد ومیگوید کہ برخود اِلہام شدہ کہ: ''اِنّا انزلناہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل'' حالانکہ وبالحق آہ آیت قرآن مجید است کہ مرجع آں بسوی قرآن است نہ درشانِ ایں خبیث، بلکہ عبارت بالائی مہمل بآں منضم ساختہ وچوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنصِ قطعی خاتم النّبیین بودند ولا نبی بعدہ دراَحادیث واقع شدہ، وہم نزول فرشتہ واِظہارِ معجزات وغیرہ اُموراز لوازمِ رِسالت بودہ است، ونیز عیسیٰ علیہ السلام اَبرص واَکمہ راتندرست می ساخت، واِحیای مردگان می کرد کہ بنصِ صریح ثابت است، وخدائی تعالیٰ اورا بالائی آسمان زندہ بردو در آخرزمان برمنارۂ بیت المقدس نزول خواہد کرد، وخروجِ دجال وقتلِ او دجال را، واِمامت مہدی واِقتدای عیسیٰ علیہ السلام، وغیر ذالک اُمورکہ باَحادیثِ متواترہ بہ ثبوت پیوستہ وعلمائے اُمت برآں اِتفاق کردہ اند ایں ہمہ اُمور قادح نبوّت او بودہ اند پس چارۂ ندید بجز اِنکار ایں ہمہ اُمورِ صریحہ قاطعہ ازاں کہ ختمِ نبوّت بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدہ وہیچ معجزہ مثل مسیح از وبظہور نہ پیوستہ ونہ طاقت آں می دارد، ونہ دجال خروج کردہ است کہ جنگ از و واقع شود، ونہ او از مسجد دمشق فرود شدہ وہم احادیثیکہ اہل سنت برآں استناد وحجت می آرند آں را بمعانی غلط ودروغ برائی نمائش جہلا پرداختہ وآیاتے راکہ درحق عیسیٰ علیہ السلام دارداند: ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' (النساء:۱۵۹)، ''وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ'' (النساء:۱۵۸)، و''یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' (آل عمران:۵۵) وغیر ذالک بہ تفسیر وتعبیر دروغ وکذب می پروارد کہ مخالف اقوال سلف است کہ صحابہؓ وتابعینؒ اندوی گوید روحش پرواز گشتہ وجسدش در زیرزمین مدفون گشتہ وایں بعینہٖ اِعتقادِ یہود وفرقۃ الانصاری بودہ پس کسیکہ اینچنین اِعتقاد دارد وپیش علمائی حقانی کافر ومرتد است وحکم اِرتداد بروجاری می شود وآں کہ خودرا مثیل مسیح میشمر وبیشک او مثیل مسیح الدجال است کہ مخبرِ صادق بآں خبر دادہ، کمار واہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''لا تقوم الساعۃ حتّٰی تبعث دجّالون کذّابون قریبًا من ثلاثین، کلھم یزعم انہ رسول اللہ'' (مسلم ج:۲ص:۳۹۷،کتاب الفتن)۔

پس برحکامِ اسلام ومسلمین وقضاۃ ومفتیین لازم است کہ بدفع ایں شریر پردازند وآیۃ فیض پیراہ: ''اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ'' (البروج:۱۰) رانصب العین داشتہ فتنہ عظیم ایں کس را درمیانِ اہلِ اسلام انداختہ است دورسازند، واللہ اعلم بالصواب وإلیہ المرجع والمآب!

کتبہ: محمد سعید
مفتی مجلس عدالت عالیہ حیدرآباد دکن کان اللہ لہ

ما استدل علیه بالآیات الصریحة الجلیة و الأحادیث الشهیرة القویة و النقول المعتمدة السنیة احری بالقبول و الیق بالعمل فاللازم علی الرجل المسئول عنه و أتباعه أن یتوبوا عن سوء اقوالهم وإعتقاداتهم، وبالله التوفیق!

کتبه:

محمود بن صبغة اللہ کان اللہ لهما

الجواب صحیح
سیّد محمد علی قادری عفی عنه

هٰذه الفتویٰ صحیحة بلاإرتیاب
کتبه سیّد شاہ محمد عفا اللہ عنه

الجواب صحیح
کتبه سیّد عظمت پیران قادری للہ

هٰذاالجواب صحیح
احمد محی الدین

در المجیب المصیب اصاب من اجاب
میر حیدر علی

هٰذاالجواب صحیح
کتبه محمد عبدالقادر عفی عنه

یہ جواب مطابق مذہب حق کے ہوا ہے
غلام محی الدین عفی عنه

الجواب صحیح
علی موسیٰ رضا عفی عنه

الجواب صحیح بلاارتیاب
ابوالحسین شهاب الدین احمد

صحیح الجواب
محمد سلیم قدرت الناصری

الجوب، نحن نتبع علی ما قال علمائنا جزی اللہ عنا المجیب الفاضل و الشیخ الکامل خیر الجزاء
کتبه محمد غوث کان اللہ له

نشانِ مہر

***

درّۂ زاہدیہ

بر

فرقۂ احمدیہ

از

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقیقتِ حال!

مقصود ہے گزارشِ احوال واقعی
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

عام مسلمانوں کو یہ بات پوری طرح معلوم ہے کہ اسلام کو جتنا نقصان پہنچانے کی کوشش قادیانی اور احمدی جماعت نے کی ہے، اتنی شاید ہی کسی اور جماعت نے کی ہو، اور یہ لوگ اپنے اس باطل اِرادے میں کچھ حد تک کامیاب ہوئے، جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی اَحکام سے پوری واقفیت نہیں رکھتے اور یہ ان کو دھوکا دے کر اپنا مطلب پورا کرلیتے ہیں۔ مسلمان ان کی ظاہری شکل وصورت، اقوال وافعال پر اِعتبار کرلیتے ہیں، جس سے ان کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑتا ہے، انہی دھوکے بازیوں کی ایک چال یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو اپنی لڑکیاں نکاح میں دینا کفر اور بہت بڑا جرم سمجھتے ہیں، مگر مسلمانوں کی لڑکیوں کو نکاح میں لانے کے لئے طرح طرح کے حیلے تلاش کرتے ہیں، جس سے غرض مسلمانوں کی بے عزتی اور اپنا جال پھیلانا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ایک واقعہ دوالمیال، ضلع جہلم میں بھی پیش آیا ہے، یہ جگہ اس تمام علاقے میں احمدیوں کا مرکز ہے، یہاں پر ان کی تعداد بہ نسبت دیگر مقامات کے زیادہ ہے، اور ان کے تعلقات مسلمانوں سے بہت ہیں، یہ لوگ مسلمانوں کی لڑکیاں نکاح میں لانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ اِدھر مسلمانوں کو کہہ دیا کہ ہم مسلمان ہیں، اُدھر احمدیوں کو اپنا عہدنامہ لکھ کر دے دیتے ہیں، تاکہ جب تک برسرِ روزگار نہ ہوئے کام چلاتے رہیں۔ مسلمان ان کے اس ظاہری بیان سے مطمئن ہوجاتے ہیں۔۔۔ جیسا کہ ان کی شریعت کا حکم ہے۔۔۔ مگر بعد میں ان کو ذِلت اُٹھانی پڑتی ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ہوا کہ مسمّٰی مسعود احمد سکنہ موضع مذکور نے سنی لڑکی سے نکاح کیا اور احمدیوں کو عہدنامہ لکھ دیا، جس کی اصلی عبارت درج کی جاتی ہے:

''میں جب ملازم ہوگیا تو احمدی ہوجاؤں گا اور سسرال کا رِشتہ توڑ دُوں گا، اور قادیان شریف میں شادی کرلوں گا، اگر میں احمدی نہ ہوا، تو کافر کا فر کافر اسی وقت سے ہوجاؤں گا۔''

اس عہدنامے کی تحریر کا مقصد تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اِدھر مسلمان لڑکی جو اس کے نکاح میں ہے، وہ بھی نہ جائے، اور اُدھر احمدیت کا بھی پورا پورا اِعتبار باقی رہے۔ اِتفاقاً یہ عہدنامہ اس کی بیوی کو مل گیا، اس نے جب یہ حالات معلوم کئے تو اپنے رشتہ

داروں کے مشورے کے موجب قانونی اور شرعی دونوں کارروائیاں اس خاوند کے خلاف کیں۔ سرکارِ انگریزی نے اس کو فسخِ نکاح کی ڈگری دے دی، اور اس طرح شریعتِ اسلامیہ نے اس کو فسخِ نکاح کا حکم دیا۔ ان دونوں فیصلوں کے بعد اس کی بیوی نے دُوسرے مسلمان مرد سے نکاح کرلیا۔ اسی شہر دوالمیال میں مولانا حاجی حافظ سیّد لال شاہ صاحب خلیفہ حضرت غوث زمان میرویؒ ہیں، آپ نے جو اِسلامی خدمات انجام دیں، وہ اظہر من الشّمس ہیں، خصوصاً شیعہ اور مرزائی فرقوں کے خلاف آپ نے نہایت ہی اِستقلال اور جواں مردی سے مقابلہ کیا، اور اسی جہاد فی سبیل اللہ کا نتیجہ ہے کہ باوجود کئی کوششوں اور تدابیر کے اس علاقے میں قادیانیت ترقی نہ کرسکی، اور دوالمیال میں بھی مسلمانوں کی کافی تعداد بحمداللہ موجود ہے، یہ صرف آپ کے وجودِ مسعود کا فیض ہے۔ احمدی ہمیشہ اس تاک میں رہتے تھے کہ کوئی ایسا معاملہ پیش آئے کہ نہ تو مقابل ہوں اور نہ مدعی ہوں اور جناب شاہ صاحب کو ذِلت پہنچے مگر:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۲:۔۔۔ادھر اس لڑکی کا حقیقی بھائی نور اِلٰہی جس نے بذاتِ خود اس کے فسخِ نکاح کی کوشش کی، مقدمات کی پیروی بھی اسی نے کی، اور دیوبند وغیرہ مقامات سے فتاویٰ طلب کرنے میں بھی یہی انسان درپیش رہا۔ اس کی خواہش تھی کہ میری بہن میری مرضی کے مطابق شادی کرے، مگر والدہ اور دُوسرے بھائی اور لڑکی کی مرضی دُوسری جگہ پر ہوگئی، جس پر اس کے بھائی نور اِلٰہی نے اس معاملے کو خراب کرنا چاہا۔ ہمارے اس بیان کی شہادت پر موضع تترال کے دو معتبر گواہ ہیں، جن کا یہ بیان حلیفہ ہے، جو نور اِلٰہی نے ان سے بیان کیا تھا۔

۳:۔۔۔جناب شاہ صاحب کے حقیقی بھانجے رفیع الدین شاہ صاحب ہیں، جو آپ کے شاگرد بھی ہیں، وہ ذاتی عداوت کی وجہ سے شاہ صاحب کے خلاف موقع کی تلاش میں تھے۔ ان تینوں رقیبوں کو موقع مل گیا اور خوب دِل کھول کر ان کی مخالفت میں ڈٹ گئے۔ علمائے کرام کے پاس دوڑے، مگر کوئی مسلمان جس کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، کب احمدی نوازی کرسکتا ہے؟ سب علمائے کرام نے ان کو منہ توڑ جواب دیا، مگر جویندہ یابندہ ہے، ان کو ایک مولوی صاحب مل گئے، جن کا نام نامی کرم اِلٰہی ہے، آپ منڈی بہاءالدین کے ہائی اسکول میں ٹیچر ہیں، انہوں نے ایک دُوسرے مولوی صاحب سے جو نکاح خوانوں کے گرد آور ہیں، فتویٰ حاصل کیا کہ یہ عہدنامہ قسم ہے۔۔۔اس کا اِقرار ان کی طرف سے ایک عام مجمع میں انسپکٹر پولیس کے سامنے ہوا۔۔۔ مولوی صاحب نے تمام علمائے اسلام کی مخالفت کا بارِ عظیم بلاسوچ سمجھ کے سر پر اُٹھایا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ نکاح اَز روئے شریعت فسخ نہیں ہوا۔ چونکہ ہمارے پاس دُنیائے اسلام کے بزرگ ترین علمائے کرام کے فیصلے موجود تھے، اس لئے ہم کو تو کسی قسم کی تحقیق کی ضرورت نہ تھی، لیکن مخالفوں نے یہ شور مچایا کہ ہم مولوی صاحب کو لائیں گے جو اس نکاح کو توڑ کر لڑکی ہمارے حوالے کردیں گے۔ اس لئے ہم نے مسلمانوں کے زیادہ اِطمینان کے لئے جناب مولانا الحاج القاضی محمد زاہد الحسینی زید مجدہم کو جلسے میں تشریف لانے کی دعوت دی، آپ نے اس کام کو فی سبیل اللہ سمجھ کر ہماری دعوت کو قبول فرمایا اور ۲۹؍جون (۱۹۴۰ء) کو تشریف لائے۔

مختصر کیفیتِ مناظرہ

یکم جولائی (۱۹۴۰ء) تاریخِ مناظرہ مقرّر تھی، مخالفین کے مولوی صاحب کا اِنتظار رہا، آپ بمشکل تمام تقریباً گیارہ بجے دوالمیال تشریف لائے، چونکہ اس معاملے کی اصلی کیفیت جناب آغا صاحب انسپکٹر پولیس کو معلوم تھی، اس لئے انہوں نے فریقین سے اپنے اپنے دلائل طلب کئے، ہماری طرف سے تمام دلائل اور فتاویٰ پیش کئے گئے، جن کو فریقِ مخالف کے رُکنِ اعلیٰ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے قلم سے لکھ کر دیوبند ودیگر مقامات سے منگوایا تھا، اور اس کا اِقرار تمام مجمع کے سامنے انہوں نے کیا۔ مخالفین کے اِستفتاء کی عبارات بالکل بدلی ہوئی تھیں، ان کے پاس کوئی دلیل اور کارآمد فتویٰ موجود نہ تھا، انسپکٹر صاحب نے پوری حقیقت معلوم کرلی، آخر مناظرہ چار بجے شروع کردیا گیا۔ تمام مسلمان اس مسجد میں جمع ہوئے جس میں سوائے اہلِ اسلام کے اور کسی کا دخل نہ تھا، اس میں صرف اللہ کی عبادت اور اس کے سچے رسول کی اِطاعت کی جاتی تھی، مگر مخالف پارٹی نے ''کند ہم جنس با ہم جنس پرواز'' پر عمل کیا، اور اس مسجد میں جا پہنچے کہ جہاں احمدیوں کا کافی قبضہ تھا، اور وہ اسی مسجد میں خدا کے سچے رسول کے حکم کو ٹھکرا کر بناوٹی رسول کے اَحکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ تھا کہ شاید مسلمان اس مسجد میں نہ آئیں گے، مگر ہم اس حقیقت کو روشن کرنے کے لئے وہاں چلے گئے اور توحیدِ خداوندی اور رِسالتِ خاتم الانبیاء کے نعرے لگاتے ہوئے اسی مسجد میں جہاں قادیانی، مولوی صاحب کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے، مناظرہ شروع کردیا گیا۔ موضوعِ مناظرہ یہ تھا کہ عہد کنندہ اسی وقت سے خارج اَز اِسلام ہوا یا نہ؟ ہمارے فاضل محترم نے اپنی خداداد قابلیت اور نورِ ایمان کو واضح وثابت کردیا کہ عہد کنندہ اسی وقت سے خارج اَز اِسلام ہوگیا۔ فریقِ مخالف نے یہ دعویٰ کیا کہ الفاظِ مذکورہ ''قسم'' ہیں، جن سے کفارہ ادا کرکے نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ کفر لازم آتا ہے۔ مگر مولانا حسینی نے اس موضوع کو اس طرح صاف کردیا کہ تمام مسلمانوں کے ذہن نشین ہوا اور حق باطل پر غالب آیا۔ فریقِ مخالف کے مولوی صاحب کی جو حالت میدانِ مناظرہ میں ہوئی، اس کو مختصراً درج کیا جاتا ہے:

۱:۔۔۔ مولوی صاحب جب اِثباتِ مدعا کے لئے کھڑے ہوئے تو اتنی ہیبت آئی کہ بسم اللہ نہ پڑھ سکے، قاضی صاحب نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی: ''کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ فھو ابتر'' پڑھ کر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وجہ طلب کی، آخر لاجواب ہوکر غلطی کا اِعتراف کرتے ہوئے بہ آوازِ بلند بسم اللہ پڑھی، یہ پہلی ہار تھی۔

۲:۔۔۔ ''شرح وقایہ'' کے متعلق بتلایا کہ یہ مولوی عبدالحی صاحبؒ کی تصنیف ہے۔

۳:۔۔۔ تسلیم کرلیا کہ اِرادۂ کفر سے کافر ہوجاتا ہے۔

۴:۔۔۔ مان لیا کہ احمدی کافر ہیں۔

۵:۔۔۔ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب ''جامع الفصولین'' کا نام ''جامع الفصول'' بتلایا۔

۶:۔۔۔ ''تعلیق الکفر بأمر'' اور ''تعلیق الأمر بکفر'' کا فرق نہ بتلاسکے۔

حقیقت میں مناظرہ ہی کیا تھا، ایسے فاضل نوجوان محقق مفتی علامہ کے مقابلے میں بچوں کا ٹیچر کیا تاب لاسکتا ہے۔۔۔!

مخالفین کو سخت ندامت اور رُسوائی ہوئی۔ اگرچہ یہ مسئلہ صاف تھا، مگر ہم نے اس خیال سے کہ تمام مسلمانوں کو ان کے فتنے سے آگاہ کیا جائے تاکہ کوئی مسلمان اپنی لڑکی ان کو نکاح میں نہ دے، جناب قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس عنوان پر جامع مانع ایک رسالہ تحریر فرمائیں، الحمدللہ! کہ آپ نے ہماری اِلتجا کو قبول فرماکر اپنے علمی انداز میں رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ جو کچھ میں نے عرض کیا لفظ بہ لفظ دُرست ہے، وَاللّٰہُ عَلٰی مَانَقُوْلُ وَکِیْلٌ ، فقط!

عبدالحق شاہ

مسئلہ اِرتداد کی مختصر کیفیت

ایک مسلمان کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اگرچہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو،[۱] مگر تاہم اس کو مسلمانوی صفت سے موصوف سمجھا جاتا ہے، کوئی گناہ کرنے سے اس کا ایمان زائل نہیں ہوتا۔[۲] مگر اِرتداد ایک ایسا جرم ہے کہ جس کے کرنے سے وہ اِسلام سے بالکل نکل جاتا ہے، اور اس کی مغفرت ہرگز نہیں ہوسکتی،[۳] کفر فی الحال وہ کسی مسلمان کا دائرۂ اسلام سے نکل جانا ہے جس کو مرتد کہتے ہیں، کفر فی الاستقبال یعنی جب کوئی مسلمان اسلام سے نکل جانے کا اِرادہ کرتا ہے، وہ اسی وقت اسلام سے نکل جاتا ہے،[۴] اور اس کا وجود اس حد تک نجس ہوجاتا ہے کہ اسلامی شریعت میں اس کی سزا قتل ہے،[۵] یعنی اگر مسلمان بادشاہ ہو تو ایسے انسان کو جس نے اپنے مقدس اور برتر مذہب کو چھوڑ کر دُوسرا مذہب اِختیار کرلیا ہو، قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور اس کی عورت اس سے جدا ہوجائے گی،[۶] اس کے سب کام برباد اور ضائع ہوں گے اور وہ ایسا ہوگیا کہ اس نے کوئی نیکی کی ہی نہ تھی،[۷] قرآنِ کریم میں یہ اَحکام مفصل طریقے پر موجود ہیں۔

مرتد کی بہت سی اَقسام ہیں، جس کی مشہور اقسام درج ذیل ہیں:

۱:۔۔۔زمانۂ قریب یا بعید میں کفر کا اِرادہ کرے۔

۲:۔۔۔اپنے مذہب میں شک کرے۔

۳:۔۔۔اپنے کافر ہونے کو کسی شرط پر دِل میں خیال رکھے۔

۴:۔۔۔زبان سے کافر ہونے کو کسی کام پر مشروط اور موقوف رکھے۔

---

(۱) قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ”وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ“ (النساء:۴۸)۔

(۲) والکبیرۃ۔۔۔۔۔۔ لاتخرج العبد المؤمن من الإیمان۔ (شرح العقائد النسفیۃ ص:۱۰۷،۱۰۶، طبع مکتبہ خیر کثیر۔

(۳) قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ”وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ“ (البقرۃ:۲۱۷)۔

(۴) ومنھا إذا عزم علی الکفر ولو بعد مائۃ سنۃ یکفر فی الحال۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج:۴ ص:۳۸۲، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

(۵) عن عکرمۃ قال۔۔۔۔۔۔ لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بدّل دینہ فاقتلوہ! (بخاری ج:۲ ص:۱۰۲۳، باب حکم المرتد والمرتدۃ)۔

(۶) إرتد أحد الزوجین عن الإسلام وقعت الفرقۃ بغیر طلاق فی الحال۔ (فتاویٰ ھندیۃ ج:۱ ص:۳۳۹، طبع بلوچستان بک ڈپو)۔

(۷) قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ”وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ“ (البقرۃ:۲۱۷)۔

''اِرشاد العباد'' (ص:۴) میں یہ مفصلاً موجود ہے۔ ''لاہوری'' اور ''قادیانی'' یہ دو مشہور فرقے ہیں۔ ''لاہوری'' مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدّد مانتے ہیں، اور ''قادیانی'' اس کو نبی مانتے ہیں۔ قادیانی تو اس لئے کافر ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا کو نبی تسلیم کرتے ہیں، اور لاہوری اس لئے کافر ہیں کہ وہ ایک کافر اِنسان کو مجدّد مانتے ہیں، جس کو مسلمان ماننا بھی کفر ہے۔

بہرحال تمام دُنیا کے مسلمانوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزائی خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی، وہ اسی طرح کافر ہیں جس طرح یہودی، عیسائی، آریہ، مجوسی کافر ہیں۔ لہٰذا جو شخص اِسلام کو چھوڑ کر احمدی ہوا، وہ اسی طرح مرتد ہے جیسا کہ اسلام کو ترک کر کے عیسائی ہوا۔ زیرا کہ کفر تمام ایک ہی ملت ہے: ''الکفر ملّة واحدة'' (شامی ج:۴ ص:۲۰۵، طبع ایچ ایم سعید) خصوصاً احمدی تو مسلمانوں کو بہت ہی بُرا کہتے ہیں۔

مسلمانوں کے متعلق احمدیوں کا حکم

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کچھ حالات ان کے اَحکام کے درج کردُوں جو مرزائیوں، احمدیوں کی طرف سے مسلمانوں کے متعلق صادر ہوتے ہیں، تاکہ یہ اندازہ لگانا دُرست ہوجائے کہ کسی احمدی کو لڑکی دینا سخت بے غیرتی، بے اِیمانی، بلکہ خلافِ انسانیت کام ہے۔

۱:... ''کل مسلمان جو حضرت مسیحِ موعود (مرزا) کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے مسیحِ موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵)

۲:... ''جو شخص غیراحمدیوں کو رِشتہ دیتا ہے، وہ یقیناً مسیحِ موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کوئی غیراحمدی ایسا بے دِین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر تم سے اچھے ہیں کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے، مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔''

(ملائکۃ اللہ ص:۴۶)

۳:... ''غیراحمدی تو حضرت مسیح کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو مسیحِ موعود کا منکر نہیں۔ ایسے سوال کرنے والے سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ دُرست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟'' (انوارِ صداقت ص:۹۱)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا مرتبہ اس ملعون قوم کے ہاں صرف کافر، عیسائی، ہندو جیسا ہے، اور ان کے نابالغ بچے بھی کافر ہیں۔ تو لعنت ہے اس انسان پر جو مسلمان کہلا کر احمدیوں سے نکاح کرے اور نکاح کو جائز سمجھے، وہ دراصل زنا کو حلال کہتا ہے۔

اصلی مقصد کی تفصیل

چونکہ ہمارا اصل مدعا تو یہ تھا کہ مسمّٰی مسعود احمد نے جب کفر کا اِرادہ کرلیا، وہ اسی وقت سے کافر ہوگیا، لہٰذا اَب ہم ضروری تمہید بیان کرنے کے بعد اصل مسئلے پر بحث کرتے ہیں۔

اِرادۂ کفر کا حکم

چونکہ اسلام ایک نہایت ہی مقدس اور اعلیٰ مذہب ہے، اس لئے اگر ایک انسان کسی وجہ سے یا بلا وجہ اس کو چھوڑنے کا اِرادہ کرے تو وہ اسی وقت سے کافر ہوجائے گا، زیرا کہ اس نے اسلام جیسی نعمتِ عظمیٰ کو ایک ہلکا سا کام سمجھا، اور یہی کفر کی اصلی علت ہے۔ شامی (ج:۴ ص:۲۲۳، طبع ایچ ایم سعید) میں ہے کہ کفر کی اصلی وجہ تو جھٹلانا یا ہلکا سمجھا ہے، **لأن مناط التکفیر ھو التکذیب أو الإستخفاف**، لہٰذا وہ انسان اسی وقت سے کافر ہوجائے گا، یہ مسئلہ تمام کتبِ اسلامیہ میں موجود ہے، مثلاً: حدیث پاک کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ شریف'' کی مستند شرح ''مظاہر حق'' (جلد سوم ص:۱۷۲، طبع ایچ ایم سعید) میں ہے،(۱) فقہِ اسلامی کی مشہور کتاب ''خلاصۃ الفتاویٰ'' (جلد نمبر ۴ ص:۳۸۲) میں ہے:

''إذا عزم الکفر ولو بعد مائة سنة یکفر فی الحال۔''

ترجمہ:... ''جس نے کافر ہونے کا اِرادہ کیا، اگرچہ سو برس کے بعد، وہ فی الحال کافر ہوگیا۔''

میں بوجہ رسالہ کے مختصر ہونے کے ان کتابوں کے نام معہ جلد وصفحہ کے نیچے درج کرتا ہوں، جس کا جی چاہے ان کو دیکھ لے، احقر کے پاس سب کتابیں موجود ہیں:

۱:... فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندیہ، جلد دوم ص:۲۸۹۔

۲:... ردالمحتار المعروف شامی، جلد چہارم ص:۲۲۱ (طبع ایچ ایم سعید)۔

۳:... غایۃ الاوطار شرح درمختار، جلد دوم ص:۵۱۴۔

۴:... بحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد پنجم ص:۱۳۳۔

۵:... طحطاوی شرح درمختار، جلد دوم ص:۴۷۷۔

۶:... سیر القنیہ ص:۱۴۴۔

۷:... جامع الفصولین، جلد دوم ص:۳۱۴۔

۸:... دستور القضاۃ ص:۱۳۱۔

۹:... مالابدمنہ (فارسی) ص:۱۳۸۔

۱۰:... عقائد الاسلام ص:۲۵۴۔

---

(۱) اور جس وقت کہ قصد کیا کفر کا اگرچہ بعد سو برس کے ہوگا کافر ہوجاتا ہے فی الحال۔ (مظاہر حق ج:۳ ص:۱۷۲، طبع ایچ ایم سعید)۔

ان کتابوں کے سوا دیگر تمام اسلامی کتابوں میں یہ مسئلہ صاف طریقے پر موجود ہے کہ جو شخص کافر ہونے کا ارادہ کرے، وہ اسی وقت سے کافر ہوجاتا ہے اور اس کی عورت پر طلاق ہوجاتی ہے۔

کلماتِ کفر کہنے کا حکم

چونکہ اسلام اور کفر بلکہ تمام اُمور طلاق، نکاح، بیع، شراء، اِطاعت، نافرمانی وغیرہا اُمور کا تعلق صرف زبان ہی سے ہے، اس کی وجہ سے انسان مسلمان بھی ہوتا ہے اور اسی سے کافر بھی ہوتا ہے، جس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اگر ایک انسان نے کفر کا کلمہ زبان سے بکا تو وہ کافر ہوجائے گا اور اس پر کفر کے تمام اَحکام نافذ کردیئے جائیں گے، ''جامع الفصولین'' (جلد دوم ص:۲۹۷، الطبعة الأولیٰ بالمطبعة الأزهرية) میں ہے:

''ومن کفر بلسانه طائعًا وقلبه مطمئن بالإیمان کفر ولا ینفعه ما فی قلبه إذ الکافر انما یعرف بنطقه فلا نطق بکفرٍ کفرٌ عندنا وعند الله تعالیٰ۔''

ترجمہ:۔۔۔''اور جو بلاکسی خیر کے زبان سے کفر کہے، اس کا دِل ایمان سے مطمئن ہو، تو کافر ہوجائے گا، اسے دِل کی بات نفع نہ دے گی، زیرا کہ کافر تو زبان ہی سے پہچانا جاتا ہے، پس اگر کفر سے بولا تو ہمارے اور اللہ کے ہاں کافر ہے۔''

اِعتراضات

اگرچہ اتنی مفصل اور مدلل بحث کے بعد کسی مسلمان کو اس اَمر میں شک نہیں ہوسکتا کہ کفر کا کلمہ کہنے سے اور اِرادۂ کفر کرنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے، خواہ صرف زبان سے کلمہ کفر کہے یا مدّت کے بعد کافر ہونے کا اِرادہ کرے۔ مگر وہ انسان جو ضدی اور متعصب ہو، وہ اس کے خلاف صدا بلند کرتا ہے، چونکہ ہم کو صرف تحقیقِ حق مقصود ہے، اس لئے ہم ان اِعتراضات کو بھی تفصیل سے بیان کرتے ہیں، جو اس مسئلے پر وارِد ہوسکتے ہیں، اور پھر ان کے دندان شکن جواب ذِکر کرتے ہیں، تاکہ مسلمانوں کو زیادہ واقفیت ہو اور مخالفین کو اپنی ناقابلیت کا پتا چل جائے۔ وہ اِعتراضات یہ ہیں:

۱:۔۔۔یہ مشہور اور مُسلَّمہ قاعدہ ہے کہ جب ایک انسان میں ایک کم سو کام ایسے ہوں جن سے کفر لازم آتا ہو، اور صرف ایک کام اسلام کا ہو تو وہ مسلمان ہی رہے گا، اس کے کفر سے اِحتراز لازم ہے۔

۲:۔۔۔جو عبارات نقل کی گئی ہیں، یہ صرف ایک قول ہے، علماء کا فتویٰ اس پر نہیں ہے۔

۳:۔۔۔زبان سے اگر کفر کا کلمہ کہے، مگر جب دِل میں اسلام ہے تو وہ مسلمان ہی رہے گا۔

۴:۔۔۔اگر واقعی انسان کفریہ کلمات کہنے سے کافر ہوجاتا ہے تو اس کو تجدیدِ اسلام کے بعد تجدیدِ نکاح کافی ہے۔

۵:۔۔۔فسخِ نکاح کے لئے قاضیٔ اسلام کی قضاء شرط ہے۔

۶:۔۔۔عہدنامہ مذکورہ میں یہ الفاظ کہ: ’’اگر میں احمدی نہ ہوا تو کافر ہوجاؤں گا‘‘ یہ الفاظِ قسم ہیں، اور قسم میں کفارہ دے دینا کافی ہے، کفر لازم نہیں آتا۔

یہ وہ مشہور اِعتراضات ہیں جو کم علمی یا ضد کی وجہ سے اس مسئلے پر وارِد ہوسکتے ہیں، ان کے جوابات بھی تفصیل وار ملاحظہ فرمائیں۔

جوابات

۱:۔۔۔اس جواب کو سمجھنے کے لئے ایک تمہید کا سمجھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ علاماتِ کفر اور کفریہ کام اور چیز ہے، اور کلماتِ کفر کا کہنا یہ شے دیگر ہے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ ایک شخص شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، جوا کھیلتا ہے، بے نماز ہے، زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، جھوٹ بولتا ہے، وغیرہا، کئی ایسے اُمور کرتا ہے جو کفر کی علامات ہیں، مگر وہ اسلام کے خلاف زبان سے حرف تک نہیں نکالتا، بلکہ اسلام کو سچا مذہب جانتا ہے، اور بُرے کام کو بُرا ہی سمجھتا ہے۔ تو ایسے شخص کو کافر نہ کہا جائے گا، بلکہ مسلمان ہی رہے گا۔

اس کے برخلاف ایک دُوسرا اِنسان ہے جو نماز پڑھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، داڑھی رکھتا ہے، قرآنِ کریم پڑھتا ہے، مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور اِنسان کو بھی نبی مانتا ہے، یا زِنا، یا شراب وغیرہما اور حرام کو حلال جانتا ہے، تو ان صورتوں میں وہ اسی وقت کافر ہوجائے گا، اسی کو لزومِ کفر اور اِلتزامِ کفر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لزومِ کفر کی پہلی، اور اِلتزامِ کفر کی دُوسری صورت ہے۔

بہرحال جب ایک انسان نے اپنی زبان سے کفر کا کلمہ کہا تو وہ کافر ہوجائے گا، اگرچہ اس کی نیت نہ ہو:

’’إلَّا إذا صرَّح بإرادة موجب الكفر فلا ينفعه التأويل حينئذٍ‘‘

(شامی ج:۴ ص:۲۲۴، طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ:۔۔۔’’مگر جب اس نے کفر کو واجب کرنے والے اِرادے کو ظاہر کیا تو اَب تأویل نفع نہ دے گی۔‘‘

اسی طرح بحرالرائق شرح کنز الدقائق وفتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص:۳۰۳ وغیرہما میں ہے۔

۲:۔۔۔یہ مسئلہ تمام علمائے کرام کے ہاں متفق علیہ ہے، آج تک کسی عالمِ دین محقق نے اس میں اِختلاف نہیں کیا، بلکہ آج بھی تمام علمائے اسلام اسی پر حکم دے رہے ہیں:

’’من تكلم بكلمة الكفر هازلًا أو لاعبًا كفر عند الكل۔‘‘

(شامی ج:۴ ص:۲۲۴، طبع ایچ ایم سعید)

اور خلاصۃ الفتاویٰ (جلد چہارم ص:۳۸۳) اور کتاب مطالب السنیہ (ص:۶۸) وغیرہا کتبِ اسلام میں یہ مسئلہ مصرّحاً موجود ہے۔

۳:۔۔۔صرف قول ہی پر سب کاموں کا دارومدار ہے، کفر، ایمان، نکاح، طلاق وغیرہا تمام اُمور موقوف ہیں، اِعتقاد میں ان کا کوئی دخل نہیں، جو اِنسان کفر کا کلمہ منہ سے نکالتا ہے، وہ اسی وقت کافر ہوجاتا ہے، اس سے نیت وغیرہا کا سوال نہ کیا جائے گا، اگر وہ اپنے اِرادے اور نیت کے متعلق یہ کہہ دے کہ میری نیت تو کافر ہونے کی نہ تھی، لیکن اس کا ہرگز اِعتبار نہ ہوگا، قاضی اس بات کو نہ مانے گا اور اس پر حکمِ کفر دے دے گا، یہ مسئلہ بھی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ علامہ شامی، جلد چہارم صفحہ:۲۲۴ (طبع ایچ ایم سعید) میں فرماتے ہیں:

”والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلًا أو لاعبًا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقاده۔“

ترجمہ:۔۔۔”حاصل یہ کہ جو شخص ہازلاً یا لاعباً کلمۂ کفر کہے، وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہوجاتا ہے، اور اس کے اِعتقاد کا اِعتبار نہیں۔“

جامع الفصولین (جلد دوم ص:۲۹۷) اور کتاب ”المطالب السنیہ“ (ص:۶۸) وعالمگیری وغیرہما میں ہے:

”إذا اراد ان یتکلم بکلمة مباحةٍ فجریٰ علٰی لسانه کلمة الکفر خطاءً بلا قصدٍ لا یصدقه القاضی۔“

ترجمہ:۔۔۔”جب کسی نے ایک مباح بات کرنے کا اِرادہ کیا تو اس کی زبان پر غلطی سے کفر کا کلمہ جاری ہوگیا، قاضی اس کو سچا نہ سمجھے گا۔“

الغرض اسی زبان سے انسان کہاں جا پہنچتا ہے! انسان کو چاہئے کہ اپنی زبان کو محفوظ رکھے، اُستاذِ کامل علامۂ دمیاطی نے بطور نصیحت کے اِرشاد فرمایا ہے کہ:

”وبالجملة فباب المکفرات واسع جدًّا فلیأمل الإنسان فیما یرید ان یقوله قبل قوله ولا یطلق لسانه فی الکلام فإنه من اکبر أعدائه۔“ (نهایة الأمل ص:۳۷۳)

۴:۔۔۔واقعی یہ دُرست ہے کہ اگر مرتد اِسلام لائے تو وہ دوبارہ نکاح اس عورت سے کرسکتا ہے، مگر اس میں ایک ضروری شرط ہے، وہ یہ کہ اگر اس عورت کی رضا ہو تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، ورنہ اس عورت کی رضامندی نہ ہونے پر اس سے دوبارہ نکاح جائز نہیں، اور اس کو مجبور نہ کیا جائے، بلکہ جہاں اس عورت کی مرضی ہو، نکاح کرسکتی ہے۔

”خلاصۃ الفتاویٰ“ (جلد چہارم ص:۳۸۳) میں ہے:

”ولا تجبر المرأة علٰی ان ترجع إلیه حتّٰی یتزوجها۔“

ترجمہ:۔۔۔”اور عورت کو اس کے لئے مجبور نہ کیا جائے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔“

اسی طرح ”جامع الفصولین“ (جلد دوم ص:۳۱۷)، اور شامی (جلد نمبر ۳ ص:۴۱۴)، واشباہ والنظائر (ص:۲۶۲) وغیرہا کتابوں میں مفصلاً موجود ہے۔

۵:۔۔۔چونکہ اسلام کو ترک کردینا ایک بہت ہی بڑا جرم ہے، لہٰذا اس کے بعد اس کی عورت اس پر فوراً حرام ہوجاتی ہے، اس میں قاضی کی قضاء کی ہرگز ضرورت نہیں، بلا قاضی کے بھی جدا ہوجائیں گے۔

”منہا ان الردّۃ حد الزوجین توجب البینونۃ بینہما فی الحال بدون قضاء القاضی۔“

ترجمہ:۔۔۔”خاوند، بیوی میں ایک کے مرتد ہونے پر فی الحال جدائی واجب ہوجاتی ہے، اس میں قضاءِ قاضی کی ضرورت نہیں۔“

(خلاصۃ الفتاویٰ، جلد چہارم ص:۳۸۳، اورجامع الفصولین جلد دوم ص:۳۱۸، طبع ازہریہ)

۶:۔۔۔یہ اِعتراض مخالفین کے پاس سب سے بڑا ہتھیار تھا، ان کے مولوی صاحب نے اسی کو بار بار پیش کیا کہ یہ قسم ہے، اور قسم کا کفارہ دے دینا کافی ہے، لہٰذا میں اس کو ذرا تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔

پہلا جواب

اس جواب کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہید کا جاننا ضروری ہے کہ یہاں تین باتیں ہیں:

۱:۔۔۔ایک:”**تعلیق الأمر بکفر**“

۲:۔۔۔دُوسرا”**تعلیق الکفر بأمر**“

۳:۔۔۔تیسرا”**تعلیق الکفر بکفر**“

پہلے کلام کا مطلب یہ کہ ایک آدمی اپنے کسی کام کو کفر پر معلق کردے، مثلاً: اس نے کہا:”میں ضرور کوہاٹ جاؤں گا، اگر نہ گیا تو کافر ہوں گا“ اس میں اس نے اپنے کوہاٹ جانے کو کفر پر معلق اور مشروط کردیا ہے۔ ظاہر ہے ایسا کلام کرنے والے کا مدعا صرف اپنے بیان کی پختگی بیان کرنا ہوتا ہے کہ میں کوہاٹ ضرور جاؤں گا۔

دُوسرے کلام کا مطلب یہ کہ ایک آدمی اپنے کافر ہونے کو کسی کام پر معلق اور مشروط رکھے، مثلاً: اس نے کہا: اگر کل بارش ہوئی تو میں کافر ہوجاؤں گا“ یا جیسا کہ مسعود احمد نے کہا:”جب میں ملازم ہوا تو احمدی ہوجاؤں گا“ ان کلاموں میں مقصود تو کافر ہونا ہے، مگر فی الحال نہیں، اس نے کافر ہونے کو ایک شرط پر موقوف کردیا ہے، ایسی صورت میں وہ اسی وقت کافر ہوجائے گا، خواہ وہ کام ہو یا نہ ہو۔ لہٰذا مسمّٰی مسعود کا یہ کلام اسی قسم سے ہے، وہ اسی وقت کافر ہوگیا۔”**ان کان کذا کفرت، کفر فی تلک الساعۃ**“ (ترجمہ: اگر یہ کام ہوا تو میں کافر ہوجاؤں گا، اسی وقت کافر ہوجائے گا)۔ کتاب”سیر القنیہ“(ص:۱۴۲) اور”جامع الفصولین“ (جلد دوم ص:۲۹۷) وغیرہا میں موجود ہے۔

تیسرے کلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کافر ہونے کو کفر پر معلق کرے، مثلاً: مسعود احمد نے کہا کہ:”میں اگر احمدی نہ ہوا تو کافر ہوجاؤں گا“ اس کلام میں اس نے اپنے کافر ہونے کا اِرادہ کیا، اس طرح اس کی تاکید کی اور اپنے اِرادے کو پختہ کردیا کہ اگر وہ احمدی نہ ہوتا تو کافر ہوگا، یعنی ضرور کافر ہوگا، ہرگز وہ احمدیت کو نہ چھوڑے گا۔ یہ اس عہدنامے کا دُوسرا جز ہے، جو مسمّٰی مسعود احمد نے

لکھا ہے، پس اگر وہ احمدی ہوا تب بھی کافر، اور اگر احمدی نہ ہوا تب کافر ہوا، بالکل صاف مطلب ہے۔ یہ عہد نامہ درحقیقت اس کے کفر کی سند ہے، قسم وغیرہ ہرگز نہیں۔

دُوسرا جواب

اگر اس عہد نامے کا پہلا حصہ دیکھا جائے تو معاملہ بالکل صاف ہے کہ اس نے عہد کیا: ''جب میں ملازم ہوا تو احمدی ہوجاؤں گا'' اس میں صاف طور کفر کا اِرادہ موجود ہے، یہ قسم وغیرہ نہیں۔ اسی وجہ سے مخالفین کے مولوی صاحب نے بھی اس کو ہاتھ نہیں لگایا، حالانکہ تمام کلاموں کو جب تک اوّل سے آخر تک نہ دیکھا جائے گا، معنی معلوم نہ ہوسکے گا۔ مولوی صاحب نے آخری جز کو لیا جو ہمارا عین مدعا تھا۔ بہرحال یہ کلام چونکہ اِرادۂ کفر پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اسی وقت کافر ہوگیا۔

تیسرا جواب

یہ آخری جملہ قسم نہیں ہوسکتا، زیرا کہ قسم کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ قسم اُٹھانے والا مسلمان ہو، اگر کافر نے قسم اُٹھائی تو لغو اور باطل ہوجائے گی، جب مسعود نے یہ کہا کہ: ''میں جب ملازم ہوا کافر ہوجاؤں گا'' اس کلام کے کہنے سے وہ اسی وقت کافر ہوگیا۔ اب اگر تھوڑی دیر کے لئے اس کے آخری کلام کو قسم مان بھی لیا جائے تو وہ لغو اور باطل ہوجائے گی، زیرا کہ وہ تو کافر ہوچکا ہے، اور کافر کی قسم مقبول نہیں، قسم اُٹھانے والے کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ''**وشرطها الإسلام**'' قسم کی شرط اِسلام ہے (درمختار ص:۲۵۶)۔

جب وہ قسم ہی نہیں ہوئی تو اَب کفارہ وغیرہ کا کیا ذِکر ہے؟ اسی طرح ''شرح وقایہ'' (ص:۱۵۱) میں ہے: ''**لا کفارة فی حلف کافرٍ**'' (ترجمہ: کافر کی قسم میں کفارہ نہیں ہوتا)۔ مطلب یہ نکلا کہ اسلام قسم کے لئے اِبتدائً اور بقائً دونوں حالتوں میں شرط ہے: ''**فالإسلام شرط إنعقادها وبقائها**'' (شامی ج:۳ ص:۷۰۴)۔ جب وہ مسعود مسلمان ہی نہ رہا تو اَب قسم وغیرہ باطل اور لغو ہوگئی، اور وہ پہلے ہی کلام سے کافر ہوگیا، اس کی عورت اس پر طلاق ہوگئی۔

الإستفتاء بحضراة العلماء

سوال:۔۔۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اور مفتیانِ دِین اس مسئلے میں کہ ایک شخص مسمّٰی مسعود احمد نے اپنے ایک معاہدے میں تحریر کیا ہے کہ: ''اگر میں برسرِ روزگار ہوگیا تو میں قادیانی مذہب اِختیار کرلوں گا، اگر وہ مذہب اِختیار نہ کروں تو میں کافر، کافر، کافر'' اور اَب مسعود برسرِ روزگار ہے، کیا اس صورت میں مسعود کی منکوحہ۔۔۔ جو بوقتِ معاہدہ منکوحہ تھی۔۔۔ پر کچھ اثر پڑتا ہے یا نکاح بحالہٖ قائم ہے؟ بیّنوا توجروا!

الجواب:۔۔۔ قادیانی مذہب باجماعِ علمائے اُمت کفر ہے، اور کفر کے متعلق یہ کہنا کہ: ''اگر فلاں کام ہوگیا تو میں کفر اِختیار کرلوں گا'' اس کلمے سے کہنے والا اسی وقت کافر ہوجاتا ہے، خواہ وہ کام کیا ہو یا نہ، اور اس مذہب کو اِختیار کرے یا نہ کرے، **لما فی القنیه:**

”باب ما یکفر به الإنسان من کتاب السیر ان کان کذا کفرت، کفر فی تلک الساعة ولو قال وعنی اصیر کافرا لو قال اعتدنی کافرا او انا کافر کفرٌ۔“ (ص:۱۴۴)

اور جبکہ کہنے والا کافر ہوگیا تو اس کا نکاح فسخ ہوگیا، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

ضروری نوٹ:۔۔۔ یہ فتویٰ فریق مخالف نے منگوایا ہے جو تتراال سے بھیجا گیا ہے، جس میں اس فریق کے معاون جماعت رہتی ہے، جناب شاہ رفیع الدین صاحب نے تمام مجمع میں اس امر کا اعتراف کیا کہ یہ فتویٰ میں نے خود منگوایا ہے، اور مسعود احمد کے عہدنامے کو میں نے خود دیکھا ہے جو بالکل اس اِستفتاء سے ملتا جلتا ہے۔

اے مسلمانو! اس سے زیادہ ہماری صداقت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ مخالف خود اس نکاح کو توڑانے کے اصلی مباشر تھے اور اب ضد کی وجہ سے مقابلہ کرتے ہیں، خدا ان کو ہدایت بخشے!

مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب، مفتی دارالعلوم دیوبند
مولانا الحاج محمد کفایت اللہ صاحب، مفتیٔ اعظم دہلی
مولانا محمد یوسف صاحب، مدرسہ امینیہ دہلی

(علمائے صوبہ سرحد)

مولانا السیّد مبارک شاہ صاحب گیلانی، فاضل دیوبند
مولانا السیّد عبداللہ شاہ صاحب، مدیر اخبار ”الفلاح“
مولانا عبدالعزیز صاحب، فاضل دیوبند
مولانا السیّد محمد ایوب صاحب بنوری، فاضل دیوبند
مولانا السیّد حبیب شاہ صاحب، مدرّس پشاور

(علمائے ضلع جہلم)

مولانا الحاج الحافظ السیّد لال شاہ صاحب دوالمیال
مولانا مولوی مفتی عطاء محمد صاحب ساکن رتہ
مولانا احمد دین صاحب سکنہ جسیال
مولانا ابوالفضل کرم الدین صاحب بھیں
مولانا غلام ربانی صاحب، مدرّس اعلیٰ ڈلوال سابق مدرّس میرہ شریف

(علمائے ضلع کیمبل پور)

مولانا الحاج قطب الدین صاحب غورغشتی
مولانا الحاج نصیر الدین صاحب غورغشتی
مولانا مولوی میاں شاہ صاحب غورغشتی
مولانا الشیخ سعدالدین صاحب جلالیہ
مولانا عبداللہ جان صاحب جلالیہ
مولانا محمد یوسف صاحب جلالیہ
مولانا خدابخش صاحب سجادہ نشین حضرو
مولانا محمد ایوب شاہ صاحب، فاضل دیوبند
مولانا عبدالحق صاحب، سابق مدیر مدرس بھیرہ
مولانا سیّد محبوب شاہ صاحب کالو
مولانا الحاج محمد حضرت الدین صاحب، مبلغ اسلام جنوبی افریقہ
مولانا محمد غوث صاحب دریا

مولانا حافظ محمد امین صاحب، فاضل دیوبند — مولانا قاضی عبدالشکور صاحب سامان

مولانا الشیخ القاضی محمد غلام ربانی صاحب شمس آباد — مولانا محمد عمر صاحب شمس آباد

مولانا حافظ احمد حسین صاحب حمیلہ — مولانا عبدالدیان صاحب دامان

مولانا عبدالرحمن صاحب دامان — مولانا علم الدین صاحب، فاضل دیوبند

مولانا نور محمد صاحب چھاؤنی کیمبل پور — مولانا حبیب الرحمن صاحب ویسہ

مولانا عبدالعزیز صاحب، فاضل دیوبند — مولانا محمد عمر صاحب کامل پور

مولانا نور محمد صاحب ویسہ — مولانا غلام مصطفی صاحب، فاضل دیوبند

مولانا قاضی انوارالحق صاحب بی اے منشی فاضل مفتی ریاست مانگرول

سیئہ کار خلائق قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہٗ

یہ حکم مذکورہ دراصل تمام علمائے اسلام کا ہے، صرف انہی علمائے کرام کا نہیں جن کے اسمائے گرامی ہم نے درج کئے ہیں، مگر جلدی کہ وجہ سے صرف ان ہی علمائے کرام سے دستخط لئے گئے ہیں، علمائے حقانی کی اتنی زیادہ تعداد کے بعد ہر ایک انسان کو یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ یہ مسئلہ بالکل دُرست ہے، اور مسمّٰی مسعود احمد اسی وقت سے خارج اَز اِسلام ہوگیا، اس کی عورت اس سے جدا ہوگئی، جہاں وہ چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ یہ قسم ہرگز نہیں جیسا کہ مخالف نے سمجھا، کیونکہ یہ ایک ناممکن بات ہے کہ تمام علمائے کرام ایک غلط مسئلہ بیان کریں اور ایک بچوں کا ٹیچر اس کو دُرست سمجھے، ضدی انسان کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی طاقت نہیں منوا سکتی، من یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔۔۔!

آخری عرض

اتنی تفصیل اور اس قدر علمائے اسلام کے حکم سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ مسمّٰی مسعود احمد اِسلام سے خارج ہوگیا اور اس کی عورت اس سے جدا ہوگئی، اور جو دُوسری جگہ نکاح کیا، بالکل حلال ہے، اب اگر کوئی اِنسان اس مسئلے کو نہ مانے اور اس کو کافر نہ سمجھے تو وہ خود کافر ہوجائے گا، مسلمانوں کو اس سے تمام تعلقات ہٹا لینے ضروری ہیں، نہ اس کے پیچھے نماز دُرست ہے، جب تک توبہ نہ کرے اور تجدیدِ اِسلام نہ کرے۔

”الإجماع علٰی کفر من لم یکفر احدًا من النصاریٰ والیھود وکل من فارق دین المسلمین أو وقف فی تکفیرھم أو شک۔“ (الشفاء ج:۲ ص:۲۴۴) ”ولھذا نکفر من لم یکفر بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شکّ او صح مذھبھم وان اظھر مع ذالک الإسلام۔“

ترجمہ:۔۔۔”ایسے آدمی کے کافر ہونے پر سب کا اِتفاق ہے جو یہود اور نصاریٰ کو، یا ایسے شخص کو جو

مسلمانوں کے دِین سے الگ ہوجائے، کافر نہ سمجھے، یا ان کے کفر میں توقف اور شک کرے۔ اس لئے ہم ان لوگوں کو کافر کہتے ہیں جو مسلمانوں کے دِین کے سوا کسی اور طریقے پر چلتے ہیں یا اس کو جو ایسے لوگوں کے بارے میں توقف کرے یا ان کے مذہب کو صحیح جانے، اگرچہ وہ اسلام کا بھی مدعی ہو۔‘‘

(شفاء شریف جلد دوم ص:۲۴۷ و ۲۷۱، ومنہاج جلد دوم ص:۵۰۴، وقواطع الاسلام ص:۴۱)

میرے عزیز مسلمان بھائیو! تم کو لازم ہے کہ اپنے دِینِ اسلام اور سچے رسول کی محبت کا ذرا تو خیال کرو، ایسے مرتدوں کا ہرگز ساتھ نہ دو، ورنہ دُنیا اور آخرت میں ذِلت اور رُسوائی اُٹھانی پڑے گی۔

میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اور میرے والدین و جملہ مسلمانوں کے گناہ بخش کر حبِ رسول عطا فرمادے، آمین بجاہ سیّد المرسلین، وما علینا الا البلاغ!

عبدہ العاصی القاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہٗ
مدرسہ محمدیہ شمس آباد، ضلع اٹک
۲/جمادی الثانیہ ۱۳۶۰ھ

***

قہرِ یزدانی برجان دجال قادیانی

یعنی

۱:۔۔۔فتاویٰ عظیمیہ من علماء الحنفیہ

۲:۔۔۔عدم جواز نکاح مرزائی با مسلمہ سُنّیہ

۳:۔۔۔عدم جواز صلوٰۃ جنازہ قادیانیہ

شائع کردہ

واعظِ اسلام حضرت پیر سیّد ظہور شاہ قادری

جلال پور جٹاں، ضلع گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مضمون رسالہ اوّل:۔۔۔ مرزا قادیانی کی طرف سے دعویٰ نبوّت وتوہین انبیاء علیہم السلام، ومرزا قادیانی کے عقائدانہی کی تصنیفات سے بحوالہ صفحات کتاب صراحۃً لکھا گیا ہے۔

دوم:۔۔۔ اگر کوئی مسلمان اپنی لڑکی کا نکاح کسی مرزائی سے کردے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ شخص مرزائی ہے، کیا یہ نکاح عندالشرع جائز ہے یا ناجائز؟ اور پھر اس لڑکی کا نکاحِ ثانی بلا طلاق مرزائی دُوسرا مسلمان کرسکتا ہے؟

سوم:۔۔۔ جو شخص اس فتوے کے دیکھنے کے بعد کسی مرزائی کا جنازہ پڑھے یا پڑھائے، اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ تجدیدِ نکاح کرے یا نہ؟

فقیر حافظ سیّد پیر ظہور شاہ قادری واعظ الاسلام

جلال پور جٹاں، ضلع گجرات، پنجاب

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

”عن ثوبان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا وضع السیف فی اُمّتی لم یرفع عنھما إلٰی یوم القیامۃ، ولا تقوم الساعۃ حتّٰی تلحق قبائل من اُمّتی بالمشرکین وحتّٰی تعمل قبائل من اُمّتی الأوثان، وانہ سیکون فی اُمّتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی، ولا تزال طائفۃ من اُمّتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتّٰی یأتی امر اللہ۔“

(ابوداؤد، کتاب الفتن، حدیث نمبر:۴۲۴۹، طبع المکتبۃ المکیۃ، جدۃ، ج:۵ ص:۱۳و۱۴، وفی الترمذی کتاب الفتن، باب ما جاء فی الھرج والعبادۃ فیہ ج:۳ ص:۲۲۹، حدیث نمبر:۲۲۰۲، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ:۔۔۔ ”روایت ہے ثوبانؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: جس وقت رکھ دی جائے گی تلوار میری اُمت میں، نہیں اُٹھائی جائے گی تلوار قبل اس سے قیامت تک، اور نہیں قائم ہوگی قیامت

یہاں تک کہ ملیں گے کتنے ایک قبیلہ میری اُمت سے مشرکوں کے، اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ پوجیں گے کتنے ایک قبیلہ میری اُمت سے بتوں کو، اور تحقیق شان یہ ہے کہ ہوں گے میری اُمت میں سے جھوٹے وہ تیس ہوں گے، سب گمان کریں گے وہ نبی خدا کے ہیں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، نہیں کوئی نبی پیچھے میرے، اور ہمیشہ ایک جماعت اُمت میری سے ثابت رہے گی حق پر اور غالب، نہیں ضرر پہنچا سکے گا ان کو وہ شخص کہ مخالفت کرے ان کی یہاں تک کہ آئے حکم خدا کا۔‘‘

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہِ الْمُجْتَبٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُقْتَدٰی، اَمَّا بَعْدُ!

احقر العباد، خادم العلماء، فقیر حافظ سیّد پیر ظہور شاہ قادری واعظ الاسلام جلال پور جٹاں، ضلع گجرات، پنجاب، برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ لاہوری مرزائی جماعت کی طرف سے ایک دو ورقہ اِشتہار شائع ہوا ہے، جس میں ۱۲۲ اَشخاص نے ۔۔۔ جن کے نام آگے درج کئے جائیں گے ۔۔۔ حلف اُٹھا کر بیان کیا ہے کہ: ’’مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبی و رسول ہونے کا ہرگز نہ تھا، مسلمان ہماری قسمیہ شہادت پر اِعتبار کریں اور مرزا قادیانی کو مدعیٔ رِسالت نہ سمجھیں، اور نہ ان کو بہ سبب دعویٔ نبوّت و رِسالت کافر و خارج اَز اِسلام سمجھیں، جن اَشخاص نے ان کو سمجھا ہے، غلو کیا ہے، اور علمائے اسلام نے اِلزام لگا کر ان کی تکفیر کی ہے، غلط ہے، حقیقت میں وہ نبوّت و رِسالت کے مدعی نہ تھے، بلکہ محدثیت اور مجدّدیت کا دعویٰ کیا ہے۔‘‘ لہٰذا مسلمانوں کی اِطلاع کے لئے مرزا قادیانی کی دعویٔ نبوّت و رِسالت و توہینِ انبیاء و عقائد و اِلہامات و تحریرات پیش کی جاتی ہیں، جس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی رِسالت و نبوّت کے مدعی تھے، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمِ نبوّت نہ جانتے تھے، اس لئے مسلمان نہ تھے، بلکہ جو ہم عقائد مرزا غلام احمد کے ہے وہ بھی کافر و خارج اَز دائرۂ اِسلام ہے، اگر فقیر کے کہنے پر رنج پیدا ہو جائے تو علماء صاحبان سے بطور اِستفتاء تصفیہ کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں!

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں کی بابت

سوال:۔۔۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دِین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ’’میں مسیحِ موعود ہوں، اور عیسیٰ ابن مریم سے بڑھ کر ہوں، جو کوئی مجھ پر اِیمان نہ لائے گا، وہ کافر ہے، خدا میری نسبت کہتا ہے: تو مجھ سے ہے، اور میں تجھ سے ہوں، تو میرے واسطے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد، جس سے تو راضی، اس سے میں راضی، اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے، خدا نے مجھے قادیان میں اپنا سچا رسول کر کے بھیجا ہے اور خدا نے مجھ کو کرشن بھی کہا ہے، معجزہ کوئی شے نہیں، محض مسمریزم اور شعبدہ بازی ہے۔‘‘ آیا اس قسم کے عقائد والے کو کافر کہا جائے یا نہ؟ اس کی اِمامت و بیعت اور

دوستی وسلام علیک اس سے اوراس کے مریدوں سے جائز ہے یا نہیں؟ بیّنو ابالتّفصیل جزاکم اللہ الرّبّ الجلیل!

الجواب:۔۔۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

پس مخفی نہ رہے کہ عقائدِ مذکورہ کے ماسوا ملحد قادیانی کے اور بہت سے عقائد کفریہ ہین، جن میں سے بعض کا بطور مشت نمونہ ازخروارے کلمہ فضل رحمانی سے ذِکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

اِزالہ اوہام میں لکھا ہے: عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (اِزالہ ص:۳۰۳، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۴)

حضرت یسوع مسیح کی نسبت لکھا ہے: شریر، مکار کے پیچھے چلنے والا جھوٹا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵، خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)

اس میں لکھا ہے کہ:

آپ کی تین دادیاں، نانیاں زنا کار تھیں۔ (ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۵، خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱ حاشیہ)

انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالہ ص:۶۲۸ تا ۶۲۹)

حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ (اِزالہ ص:۶۸۸ تا ۶۸۹)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کسی نبی کے پاس زمین پر نہیں آئے۔ (توضیح مرام ص:۶۸ تا ۶۵۷)

قرآن شریف میں جو معجزات ہیں، وہ سب مسمریزم ہیں۔ (ازالہ اوہام ص:۷۴۸ تا ۷۵۰)

دجال، پادری ہیں۔ (اِزالہ اوہام ص:۲۲۷، خزائن ج:۳ ص:۴۸۸)

اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔ (اِزالہ ص:۴۹۵، ۴۹۶، خزائن ج:۳ س:۳۶۵، ۳۶۶)

دجال کا گدھا ریل ہے اور کوئی گدھا نہیں۔ (اِزالہ اوہام ص:۴۸۵، خزائن ص:۴۰۷)

یاجوج ماجوج انگریز ہیں اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ (اِزالہ ص:۵۰۲، ۵۰۸)

دُخان کچھ نہیں، غلط خیال ہے۔ (اِزالہ ص:۵۱۳، خزائن ص:۳۷۵)

آفتاب مغرب سے کوئی نہیں نکلے گا۔ (ازالہ ص:۵۱۵، خزائن ص:۳۷۶)

دابۃ الارض، علماء ہوں گے، اور کچھ نہیں۔ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابنِ مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ (اِزالہ ص:۶۹۲، خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)

مرزا کی طرف سے دعویٰ نبوّت

۱:۔۔۔ ''اِلہام: ''قل إن کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ'' یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔'' بلفظہ۔ (براہین احمدیہ ص:۲۴۶، خزائن ج:۱ ص:۲۶۶)

۲:۔۔۔’’مرسلِ یزدانی و مامورِ رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ بلفظہ۔

(ابتدا (ٹائٹل پیج) اِزالہ اوہام، خزائن ج:۳ ص:۱۰۱)

۳:۔۔۔’’خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا اور مثل نوح کہا، مثیل یوسف کہا، مثیل داؤد کہا، پھر مثیل موسیٰ کہا، پھر مثیل اِبراہیم، پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔‘‘ بلفظہ۔ (اِزالہ ص:۲۵۳، خزائن ج:۳ ص:۲۲۷)

۴:۔۔۔’’پس واضح ہو کہ وہ مسیحِ موعود جن کا آنا اِنجیل اور اَحادیثِ صحیحہ کی رُو سے ضروری طور پر قرار پاچکا تھا، وہ تو اپنے وقت پر اپنی نشانیوں کے ساتھ آگیا، اور آج وہ وعدہ پورا ہوگیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیش گوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔‘‘

(اِزالہ ص:۴۱۳، ۴۱۴، خزائن ج:۳ ص:۳۱۵)

۵:۔۔۔’’چونکہ مسیح میں مماثلت ہے، اس لئے اس عاجز کا نام بھی آدم کہا اور مسیح بھی۔‘‘

(اِزالہ ص:۴۵۶، خزائن ج:۳ ص:۳۴۳)

۶:۔۔۔’’خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔‘‘

(اِزالہ ص:۵۳۳، خزائن ج:۳ ص:۳۸۶)

فائدہ:۔۔۔اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔

۷:۔۔۔’’احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رُو سے ایک ہی ہیں، اسی کی طرف یہ اِشارہ ہے: مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔‘‘ (اِزالہ ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳)

۸:۔۔۔’’اور یہ آیت کہ: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ، درحقیقت اسی مسیح بن مریم کے زمانے سے متعلق ہے۔‘‘ (اِزالہ ص:۶۷۵، خزائن ج:۳ ص:۴۶۴)

۹:۔۔۔’’وہ آدم اور ابنِ مریم یہی عاجز ہے، کیونکہ اوّل تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا، اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔‘‘ (اِزالہ ص:۶۹۵، خزائن ج:۳ ص:۴۷۵)

۱۰:۔۔۔حضرت اقدس اِمام مہدی و مسیحِ موعود مرزا غلام احمد رسالہ آریہ دھرم مؤلفہ مرزا۔ (ص:۶۵)

۱۱:۔۔۔’’ان کو کہو کہ تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہو، تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔‘‘

(انجامِ آتھم ص:۵۲ تا ۵۶، خزائن ج:۱۱ ص:۵۲ تا ۵۶)

۱۲:۔۔۔’’اے احمد! تمہارا نام پورا ہوجائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔‘‘ (انجامِ آتھم ص:۵۲، خزائن ج:۱۱ ص:۵۲)

۱۳:۔۔۔’’تو ہمارے پانی میں سے ہے۔‘‘ (انجامِ آتھم ص:۵۳، خزائن ج:۱۱ ص:۵۳)

۱۴:۔۔۔’’پاک ہے وہ جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائے۔‘‘ (انجامِ آتھم ص:۵۳، خزائن ج:۱۱ ص:۵۳)

۱۵:۔۔۔’’نبیوں کا چاند مرزا قادیانی آئے گا۔‘‘ (انجامِ آتھم ص:۵۸، خزائن ج:۱۱ ص:۵۸)

۱۶:۔۔۔ ’’ما ارسلناک إلّا رحمۃ للعالمین، تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔‘‘

(انجامِ آتھم ص:۷۸، خزائن ج:۱۱ ص:۷۸)

۱۷:۔۔۔ ’’انی مرسلک إلی قوم مفسدین علی صراط مستقیم، یعنی تجھ کو قومِ مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔‘‘

(انجامِ آتھم ص:۷۹، خزائن ج:۱۱ ص:۷۹)

۱۸:۔۔۔ ’’یٰسین و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم، یعنی اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۷، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۷)

۱۹:۔۔۔ ’’قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ إلیّ انما إلٰھکم إلٰہ واحد، یعنی اے نبی ان سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں، میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔‘‘ (دیکھو: حقیقۃ الوحی ص:۸۱، خزائن ج:۲ ص:۸۴)

۲۰:۔۔۔ ’’قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ إلیکم جمیعًا، یعنی اے مرزا تو تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔‘‘ (اخبار الاخبار مصنفہ مرزا قادیانی ص:۳)

یہی فرمانِ الٰہی ہیں جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل رسول بنایا، جب وہی الفاظ مرزا قادیانی کو خدا نے فرمائے تو وہ کیوں کامل نبی و رسول نہیں؟ یا یوں کہو کہ مرزا قادیانی نے خدا پر افترا کیا ہے، کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوّت و رِسالت نہیں کیا، کیا انہوں نے یہ کتابیں پُراَز خرافات اپنی آنکھ سے نہیں دیکھیں؟ یا جان بوجھ کر چشم پوشی کر کے مخلوقِ خدا کو چاہِ ضلالت میں ڈبونا چاہتے ہیں؟ اور فریب دہی کے واسطے چند ایک شعر مرزا قادیانی کے جو انہوں نے قبل از دعوے نبوّت لکھے تھے، لکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دیتے ہیں، خصوصاً لاہوری مرزائی جماعت نے یہی شعر پیش کر کے حلف اُٹھائی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبی و رسول ہونے کا ہرگز نہ تھا:

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را اِمام وپیشوا
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اِختتام

مشتہرین کے نام یہ ہیں:

محمد علی ایم اے، پریذیڈنٹ انجمن اِشاعتِ اسلام لاہوری	ابو یوسف مبارک علی، سیالکوٹ
جمال الدین بی اے، انسپکٹر اسکولز، جموں	سیّد عبدالجبار شاہ، سابق بادشاہ سوات

شیخ نیاز احمد، میونسپل کمشنر، وزیر آباد	شیخ نور احمد بی اے، پلیڈر ایبٹ آباد
محمد یحییٰ دیب گراں، ضلع ہزارہ	محمد یمین داتہ، ضلع ہزارہ
یعقوب بیگ، ایل ایم فزیشن اینڈ سرجن، لاہور	سیّد محمد احسن امروہی
کمال الدین بی اے، ایل ایل بی، مسلم مشنری	خان صاحب غلام رسول، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فیروز پور
محمد جان مرچنٹ، وزیر آباد	شیر محمد بی اے، پرنسپل اسسٹنٹ ریونیو ممبر، جموں
شیخ مولا بخش، پروپرائٹر، فلور ملز، لائل پور	محمد عجب خاں تحصیل دار، نوشہرہ
بشارت احمد ایل ایم ایس، کرنال	عبدالرحمن ای اے سی، گوجرانوالہ
صاحبزادہ سیف الرحمن، پشاور	عزیز بخش سپرنٹنڈنٹ، ضلع ڈیرہ غازی خاں

چونکہ یہ ایک عظیم الشان مغالطہ ہے، جو قسم کھا کر ان اصحاب نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلۂ احمدیہ سچے مسلمان تھے، اور ان تمام عقائد پر قائم تھے جو اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔

ا:۔۔۔آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی یقین کرتے تھے، اور آپ کے بعد دعویٔ نبوّت کرنے والے کو کاذب و کافر یقین کرتے تھے۔

۲:۔۔۔آپ نے نبوّت و رِسالت کا ہرگز دعویٰ نہیں کیا، محدثیت اور مجدّدیت کا دعویٰ کیا ہے۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے جو اِن اصحاب نے قسم اُٹھا کر لوگوں کو دِیا ہے۔ نبوّت و رِسالت کے متعلق ان کی کتابوں سے بہت کچھ ثبوت دیا گیا، اب معلوم کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نبی و رسول تو ایک طرف، مسلمان بھی ہیں کہ نہیں؟ جواب! مرزا قادیانی ہرگز مسلمان نہ تھے، وہ خود لکھتے ہیں:

''پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دِنوں اِنتظار کرتے ہیں، وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں، بلکہ خدائے تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ۔۔۔الخ۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۸۵، خزائن ج:۲۲ ص:۵۲۱)

اور سیالکوٹ والے لیکچر میں فرماتے ہیں کہ: ''حقیقتِ رُوحانی کی رُو سے میں کرشن ہوں، جو ہندو مذہب کے بڑے اوتاروں میں سے ایک اوتار تھا۔۔۔الخ'' جب مرزا قادیانی کا اپنا اِقرار ہے کہ میں آریہ ہوں، بلکہ آریوں کا بادشاہ ہوں تو پھر مسلمان ہرگز نہ رہے، کیونکہ آریہ لوگ تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر ہیں، اور کرشن جی مہاراج کا بھی یہی مذہب تھا، چنانچہ وہ گیتا میں لکھتے ہیں:

بقید تناسخ کند داد رش
بانواع قالب دروں آردش
تنہائے معبود در میر دند
بجسم سگ وخوک در میر دند

جس کا مطلب یہ کہ اعمال سزاوجزا اسی دُنیا میں بذریعہ اواگون (تناسخ) ملتی ہے، یوم الآخرت کوئی نہیں، (دیکھو: گیتا مترجمہ فیضی ص:۱۳۶)۔

پھر کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں: ''ہم سب گزشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہوں گے، جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن، جوانی، بڑھاپا ہوا کرتا ہے، اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے۔'' (دیکھو: گیتا ر شلوک ۱۲ و ۱۳، اوہائے ۲ مترجمہ دوارکا پرشادافق)۔

پھر کرشن جی فرماتے ہیں: ''جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے، اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دُوسرے قالب کو قبول کرتی ہے۔'' (اشلوک ۲۲ اوہائے)۔

ناظرین! یا تو مرزا قادیانی کا کرشن ہونا غلط ہے، یا مسلمان ہونا غلط ہے، کیونکہ کوئی شخص مسلمان اور آریہ دونوں مذاہب کا متبع نہیں ہوسکتا، کیا کسی مجدّد اور مسلمان اہلِ سنت والجماعت کے ایسے عقائد ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، اس طرح تو کفر و اِسلام میں کچھ فرق نہ رہا، اگر مرزا قادیانی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خاتم النّبیین جانتے تو مذکورہ بالا اِلہامات سے دست بردار ہوتے۔

سوال:۔۔۔ مرزا قادیانی پر اِلزام لگائے جاتے ہیں کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا ہوں، مجھے کن فیکون کا اِختیار دیا گیا، میں خدا کا رسول ہوں، صاحبِ شریعت بھی ہوں، وغیرہ وغیرہ، یہ محض آپ پر اِفترا ہے۔۔۔الخ۔

جواب:۔۔۔ مرزا قادیانی کے اِلہامات سے ان کا دعویٰ نبوّت ورِسالت ثابت ہے، اگر ان کی تحریریں نہ دکھائی تو ہم جھوٹے، اور اگر آپ نے قسمیں کھا کر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے تو آپ سے خدا سمجھے۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ رسول نہ تھے، حالانکہ وہ افضل الرسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، فرمائیے یہ ان کا شعر ہے کہ نہیں؟

آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

یعنی جو نعمتِ نبوّت ورِسالت کا جام ہر ایک نبی کو دِیا گیا ہے، وہ تمام جام مجھ اکیلے کو دِیا گیا ہے، حضرت آدم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر نبی ہوئے، ان سب کی نعمت کا جام جب مرزا قادیانی کو دِیا گیا تو وہ سب سے افضل ہوئے یا نہیں؟ مرزا قادیانی کا مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ ہو، جس میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت سے اپنی فضیلت کا فخر کرتے ہیں:

لهٗ خسف القمر المنير وان لی
غسا القمران المشرقان اتنكر؟

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تو صرف چاند کو گہن لگا تھا، اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کو گہن ہوا، اَب تو کیا اِنکار کرے گا؟ (اعجازِ احمدی ص:۷۱، خزائن ج:۱۹ ص:۱۸۳)۔ مرزا قادیانی کا یہ شعر پڑھو اور نورِ عقل سے دیکھو کہ کس قدر دروغ گو ہے، اور دھوکا دہندہ وہ شخص ہے جو مسلمانوں کو فریب میں لانے کے لئے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ: ''ما مسلمانیم از لطف خدا مصطفیٰ مارا اِمام و پیشوا۔'' (سراج منیر ص:۹۳، خزائن ج:۱۲ ص:۹۳)۔ کیا اِمام اور پیشوا کی یہی عزت ہوا کرتی ہے جو مرزا قادیانی نے کی کہ محمد کے واسطے ایک نشان ظاہر ہوا تو میرے واسطے دو نشان ظاہر ہوئے، مگر مسلمان بجز ایں کچھ افسوس نہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب البریہ میں لکھا ہے کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی و شیرینی اور حرکت و سکون سب اسی کا ہوگیا اور اسی حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں، سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اِجمالی صورت میں پیدا کیا، جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی، پھر میں نے منشاءِ حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی، اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں، پھر میں نے آسمانِ دُنیا کو پیدا کیا اور کہا: إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ، پھر میں نے کہا: اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے (کتاب البریہ ص:۱۰۳، خزائن ص:۱۰۳)۔ مرزائی صاحبان فرمائیے! کہ جب مرزا قادیانی خالقِ زمین و آسمان اور خالقِ انسان ہیں، تو بیشک محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے، کیونکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود افضل الرسل اور خاتم النّبیین ہونے کے کہیں اپنا کشف نہیں لکھا اور نہ خالقِ زمین و آسمان بنے، وہ تو توحید ہی بتلاتے رہے، اشهد ان محمدًا عبده ورسوله فرماتے رہے، مرزائی صاحبان! آپ نے ناحق جھوٹی قسم کھائی ہے کہ مرزا قادیانی پر کُن فیکون کے اِختیارات کا جھوٹا اِلزام ہے۔ دیکھو: اِلہام مرزا قادیانی (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۵، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۸) إنّما امرک إذا اردت شيئًا ان تقول له كُن فيكون، اے مرزا! اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو اِرادہ کرے تو صرف کہہ دے کہ ہوجا، وہ چیز ہوجائے گی (اخبار بدر ۲۴ر فروری ۱۹۰۵ء)۔

مرزائی صاحبان! فرمائیے کہ یہ مرزا قادیانی کا اِلہام ہے کہ نہیں؟ اگر اِلہام ہے تو آپ کا کہنا غلط ہے، وگرنہ مرزا قادیانی کے اِلہام پر عمل بے سود ہے۔ نیز اسی طرح مرزا قادیانی کا بابو اِلٰہی بخش کی نسبت یہ اِلہام ہے: يريدون ان يروا طمثک، یعنی بابو اِلٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اِطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ اپنے اِنعامات دِکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔۔۔الخ۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۴۳، خزائن ج:۲۲ ص:۵۸۱)۔ مسلمانو! اِلہام کی یہ تشریح مرزا قادیانی کی اپنی ہی لکھی ہوئی ہے، اس سے یہ اُمورات ثابت ہوتے ہیں:

۱:۔۔۔خدا تعالیٰ جل شانہٗ بچے جنتا ہے۔

۲:۔۔۔مرزا قادیانی کے حیض سے اطفال اللہ پیدا ہوتے ہیں۔

۳:۔۔مرزا قادیانی خدا کی بیوی ہے جس کے حیض سے طفل اللہ پیدا ہوتے ہیں۔

اب ہر ایک مسلمان خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ جس مذہب میں ایسے ایسے لغو مسائل ہوں، وہ مذہب ذریعہ نجات ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! لہٰذا لاہوری مرزائی جماعت کے اراکین نے جو لکھا ہے کہ مرزا قادیانی پر یہ جھوٹے اِلزام ہیں، اہلِ اسلام کو بتایا جائے کہ یہ کتابیں مرزا قادیانی کی تصنیف ہیں یا نہیں؟ اگر مرزا قادیانی کی کتابوں میں یہ ذخیرۂ خرافات ہے، تو پھر مسلمان سچے، اور اگر مرزا قادیانی کی کتابوں میں ایسا نہ ہو تو آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ہم پر نالش کرکے بذریعہ عدالت جھوٹ سچ ثابت کرلیں، اگر مرزا قادیانی کو اپنے دعوے میں آپ سچا یقین کرتے ہیں اور آپ کا اِیمان ہے کہ مرزا قادیانی خدا کے فرمان کے مطابق اِلہام پاتے تھے اور مرسل من اللہ تھے تو گویا اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے وہ باطل مسائل اسلام میں داخل کئے، جن کی قرآن شریف اور حدیثِ نبوی تردید کرتی ہے، مثلاً: اِبن اللہ کا مسئلہ عیسائیوں کا، مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا جو کفارۂ عیسائیوں کی بنیاد ہے، اُلوہیتِ مسیح کا مسئلہ، آریوں اور ہندوؤں کے اوتار کا مسئلہ، حلول ذاتِ باری کا مسئلہ، جیسا کشف میں لکھا کہ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا، تجسّمِ خدا کا مسئلہ، الغرض ہمچو قسم کے باطل مسائل داخل اسلام کرکے خود کرشن جی کا رُوپ دھارا اور آریوں کے بادشاہ بنے، باوجود اسلام میں ایسی خرابیاں ڈالنے کے مجدّدِ دینِ محمدی کا دعویٰ: ''بریں عقل و دانش بباید گریست'' ہاں! اگر لاہوری جماعت کو معلوم ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی نبوّت و رِسالت کے دعاوی میں سچے نہ تھے اور آیاتِ قرآنی کو اپنے پر دوبارہ نازل شدہ سمجھنے میں حق پر نہ تھے تو بسم اللہ اعلان کیجئے کہ ہم مرزا قادیانی کے خلافِ قرآن و حدیث کشوف و اِلہامات کو من جانب اللہ نہیں سمجھتے اور مسلمانوں کی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیٔ نبوّت کو کافر سمجھتے ہیں، جیسا کہ اِبنِ حجر مکیؒ کا فتویٰ ہے: ''**من اعتقد وحیًا من بعد محمد کان کافرًا بإجماع المسلمین**'' یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص دعویٰ کرے کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے، وہ تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے۔ اور مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۱)۔ اور مُلّا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ''**دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالإجماع**'' (شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲، طبع مجتبائی) یعنی ہمارے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد نبوّت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔ نظیر میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے حالات دیکھ لو، اور یہ کفر کا فتویٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے باتفاقِ صحابہ کرامؓ صادر ہوا تھا اور تیرہ سو برس تک اسی پر عمل چلا آیا ہے کہ جب کسی اُمتی نے نبوّت کا دعویٰ کیا (چاہے اپنی نبوّت کا نام ظلّی، بروزی، اِشتراکی، مختاری، متبع نبی استعاری وغیرہ وغیرہ ہی رکھا ہو) وہ کافر اور خارج اَز اِسلام سمجھا گیا، گو نمازیں پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، اور خود کو مسلمان کلمہ گو بھی کہتا ہو، مرزا قادیانی اور مرزائی لاہوری جماعت کی یہ دلیل بالکل غلط ہے کہ علمائے اسلام نے جو مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے لگائے ہیں، اس سے وہ خود کافر ہوگئے۔ اجی جناب! جب نظیر موجود ہے کہ مدعیٔ نبوّت اور اس کے تابعداروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار نے کافر کہا تو پھر مسلمان مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کو کافر کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں، اگر مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی والی دلیل پیش کرتا کہ میں کلمہ گو ہوں، لہٰذا جو مجھ کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے، تو کیا یہ

دلیل دُرست ہوتی؟ ہرگز نہیں! تو پھر مرزا اور مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ان جیسے کلمہ گو کو کافر کہنے والا خود کافر ہوتا ہے، غلط ہے، کیونکہ کلمہ گو تب تک ہی کلمہ گو ہے جب تک خود مدعیٔ نبوّت نہ ہو، جب خود مدعیٔ نبوّت ہوا تو مع متبعین خارج اَز اِسلام ہوا۔ آپ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں:

۱:۔۔۔مرزا قادیانی آپ کے اِعتقاد میں سچے صاحبِ وحی تھے، یعنی ان کی وحی توریت وانجیل وفرقان کی مانند تھی، جن کا منکر جہنمی ہو۔

۲:۔۔۔جو جو اِلہام مرزا قادیانی کو ہوئے، آپ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتے ہیں۔

۳:۔۔۔مرزا قادیانی کے اِلہاموں کو وساوسِ شیطانی سے پاک یقین کرتے ہو۔

۴:۔۔۔مرزا قادیانی کے کشوف من جانب اللہ اور سچے تھے۔

۵:۔۔۔شیطانی اِلہامات اور شیطانی کشوف کی کیا علامات ہیں؟

۶:۔۔۔مرزا قادیانی نے جو ''حقیقۃ الوحی ص:۲۱۱، خزائن ج:۲۲ ص:۲۲۰ پر لکھا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان اِلہامات پر اسی طرح اِیمان لاتا ہوں جیسا قرآن شریف پر۔۔۔ الخ، کیا آپ کا بھی یہی ایمان ہے؟

۷:۔۔۔اگر مرزا قادیانی کے عقائد علمائے اہلِ سنت والجماعت والے تھے اور آپ کے بھی ہیں، تو پھر مسلمانوں کے ساتھ مل کر نمازیں کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب کتاب وسنتِ نبوی سے دیا جائے، کیونکہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا قادیانی اہلِ سنت والجماعت سے تھے، توجہ طلب نہایت ضروری! برادرانِ اسلام کو اِطلاع ہو کہ وہ اس ٹھوکر سے بچیں اور لاہور کی مرزائی جماعت کی گندم نمائی وجوفروشی سے پرہیز کریں۔ اِشاعتِ اسلام کا صرف بہانہ ہے، جبکہ ان کو مرزا قادیانی کا حکم ہے کہ جس ملک میں جاؤ پہلے میری تبلیغ کرو، اگر وہ لوگ میری تصدیق کریں تو ان کے ساتھ نمازیں پڑھو، ورنہ اپنی نماز الگ پڑھو (دیکھو: فتاویٰ احمدیہ، نہج المصلی ص:۲۸۴)۔

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ کا اِمام حضور (مرزا قادیانی) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ مرزا قادیانی نے جواب میں فرمایا: پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرواؤ، پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر، وگرنہ اس کے پیچھے نماز ضائع نہ کرو، اور اگر خاموش رہے، نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی منافق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

جب مرزائیوں کو اپنے مرشد کا حکم ہے اور فرض ہے کہ وہ مرزائی عقائد کی تبلیغ کریں تو پھر مسلمانوں کی کس قدر حماقت ہوگی کہ وہ خود چندہ دے کر مرزائیت کی تبلیغ کرائیں اور اِسلام کی جڑ کھوکھلی کریں، کیونکہ اگر عیسائی مرزائی ہوگا تو اس کو مرزا قادیانی کے اِلہام: ''انت منّی بمنزلۃ ولدی'' پر اِیمان لانا فرض ہوگا، تو اس صورت میں وہ بجائے ایک اِبن اللہ (مسیح)، دو اِبن اللہ (مسیح ومرزا) کا قائل ہوگا، یعنی ایک اِبن اللہ حضرت عیسیٰ اور دُوسرا مرزا قادیانی، پس کوئی مسلمان مرزائی کو تبلیغ اسلام کے لئے ہرگز چندہ نہ دے جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہولے کہ کس اسلام کی مرزائی تبلیغ کریں گے؟ کیا لاہوری مرزائی جماعت تحریری اِقرار کرتی ہے کہ

وہ مرزائیت کی تبلیغ نہ کرے گی؟ جب تک وہ تحریری اِقرار اور ہمارے اس ٹریکٹ کا تشفی بخش جواب نہ دیں، ہرگز مسلمان ان کو چندہ نہ دیں، ورنہ غضب اِلٰہی کے مورد ہوں گے.... والسلام.... اصغرعلی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج و پریذیڈنٹ انجمن تائیداسلام لاہور.... سیّد احمدعلی شاہ پروفیسر اسلامیہ کالج و اِمام مسجد شاہی لاہور.... محمدیار اِمام مسجد سنہری لاہور.... قاضی فضل میراں بی اے بی ٹی اسلامیہ کالج لاہور.... محمدالدین بی اے فیلو پنجاب یونیورسٹی.... صدرالدین ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور.... نوربخش ایم ناظم التعلیم انجمن نعمانیہ لاہور.... نجم الدین پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور.... احمدعلی شیرانوالہ دروازہ لاہور.... حاجی شمس الدین لاہور.... مفتی عبدالقادر مدرّس مدرسہ غوثیہ تکیہ سادھواں لاہور.... عبدالواحد امام مسجد چینیاوالی لاہور.... فضل الدین مصحح مطبع دین محمدی اسٹیم پریس لاہور.... ابومحمد احمد امام مسجد صوفی لاہور.... محمدحسین (شمس العلماء) پروفیسر مشن کالج لاہور.... محمدباقی پروفیسر مشن کالج لاہور.... حبیب اللہ منشی فاضل کشمیری بازار لاہور.... ایم اے ضیاء الدین پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور.... ایم اے فضل حق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور.... مولوی کرم بخش میونسپل کمشنر لاہور.... یہ چند ایک سطور میں اخی المکرم حامیٔ دِین قاطع البدعت پیربخش صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر آنریری سیکرٹری انجمن تائیداسلام لاہور.... کے رسالے سے نقل کی ہیں۔

توہینِ انبیاء

۱:... ''میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے، جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا، ہرگز نہ مرے گا۔'' (اِزالہ اوہام ص:۲، خزائن ج:۳ ص:۱۰۴)

۲:... ''جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔'' (اِزالہ اوہام ص:۷، خزائن ج:۳ ص:۱۰۶)

۳:... حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں اسی صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دِل میں اُمیدیں باندھی تھیں، غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔'' (اِزالہ ص:۸، خزائن ج:۳ ص:۱۰۶)

۴:... ''سیرمعراج (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔''

(برحاشیہ اِزالہ ص:۴۷، خزائن ج:۳ ص:۱۲۶)

۵:... ''یہ حضرت مسیح کا معجزہ پرندے بناکر اس میں پھونک مار کر اُڑانا، حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح عقلی تھا، تاریخ سے ثابت ہے ان دِنوں ایسے اُمور کی طرف لوگوں کے خیال جھکے ہوتے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے ہیں، دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔'' (اِزالہ ص:۳۰۲، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۳۵۴)

''چڑیاں کا معجزہ حضرت مسیح کا اور ان کا بولنا اور ہلنا اور دم ہلانا یہ عقلی معجزہ اپنے دادے سلیمان کی طرح ہے۔''

(ملخصاً اِزالہ ص:۳۰۴)

۶:... ''حضرت مسیح بن مریم باذن وحکمِ اِلٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتا ہے، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خداتعالیٰ کی فضل وتوفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ عجوبہ نمایوں میں حضرت ابنِ مریم

سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ ص:۳۰۷، حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۶)

۷:... ''یہ جو میں نے مسمریزم کی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے، جس میں حضرت مسیح ہی کسی درجہ مشق رکھتے تھے، یہ الہامی نام ہے۔'' (ازالہ ص:۳۱۲، خزائن ج:۳ ص:۲۵۸، ۲۵۹)

۸:... ''چار نبیوں کی غلط پیش گوئی نکلی۔'' (ازالہ ص:۶۲۹، خزائن ج:۳ ص:۴۳۹)

۹:... ''جو پہلے اِماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کرلیا۔'' (اِزالہ ص:۶۸۳)

۱۰:... ''حضرت رسولِ خدا کے اِلہام و وحی غلط نکلیں تھیں۔'' (ازالہ ص:۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج:۳ ص:۴۷۱)

۱۱:... ''اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِبنِ مریم اور دجال کی حقیقتِ کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو... الخ۔'' (اِزالہ ص:۶۹۱، خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)

۱۲:... ''سورۂ بقرہ میں ایک قتل کا ذِکر گائے کا علم مسمریزم تھا۔'' (ازالہ ص:۷۴۸، ۷۴۹، خزائن ج:۳ ص:۵۰۳)

۱۳:... ''حضرت اِبراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذِکر جو قرآن میں ہے، وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔''

(اِزالہ ص:۷۵۱، ۷۵۲، خزائن ج:۳ ص:۵۰۶)

۱۴:... ''مریم کا بیٹا کشلیا (''کشلیا'' راجہ رام چندر کی ماں کا نام تھا) کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

(انجامِ آتھم ص:۴۱، خزائن ج:۱۱ ص:۴۱)

عقائدِ مرزا قادیانی

۱:... ''ہمارا خدا عاجی (ہاتھی کا دانت) ہے۔'' (براہین احمدیہ ص:۵۵۶)

۲:... حضرت مسیح اِبنِ مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدّت تک... الخ۔''

(اِزالہ ص:۳۰۲، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴)

۳:... ''نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو ثابت کررہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچے پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔'' (ازالہ ص:۴۷، خزائن ج:۳ ص:۱۲۶ حاشیہ)

۴:... سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ اعلیٰ درجے کا کشف تھا۔'' (ازالہ ص:۴۷ ایضاً)

۵:... ''قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو اِستعمال کررہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی ہے، مثلاً: زمانۂ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گال ہے، لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔'' (اِزالہ ص:۲۵، ۲۶، خزائن ج:۳ ص:۱۱۵)

۶:... ''قرآن شریف نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ خوبصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں، استعمال کی ہیں۔'' (اِزالہ ص:۲۷، خزائن ج:۳ ص:۱۱۶)

۷:۔۔۔ ’’قرآن شریف میں جو معجزات ہیں، وہ سب مسمریزم ہیں۔‘‘

(اِزالہ ص:۷۴۸، ۷۵۰، ۷۵۲، ۷۵۳، خزائن ج:۳ ص:۱۰۴)

۸:۔۔۔ ’’قرآن شریف میں: إنّا انزلناه قريبًا من القاديان۔‘‘ (اِزالہ ص:۷۶، ۷۷، خزائن ج:۳ ص:۱۳۹)

۹:۔۔۔ ’’اگر عذر ہو کہ بابِ نبوّت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے، بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوّت کا اس اُمتِ مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔‘‘ (توضیح مرام ص:۱۹، خزائن ج:۳ ص:۶۰)

۱۰:۔۔۔ ’’اِمام مہدی کا آنا بالکل غلط ہے۔‘‘ (اِزالہ ص:۵۱۸، خزائن ج:۳ ص:۳۷۸)

۱۱:۔۔۔ ’’پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی اِنتظاری تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔۔۔الخ۔‘‘

(اِزالہ ص:۴۹۴، ۴۹۵، خزائن ج:۳ ص:۳۶۵)

۱۲:۔۔۔ ’’وہ گدھا دجال کا اپنا بنایا ہوا ہوگا، پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے؟‘‘ (اِزالہ ص:۶۸۵، خزائن ۲ ص:۴۷۰)

۱۳:۔۔۔ ’’یاجوج ماجوج سے دو قومیں انگریز اور رُوس مراد ہیں، اور کچھ نہیں۔‘‘

(اِزالہ ص:۵۰۲، ۵۰۸، خزائن ج:۳ ص:۳۷۳، ۶۸۶)

۱۴:۔۔۔ ’’دابۃ الارض وہ علماء اور واعظ ہوں گے جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے، آخری زمانے میں ان کی کثرت ہوگی۔‘‘ (اِزالہ ص:۵۱۰، خزائن ج:۳ ص:۳۷۳)

۱۵:۔۔۔ ’’دُخان سے مراد قحطِ عظیم شدید ہے۔‘‘ (اِزالہ ص:۵۱۳، خزائن ج:۳ ص:۳۷۵)

۱۶:۔۔۔ ’’مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالکِ مغربی آفتاب سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اِسلام سے حصہ ملے گا۔‘‘ (اِزالہ ص:۵۱۵، خزائن ج:۳ ص:۳۷۷)

۱۷:۔۔۔ ’’کسی قبر میں سانپ اور بچھو دِکھاؤ!‘‘ (اِزالہ ص:۱۵، خزائن ج:۳ ص:۶۱۵)

حکیم الامت مولوی نوردین صاحب فرماتے ہیں: یہ تو بالکل غلط ہے کہ ہمارا اور غیراحمدیوں کا کوئی فروعی اِختلاف ہے، غیراحمدی مرزا قادیانی کی رِسالت کے منکر ہیں، اس لئے فروعی اِختلاف نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقریر کا خلاصہ ص:۲۳۔

۱۸:۔۔۔ ’’جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا، اور باوجود صدہا نشان کے مفتری ٹھہراتا ہے، وہ مؤمن کیونکر ٹھہر سکتا ہے؟‘‘ مرزا بشیرالدین نے اس مضمون کو اپنے باپ کی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ ص:۱۶۳ و ۱۶۴، خزائن ج:۳ ص:۱۶۷، ۱۶۸ سے نقل کیا ہے۔

۱۹:۔۔۔ ’’ایک شخص مرزا کو جھوٹا بھی نہیں کہتا اور منکر بھی اور دِل سے سچا بھی جانتا ہے، اگر بیعت نہیں کرتا، وہ بھی کافر ہے۔‘‘

(دیکھو ص:۱۴)

الجواب:۔۔۔ یہ عقائد ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک مستقل طور پر مرزا ملحد کی تکفیر کے لئے کافی ہے، کیونکہ ان میں یا

توہین انبیاء علیہم السلام ہے،[1] یا اِدّعائے نبوّت،[2] یا رَدِّ نصوص، اور یہ سب کفر ہے،[3] پس مرزا قادیانی کے ملحد، مرتد، کافر، دجال ہونے میں کوئی شک نہیں، بلکہ قادیانی کا کفر تو ایسا ہے جس میں کسی بھی اہلِ اسلام عالم یا غیر عالم کو کوئی شک وشبہ اور تردّد نہیں ہے، مؤمن کا دِل ایسے عقائد سے بھی اس کے کفر کی شہادت دے دیتا ہے، فقط واللہ اعلم!

حررہ العاجز یوسف عفی عنہ از بگھیلے والا

الجواب:۔۔۔ بلاشبہ مرزا قادیانی بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے، ایسا کہ جو اس کے اقوال پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے خود کافر مرتد ہے۔[4] ازاں جملہ کفرِ اوّل اپنے رسالہ ''اِزالۃ الاوہام ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳ پر لکھا ہے: ''میں احمد ہوں، جو آیت: **مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد** میں مراد ہے۔'' آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیّدنا مسیح زمانی عیسیٰ ابنِ مریم رُوح اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام نے بنی اِسرائیل سے فرمایا کہ: مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بناکر بھیجا ہے، توراۃ کی تصدیق اور اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے، جن کا نام پاک احمد ہے۔ اِزالہ کے قولِ مذکور سے ملعون میں صراحۃً اِدّعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے، معاذ اللہ! مرزا قادیانی ہے۔

کفرِ دوم:۔۔۔ دافع البلاء ص:۲۰، خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰ پر لکھا ہے: ''اِبنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے!''

کفرِ سوم:۔۔۔ اِعجازِ احمدی کے ص:۱۳ پر صاف لکھ دیا ہے کہ: ''یہود عیسیٰ کے بارے میں ایسے قوی اِعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب دینے سے حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی رہے، کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دِیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوّت پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ اِبطالِ نبوّت پر کئی دلیلیں قائم ہیں۔'' یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآنِ عظیم پر ہی تہمت جڑدی کہ وہ ایسی باطل بات بتارہا ہے جس کے اِبطال پر متعدّد دلائل قائم ہیں۔

کفرِ چہارم:۔۔۔ دافع البلاء، مطبوعہ ریاض ہند ص:۱۱، خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۱ پر لکھا ہے: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا سچا رسول بھیجا۔''

کفرِ پنجم:۔۔۔ اِزالہ ص:۳۱۰، ۳۱۱ حاشیہ خزائن ج:۳ ص:۲۵۸ پر لکھا ہے: ''ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔'' **لعنة الله علی أعداء أنبیاء الله وصلی الله تعالٰی علیه وبارک وسلم**۔ ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفرِ قطعی ہے، چہ جائیکہ نبیٔ مرسل کی تحقیر کہ مسمریزم کے سبب نورِ باطن اور توحید اور دِینی اِستقامت میں کم درجہ پر بلکہ قریب ناکام رہے، **لعنة الله علی الکاذبین**

---

(۱) وقال محمد بن سحنون: أجمع العلماء علٰی أنّ شاتم النبی صلی الله علیه وسلم والمتنقّص له کافر۔ (الصارم المسلول علٰی شاتم الرسول ص:۷، طبع بیروت)۔

(۲) ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالإجماع۔ (شرح فقه اکبر ص:۲۰۲، طبع مجتبائی)۔

(۳) وَرَدّ النصوص کفر۔ (شرح العقائد النسفیة ص:۱۶۶، طبع مکتبه خیر کثیر)۔

(۴) الإجماع علٰی کفر من لَمْ یکفر احدًا من النصاریٰ والیهود وکل من فارق دین المسلمین أو وقف فی تکفیرهم أو شک۔ (الشفاء ج:۲ ص:۲۴۴، طبع مصطفی البابی الحلبی)۔

الکافرین، اوراس قسم کے صدہا کفراس کے رسائل میں بھرے ہیں۔ بالجملہ مرزا قادیانی کافر مرتد ہے، اس کے اور اس کے متبعین کے پیچھے نماز محض باطل ومردود ہے، جیسے کسی یہودی کی اِمامت، اوران کے ساتھ مواکلت، مشاربت اورمجالست سب ناجائز وحرام ہے۔ حدیث شریف: ''لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم'' نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ ان کے پاس بیٹھو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار'' (ہود:۱۱۳) ظالموں کی طرف نہ جھکو، ایسا نہ ہو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے، واللہ تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد عبدالرحمن البہاری عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد عبدالمجید سنبلی عفی عنہ

جواب صحیح ہے
کریم بخش عفی عنہ سنبلی

الجواب صحیح
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بریلوی

الجواب صحیح
عبدہ المذنب ظفرالدین عفی عنہ بریلوی

جواب درست ہے
عبدالوحید، مدرّس اوّل نعمانیہ امرتسر

الجواب صحیح
بندہ فتح الدین، از ہوشیار پور سنی حنفی قادری رضوی

عبدالمصطفیٰ ظفرالدین احمد بریلوی محمدی سنی حنفی بہاری

ابوالفیض غلام محمد سنی حنفی قادر بریلوی نواب مرزا عبدالنبی

جواب ٹھیک ہے
خادم العلماء بندہ امام الدین کپورتھلوی

ھٰذا الجواب صحیح
سیّد علی عفی عنہ القادری الجالندھری

الجواب صحیح
احقر الزمن محمد حسن، مدرسہ نعمانیہ امرتسر

جوابات مذکورہ بالا مطابق اہل سنت والجماعت ہیں

قولنا بھٰذا الحکم ثابتٌ
فقیر سعداللہ شاہ ولائتی، ساکن سوات بنیر ملک ماتحت اخون صاحب سوات

احقر الزمن خاکسار سیّد حسن عفی عنہ، مدرّس مدرسہ نعمانیہ لاہور

ھٰذا الجواب صحیح لا شک فیہ
محمد رشید الرحمن عفی عنہ

ھٰذا الجواب صحیح
محمد اشرف، مدرّس مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح لا شک فیہ
مسکین علم الدین لاہور

لقد اصاب من اجاب
حررہ الفقیر المفتی ولی محمد جالندھری

مرزا غلام احمد قادیانی کے اِعتقاداتِ مذکورہ اور اِعتقاداتِ کفریہ نقل کرکے علمائے ہندوستان پنجاب کی خدمت میں پیش کئے گئے، سب نے بالاتفاق اس کو دائرۂ اسلام سے خارج کیا، اس کے ساتھ اسلامی معاملات مثل ملاقات وسلام وکلام کرنے سے منع کردیا ہے، اورقریب قریب ان ہر سہ رسائل میں دوسو علماء کی مہریں ودستخط ثبت ہیں۔

نمقہ ابوسعید محمد حسین بٹالوی حنفی اہل حدیث

ان عقائد کا معتقد کافر ہے
حررہ محمد واحد نور رامپوری

الجواب صحیح
ابوعماد محمد شبلی جیراج پوری
مدرّس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بے شک مرزا قادیانی کے عقائد واقوال حد کفر تک پہنچ گئے ہیں اس لئے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

محمد کفایت اللہ عفی عنہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

جو شخص خدا کے متعلق اس قسم کے عقائد رکھے جو سوال میں درج ہیں یا مدعیٔ رسالت ہو، اگر مجنون نہیں تو کافر ہے۔

حررہ ابوالفضل محمد حفیظ اللہ، دارالعلوم لکھنؤ

مرزا قادیانی اصول اسلامی کا منکر ہے اور ملحد اس کی امامت بیعت اور محبت بالکل ناجائز ہے۔

رقمیہ احقر العباد اللہ الصمد مرید احمد میانوالی

الجواب صحیح	الجواب صحیح	ایسا شخص بے شک دائرہ اسلام سے خارج ہے
سیّد علی زینی عفی عنہ	محمد قاسم عفی عنہ	حبیب احمد
مدرّس مدرسۃ العلوم دارالندوۃ لکھنؤ	مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	مدرّس مدرسہ فتح پوری دہلی
جواب صحیح ہے	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد عبدالغنی عفی عنہ	سید انظار حسین عفی عنہ	محمد کرامت اللہ، دہلی
مدرّس مدرسہ فتح پوری، دہلی	مدرّس مدرسہ امینیہ، دہلی	
جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے	الجواب صحیح
ابومحمد عبدالحق دہلوی	محمد امین	محمد لطیف اللہ
	مدرّس مدرسہ امینیہ، دہلی	از علی گڑھ

قادیانی نص قطعی کا منکر ہے اور جو نصوصِ قطعیہ سے منکر ہوتا ہے وہ کافر ہے، پس قادیانی دعاوی مذکورہ کا مدعی ہے تو بے شک کافر ہے۔ حررہ امانت اللہ، علی گڑھ

مرزا قادیانی اور اس کے پیرو یہ سب کے سب کافر ہیں۔

نصیرالدین خان   غلام مصطفی   ابراہیم   محمد سلطان احمد خان   محمد رضا خان

مرزا قادیانی اور اس کے معتقد اور مرید اور دوست مثل بوسلیم کے کافر ہیں۔

حررہ عین الہدیٰ عفی عنہ قادری، از کلکتہ

جواب درست ہے	الجواب صحیح	الجواب صحیح
عبداللہ خان	احمد جی	سیّد حافظ محمد حسین واعظ
مدرّس مدرسہ اسلامیہ شیر میرٹھ	علاقہ چھچھ موضع پانڈنک	ساڈھرہ، ضلع انبالہ

بے شک جو آدمی امور قطعیہ کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ قرآن شریف کا معجزہ ہونا ثابت ہے، اس کا انکار کفر ہے۔ اور ایسے آدمی کی بیعت بھی کفر ہے، اور مسلمان جاننا دُرست نہیں۔ حررہ احمد علی عفی عنہ

مدرّس مدرسیہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ

قادیانی خنزیر مسیلمہ کذاب قادیان میں رہتا ہے مفتری زندیق مردود کار نائب ابلیس لعنت اللہ علیہ زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ شریعت محمدیہ میں واجب القتل ہے۔ جمال الدین

از ریاست کشمیری ضلع شہر مظفر آباد

ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اس کے مرید اور معتقد جو ایسے مدعی مفتری کو اس کے تاویل کافرہ اور دعاوی باطلہ میں سچا جانتے ہیں اور راضی ہیں وہ بھی کافر ہیں اس لئے کہ الرضاء بالکفر کفر۔ حررہ محمد عبدالغفار خان رامپوری

الجواب صحیح

فضل احمد

ضلع پشاور، علاقہ مردان، تحصیل صوابی

خاکسار مولوی محمد کفایت اللہ صاحب کے جواب سے اتفاق کرتا ہے۔ کتبہ مشتاق احمد

مدرّس گورنمنٹ اسکول، دہلی

مرزا غلام احمد دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ محمد اسحاق لدھیانوی

بے شک الفاظ مذکورہ مسطورہ فتویٰ کفر کے ہیں اور قائل ان کا کافر ہے، اگر مرزا مذکور سے یہ الفاظ تقریراً یا تحریراً ثابت ہیں تو بس کافر ہے۔ راقم فقیر امانت علی ازنکودریہ

جو شخص کسی پیغمبر کی نبوت کا انکار کرے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

عبدالسلام پانی پتی

ذالک الکتاب لا ریب فیہ۔

محمد معز اللہ خاں رامپوری — احمد سعید رامپوری

قدصح الجواب — الجواب صحیح — الجواب صحیح

محمد امانت اللہ رامپوری — محمد ضیاء اللہ خان رامپوری — محمد کفایت اللہ سہارنپوری

المجیب مصیب — الجواب صحیح — الجواب صحیح والقول نجیح

حافظ محمد شہاب الدین لدھیانوی — فضل احمد رائے پوری گوجراں — والمذنب ابوالرجال غلام محمد ہوشیارپوری

اصاب من اجاب	رأیته فوجدته صحیحًا	الجواب صحیح
محمد ابراہیم وکیل اسلام، لاہور	نبی بخش حکیم رسول نگری	عنایت الٰہی سہارنپوری
		مہتمم مدرسہ عربیہ سہارنپور
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد بخش عفی عنہ سہرائے	صدیق احمد انبیٹھوی	احقر الزمن گل محمد خان
		مدرّس مدرسہ عالیہ دیوبند
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد عبدہ	غلام رسول عفی عنہ	عزیز الرحمن
مدرّس مدرسہ اسلامیہ دیوبند	مدرّس مدرسہ عربیہ دیوبند	مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند
اصاب المجیب	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد حسن عفی عنہ	بندہ محمود	قادر بخش عفی عنہ
مدرّس مدرسہ دیوبند	مدرّس اول مدرسہ عالیہ دیوبند	جامع مسجد سہارنپور

الجواب صحیح	الجواب صحیح	المجیب صادق	المجیب مصیب
بندہ عبدالمجید	علی اکبر	محمد یعقوب	عبدالخالق

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
نوراللہ خان	محمد فتح علی شاہ	فقیر غلام رسول
		مدرسہ حمیدیہ لاہور
الجواب صحیح	ھٰذا ھو الحق	المجیب مصیب
احمد علی شاہ اجمیری	جمال الدین کوٹھالوی	احمد علی عفی عنہ بٹالوی
جواب درست ہے	جواب درست ہے	الجواب صحیح
سلطان احمد گنجوی	احمد علی عفی عنہ سہارنپوری	محمد عظمی متوطن گکھڑ
جواب صحیح ہے	جواب صحیح ہے	ما اجاب بہ المجیب فھو فیہ مصیب
فقیر غلام اللہ قصوری	محمد اشرف علی عفی عنہ	غلام احمد امرتسری
	تھانہ بھون ہندوستان	

ایڈیٹر اہل فقہ: من قال سوا ذالک فقد قال محالا۔

حررہ ابوالہاشم محبوب عالم عفی عنہ توکلی سیدوی ضلع گجرات

سب نبی کفر ہے اور دعویٰ نبوت کفر ہے نبی سے اپنے آپ کو افضل سمجھنے والا کافر ہے۔

ابوبکر علی احمد محمود اللہ شاہ بدایونی عفی عنہ

ذالک کذالک۔ فقیر محمد عفی عنہ

الجواب صحیح	لاریب فی ما کتب	الجواب صحیح
شیر محمد عفی عنہ	رحیم بخش جالندھری	ابوعبدالجبار محمد جمال امرتسری
جواب صحیح ہے	الجواب صحیح	الجواب صحیح لاریب فیہ
عبدالکریم مجددی	فقیر محمد باقر نقشبندی	محمد رحیم اللہ
ساکن تنڈہ محمد خاں ضلع حیدرآباد سندھ	مدرّس مشن کالج لاہور	دہلی
الجواب صحیح	ھٰذا ھو الحق	الجواب صحیح
محمد وصیت علی	خادم حسن	عزیز احمد
مدرّس مدرسہ مولوی عبدالربّ صاحب، دہلی	مدرّس مدرسہ مولوی عبدالربّ صاحب، دہلی	مدرّس مدرسہ حسین بخش، دہلی
المجیب مصیب	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد اکمل	عبدالرحمن	بندہ ضیاء الحق عفی عنہ
مدرّس مدرسہ بارہ ہندوراؤ دہلی	مدرّس مدرسہ مولوی عبدالربّ صاحب، دہلی	
الجواب صحیح	الجواب صحیح	جواب درست ہے
محمد پردل دہلی	ولی محمد کرنالوی	عبدالصمد، مدرّس مدرسہ دیوبند
الأجوبة صحیحة	جواب صحیح ہے	لقد اجاب من اصاب
مقبول حسن عفی عنہ	محمد اسحاق عفی عنہ	مشتاق احمد
مدرّس سیوم مدرسہ جامع العلوم کانپور	مدرّس مدرسہ جامع العلوم کانپور	اول مدرّس فیض عام کانپور

جوکلمات سوال میں مذکور ہیں، ہر ایک کلمے کا مرتکب اشد کافر ہے۔ العاجز عبدالمنان وزیرآبادی

مرزا غلام احمد کے خیالات اور عقائد اکثر ایسے ہیں جن پر فتویٰ کفر عائد ہوتا ہے۔

یوسف علی عفا اللہ عنہ میرٹھی خیرنگری

بے شک یہ شخص اسی طرح کا کافر ہے جیسا کہ مولوی محمد عثمان صاحب دام ظلہم نے تحریر فرمایا ہے۔

ابوالرفعت محمد سخاوت اللہ خاں

مدرّس سیوم مدرسہ عین العلوم شاہجہاں پور

تمام علماء نے اس کے کافر ہونے پر اتفاق کرلیا ہے، کوئی گنجائش تاویل کی نہیں، لہٰذا اس کی بیعت اور اس کی پیرو سے مجالست ومواکلت قطعی حرام ناجائز ہے۔ ابوالمعظم سیّد محمد اعظم شاہجہاں پوری

میری نظر سے مرزا کی کتابیں گزریں، ان میں صراحۃً عقائد کفریہ مرقوم ہیں، لہٰذا میں باعتبار ان کتابوں کے مرزا قادیانی کو کافر سمجھتا ہوں۔ غلام محی الدین، امام جامع مسجد شاہجہاں پوری

مرزا قادیانی کی کتابوں میں بہت سے کفریات موجود ہیں، جو نصوصِ قاطعہ کے خلاف ہیں، لہٰذا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

عبدالکریم عفی عنہ از ہندوستان | محمد حسین عفی عنہ

جواب صحیح ہے | الجواب صحیح | الجواب صحیح

محمد عبداللہ | محمد فیض اللہ عفی عنہ ملتانی | محمود عفی عنہ ملتانی

ناظم دینیات مدرسۃ العلوم علی گڑھ

بے شک ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم، فقط۔

محمد عبدالخالق عفی عنہ

مدرّس مدرسہ عین العلوم شاہجہاں پور

جو شخص توہین کسی نبی کی انبیاء علیہم السلام میں سے کرے، وہ مردود اور کافر ہے، یعنی ایسا کافر ہے کہ اس کی توبہ میں اختلاف ہے، اور اس کا کفر دیگر کفار کے کفر سے زائد ہے، العیاذ باللہ، فقط۔ محمد عثمان عفی عنہ

مدرّس اوّل مدرسہ عین العلوم شاہجہاں پور

وجدته صحیحًا ملیحًا۔ مسکین عبداللہ مولوی پلٹن نمبر ۶۹ سیالکوٹی ثم گجراتی

مہر دارالافتاء، مدرسہ اہل سنت وجماعت معروف بنام نامی منظر اسلام بریلوی

مرزا غلام احمد قادیانی یقیناً کافر ہے اس کی تکفیر میں ذرا بھی شک نہی ہے، احقر کو اس کی کتب تمامیہ دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے اس سے، اور اس کے متبعین سے اسلامی طریقے سے ملنا جلنا ناجائز ہے، واللہ اعلم بالصواب! محمد اعزاز علی بریلوی

مرزا قادیانی جو عیسیٰ مسیح ہونے کا مدعی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کلمات شنیعہ لکھنے والا وغیرہ سراسر کاذب اور مفتری انتہا درجے کا بے دین ہے، مرتد، ملحد، خبیث النفس اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی اِتباع کرنے والا بھی اسلام سے

خارج، ہرگز اِمامت کے لائق نہیں۔ عبدالجبار عمر پوری، دہلی کشن گنج

مرزا قادیانی ان عقائد باطلہ کے رو سے بلاریب کافر ظاہر ہے قرآنی اور اجماعی امر ہے کہ دنیا میں پہلا کافر ابلیس لعین ہے اور اس کا کفر نص کی بنا پر ہے، اور وجوہ بھی تکفیر مرزائیں کے آیات واحادیث سے بکثرت ملتی ہیں۔ مرزائیوں سے ارتباط اسلامی نصوص آیات واحادیث سے ممنوع ہے جملہ تکالیف شرعیہ وارشادات اسلامیہ ان سے کیا معنی رکھتے ہیں بلکہ جوشخص ان کی تکفیر میں تامل کرے اس پر بھی مخالفت کفر ہے اور یہ پہلا زینہ دخول فی المرزائیت ہے۔ حررہ محمد عبدالخالق الملتانی عفی عنہ

کچھ شک نہیں کہ مرزا قادیانی ایک دہریہ معلوم ہوتا ہے، مفتری علی اللہ ہے، اس کے اِلہامات سے معلوم ہوا کہ اسے خدا پر اِیمان نہیں، کیونکہ خدا پر اِیمان رکھنے والا اس قسم کے افترا نہیں کیا کرتا، اس لئے میرا یقین ہے کہ چونکہ شخص مذکور اپنے کو سچا رسول کہتا ہے، اور رِسالت کا ختم ہوجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نصوصِ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے، جو حدِ تواتر میں داخل ہے، اس لئے وہ شخص بلاشبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، پس اِمامت یا بیعت ودوستی، سلام کلام اس سے اور اس کے مریدوں سے جائز نہ ہوگا، واللہ اعلم! احقر محمد رشید، مدرّس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

شخصیکہ مدعی رسالت باشد منکر نص قطعی است وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط ودر نفر منکر قطعیات اختلاف نیست درہ چنیں کساں بیعت ومحبت چہ معنی دارد۔ الراقم: غلام احمد، مدرّس مدرسہ نعمانیہ لاہور

بہ متقضائے کوائف مندرجہ بیان سائل ہر ایک جواب مطابق سوال صحیح ودرست ہے اور ہر ایک جواب کی تائید ادلہ قطعیہ مؤید ہیں، اور کتب شرعیہ مملوکتہ۔ احقر عباد اللہ الصمد ابوالرجا غلام محمد ہوشیارپوری

حق تعالیٰ شانہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط اور نیز باجماع اُمت ثابت ہے کہ انبیاء ورسول افضل الخلق ہیں، لہٰذا جو شخص اپنے لئے رسالت کا مدعی ہے اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے آپ کو افضل جانتا ہے وہ کتاب اللہ کا مکذب ہے۔ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اس کی اور اس کے اَتباع کی اِمامت اور بیعت ومحبت ناجائز اور حرام ہے، ایسے شخص سے اور اس کے اذناب سے سلام کلام ترک کرنا چاہئے۔

حررہ خلیل احمد سہارنپوری

یہ شخص مدعی حال نبوّت ورِسالت کا ہے اور یہ کفر ہے اس کے دعویٰ کا ہر ایک کلمہ کئی کئی کفریات پر مشتمل ہے۔ پس شریعت غرا میں قائل ان کلمات اور دعاوی کا مثل فرعون، دجال، مسیلمہ کذاب کے ہے، اسی کے ساتھ بیعت وغیرہ سلام وکلام شرع میں کفر ہے۔ کتبہ محمد محی الدین صدیقی الحنفی عفی عنہ

مدرّس نصرۃ الحق حنفیہ امرتسر

مرزا قادیانی کے عقائد اس حد تک یقینا پہنچ گئے ہیں کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا حکم عائد ہوجائے دعویٔ نبوّت اس کے اور اس کے مریدوں کی تصنیفات میں بصراحت موجود ہے، انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں ہتک

اور استخفاف سے ان کی کتابیں واشتہار ورسالے مملو ہیں، معجزات وخوارقِ عادت کی دُور اَز کار تاَویلیں نصوصِ قطعیہ کی تحریفِ معنوی ان کا ادنیٰ کرشمہ ہے، لہٰذا اس کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ان کی بیعت حرام ہے اور اِمامت ہرگز جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب! کتبہ الراجی الی اللہ محمد کفایت اللہ شاہجہاں پوری

بلا ریب وشک مرزائی لوگ مرتد اور کافرین ہیں، ایسے ظالموں سے احتراز کرنا قرآن شریف اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے، جیسا کہ ارشاد خوش بنیاد جناب باری تعالیٰ کا ہے: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام ۶۸)۔

حررہ فقیر حافظ سیّد پیر ظہور شاہ قادری قریشی الہاشمی جلال پوری

***

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فتویٰ نمبر دوم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اس شخص کی نسبت جو مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید نہ ہونے کے باوجود اس کو مسلمان جانتا ہے۔

سوال:۔۔۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ: ''میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید تو نہیں ہوں اور نہ اس کے اعتقادیہ مسائل میں شامل ہوں لیکن اس کو مسلمان جانتا ہوں۔'' کیا ایسے شخص کی بیعت واِمامت دُرست ہے؟ اور شرعاً اس کو کیا کہنا چاہئے؟ **بیّنوا بالتّفصیل، جزاکم اللہ الرّبّ الجلیل!**

الجواب:۔۔۔ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کفریہ کے معلوم ہونے کے باوجود اس کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔[1] ایسے شخص اکثر وہی دیکھے گئے ہیں جو منافق اور کافر ہیں، یعنی دراصل مرزائی ہوتے ہیں، لیکن ظاہرداری کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم مرزا کو مسلمان جانتے ہیں یا اس پر ہم کفر کا فتویٰ نہیں دیتے یا ہم اس کو اچھا تو نہیں جانتے لیکن کافر بھی نہیں کہتے دراصل یہ سب کارروائی منافقانہ ہے۔ کوئی مصلحت مدنظر رکھ کر ظاہر نہیں ہوتے فی الحقیقت پکے مرزائی ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کہ ایسے کافر کی تکفیر میں توقف یا تردّد کرے۔ الحاصل مرزا اور اس کے سب مرید۔۔۔ اور باوجود مرزا کی کفریات کے معلوم ہونے کے۔۔۔ اس کے کفر میں توقف کرنے والے، سب کے سب کافر ہیں۔ توہینِ انبیاء، ادّعائے نبوّت، رَدِّ نصوص ایسا کفر ہے جس میں اہلِ سنت میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں، اس واسطے دلائل لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ فقط واللہ اعلم!

حررہ العاجز یوسف علی عفی عنہ از بگھیلے والا

(۱) نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک۔ (الشفاء ج:۲ ص:۲۴۷، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی)۔

الجواب:۔۔۔ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال پر مطلع ہوکر اس کو کافر نہ جانے وہ خود کافر مرتد ہے، بلکہ جو شخص اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کرے وہ بھی کافر مستحق عذاب عظیم ہے۔ شفا شریف میں ہے:

”نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک۔“

(شفاء ج:۲ ص:۲۴۷)

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے، اس کی تکفیر میں توقف یا شک وتردّد رکھے۔

غرر و مجمع الانہار و درمختار و فتاویٰ خیریہ و بزازیہ وغیرہ میں ہے:

”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔“[1]

یعنی جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے، یقیناً خود کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد عبدالرحمن البہاری عفی عنہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
احمد رضا عفی عنہ	محمد عبدالمجید سنبلی عفی عنہ	عبدہ ظفرالدین بریلوی حنفی قادری رضوی
الجواب صحیح	الجواب صحیح والمجیب مصیب	جواب صحیح ہے
عبدالاان المصطفیٰ ظفرالدین احمد بریلوی	احقر زمن محمد حسن	سیّد حسن عفی عنہ
مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلوی	مدرّس مدرسہ نعمانیہ امرتسر	مدرّس مدرسہ نعمانیہ لاہور
جواب صحیح ہے	الجواب صحیح	ھٰذا الجواب صحیح
کریم بخش سنبلی عفی عنہ	عبدالوحید	محمد اشرف
	مدرّس اوّل مدرسہ نعمانیہ امرتسر	مدرّس نعمانیہ لاہور
قولنا بہ ھٰذا المحکم ثابت	ھٰذا الجواب صحیح	جواب صحیح ہے
فقیر سعد اللہ شاہ ساکن سوات	محمد لطف اللہ علی گڑھ	بندہ امام دین کپورتھلوی
ھٰذا الجواب صحیح	لقد اصاب من اجاب	الجواب صحیح
سیّد علی جالندھری	حررہ الفقیر المفتی ولی محمد جالندھری	بندہ فتح الدین ہوشیارپوری
ھٰذا الجواب صحیح لاشک فیہ	الجواب صحیح لاشک فیہ	الجواب صحیح
محمد رشید الرحمن	علم الدین لاہوری	سیّد علی زینی، مدرّس دارالعلوم ندوۃ لکھنؤ

(۱) الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ص:۷، طبع بیروت۔

الجواب صحیح والمجیب مصیب	بہتر ہی ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھیں	نبیر و جدتہ صحیحًا ملیحًا
ابوالعماد محمد شبلی عفی عنہ جیراجپوری	حررہ محمد امانت اللہ، علی گڑھ	مسکین عبداللہ شاہ مولوی پلٹن نمبر ۹۹ سیالکوٹی ثم گجراتی
ھٰذا الجواب صحیح	اصاب من اجاب	الجواب صحیح
ابوسعید محمد عبدالخالق لکھنوی	محمد عبدالعزیز لکھنوی	عبدالخالق لکھنوی
الجواب صحیح	صحیح الجواب	اصاب من اجاب
ولی محمد کرنالوی	محمد قاسم عبدالقیوم الانصاری لکھنوی	محمد برکت اللہ لکھنوی
الجواب صحیح	صحیح الجواب	ایسا شخص فاسق ہے
محمد عبدالہادی الانصاری لکھنوی	محمد عبیداللہ لکھنوی	محمد عبدالغنی، مدرّس مدرسہ فتح پوری دہلی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح والمجیب نجیح
بندہ محمد قاسم مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	محمد کرامت اللہ دہلوی	بندہ محمد امین، مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صحیح	من اصاب فقد اجاب	الجواب صحیح
محمد ذاکر بگوی عفی عنہ لاہوری	غلام رسول ملتانی	ابومحمد احمد عفی عنہ چکوال لاہوری

جو شخص غلام احمد قادیانی کو باوجود دعاوی کے اہلِ اسلام جانے یا اپنے دعوے میں صادق سمجھے، وہ اسلام اور دینِ محمدی سے خارج ہے۔

الراقم: عبدالجبار امرتسری

جو شخص مرزا کے عقائد معلوم کر کے اس کو کافر و خارج دائرۂ اسلام نہ جانے، وہ بھی اسی کا پیرو ہے۔

ابومحمد سعید محمد حسین بٹالوی

اگر غلام احمد کے عقائد کو یہ عقائد کفریہ جانتا ہے، اور پھر ان سے راضی وخوش ہے تو یہ بھی کافر ہے، لأن الرضا بالکفر کفر۔

محمد کفایت اللہ شاہجہاں پوری

مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح	اصاب من اجاب	الجواب صحیح
نور احمد امرتسری	سیّد حسین، مدرّس مدرسہ نعمانیہ لاہور	محمد عبدالحق دہلوی
الجواب صحیح	ایسا شخص منافق ہے ایسے شخص کے خلف اقتدا دُرست نہیں	الجواب صحیح
عبدالعزیز، ساکن قلعہ صہبا سنگھ	سلام دین امرتسری	ابوتراب محمد عبدالحق امرتسری

الجواب صحیح
سیّد شاہ حیدرآبادی

جو شخص اس کو حق جانتا ہے وہ بھی صراطِ مستقیم دین قویم سے منحرف ہے۔
مرید احمد

قادیانی ایسا شخص کافر اور مرتد ہے
ابو یوسف امرتسری

الجواب صحیح
محمد اسحاق لدھیانوی

اس کے عقیدے میں فرق ہے، اس کی اِمامت اور بیعت جائز نہیں۔
الراقم: عبدالسلام پانی پتی

الجواب صحیح
عبداللطیف سہارنپوری

الجواب صحیح
ثابت علی سہارنپوری

الجواب صحیح
محمد کفایت اللہ سہارنپوری

الجواب صحیح والقول مقحیح
غلام محمد ہوشیارپوری

الجواب صحیح
حافظ محمد شہاب الدین لدھیانوی

الجواب صحیح
محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور

رأیتہ فوجدتہ صحیحًا
نبی بخش حکیم رسول نگری

اصاب من اجاب
فضل احمد رائے پور گجراں

الجواب صحیح
محمد رکن الدین نقشبندی ساکن الورما

اجاب بہ المجیب وھو مصیب
غلام احمد امرتسری

جواب صحیح ہے
خادم شریعت ابوالہاشم محبوب عالم سنیدے ضلع گجرات

الجواب صحیح
فتح محمد

صحیح الجواب
شیر محمد

الجواب صحیح
فقیر غلام رسول، مدرسہ حمیدیہ لاہور

الجواب صحیح
فقیر غلام اللہ قصوری

الجواب صحیح
فتح محمد

الجواب صحیح
احمد علی شاہ اجمیری

ھٰذا ھو الحق
جمال الدین کٹیالوی

الجواب صحیح
سلطان احمد گنجوی ضلع گجرات

الجواب صحیح
محمد عظیم متوطن گکھڑ

المجیب مصیب
احمد علی بٹالوی

الجواب صحیح
صدیق احمد دمونوی

جواب درست ہے
احمد علی عفی عنہ، مدرّس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب صحیح
عنایت علی سہارنپوری

الجواب صحیح
محمد بخش سبزائی

الجواب صحیح
احقر گل محمد خاں، مدرّس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح
سیّد محمد، مدرّس مدرسیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح
غلام اسعد، مدرّس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح	اصاب المجیب	الجواب صحیح
عزیز الرحمن مفتی حنفی مدرسہ عالیہ دیوبند	محمد حسن، مدرسہ دیوبند	بندہ محمود عفی عنہ اوّل مدرّس مدرسہ دیوبند
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
قادر بخش، مہتمم جامع مسجد سہارنپور	بندہ عبدالمجید عفی عنہ	علی اکبر عفی عنہ
الجواب صحیح	المجیب صادق	الجواب صحیح
ابوعبدالجبار محمد جلال الدین امرتسری	عبدالخالق	رحیم بخش جالندھری
الجواب صحیح	الجواب صحیح	جواب صحیح ہے
بندہ عبدالصمد عفی عنہ، مدرّس مدرسہ دیوبند	عبدالکریم، ساکن ٹنڈہ محمد خاں، ضلع حیدرآباد سندھی	محمد یعقوب دیوبند
الجواب صحیح والمجیب مصیب	الجواب صحیح	ھٰذا ھو الحق
حبیب المرسلین، مدرّس اول مدرسہ حسین بخش دہلی	محمد وصیت علی مدرّس مدرسہ مولوی عبدالربّ دہلی	خادم حسین عفی عنہ مدرّس مدرسہ مولوی عبدالربّ دہلی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	المجیب مصیب
محمد ناظر حسن، صدر مدرّس عربیہ فتح پوری، دہلی	محمد عزیز احمد عفی عنہ، مدرّس مدرسہ حسین بخش دہلی	محمد احکم عفی عنہ، مدرّس مدرسہ بارۂ ہندورائے دہلی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
بندہ ضیاء الحق عفی عنہ دہلی	حبیب احمد، مدرّس مدرسہ فتح پوری	ولی محمد کرنالوی

ایسے صریح منکر کو مسلمان سمجھنا تو گویا خود مسلمانی سے خارج ہونا ہے۔

ابوالمعظم سیّد محمد اعظم مفتی حنفی شاہجہاں پوری

جو شخص مرزا کے عقائد سے ناواقف ہو کر مسلمان لکھتا ہے تو وہ بھی اسلام سے خارج ہے۔ ہرگز اِمامت کے لائق نہیں۔

عبدالجبار عمرپوری دہلی کشن گنج

جو ایسے مدعی کو اس کے اقاویل کاذبہ اور دعاوی باطلہ میں سچا جانتا ہے اور راضی ہے وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ الرضاء بالکفر کفر۔

محمد عبدالغفار خان رامپوری

الجواب صحیح	جواب صحیح ہے	الجواب صحیح
محمد سلامت الہدیٰ رامپوری	احمد سعید رامپوری	محمد ضیاء اللہ خان رامپوری

ذالک الکتاب لا ریب فیه　　الجواب صحیح　　جواب صحیح ہے

محمد معز اللہ خاں رامپوری　　عبداللہ خان، مدرّس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ　　محمد عبداللہ علی گڑھ

مرزا اور اس کے اَتباع کی مثل میرے نزدیک اسلامی فریق میں ایسا کافر کوئی نہیں۔

العاجز عبدالمنان وزیر آبادی

جو ایسے اِعتقاد والے کو مسلمان جانے، وہ شخص بھی کافر ہے۔　　جمال الدین، ریاست کشمیر

ایسے آدمی کی بیعت ہی کفر ہے اور مسلمان جاننا دُرست نہیں۔　　احمد علی عفی عنہ

الجواب صحیح　　الجواب صحیح　　الجواب صحیح　　الجواب صحیح

سیّد محمد حسین واعظ ساڈھورہ　　احمد جی علاقہ چھچھ　　محمود عفی عنہ ملتان　　محمد فیض اللہ ملتانی عفی عنہ

مرزا کو یہ شخص اگر بنا بر جہالت کے مسلمان سمجھتا ہے تو معذور سمجھا جائے گا۔ اگر باوجود اس کے ایسے دعاوی کفریہ اور عقائدِ باطلہ کے اس کو محض کلمہ گوئی کے مسلمان جانتا ہے تو خود اس کے اسلام پر خطرہ ہے۔ اس کو پہلے تعلیم کافی دی جائے، اگر نہ سمجھے، پھر اس کی اِمامت اور بیعت کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔　　حررہ عبدالحق الملتانی

جو شخص مرزا قادیانی کے حق میں باوجودیکہ وہ اپنے کو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر تفضیل دیتا ہے اور دعویٰ رسالت کرتا ہے، حسنِ ظن رکھتا ہو، اور اس کو مسلمان کہتا ہو، تو وہ شخص خود دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت اور بیعت شرعاً ہرگز جائز نہیں ہے، اور اہلِ اسلام کو اس سے اِجتناب لازم ہے۔　　حررہ محمد خدا بخش عفی عنہ پشاوری

جو شخص مرزا غلام احمد کے عقائد مخالف کو اچھا جانے، اس کے پیچھے نماز دُرست نہیں، اور نہ اس سے کسی کو بیعت کرنا جائز ہے۔　　ابو یوسف علی میرٹھی

بہ مقتضائے کوائف مندرجہ بیان سائل ہر ایک جواب مطابق سوال صحیح و دُرست ہے اور ہر ایک جواب کی تائید کے ادلہ قطعیہ مؤید ہیں۔ اور کتبِ شرعیہ اسی مملوکہ۔　　کتبہ احمد عبداللہ الصمد ابوالوفا غلام محمد ہوشیار پوری

شخص مذکور اگر مرزا کے کفریہ معتقدات پر اطلاع حاصل کرنے کے بعد اس کی تکفیر کرے تو فبہا ورنہ وہ بھی قادیانی کے ساتھ کفر میں ہم رشتہ ہے اس کی بیعت اور اِمامت جائز نہ ہوگی۔　　حررہ خلیل احمد

ایسا شخص ساطر حق ہے، اور باطن میں معتقد قادیانی کا ہے، ایسے اِمام کی بیعت وغیرہ سے کنارہ کشی واجب ہے۔

الراقم: محمد محی الدین الصدیقی الحنفی امرتسری

کسیکہ قائل جواز اقتدا خلف مرزا و اَتباع او باشد مخصلے و ناواقف از اُصولِ دین است زیرا کہ صحت نماز بدوں ایمان صورت نمے بندد و بطلان نمازِ اِمام موجب بطلان نمازِ مقتدی است، کما لا یخفی علی من له مسکه بالدین، و بیعت چنیں ناواقف بریں قیاس باید کرد۔　　غلام احمد مدرّس مدرسہ نعمانیہ

مرزا اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو اچھا جاننے والا جماعت اسلام سے جدا ہے، ایسے شخص سے بیعت کرنا حرام اور اس کو اِمام بنانا ناجائز ہے۔ مشتاق احمد حنفی، مدرّس گورنمنٹ اسکول دہلی

ایسا شخص جاہل ہے، کفر اور اسلام میں تمیز نہیں رکھتا، اس کی اِمامت اور بیعت قبول نہیں ہے، یا واقف متعصب ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے، ورنہ یہ تعصب بے محل مخل اِمامت وارشاد ہوگا۔

حررہ ابوالحامد محمد عبدالحمید عفی عنہ القادری الانصاری النظامی اللکھنوی

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان جانے، گو اس کے طریقے پر نہ ہو، یا مرید نہ ہو، مگر وہ ایسا ہے جیسا کہ شمر اور اِبنِ زیاد اور یزید اور اِبنِ ملجم مسلمان جانتا ہے اور جاننے والا ہے، منافق اور خارجی ہے۔ حررہ عین الہدیٰ شاہ قادری از کلکتہ

ایسا شخص جاہل ہے، اس کو سمجھانا چاہئے، اور اگر وہ اپنی غلطی پر مصر ہو اور ہٹ دھرمی کرے تو اس کی اِمامت سے بچنا چاہئے، اور بیعت ایسے شخص سے نہ کی جائے، یہ شخص بدعتی ہے۔ حررہ واحد نور رامپوری

جو ایسے شخص کو مسلمان سمجھتا ہے وہ یا جاہل ہے یا بدعقائد، بیعت اور اِمامت ایسے شخص کو دُرست نہیں۔

کتبہ ابوالفضل محمد حفیظ اللہ، مدرّس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

”مَنْ سَبَّ الشَّیْخَیْنَ اَوْ طَعَنَ فِیْھِمَا کَفَرَ، لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ“

(درمختار ج:۴ ص:۲۳۶، طبع ایچ ایم سعید)

چہ جائیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر طعن کرنے والا اور دعویٔ نبوّت کرنے والا، اشد کافر ہے، جیسا کہ خداوند کریم اپنی وحدانیت میں لاشریک ہے، ویسا ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندوں میں یکتا اور بے نظیر ہیں۔

تراب اقدام اہل اللہ فقیر ابو میر محمد
امیر اللہ قریشی الہاشمی جلال پور جٹاں بقلم خود

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سوال:... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین کہ مرزائی لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سب عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی رسالت کے قائل ہیں اور اس کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس واسطے علمائے عرب وعجم نے مرزائیوں پر کفر کا فتویٰ لایا ہے، اگر کوئی مسلمان اپنی دختر کا نکاح کسی مرزائی سے کردے بعد میں اس کو معلوم ہو کہ یہ شخص مرزائی ہے آیا یہ نکاح عندالشرع جائز ہوگا یا ناجائز؟ اور یہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح ثانی بلاطلاق مرزائی زوج کے کسی مسلمان سے کرسکتا ہے یا نہیں؟ بیّنوا بالتّفصیل جزاکم اللہ الرَّبّ الجلیل!

الجواب:۔۔۔مرزائی مرد سے سنیہ عورت کا نکاح نہیں ہوتا،(۱) بلاطلاق سنیہ کا باپ اس کا نکاح کسی سنی سے کرسکتا ہے،(۲) بلکہ فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس مرزائی سے فوراً جدا کرے کہ اس کی صحبت اس کے ساتھ خالص زنا ہے، بالکل وہی حکم ہے جو کوئی شخص اپنی دختر کسی ہندو کے گھر بلا نکاح بھیج دے، بلکہ اس سے سخت تر کہ وہاں حرام کو حرام کی ہی مد میں رکھا، اور یہاں نکاح پڑھا کر معاذ اللہ اسی حلال پیرایہ میں لایا گیا، اس سے فوراً علیحدہ کرلینا فرض ہے، پھر جس سنی سے چاہے نکاح ممکن ہے۔ ردّالمحتار میں ہے:

''حرم نکاح الوثنية وفی شرح الوجيز وكل مذهب يكفر وبه معتقده۔''

(ردالمختار ج:۳ ص:۴۵، طبع ایچ ایم سعید)

درمختار میں ہے:

''ويبطل منه إتفاقًا مايعتمد الملة وهی خمس النكاح والذبيحة۔۔۔إلخ۔''

(درمختار ج:۲ ص:۳۱۳، ۳۱۴)

یہاں تک اصل حکم شرعی کا بیان تھا، شرعاً یہ صورت جائز ہے اور ازدواج مکرر سے پاک کہ پہلا نکاح ہی نہ تھا۔ مگر قانون رائج میں جو اَمر جرم ہے شرعاً اپنی جان و مال وآبرو کی حفاظت کے لئے اس سے بھی بچنے کا حکم ہے، قانون کا حال وکلا جانتے ہین، اگر اَز رُوئے قانون بھی یہ صورت داخلِ جرم نہ ہو، یا قانون حکم فتویٰ کو تسلیم کرکے اس کا جرم نہ ہونا قبول کرلے تو حرج نہیں، ورنہ ان سے دُور رہا جائے۔ ہاں دختر کو جس جائز طریقے سے ممکن ہو جدا کرنا سخت فرض اہم ہے، اگرچہ دُوسری جگہ نکاح نہ ہوسکے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم!

کتبہ عبدالنبی نواب مرزا عفی عنہ سنی حنفی بریلوی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر احمد رضا خاں عفی عنہ بریلوی

الجواب صحیح بلاقیل وقال
والمجیب مصیب بعون اللہ المتعال
الفقیر محمد ضیاء الدین

الجواب صحیح والرائے نجیح
حررہ محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی
عفی عنہ خادم المدرسۃ القادریۃ

صحیح الجواب والمجیب مصیب ومثاب
محمد عبدالماجد عفی عنہ مہتمم مدرسہ شمسیہ بدایوں

الجواب صحیح
محمد شجاعت علی

صاب من اجاب
نمقہ محمد علی رضا عفی عنہ
رامپوری

اصاب من اجاب
احقر العباد سیّد شہاب الدین
جالندھری بقلم خود

الجواب صحیح
محمد شرافت اللہ رامپوری

الحکم کذالک
محمد معز اللہ خاں مدرّس مدرسہ
عالیہ رامپور

(۱) ولا يصلح ان ينكح مرتدأو مرتدة احد من الناس (قوله مطلقًا) ای مسلمًا أو كافرًا أو مرتدًا۔ (ردالمحتار على الدر المختار ج:۳ ص:۳۰۰)۔

(۲) وفی الدر المختار: وإرتداد أحدهما أی الزوجين فسخ فلا ينقص عددا عاجل بلا قضاء۔ وفی رد المحتار: ای بلا توقف علٰی قضاء القاضی۔ (ردالمحتار ج:۳ ص:۱۹۳، ۱۹۴، طبع ایچ ایم سعید)۔

الجواب صحیح والقول قوی
حررہ المسکین احقر العباد فدوی علی بخش
گنہ پنڈ

من اجاب اصاب
محمد گلاب خان رامپوری

الجواب صحیح
خواجہ امام الدین صدیقی مدرسہ پشاوری
عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح
پیر حافظ سیّد ظہور شاہ قریشی الہاشمی جلال
پوری عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب
والمجیب مصیب ومثاب
محمد یونس عفی عنہ

المجیب اصاب فیما اجاب
الراجی الی غفران الحق نور الحق عفی عنہ
پشاوری صدوراً مانسہری مولداً

ھٰذا الجواب ھو الصواب وموافق
کما فی الکتاب
محمد عبدالحکیم صورتی پشاوری عفی عنہ سند
یافتہ مدرسہ عالیہ ریاست رامپور

المجیب مصیب
حررہ الاثیم مفتی عبدالرحیم خلف الوحید
المفتی عبدالحمید المرقوم غفرلہ القیوم
الساکن فی بلدۃ پشاور

الجواب صحیح حقیق بالقبول
محمد میر عالم پشاوری ہزاروی اول مدرّس
عربی انجمن حمایت اسلام

الجواب صحیح ومثاب
عبدالوہاب عفی عنہ پشاوری

الجواب صحیح
نور الحسن مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور

جواب درست
احمد علی مدرّس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندرکوٹ

الجواب صحیح
محمد قمر الدین عفی عنہ رامپوری

ذالک کذالک
سردار احمد مجددی رامپوری

المجیب مصیب
احمد علی عفی عنہ لاہوری

الجواب صحیح
محمد نور الحسن عفی عنہ مدرّس مدرسہ جامع
العلوم کانپور

الجواب صحیح
خان زمان عفی عنہ مدرّس سیوم جامع
العلوم کانپور

المجیب ھو المصیب
محمد یار لاہوری

المجیب ھو المصیب
ابوالحسن حقانی خلف الرشید مولانا واولانا
مولوی ابومحمد عبدالحق دہلوی

اصاب من اجاب
احقر دوست محمد جالندھری بقلم خود

ھٰذا الجواب مطابق للحق
غلام محمد عفی عنہ مدح پوری نمبردار چک
نمبر ۱۲۵۵ ضلع لاہور

الجواب صحیح
محمد عبدالسلام ٹوہانوی

حصار ذالک کذالک
فقیر سیّد عبدالرسول عفی عنہ جالندھری

اگر مذکورہ بالا مرزائی مرزا کو رسول مانتا ہو تو یقیناً کافر ہے، اور کافر سے مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے۔
راقم فیض الحسن نعمانیہ لاہور

بے شک مرزائی حکم مرتد میں ہیں، اوران سے مسلمہ عورت کا نکاح ناجائز ہے، فقط!

رشید الرحمن رامپوری حال وارد جالندھر

اصاب المجیب العلام
بندہ اصغر حسین عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد سہول عفی عنہ مدرّس دیوبند

الجواب صحیح
بشیر احمد عفی عنہ دیوبند

الجواب صحیح
خاکسار سردار احمد عفی عنہ
دیوبند

الجواب صحیح
محمد ریحان حسین عفی عنہ

الجواب صحیح
احقر الزمن گل محمد خان
مدرّس مدرسہ عالیہ دیوبند

جواب صحیح ہے
حبیب الرحمن منچن آباد

بسملۃ و حمدلۃ و صلاۃ و سلامًا الأمر کذالک۔

خادم الشعراء والاطباء والعلماء
محمد ہادی رضا خان رئیس لکھنوی
خلف حکیم مولوی محمد حسین رضا خاں صاحب مرحوم

الجواب صحیح، علمائے کرام نے بے شک مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، اور کافر ہونے کی حالت میں جواُمور جواب میں تحریر فرمائے ہیں، صحیح اور دُرست ہیں، واللہ اعلم!

احمد علی، مدرّس مدرسہ جامع العلوم کانپور

بے شک مرزائی سے سنیہ عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، اگر کوئی کردے تو بلا طلاق مرزائی زوج کے نکاح ثانی کے مسلمان سے کرسکتا ہے، کیونکہ پہلا نکاح، نکاح ہی نہ تھا۔

حکیم مولوی عبدالرزاق راہوں
بقلم محمد اسحاق راہوں

جولوگ مرزا کے نبی ہونے کے قائل ہیں وہ بے شک نص صریح قرآنی اور حدیث رسالت پناہی کے منکر ہیں۔ قال اللہ تعالٰی و تبارک فی القرآن المجید و الفرقان الحمید المشتمل بالوصی و الوعد و الوعید: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (الاحزاب:۴۰)، وقال صلی اللہ علیہ وسلم: لا نبی بعدی (رواہ الترمذی ج:۲ ص:۲۰۹)۔

محمد منور علی عفی عنہ رامپوری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

چونکہ مرزائی فرقہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو خاتم النّبیین نہیں مانتا، بلکہ ان کا اِیمان ہے کہ مرزا قادیانی ہی آخرالزمان نبی ہے، اور ایسا ہی اس کو مسیحِ موعود اور کرشن وغیرہ مانتے ہیں، اور نیز جمہور کے خلاف انہوں نے قرآن مجید کے معنی کئے ہیں، اس واسطے یہ لوگ مسلمان نہیں تصور کئے جاتے، چونکہ وہ خود ہمیں کافر جانتے ہیں اس واسطے ایسے اشخاص سے مسلمان لڑکی کا نکاح ناجائز ہے۔

نیازمند نبی بخش حکیم رسول نگری

الجواب:۔۔۔اس میں شک نہیں کہ مرزا کے عقائد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں، پس اس کا پیرو جس کے عقائد مثل مرزا کے کفریہ ہیں، اور تاویل ممکن نہیں، مسلمہ سنیہ عورت کو اس سے نکاح نہ کرنا چاہئے، اور اگر کیا تو وہ نکاح نہیں ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مدرسہ عربیہ دیو بند

۲۲/رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

الجواب:۔۔۔چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں، ان کے بعد جو مدعیٔ نبوّت ہوگا، کافر ہے، تقدیر صحت دعویٰ نبوّت مرزا کے ان کے ساتھ معاملہ کفار رکھنا چاہئے، لہٰذا نکاح عورت مسلمان کا، کافر اور مرزائی سے حرام ہوگا، فقط۔

راقم محمد عبدالعزیز عفی عنہ

مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح وصواب، والمجیب مصیب ومثاب، وَیُؤَیِّدُہ ما حَقَّقَہُ الفاضل البریلوی فی رسالتہ المسماۃ بـ''إزالۃ العار فی حجر الکریم عن کلاب النار'' وکذا ما فی رد الرفضۃ ونزھۃ الأرواح فی احکام النکاح فی بحث الکفر وفی زاد المعاد فی ھدی خیر العباد للعلامۃ ابن القیم فی بحث الکفو لأن نکاح المسلمۃ بالکافر والکافرۃ بالمسلم لا ینعقد اصلاً والمسلمۃ بالمبتدع موقوفاً وللأولیاء حق الإعتراض فإن ترکھا فبھا وإلّا فالفسخ للقاضی أو الحکم کما فی بھجۃ المشتاق فی احکام الطّلاق فی بحث الفسخ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم، حررہ فقیر محمد یونس عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولدا پشاوری نزیلا بقلمہ۔

ترجمہ:۔۔۔جواب صحیح اور دُرست ہے، جیسا کہ تائید کرتا ہے اس کی وہ جو تحقیق کیا ہے فاضل بریلوی نے رسالہ مسمّٰی ازالۃ العار فی حجر الکریم عن کلاب النار میں اور جیسے کہ ردّ الرفضۃ اور نزہۃ الارواح میں ہے، نکاح کے حکموں میں بحث کفو میں، اور زاد المعاد فی ہدی خیر العباد للعلامہ ابنِ قیم میں ہے، بحث کفو میں، کیونکہ نکاح مسلمان عورت کا فر مرد کے ساتھ اور کافر عورت کا مسلمان مرد کے ساتھ ہرگز منعقد نہیں ہوتا، اور مسلمان عورت کا نکاح بدعتی مرد کے ساتھ موقوف ہوتا ہے، اگر وہ بدعت سے توبہ نہ کرے تو عورت کے ولیوں کو اِعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ پس اگر وہ بدعتی خاوند ولیوں کے اِعتراض پر اس کو چھوڑ دے تو بہتر، ورنہ قاضی کے حکم سے ٹوٹ جائے گا، جیسا کہ بہجۃ المشتاق فی احکام الطّلاق بحث فسخ میں ہے، واللہ اعلم۔

الجواب:۔۔۔مرزا کے پیرو جو کہ اس کی نبوّت کے قائل ہیں، اور اس کے عقائد کے معتقد، وہ بے شک کافر ہیں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، مسلمہ عورت کا نکاح مرزائی سے منعقد نہیں ہوتا، بعد علم اس امر کے کہ زوج مرزائی ہے، زوجہ کا والد اپنی دُختر کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ کرسکتا ہے چونکہ پہلا نکاح کوئی چیز نہ تھا، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا

الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ'' (البقرۃ۲۲۱)

فتح القدیر میں ہے:

''ویدخل فی عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم، وفی شرح الوجیز وكل مذهب یكفر به مُعْتَقِدُه لأنّ إسم المشرك یتناولهم جمیعًا۔'' (فتح القدیر ج:۳ ص:۱۳۷)

مرزائی بقول صریح حکم فقہ مرتد ہیں، اور مرتد کا نکاح باطل ہوتا ہے، بعد گزرنے عدت کے وہ عورت جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے، کماهو مصرّح فی کتب الفقه رقیمه۔

العبد الاثیم محمد ابراہیم الحنفی القادری عفی عنہ

المدرّس بالمدرسۃ الشمسیۃ بجامع بلدۃ بدایوں

جو کچھ کہ حضرت قبلہ محدثِ ارشد، فقیہِ اَوحد، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ جناب مولوی وصی احمد صاحب قبلہ مشہور محدث سورتی دام فیضہ القوی وعم ومدظلہ الیٰ یوم الابدی نے تحریر فرمایا ہے، وہ بالکل صحیح ہے، اور حضرت مجیب مدظلہ اپنے جواب میں نجیح ہیں، فقط۔

حررہ عبدالاحد، مدرّس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت

الجواب وھوملہم الصدق والصواب! بے شک بلاتردّد کہہ سکتا ہے کہ مرزائی سے نکاح باطل محض زنائے خالص ہے کہ وہ مرتد ہے، اور مرتد کا نکاح کسی قسم کی عورت کے ساتھ نہیں ہوسکتا، طلاق کی حاجت نکاح میں ہوتی ہے، نہ کہ زنا میں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلیة'' (عالمگیری ج:۲ ص:۲۸۲)، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم، فقط۔

حررہ الفقیر القادری وصی احمد حنفی

فی مدرسۃ الحدیث الدایرۃ فی پیلی بھیت

ای عزیز باتمیز آگاہ اور ہوشیار ہو، جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ دعویٰ ہمسری کا کرے، وہ بے شک مرتد اور کافر ہے، اس کے ساتھ کھانا اور پینا، اور سلام علیک کرنا، ناجائز اور ممنوع ہے، خیال کرنے کی جا ہے طریقۃ المسلمین میں ہے: ''فجعله عبدًا كاملًا بحیث لاشریك له فی العبودیة وكما انه لاشریك للربّ فی الربوبیة وخواصها'' خلاصہ کلام اور مطلب مراد یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا شریک اُلوہیت اور رُبوبیت میں نہیں ہے، اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر اور سہیم عبودت میں نہیں ہے، جیسا کہ شاعر نے کیا خوش لہجہ میں کہا ہے:

محمد (ﷺ) سا اگر کوئی بشر ہو تو میں جانوں
جہاں میں گر نظیر ان کا اگر ہو تو میں جانوں

خاکپائے اہل اللہ فقیر میر محمد امیر اللہ عفی عنہ

مولا قریشی الہاشمی جلال پور جٹاں بقلم خود

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

سوال:۔۔۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ایسے شخص کے حق میں ایک مسجد کا اِمام ہو اور مدعی علم ہو، ایک مرزائی مرگیا، پہلے اس کا جنازہ مرزائیوں نے کیا، اور دوبارہ اِمام مذکور جو اہلِ سنت والجماعت ہے، اس نے جنازہ کیا۔ تکفیرِ مرزا اور اس کے پیروان کا وہ عالم ہے کہ کل علمائے عرب وعجم تکفیرِ مرزا پر مواہیر ثبت کرچکے ہیں، اِمام مصلیٔ جنازہ اس فتویٰ کو دیکھ چکا ہے، دیدہ ودانستہ جو ایسا کام کرے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا!

الجواب:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی علانیہ نزولِ وحی، نبوّت اور رِسالت کے مدعی ہیں اور ان کے مرید اور مقلد ان کے ان سب دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں، اس لحاظ سے ان کا اور ان کے مریدوں کا خارج از دائرۂ اسلام ہونا مسلّم الثبوت مسئلہ ہے۔ اِمام ابوالفضل قاضی عیاضؒ کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (ج:۲ ص:۲۴۶، ۲۴۷، باب مقالات کفر) میں فرماتے ہیں:

”وکذالک من ادعی نبوة احد مع نبینا علیه الصلٰوة والسلام کأصحاب مسیلمة والأسود العنسی وبعده کالعیسویة من الیهود القائلین بتخصیص رسالته إلی العرب، وکالخرمیة القائلین بتواتر الرسل، وکأکثر الرافضة القائلین بمشارکة علیّ فی الرسالة للنبی صلی الله علیه وسلم وبعده، فکذالک کل إمام عند هٰؤُلاء یقوم مقامه فی النبوة والحجة، وکالبزیغیة والبیانیة منهم القائلین بنبوة بزیغ وبیان وأشباه هٰؤُلاء او من ادعی النبوة لنفسه او جوز إکستابها والبلوغ بصفاء القلب إلٰی مرتبتها کالفلاسفة وغلاة المتصوفة وکذالک من ادعی منهم انه یوحی إلیه وإن لم یدع النبوة، أو إنه یصعد إلی السماء ویدخل الجنة ویأکل من ثمرتها ویعانق الحور العین فهٰؤُلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لأنه اخبر صلی الله علیه وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده واخبر عن الله تعالٰی انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس، وأجمعت الاُمّة علٰی حمل هٰذا الکلام علٰی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تأویل ولا تخصیص فلاشک فی کفر هٰؤُلاء الطوائف کلها قطعًا اجماعًا وسمعًا۔“

(ج:۲ ص:۵۱۹)

ترجمہ:۔۔۔اور ایسا ہی جو شخص کہ دعویٰ کرے کسی ایک کی نبوّت کا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یعنی ان کی موجودگی میں جیسا کہ مسیلمہ کذّاب کے پیرو اور اَسود عنسی کے تھے، اور ایسے ہی جو دعویٰ کرے پیچھے ان کے مانند عیسویہ کے یہودیوں سے، جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو عرب کے ساتھ خاص کرتے ہیں، اور مانند خرمیہ کے جو تواترِ رُسل کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول ہمیشہ آتے رہیں گے، اور مانند رافضیوں کے جو کہتے ہیں کہ علی کرّم اللہ وجہہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت میں شریک

تھے اوران کے پیچھے بھی نبی تھے، اورایسے ہی ان کا ہر امام ان کے نزدیک نبوّت اور حجت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، اور مانند بزیغیہ اور بیانیہ کے جوان سے بزیغ اور بیان کی نبوّت کے قائل ہیں، یا وہ شخص جواپنی ذات کے واسطے نبوّت کا دعویٰ کرے یا نبوّت کے حاصل کرنے اور صفائی قلب کے ساتھ نبوّت کے مرتبے پر پہنچنے کو جائز کہتا ہو، مانند فلسفیوں اور گمراہ صوفیوں کے، اور ایسا ہی وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اور اگرچہ نبوّت کا دعویٰ نہ کرے، اور دعویٰ کرے کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور جنت کے میوے کھاتا ہے اور حوروں سے بغل گیر ہوتا ہے، پس یہ سب کافر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے، اس لئے کہ انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ نبیوں کے سلسلے کے ختم کرنے والے ہیں، ان کے پیچھے کوئی نبی نہیں ہوگا، اور خبر دِی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور تحقیق وہ تمام خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور اِجماع کیا اُمت نے اس بات پر کہ اس کلام کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے، پس ان ایسے مدعیوں کے کفر میں قطعاً اور اِجماع اور سمع کے طور پر کوئی شک نہیں ہے۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد کے مریدوں کو پیش اِمام بنانا، ان کے جنازے کی نماز پڑھنا ہرگز دُرست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ'' (التوبۃ۸۴)

ترجمہ:۔۔۔''اور نہ نماز پڑھ کسی ایک پر ان میں سے جو مرے کبھی بھی، اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کے دُعا کر، تحقیق انہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ کفر کی حالت میں مرگئے۔''

پس جس شخص نے دیدہ ودانستہ مرزائی کے جنازے کی نماز پڑھی ہے، اس شخص کو علانیہ توبہ کرنی چاہئے، اور مناسب ہے کہ وہ اپنے تجدیدِ نکاح کرے، اور حسبِ طاقت آدمیوں کو کھانا کھلائے، اور اگر وہ شخص علانیہ توبہ نہ کرے تو اہلِ سنت والجماعت کو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے، ایسے منافق کے پیچھے نماز دُرست نہیں ہوتی، ھذا واللہ اعلم بالصواب!

کتبہ عبدالمذنب محمد عبداللہ ٹونکی لاہور عفی عنہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو نصوصِ قطعیہ کے منکر ہیں، پس جو شخص نص قطعی کا انکار کرے وہ کافر ہے، کافر کے واسطے بخشش مانگنا گناہ ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ'' (التوبہ۸۰)

ترجمہ:۔۔۔''(اے پیغمبر) تم ان کے حق میں مغفرت کی دُعا کرو، یا ان کے حق میں مغفرت کی دُعا نہ کرو (ان کے لئے یکساں ہے)، اگر تم ستر دفعہ بھی مغفرت کی دُعا کروگے تو خدا ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا، یہ ان کے اس فعل کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ (ایسے)

سرکش لوگوں کو (توفیق) ہدایت نہیں دیا کرتا۔‘‘

حررہ فقیر حافظ سیّد پیر ظہور شاہ قادری جلال پوری

سوال:۔۔۔ مرزائی کا جنازہ پڑھنا کیا ہے؟

جواب:۔۔۔ کفر ہے، کافر کو مثل مسلمان کہنا جیسا کہ مسلمان کو کافر کہنا، جنازے کی دُعا میں یہ لفظ آتے ہیں:

’’اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔‘‘

(مشکوٰۃ ص:۱۴۶، باب المشی بالجنازۃ)

یعنی ہم میں سے جس کو زِندہ رکھنا ہے اس کو اسلام پر زِندہ رکھ، اور جس کو مارنا ہے اس کو اِیمان پر مار۔ اس نے میّت کو اپنے زُمرۂ اسلام میں شامل کیا، اور آپ میّت کے ساتھ شامل ہوا، یہ اقرار عدم اِمتیاز کا ہے درمیان کافر اور مسلمان کے، اور جو کافر اور مسلمان کو برابر سمجھے وہ بے ایمان ہے۔ حدیث کا فتویٰ ہے کہ جو کسی قوم سے مل کر کھائے اور مل بیٹھے اور اس کا دِل ویسا ہی ہوجاتا ہے اور وہ ملعون ہوجاتا ہے:

’’عن عبداللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لمّا وقعت بنو إسرائیل فی المعاصی فنھتھم علماءھم فلم ینتھوا، فجالسوا فی مجالسھم وآکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ولعنھم علٰی لسان داؤد وعیسٰی ابن مریم۔‘‘

(مسند احمد، ج:۶ ص:۲۵۱، ۲۵۰، حدیث نمبر:۳۷۱۳، طبع بیروت)

یعنی جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا، باز نہ آئے، وہی علماء ان کے ساتھ مل بیٹھے اور مل کے کھایا پیا تو اللہ تعالیٰ نے سب کے دل یکساں سیاہ کردیئے اور داؤد اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام کی زبان پر ان کو ملعون بنایا۔

فقیر غلام قادر بھیروی، از لاہور

قد صح جواب المجیب المصیب	الجواب صحیح	ھٰذا الجواب صحیح والمجیب مصیب
احقر محمد باقر عفی عنہ نقشبندی مجددی لاہوری	بندہ عبدالسلام عفی عنہ ٹوہاٹوی مولد دیوبندی	محمد یار عفی عنہ لاہور امام مسجد سنہری
الجواب صحیح والمجیب نجیح	المجیب مصیب	الجواب صحیح
محمد حسن عفی عنہ، اوّل مدرّس مدرسہ حمیدیہ لاہور	محمد عمر خان عفی اللہ عنہ لاہور	محمد عالم دوم مدرّس مدرسہ حمیدیہ
ذالک کذالک	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد حسین عفی عنہ لاہوری	غلام رسول مدرّس مدرسہ حمیدیہ لاہور	ابوسعید محمد حسین بٹالوی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	المجیب مصیب
محمد یونس عفی عنہ کشمیری مولداً فشاوری	حررہ الراجی بارگاہ حق نور الحق، مانسہرہ	محمد سخاوت اللہ، مدرّس مدرسہ عین العلوم

الجواب صحیح بالقول	ھٰذا الجواب صحیح والحق الصریح	الجواب صحیح
محمد میر عالم عفی عنہ ہزاروی حال انجمن حمایت اسلام پشاور	عبدالحکیم صواتی مولد پشاوری سندیافتہ مدرسہ عالیہ رامپور ریاست	نورالحسن عفی عنہ نائب مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور
الجواب صحیح	الجواب صحیح	ھٰذاالجواب مطابق للحق
محمد نورالحسن مدرّس مدرسہ جامع العلوم کانپور	خان زمان، مدرّس سوم مدرسہ جامع العلوم کانپور	غلام محمد مدح پوری
الجواب صحیح	الجواب صحیح	صحیح الجواب
ابوالحسن حقانی ابن مولوی ابومحمد عبدالحق دہلوی	بندہ سلطان حسن غفرلہٗ، مدرّس مدرسہ عین العلوم شاہجہاں پور	عاجز عبدی سر عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب لیس المثاب إلاّ ھٰذا الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالوہاب پشاوری

الجواب:۔۔۔امام کو مناسب نہ تھا کہ اس کی نماز پڑھتا، اگر امام توبہ نہ کرے تو اس کو عہدۂ امامت سے معزل کرنا چاہئے۔

ابومحمد عبدالحق دہلوی

قادیانی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ ابومحمود محمد رمضان عفی عنہ لدھیانوی

ھوالموفق! صحت نمازِ جنازہ کی شرائط میں سے ایک شرط اِسلامِ میّت بھی ہے،(۱) کما صرح بہ الفقہاء الکرام، اگر کوئی شخص قطعاً اسلام سے خارج ہوجائے وہ جس گروہ کا ہو دیدہ ودانستہ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا ناجائز اور ایسی ناجائز نماز پڑھنے والا گناہگار ہوگا ورنہ نہ، واللہ اعلم بالصواب وعندہ اُمّ الکتاب۔ حررہ محمد عبدالحمید

الجواب مصاب، اِمامِ مذکور اگر معتقد کفر غلام احمد قادیانی کا نہیں تو بلا سبب ادا کرے صلوٰۃ جنازہ پیروان اس کے کافر ہوگیا، اس لئے کہ غلام احمد مذکور قطعاً کافر ہے، اس نے کلام اللہ کو محرف کردیا ہے اور تحریف کتاب اللہ کا کفر ہے، اور ایضاً اللہ جل شانہ قرآن میں فرماتا ہے:

’’وَلاَ تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُم مَّاتَ اَبَداً وَّلاَ تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اِنَّھُمْ کَفَرُواْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ‘‘ (التوبۃ۸۴)

العبدالاثیم مفتی عبدالرحیم خلف الوحید مفتی عبدالحمید پشاوری

صورت مذکورہ میں اِمامِ مذکور سخت مداہنت اور جرمِ عظیم کا مرتکب ہے اور اس لئے فاسق ہے توبہ کرنا لازم ہے، اگر توبہ نہ

(۱) الصلاۃ علی الجنازۃ فرض کفایۃ۔۔۔۔۔۔ وشرطھا إسلام المیّت۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶۲، الأشباہ والنظائر ج:۱ ص:۲۹۱)۔

کرے تو زجراً مسلمان اس سے اسلامی تعلقات ترک کردیں۔ محمد کفایت اللہ عفی عنہ مولاہ، مدرّس امینیہ دہلی

الجواب:۔۔۔ چونکہ نمازِ جنازہ میں دُعائے مغفرت للمیت ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ دُعائے مغفرت للکافر ہے، علمائے کرام فتویٰ کفر مرزا اور اس کے متبعین پر دے چکے ہیں، بنابریں مصلی صلوٰۃ جنازہ للمرزائی بغیر توبہ جدید مسلمان نہ ہوگا۔

عبدالرؤف، مدرّس مدرسہ اسلامیہ عین العلم شاہجہاں پوری عفی عنہ

الجواب:۔۔۔ جبکہ اس اِمام نے بعد علم اس بات کے کہ وہ میّت ہم عقیدہ وہم مذہب مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے، اس میّت کے عقائد حد کفر قطعی تک پہنچے ہوئے تھے، اور میّت کا تائب ہونا اس کو نہ معلوم ہوا ہو، اس کی نمازِ جنازہ پڑھادی تو اس کے متعلق دُعائے مغفرت کافر کا حکم عائد ہوگا۔ بعض علماء نے دُعائے مغفرت کافر پر حکم کفر دیا ہے، اور بعض نے احتیاط کی ہے، بہرحال یہ فعل اِجماعاً حرام ہے، اگر اس کو حلال سمجھے گا تو سب کے نزدیک حکم کفر عائد ہوگا۔ درمختار میں ہے: ''والحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر۔'' ردّ المحتار میں ہے: ''رد علی الإمام الوافی ومن تبعہ حیث قال ان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفرٌ إلخ'' (درمختار ج:۲ ص:۳۱۳، ۳۱۴)۔ علماء محققین فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں علماء آپس میں کفر اور عدمِ کفر میں مختلف ہوں تو اِحتیاط عدمِ تکفیر میں ہے، ہاں ایسے شخص کو توبہ اور تجدیدِ ایمان ونکاح کا حکم دیا گیا ہے۔[1] اور وہ جب تک توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس سے اِجتناب اور اس کی اِقتدا سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فقیر حافظ محمد بخش عفی عنہ قادری، مدرّس مدرسہ محمدیہ بدایوں

***

(۱) مایکون کفرًا ۔۔۔۔۔۔ ومافیہ إختلاف یؤمر بالإستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔ (درمختار ج:۴ ص:۲۴۷، باب المرتد، کتاب الجہاد، طبع سعید)۔

القول الصحیح
فی
مکائد المسیح

حضرت مولانا محمد سہولؒ دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور جو اپنے کو عیسیٰ موعود اور مہدی آخرالزمان کہتا تھا، اور جملہ احادیث بابت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور ظہورِ مہدیؓ اور قتلِ دجال وغیرہا کی تحریف وتأویل وانکار کرتا تھا، اس کے متعلق اُمور مذکورہ ذیل دریافت طلب ہیں۔ موافق مذہب سنی حنفی جواب سے مطلع فرمایا جائے۔

۱:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی مذکورہ اور اس کے معتقدین اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کافر ہیں یا مسلمان؟

۲:۔۔۔ان لوگوں کے ساتھ اسلامی معاملہ دُرست ہے یا نہیں؟

۳:۔۔۔ان لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

۴:۔۔۔ان لوگوں کو نماز پڑھنے اور دیگر اَحکام مذہبی ادا کرنے کے لئے اہلِ سنت والجماعت اپنی مسجدوں میں آنے دیں یا نہیں؟

۵:۔۔۔ان لوگوں کو قادیانی کہنا دُرست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔۔۔

۱:۔۔۔مرزا غلام احمد ساکن پنجاب ضلع گورداسپور قصبہ قادیان اور اس کے جملہ معتقدین زمرۂ اہلِ سنت والجماعت اور اِحاطۂ اِسلام سے یقیناً خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد کے اقوال وعقائد ایسے ہیں کہ ان سے واقف ہوکر کوئی مسلمان ان لوگوں کے اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہونے میں تردّد نہ کرے۔ چند اقوال مرزا قادیانی مذکور کی تصانیف سے نقل کرتا ہوں۔

”فأخرجنی اللہ من حجرتی وعرفنی فی الناس وأنا کارہ من شہرتی وجعلنی خلیفۃ آخر الزمان وإمام ہٰذا الأوان وکلمنی بکلمات نذکر شیئًا منہا فی ہٰذا المقام ونؤمن بہا کما نؤمن بکتب اللہ خالق الأنام وہی ہٰذہ۔“ (الإستفتاء ص:۷۹، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰۵)

اس عبارت کے تحت مرزا قادیانی بزعمِ خود اپنے خدا کے کلام کو نقل کرتا ہے۔ اس میں سے چند عبارات درج ذیل ہیں:

۱:۔ **”انما امرک إذا اردت شیئًا أن تقول لہ کن فیکون۔“**

(الإستفتاء ص:۸۶، خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۴)

۲:-’’إنّا نبشّرک بغلام مظهر الحق والعلی كأن الله نزل من السماء۔‘‘

(الإستفتاء ص:۸۵، خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۲)

۳:-’’انت مِنّی بمنزلة توحيدی وتفريدی۔۔۔۔۔۔انت مِنّی بمنزلة ولدی۔‘‘

(الإستفتاء ص:۸۲، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰۹)

۴:-’’قل إنما انا بشر مثلكم يوحى إلىّ انما إلٰهكم إلٰه واحد۔‘‘

(الإستفتاء ص:۸۲، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰۸)

۵:-’’وما ارسلناک إلّا رحمةً للعالمين۔‘‘ (الإستفتاء ص:۸۲، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰۸)

۶:-’’قل إن كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله‘‘

(الإستفتاء ص:۸۲، خزائن ج:۲۲ ص:۷۰۸)

۷:-’’لا تَخف إنّی لا يخاف لدی المرسلون۔‘‘(الإستفتاء ص:۸۳ خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۰)

۸:-’’إنّا فتحنا لک فتحًا مبينًا ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخّر۔‘‘

(الإستفتاء ص:۸۵، خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۱)

۹:-’’لولاک لما خلقت الأفلاک۔‘‘ (الإستفتاء ص:۸۵، خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۲)

۱۰:-’’أراد الله ان يبعثک مقامًا محمودًا۔‘‘(الإستفتاء ص:۸۶ خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۳)

۱۱:-’’إنک لمن المرسلين علٰى صراط مستقيم۔‘‘

(الإستفتاء ص:۸۷، خزائن ج:۲۲ ص:۷۱۵)

ترجمہ:۔۔۔’’۱:۔بس تیرا فرمان جب تو اِرادہ کرے کسی چیز کا یہی ہے کہ اس کو فرماوے ہوجا، پس وہ ہوجاتی ہے۔

۲:۔ہم تجھ کو بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی جو حق اور علا کا مظہر ہوگا، اور ایسا ہوگا گویا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اُتر آیا۔

۳:۔تو میرے لئے بمنزلہ توحید وتفرید کے ہے۔تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔

۴:۔کہہ دے میں بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری جانب وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے۔

۵:۔اور ہم نے تجھ کو دُنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۶:۔کہہ دے اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے، تو میری راہ چلو کہ اللہ تم سے محبت کرے۔

۷:۔ڈر مت، ڈرا نہیں کرتے میرے حضور میں پیغمبر۔

۸:۔ بے شک ہم نے تجھ کو فتح دی کھلم کھلی فتح تاکہ اللہ تجھ کو معاف کردے جو آگے ہوچکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

۹:۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔

۱۰:۔ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تجھ کو کھڑا کرے گا مقامِ محمود میں۔

۱۱:۔ بے شک تو پیغمبروں میں ہے سیدھے راستے پر۔‘‘

(مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ ہفوات ہیں جن کو وہ اپنی زندگی بھر اِلہامات اور وحی سے تعبیر کرتا رہا، اور دجالی فتنہ سے بے خبر لوگ اس پر اِیمان لاتے رہے۔)

دافع البلاء میں ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دُنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص:۱۰، خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۰)

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۱)

’’خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دُوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘ (دافع البلاء ص:۱۳، خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۳)

’’ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص:۲۰، خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

’’اینک منم کہ حسب بشارات آمدم، عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم۔‘‘

(ازالہ اوہام ص:۱۵۸، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۱۸۰)

’’مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘

(دافع البلاء ص:۴، خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

ریویو، جلد اوّل، نمبر ۶، صفحہ: ۲۵۷ میں مذکور ہے کہ: ''خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' پھر ریویو صفحہ: ۴۷۸ میں لکھا ہے کہ: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں، وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، رُوحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

''اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے، اور اگر کوئی اَمر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا، مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۹، خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۳)

''اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں، کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے، اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی، **وھٰذا تحدیث نعمۃ اللہ و لا فخر!**'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۳، خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۷)

''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو؟'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵، خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۹)

''صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوّت کی وجہ سے نبی ہوں، اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرفِ مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے، لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت اُمورِ غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۰، خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶)

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے کہ:

''اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر اُمورِ غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی

گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمورِ غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فردِ مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور اَبدال اور اَقطاب (آج تک جس قدر اولیاء، ابدال اور اَقطاب جس میں حضرت غوثِ اعظمؒ وغیرہ تمام اکابر بلکہ صحابہ بھی داخل ہیں۔۔۔اعزاز علی) اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱، خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶)

''میں صرف یہی جواب نہیں دُوں گا کہ میں معجزہ دِکھلا سکتا ہوں، بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دِکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دِکھائے ہوں۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۶، خزائن ج:۲۲ ص:۵۷۴)

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان اِلہامات پر اسی طرح اِیمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دُوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۲۱۱، خزائن ج:۲۲ ص:۲۲۰)

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے، اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے، گو اس کے لئے نبوّت تامہ نہیں، مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، اُمورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے، اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآوازِ بلند ظاہر کرے، اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوّت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اُمور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (توضیح المرام ص:۱۸، خزائن ج:۳ ص:۶۰)

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی بابت مرزا قادیانی حسبِ ذیل اپنا خیال ظاہر کرتا ہے کہ:

''کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اِطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو، کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت

تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔''

(اِزالہ اوہام بقیہ حاشیہ ص:۳۰۳، خزائن ج:۳ ص:۲۵۴)

''کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دِکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دِکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں، کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔''

(اِزالہ اوہام حصہ اوّل ص:۳۰۴ حاشیہ، خزائن ج:۳ ص:۲۵۵)

''ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانۂ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی رُوح کی گرمی دُوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زِندہ سے موافق کر دِکھاتے ہیں۔ انسان کی رُوح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہیں ڈال سکتی ہے، تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زِندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔'' (اِزالہ اوہام حصہ اوّل ص:۳۰۵ حاشیہ، خزائن ج:۳ ص:۲۵۵،۲۵۶)

''اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکمِ الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے، کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی معجزہ دِکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا، مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زِندہ نہ ہوسکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطورِ خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابنِ مریم سے کم نہ رہتا۔''

(اِزالہ اوہام حصہ اوّل ص:۳۰۹، خزائن ج:۳ ص:۲۵۷)

''واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی اور دِماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے۔ وہ اپنی ان رُوحانی تاثیروں میں جو رُوح پر اثر ڈال کر رُوحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکمّا ہو جاتا

ہے، اورامر تنویر باطن اور تزکیۂ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دِینی اِستقامتوں کے کامل طور پر دِلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔'' (اِزالہ اوہام حصہ اوّل ص:۳۱۰، خزائن ج:۳ ص:۲۵۸)

مرزا قادیانی احادیثِ نبویہ کے متعلق اپنا خیال یوں ظاہر کرتا ہے کہ:

''ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں، بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کی معارض نہیں، اور دُوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجازِ احمدی ص:۳۰، خزائن ج:۱۹ ص:۱۴۰)

مرزا قادیانی اپنے کو ہی حَکَم کہتا ہے جو حدیث بخاری شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت ''حَکَمًا عدلًا'' وارِد ہے، اور حَکَم کی بابت مرزا قادیانی یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ:

''ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حَکَم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرہ معنی تو کریں، ہم تو اَب تک یہی سمجھتے تھے کہ حَکَم اس کو کہتے ہیں کہ اِختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔''

(اعجازِ احمدی ص:۲۹، خزائن ج:۱۹ ص:۱۳۹)

''خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں، تحریفِ معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں، اور جو شخص حَکَم ہوکر آیا ہے، اس کا اِختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رَدّ کرے۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، حاشیہ ص:۱۰، خزائن ج:۱۷ ص:۵۱)

نیز اَحادیث کے متعلق مرزا قادیانی کے حسبِ ذیل اقوال ہیں:

''۱- هل النقل شيء بعد ايحاء ربنا؟
۲- فأيُّ حديث بعده نتخيّر؟
۳- وقد مزّق الأخبار كل ممزّق
۴- فكل بما هو عنده يستبشر
۵- اخذنا من الحى الذى ليس مثله
۶- وانتم عن الموتى رويتم ففكروا

۷- رأينا وانتم تذكرون رواتكم

۸- وهل من نقول عند عين تبصر؟“

”۱-اورخدا کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے؟

۲-پس ہم خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔

۳-اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔

۴-اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔

۵-ہم نے اس سے لیا کہ وہ حی وقیوم اور واحد لاشریک ہے۔

۶-اور تم لوگ مُردوں سے روایت کرتے ہو۔

۷-ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذِکر کرتے ہو۔

۸-اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں؟“

(اعجاز احمدی ص:۵۶،۵۷، خزائن ج:۱۹ص:۱۶۸،۱۶۹،۱۸۱)

تنبیہ:۔۔۔یہ ترجمہ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کا خود کیا ہوا ہے! (محمد اِعزاز علی)

صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ کی بابت لکھا ہے کہ:

”۱- وقالوا على الحسنين فضل نفسه

۲- اقول نعم والله ربى سيظهر“

”۱-اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اِمام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔

۲- میں کہتا ہوں کہ ہاں! اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔“

(اعجاز احمدی ص:۵۳، خزائن ج:۱۹ص:۱۶۴)

”۱- وشتان ما بينى وبين حسينكم

۲- فانى اؤَيّد كل آن وانصر

۳- وأما حسين فاذكروا دشت كربلا

۴- إلٰى هٰذه الأيام تبكون فانظروا“

”۱-اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

۲-کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

۳-مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔

۴۔اب تک تم روتے ہو، پس سوچ لو!''

(اعجاز احمدی ص:۶۹، خزائن ج:۱۹ص:۱۸۱)

"۱- وواللہ لیست فیه منی زیادة
۲- وعندی شهادات من اللہ فانظروا
۳- وانی قتیل الحِبّ لٰکن حسینکم
۴- قتیل العدا فالفرق اجلی واظهر"

''۱۔اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔
۲۔اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں، پس تم دیکھ لو۔
۳۔اور میں خدا کا کشتہ ہوں، لیکن تمہارا حسین۔
۴۔دُشمنوں کا کشتہ ہے، پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص:۸۱، خزائن ج:۱۹ص:۱۹۳)

''جیسا کہ ابو ہریرہؓ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔''

(اعجاز احمدی ص:۱۸، خزائن ج:۱۹ص:۱۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، جن کو ہر مسلمان جانتا ہے۔مرزا قادیانی کے الفاظ ان کی نسبت قابلِ غور ہیں۔غالباً اب تو مرزا قادیانی کو بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔(محمد اِعزاز علی)

''حق بات یہ ہے کہ ابنِ مسعود ایک معمولی انسان تھا۔''

(اِزالہ اوہام حصہ دوم ص:۵۹۶، خزائن ج:۳ص:۴۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کے متعلق مرزا قادیانی حسبِ ذیل اپنا اِعتقاد ظاہر کرتا ہے کہ:

''سیرِ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا کشف تھا، جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔''

چند سطروں کے بعد کہتا ہے کہ:

''اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحبِ تجربہ ہے۔''

(اِزالہ اوہام حصہ اوّل ص:۴۷، حاشیہ خزائن ج:۳ص:۱۲۶)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج، مرزا قادیانی کی معراج کے برابر ہے؟)

مرزا قادیانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حسبِ ذیل گستاخانہ کلمہ لکھتا ہے کہ:

''اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابنِ مریم اور دجال کی حقیقتِ کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو، اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحیٔ الٰہی نے اطلاع دی ہو، اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی، ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور اُمور متشاکلہ کے طرزِ بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔''

(اِزالہ اوہام حصہ دوم ص:۶۹۱، خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)

مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کی بابت حسبِ ذیل حکم دیتا ہے:

''ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیحِ موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں، پس جس شخص پر میرے مسیحِ موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اِتمامِ حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے، وہ قابلِ مؤاخذہ ہوگا، کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں، بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں، بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیش گوئی کی۔ ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رِسالت کے بارہ میں اس پر اِتمامِ حجت ہو چکا ہے، وہ اگر کفر پر مرگیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا...... کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیحِ موعود کو نہیں مانتا۔''

چند سطروں کے بعد لکھتا ہے کہ:

''اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۷۸، ۱۷۹، خزائن ج:۲۲ ص:۱۸۴، ۱۸۵)

''اور جس پر خدا کے نزدیک اِتمامِ حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے جس کی بنا ظاہر پر ہے، اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباعِ شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں، مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت: ''لا یکلّف اللہ نفسًا إلّا وسعھا'' قابلِ مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں، اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے، ہمیں

اس میں دخل نہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۸۰، خزائن ج:۲۲ ص:۱۸۶)

مرزا قادیانی اپنے ایک مرید کے سوال کے جواب میں لکھتا ہے، سوال مع جواب نقل کرتا ہوں:

''سوال: حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مؤمنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں، صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اَب آپ لکھتے ہیں کہ میرے اِنکار سے کافر ہوجاتا ہے۔

الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

''پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی اِمام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ: ''اِمامکم منکم'' یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دُوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا، اور تمہارا اِمام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا اِلزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہوجائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دِل سے قبول کرتا ہے، وہ دِل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر یک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر یک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے، مگر جو شخص مجھے دِل سے قبول نہیں کرتا، اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اِختیاری پاؤگے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں، عزّت سے نہیں دیکھتا، اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔''

(اربعین نمبر۳ ص:۲۸، حاشیہ خزائن ج:۱۷ ص:۴۱۷)

''سب سے پہلے میں وہ عبارت درج کرتا ہوں جو حضرت صاحب نے اِلہام کی بنا پر لکھی ہے اور جس کا کوئی قادیانی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ اس خط میں درج ہے جو آپ نے عبدالحکیم کے جواب میں لکھا ہے۔ وھو ھذا۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں، کیا راست بازوں سے خالی ہیں؟ تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال کرلینا چاہئے کہ وہ ہزارہا یہود و نصاریٰ جو اِسلام نہیں لائے وہ راست بازوں سے خالی نہیں۔ بہرحال جبکہ خدا نے مجھے ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے، اور اس نے مجھے قبول

نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے، اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔‘‘

چندسطروں کے بعد عبارتِ مذکورہ بالا کی شرح مرزامحمود یوں کرتا ہے کہ:

’’اب اس عبارت سے مفصلہ ذیل باتیں نکلتی ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ حضرت صاحب کو اس بات کا اِلہام ہوا ہے کہ جس کو آپ کی دعوت پہنچی اور اس نے آپ کو قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔ دُوسرے یہ کہ اس اِلزام کے نیچے وہی لوگ نہیں ہیں کہ جنہوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے، بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔ اور تیسرے یہ کہ وہ خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے اور سزا کے مستحق ہے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۴، ج:۶ ص:۱۳۵ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء میں یہ عبارت موجود ہے۔ میں ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں جس میں آپ نے اس شخص کو بھی، جو آپ کو سچا جانتا ہے، مگر مزید اِطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ ضمیمہ براہین احمدیہ میں صفحہ:۱۸۷ میں اس سوال کے جواب میں کہ چونکہ حضرت کی اب تک کوئی ایسی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی ہے اور وہ تین لاکھ آدمی کا حضرت کے سلسلہ میں داخل ہونا گویا دریا میں ایک قطرہ ہے۔ پس اگر تاثیر بیّن کے ظہور تک کوئی بغیر اِنکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف اور تاخیر کرے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ فرماتے ہیں کہ توقف اور تاخیر بھی ایک قسم اِنکار کی ہے۔ اب ہر ایک دانا اور عقل مند اِنسان دیکھ سکتا ہے کہ سائل نے اپنے سوال میں کس قدر شرائط لگائی ہیں کہ ایک شخص آپ کو جھوٹا بھی نہیں مانتا اور آپ کا اِنکار بھی نہیں کرتا، اور محض اِطمینان کے لئے بیعت میں توقف کرتا ہے تو اس کی نسبت کیا فتویٰ ہے؟ جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اس کا بھی وہی حال ہے جو منکر کا حال ہے اور منکر کا حال اُوپر کے فتوے میں جو حقیقت الوحی سے نقل کیا گیا ہے، درج ہے۔ یعنی اسے کافر قرار دیا گیا ہے، اور وہی درجہ دیا گیا ہے جو اس شخص کو دیا گیا ہے جو آپ کو کافر کہتا ہے۔ پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا، مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا، کافر قرار دیا گیا ہے، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دِل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا اِنکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اسے توقف ہے، کافر قرار دیا گیا۔ پس سوچنے کا مقام یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدّد سے کام لیا ہے اور عقل بھی چاہتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہندو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانے اور دِل میں اِقرار بھی کرے اور ظاہر طور سے اِنکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی وجہ سے ابھی کھلم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے بھی مسلمان کبھی بھی نہیں سمجھتے، اور شریعتِ اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتے رشتے کو جائز نہیں رکھتی۔ یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کو بیاہ دینے کی اِجازت نہیں دیتی۔ پس اسی طرح غیرقادیانی کا حال ہے، جو حضرت کو دِل میں سچا بھی جانتا ہے، لیکن ابھی بیعت کرنے میں تردّد ہے۔‘‘

(رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۴، ج:۶ ص:۱۴۰، ۱۴۱، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

اسی تشحیذ الاذہان ص:۱۲۲ میں ہے:

''جب تبت اور سوئیز رلینڈ کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے پر کافر ہیں تو ہندوستان کے باشندے مسیحِ موعود کے نہ ماننے سے کیونکر مؤمن ٹھہر سکتے ہیں؟''

(تشحیذ الاذہان نمبر ۴، ج:۶ ص:۱۲۲، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

''جب حضرت کی مخالفت کے باوجود اِنسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے تو پھر آپ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہو؟'' (ایضاً)

واضح ہو کہ رسالہ تشحیذ الاذہان مذکورہ حکیم نورالدین خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی مذکور کی اجازت سے چھپا ہے، اس کا ذکر اسی رسالہ میں موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اقوالِ مذکورہ بالا سے مفصلہ ذیل دعوے بخوبی ظاہر ہیں:

دعویٔ اُلوہیت، دعویٔ نبوّت و رِسالت، اپنی ذات کو موجب تخلیق عالم کہنا، رحمۃ للعالمین کا وصف اپنے لئے ثابت کرنا، دعویٔ معصومیت، مقامِ محمود کا اپنے کو مستحق جاننا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اُولوالعزم نبی سے اپنے کو تمام شان میں افضل کہنا، دشنام دہی نبی، تذلیل و تحقیر نبی، اِنکارِ معجزہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِظہارِ معجزہ میں نجار اور مسمریزم داں قرار دینا، اکثر انبیاء علیہم السلام سے اپنے معجزات کو زیادہ سمجھنا، اپنے اِلہام اور بزعمِ خود اپنی وحی کو قرآن مجید کی مثل قطعی اور یقینی سمجھنا، تحقیر احادیثِ نبویہ، احادیث کے رَدّ و قبول میں خودمختار ہونا، اپنی اِدّعائی وحی کے مقابلے میں احادیثِ نبویہ کو معاذ اللہ رَدّی کی طرح پھینک دینا، سب صحابہ، حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت اِمام حسن و حضرت اِمام حسین و دیگر جمیع اصحاب و ازواج و اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین و جمیع ائمہ مجتہدین، اِمام ابوحنیفہؒ و اِمام مالکؒ و اِمام شافعی، و اِمام احمدؒ و اِمام بخاریؒ وغیرہم، و جمیع فقہاء و محدثین و مفسرین اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، و جمیع ائمہ طریقت غوث الاعظم حضرت جیلانیؒ و حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہم، و جمیع اَبدال و اَقطاب و اَولیاء و اَخیار اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اپنے کو افضل سمجھنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ ثابت کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کہنا، اپنے غیر معتقد کو کافر کہنا، خواہ مکفر ہو یا مکذّب، متردّد ہو یا خاموش اور خالی الذہن، بلکہ جو شخص دِل میں معتقد ہو اور زبان سے اِنکار بھی نہ کرتا ہو، صرف بیعت میں کسی مصلحت سے تاخیر کرتا ہے، اس کو بھی دائرۂ اسلام سے خارج سمجھنا، سوائے کل اہلِ اسلام سے بکلی قطع تعلق صریح و شدید حکم دینا، اپنے غیر معتقدین کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قطعی کہنا وغیرہ وغیرہ، اس قسم کے اقوال مرزا قادیانی کی تمام تصانیف میں بکثرت موجود ہیں۔

جس شخص کے ایسے عقائد و اقوال ہوں:

ا:۔۔۔اس کے خارج اِحاطۂ اہلِ سنت والجماعت اور اِحاطۂ اِسلام سے ہونے میں کسی مسلمان کو خواہ جاہل ہو یا عالم تردّد نہیں

ہوسکتا، لہٰذا مرزا قادیانی اوراس کے جملہ معتقدین درجہ بدرجہ مرتد، زِندیق، ملحد، کافراور فرقہ ضالہ میں یقیناداخل ہیں۔

۲:۔۔۔معتقدینِ مرزا قادیانی مذکور کے ساتھ کوئی اسلامی معاملہ شرعاً ہرگز دُرست نہیں ہے، مسلمانوں کوضروری اورلازم ہے کہ مرزائیوں کونہ اسلامی سلام کریں اور نہ ان سے رشتہ قرابت رکھیں، نہ ان کا ذبیحہ کھائیں، نہ ان سے محبت اور نہ اُلفت رکھیں، اور نہ ان کو اپنے اسلامی مجمعوں میں شریک ہونے دیں اور نہ ان کی مجلسوں میں اہلِ اسلام شریک ہوں۔جس طرح سے یہود، نصاریٰ، ہندو سے اہلِ اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں، اس سے زیادہ مرزائیوں سے الگ رہیں۔جس طرح سے بول وبراز، سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے، اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اورلازمی ہے۔

۳:۔۔۔کسی مرزائی کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں۔مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کے پیچھے۔

۴:۔۔۔مرزائیوں کونماز پڑھنے یا دیگر مذہبی احکام ادا کرنے کے لئے اہلِ سنت والجماعت اوراہلِ اسلام اپنی مسجدوں میں ہرگز نہ آنے دیں۔مرزائیوں کو مسلمانوں کی مسجد میں اپنی عبادت کرنے کی اجازت دینی ایسا ہی ہے جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا کرنے اور یہود ونصاریٰ کوفرائضِ مذہبی ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔

مذکورہ بالا اقوال کفریہ کے ملاحظہ کے بعد کالشّمس فی نصف النہار ظاہر ہوگیا کہ مرزائیوں کی تکفیر میں اب نہ کسی قسم کی تأویل کی گنجائش ہے، نہ کوئی صورت ان سے اسلامی اور مذہبی تعلقات باقی رکھنے کی اور یہی وجہ ہے کہ ان کو مسجد میں نہ آنے دینے کا شرعاً حکم ہے:''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ''(البقرۃ:۱۱۴) سے شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ مرزائیوں کو مسجدوں میں نہ آنے دینے کا حکم اس کے مخالف معلوم ہوتا ہے۔لیکن اوّل تو تفسیر کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مبحث خاص سے اس کو زیادہ تعلق نہیں۔تفسیر مدارک ج:۱ص:۱۲۲(طبع بیروت) تحت قولہ:''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ''(البقرۃ:۱۱۴) میں مذکور ہے:

''والسبب فیہ طرح النصاریٰ فی بیت المقدس الأذی ومنعھم الناس ان یصلوا فیہ او منع المشرکین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یدخل المسجد الحرام عام الحدیبیۃ۔''

یعنی اس آیت کی شانِ نزول میں دوسبب بیان کئے جاتے ہیں۔یا تو یہ کہ عیسائی دُوسرے لوگوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے، یا یہ کہ عام حدیبیہ میں سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجدِ حرام سے روکا گیا تھا۔توچونکہ مسلمان مساجد سے روکے جاتے تھے، اس آیت نے اس کو منع فرمایا اور یہاں اس کا بالکل عکس ہے، یعنی ان لوگوں کو مساجد میں عبادت کرنے سے روکتے ہیں جو کہ کافر ہیں۔علاوہ اس کے یہ بھی قابلِ غور ہے کہ اس آیت کو اپنے عموم کامل پر رکھنا بھی صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک طرف تو منع عام ہے، جس میں یہود ونصاریٰ، آتش پرست، بت پرست، پاک اور ناپاک سب ہی داخل ہیں، نہ کسی مذہب کی تخصیص، نہ کسی شخص کی خصوصیت۔اس کے بعد:''اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ''(البقرۃ:۱۱۴) موجود ہے جس میں ذِکر مطلق ہے تو اگر سیاق سے قطع نظر کر کے

اس آیت کا عموم علیٰ حالہ رکھا بھی جائے تو معنے یہ ہوئے جاتے ہیں کہ کوئی شخص ہندو ہو یا آریہ، عیسائی ہو یا یہودی، جنبی ہو یا طاہر، مسجد میں ذکرِ خدا سے نہ روکا جائے، خواہ وہ سنکھ بجا کر ''رام رام'' کرے، یا گھنٹہ بجائے شری کرشن جی کی مورتی رکھ کر پوجا کرے یا سیتا جی کی، خدا کو عیسیٰ کا باپ کہہ کر یا عزیر کا، سرسری نظر میں بھی یہ معنے ایسے ہیں کہ ان کا بطلان محتاجِ دلیل نہیں۔ اس لئے یہ منقح ہو ہی گیا کہ اس آیت کے معنے ایسے عام نہیں ہو سکتے، جس میں کفار بھی داخل ہو جائیں، ورنہ پھر وجہ تخصیص کی کیا ہو سکتی ہے؟ اور کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ عیسائی اور یہود تو ہماری مسجدوں میں اپنے طور سے عبادت نہ کرنے پائیں، مگر مرزائی جو یقیناً مرتد ہیں (والمرتد أشد من الکافر) مستحق ہیں کہ ہماری مسجدوں میں عبادت کرسکیں۔۔۔؟

علاوہ ازیں دُوسری آیت پر بھی غور کرنا چاہئے۔ ایک جگہ فرمایا جاتا ہے کہ:

''مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰہِدِیْنَ عَلٰٓی أَنْفُسِہِمْ بِالْکُفْرِ'' (التوبۃ:۱۷)

صاحب معالم التنزیل (ج:۲ ص:۲۷۴ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان) اس کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''فمن کان کافراً باللہ فلیس من شأنہ ان یعمرھا۔''

''یعنی جو شخص کافر ہو، اس کو مسجدوں میں عبادت کا حق ہرگز حاصل نہیں۔''

''شٰہِدِیْنَ عَلٰٓی أَنْفُسِہِمْ بِالْکُفْرِ'' تو ایسی کھلی ہوئی دلالت کر رہا ہے کہ جس میں کوئی صورت ہی گنجائش کی نہیں۔

اور دُوسری آیت صراحۃً حکم دیتی ہے کہ مسجد میں غیرمسلم لوگوں کو عبادت کا حق ہرگز حاصل نہیں ہے، وھو ھٰذہ:

''اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ'' (التوبۃ:۱۸)

''مساجد کو بجز مؤمنین کے اور کوئی شخص آباد نہیں کرسکتا۔''

اب کونسا شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ غیرمسلم مسجد کے بالکل مستحق نہیں۔ احادیث میں مستقل طور سے اس شبہ کا اِزالہ موجود ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے:

''قد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان عمار بیوت اللہ ھم اھل اللہ عز وجل۔'' (طبرانی اوسط ج:۲ ص:۵۸، حدیث نمبر:۲۵۰۲، باب من اسمہ إبراھیم)

''مساجد کے آباد کرنے والے صرف مسلمان ہی ہوسکتے ہیں'' اس سے جس طرح مساجد میں عبادت کرنے والوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں عبادت کرنے کا حق صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہے اور یہ بات محتاجِ اِعادہ نہیں کہ مرزائی کسی صورت سے مسلمان کہلائے جانے کے مستحق نہیں۔ روایاتِ حدیث کا اگر تفحص کیا جائے تو اس مضمون کی احادیث بکثرت ملیں گی جن سے اس حدیث سے زیادہ تصریح کے ساتھ ثابت ہوگا کہ غیرمسلم لوگوں کو مسجد میں عبادت کرنے کا حق بالکل حاصل نہیں۔ لیکن غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ یہ کلیہ بھی قابلِ تسلیم نہیں ہے کہ مساجد سے کسی مسلمان کو روکنا منع ہے، اس واسطے کہ فقہ کی روایات احادیث کتب میں اس کلیہ کا خلاف صریح موجود ہے۔

مثلاً ایک حدیث کا مضمون ہے کہ:

''من اکل هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا''

(بخاری ج:۱ ص:۱۱۸ باب ماجاء فی الثوم)

یعنی لہسن کھا کر مسجد میں نہ آنا چاہئے۔

دُوسری روایت میں بایں الفاظ مروی ہے:

''عن عمر بن الخطاب لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا وجد ریحها (البصل والثوم) من الرجل فی المسجد امر به فأخرج إلی البقیع۔'' (مسلم ج:۱ ص:۲۱۰، باب نهی من اکل الثوم او بصلا، نسائی ج:۱ ص:۷۳، باب من یمنع من المسجد، ابن ماجة ص:۷۱، باب من اکل الثوم فلا یقربن المسجد)

خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو موجود دیکھتے جو لہسن یا پیاز کھا کر آیا ہوتو اس کو مسجد سے نکلوادیتے تھے۔ جب خود سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر سے بعض صحابہ ان باتوں پر بھی نکال دیئے جاتے تھے تو اس بنا پر جو لوگ نہ صحابہ، نہ تابعین، نہ تبع تابعین، نہ مسلمان، بلکہ یقیناً مرتد ہیں وہ کس طرح نہ نکال دیئے جائیں؟ فقہ کی روایات دیکھی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان بھی مسجد سے نکال دیئے جاسکتے ہیں۔ شامی میں ہے:

''قال الإمام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری قلت: علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین، ولا یختص بمسجده علیه الصلوٰة والسلام، بل الکل سواء لروایة مساجدنا بالجمع بخلافا لمن شذ ویلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولاً أو غیره، وانما خص الثوم هنا بالذکر وغیره ایضًا بالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها، وکذالک ألحق بعضهم بذالک من بفیه بخر أو به جرح له رائحة، وکذا القصّاب، والسمّاک، والمجذوم، والأبرص أولٰی بالإلحاق۔'' (مطلب فی الغرس فی المسجد ج:۱ ص:۶۶۱، طبع ایچ ایم سعید)

اسی کے دُوسرے صفحے پر ہے:

''قال فی القنیة: وکذا الأهل المحلة ان یمنعوا من لیس منهم عن الصلوٰة فیه إذا ضاق بهم المسجد۔'' (مطلب فیمن سبقت یده إلی المباح ج:۱ ص:۶۶۲، طبع ایچ ایم سعید)

احادیثِ مذکورہ اور روایاتِ مسطورہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ بعض اُمور کی بنا پر مسلمان متقی کو بھی مسجد سے روک سکتے ہیں، چہ جائیکہ کافر، جب یہ کلیہ: ''ہر مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے'' غلط ہوا تو یہ کہنا کہ: ''ہر شخص کو مسجد میں عبادت کا حق حاصل ہے'' کس قدر صریح غلط ہے۔۔۔!

۵:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ قصبہ قادیان ضلع گورداسپور اِحاطہ پنجاب کا باشندہ تھا۔ اس لئے اس کے معتقدین کو قادیانی کہا جاتا ہے، وہ لوگ اپنی جماعت کو احمدیہ جماعت کہتے ہیں۔ مگر اہلِ اسلام ''مرزائی'' اور ''قادیانی'' کہتے ہیں، اگر اہلِ سنت

والجماعت ’’فرقہ غلامیہ‘‘ کہیں تو مناسب ہے، اور اگر ان لوگوں کو’’ جماعتِ شیطانیہ اِبلیسیہ‘‘ کہا جائے تو شرعاً دُرست ہے۔

محمد المدعو بالسہول غفرلہٗ

مدرّس دارالعلوم دیوبند

۱۲ر صفر ۱۳۳۱ھ روز سہ شنبہ

(کل جوابات صحیح ہیں) مرزا علیہ ما یستحقہ کے عقائد واقوال کا اُمورِ کفریہ ہونا ایسا بدیہی مضمون ہے کہ جس کا اِنکار کوئی منصف فہیم نہیں کرسکتا، جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔

بندہ محمود عفی عنہ دیوبند

صدرالمدرّسین دارالعلوم دیوبند

واقعی مرزا اور اس کے متبعین کے کفر واِلحاد میں کچھ تردّد وشک نہیں، ان کی تکفیر علمائے حقانی پر ضروری ہے، تاکہ عوام ان کے مکائد سے محفوظ رہیں۔ تمام اہلِ اسلام پر یہ بات ضروری ہے کہ ان سے بالکل مجتنب رہیں، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور نہ ان کو اپنی مساجد میں داخل ہونے دیں اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھیں اور نہ ان کو مقابر میں دفن کریں۔ غرض تمام اُمور میں ان سے علیحدہ رہیں۔

بندہ محمد حسن عفی عنہ

مدرّس مدرسہ عربی اسلام دیوبند

الأجوبة كلها صحيحة!

شبیر احمد عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند

بے شک مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے اپنی جانب سے دِینِ متین کے ہدم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور علانیہ ضروریات وقطعیات شریعت محمدیہ کا جحود اور اِنکار کیا ہے۔ ایسے شخص کے کفر میں اگر تردّد کیا جائے تو کفر اور اِسلام میں امتیاز باقی نہ رہے، وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ!

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

مدرّس دارالعلوم دیوبند

الأجوبة كلها صحيحة، مرزا کی تحریرات سے اِدّعائے نبوّت ظاہر ہے۔ مسیلمہ وغیرہ نے یہ دعویٰ بھونڈے طور سے کیا تھا، مرزا نے اینچ پینچ سے کام لیا، وہی فتنہ ہے، لیکن یہاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہوا ہے، دِین فروشی کی بہت سی صورتیں ہیں، کوئی کسی کا تابع ہوکر دِین سے پھرا، مرزا نے ایک نیا طریق نکالا اور خود نبی بنا، اِرتداد کیا مگر پردے سے، مگر بالآخر چھپ نہ سکا۔ ہندوستان میں اور بھی مدعیٔ نبوّت ہوئے مگر مرزا نے سب کو مات کیا۔۔۔ علیہ ما علیہ۔۔۔

خاکسار سراج احمد رشیدی عفی عنہ

خادم دارالعلوم دیوبند

جوابات بالکل حق ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ معتقدین قطعی کافر ومرتد ہیں۔ اہلِ اسلام کو ان سے جملہ مراسم اسلامی کو ترک کرنا چاہئے۔ اس پر مرتدین کے جملہ اَحکام جاری ہونے چاہئیں۔

بندہ مرتضیٰ حسن عفی عنہ

مدرّس مدرسہ عربیہ دیوبند، ضلع سہارنپور

الأجوبة کلها صحیحة۔
احقر الزماں گل محمد خان
مدرّس مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

هٰذا الجواب صحیح۔
نور حسن شاہ اٹکی

ذالک حق صریح فماذالک بعد الحق إلاّ الضلال۔
احقر محمد احسان اللہ خان عفی عنہ
دار العلوم دیوبند نجیب آباد مسکناً

الجواب حق صحیح
عبد الرحمن پورینوی

الجواب صحیح
نصیر الدین کوہاٹی عفی عنہ

الجواب صحیح من شک فیہ فقد خطاء
محمد اِدریس غفرلہٗ
سکروڈ ضلع سہارنپور

جواب دُرست ہے
عبد السمیع
مدرّس مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح
احمد امین عفی عنہ

جوابات کل حق وصحیح ہیں
احقر محمد علی اظہر عفی عنہ
بلیاوی

جوابات حق وصحیح ہیں
بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ
مفتی مدرسہ اسلامیہ
دار العلوم دیوبند
۱۲/ صفر ۱۳۳۱ھ

جوابات حق وصحیح ہیں
محمد ابراہیم عفی عنہ
بلیاوی، مدرّس
دار العلوم دیوبند

الأجوبة کلها صحیحة
باز محمد
متوطن ڈیرہ اسماعیل خان

من قال سوا ذالک قد قال محالاً
محمد اِدریس کمرلائی

الجواب صحیح
بندہ عزیز الرحمن نظام پورے

الجوابات صحیحة فماذا بعد الحق إلاّ الضلال
محمد شفیق پنجابی

الجواب صحیح
احقر محمد رئیس الحق بہاری عفی عنہ عظیم آبادی

الجواب صواب
بندہ نسیم الدین میمن سنگی

جوابات حق وصحیح ہیں۔ ایسے شخص کے کفر والحاد میں کیا تامل ہوسکتا ہے؟ جس کو خدا کافر کہے، اس کا کفر کیونکر نہ تسلیم کیا جائے؟ اور مسلمان اس سے پھر کیونکر تعلق ومراسم اسلام باقی رکھنے جائز تسلیم کریں گے؟ خدا ایسے شخص کے اثرِ بد سے ہر مسلمان کو محفوظ ومامون رکھے کہ جو نہ خود ہی خراب ہو، بلکہ سینکڑوں بنی نوعِ انسان کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبا ہو۔ مسلمانوں کو اس کے معتقدین وہوی خواہوں سے پرہیز کرنا سخت ضروری اور لازمی ہے، جب کہ ان کے ساتھ مراسم قائم کرنے ایسے ہیں جیسے اور ہندوؤں کے ساتھ تو بالکل ان کو اس کا مصداق سمجھنا چاہئے:

’’اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً وَّمِثْلَهُ مَعَهُ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا

تُقُبِّلَ مِنهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ يُرِيدُونَ أَن يَخرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَاهُم بِخَارِجِينَ مِنهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ‘‘

(المائدۃ)

احقر الزمن بندہ سیّد حسن عفی عنہ حسینی چاند پوری

مدرّس دارالعلوم دیوبند

الأجوبة كلها صحيحة بلامرتيه۔ فی الواقع مرزا اوران کے معتقدین ایسے ہی ہیں، ان سے پرہیز کرنا ضروری امر ہے۔

احقر الزمن نبیہ حسن

بے شک مرزا غلام احمد کافر اور مرتد ہے، مسلمانوں کو اس سے اور اس کے تمام معتقدین سے ہر طرح پرہیز کرنا چاہئے، وہ اور اس کے معتقد گمراہ اور دوزخی ہیں۔ مرزا وہ شخص ہے جس نے مسلمانوں میں اِختلاف کی ایسی زبردست دیوار قائم کردی کہ مسلمانوں کی ترقی نہ ہوسکے اور ان کا شیرازہ منتشر ہو۔ مرزا مرتد ہے اور اس کے معتقدین بھی مرتد ہیں اور مرتد اور مرتدہ کا نکاح منعقد نہیں ہوتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی سب ایسے ہیں جن کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ کتبہ احمد حسن غفرلہٗ ذُوالمنن

متوطن کیرانہ، مدرّس دارالعلوم دیوبند

لاریب، مرزا غلام احمد کافر ہے، اس کے سارے متبعین گمراہ اور جہنمی ہیں۔ ان سے کسی قسم کا اِسلامی برتاؤ کرنا جائز نہیں۔ اس کی چکنی چپڑی باتوں یا لچھے دار تحریروں میں جو لوگ گرفتار ہوگئے ان کے حال سے سمجھ داروں کو عبرت حاصل کرنی زیبا ہے۔ بعض ان لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو لکھے پڑھے کہلائے جاتے ہیں۔ ان کی حالت دیکھ کر ’’قلب الإنسان بين اصبعی الرحمٰن‘‘ کی پوری تصدیق کرنا پڑتی ہے۔ ایسے دلائلِ قاطعہ کے ہوتے ہوئے جب لوگوں نے مرزا مذکور کو نبی کہنے میں تأمل نہ کیا، تو اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ دجال کو خدا کہنے میں بھی ایسے ہی لوگ سبقت کریں گے۔ لہٰذا یہی نہیں کہ مرزا مذکور کے جمیع متبعین سے اسلامی طریقے کی شرعاً حرمت ثابت ہے، بلکہ ان کی حالت کو دیکھ کر خداوندِ عالم سے اِلتجا کرنی ضروری ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کا انجام بخیر کرے اور ایسے قعرِ ضلالت میں گرنے سے بچائے، آمین! خادم الطلبہ محمد اِعزاز علی بریلوی غفرلہٗ

مدرّس مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر اور اِرتداد میں ذرا شک وشبہ نہیں۔ تمام مسلمانوں کو اس کے معتقدین اور خلفاء اور اس کی تمام تصانیف اور تحریرات سے پرہیز کرنا لازم ہے، ورنہ سخت مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس سے مسلمانوں کو سخت مضرت پہنچی ہے، فقط!

محمد شفیع بڈھانوی

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام متبعین بے شک مرتد کہے جانے کے قابل ہیں۔ پس جو اَحکام مرتد کے ہیں، وہ بلاشبہ ان پر جاری کئے جائیں گے۔ یعنی حاکمِ اسلام جبر کرے گا اگر اپنے اقوال وعقائد سے وہ تائب ہوگئے تو فبہا، ورنہ بادشاہ اسلام پر ضروری ہے کہ انہیں سخت سزا دے، اور ان کے ذبیحہ یا شکار کا کھانا، یا معاملاتِ مناکحت وقرابت بھی جائز نہیں، اور علیٰ ھٰذا کسی معاملہ میں ان کی شہادت بھی لینی جائز نہیں، اور اگر وہ مرجائے یا دُوسری صورت پیش آئے تو مسلمان وارث اس کے اسلام کے زمانے کا

وارث ہوسکتا ہے، اور اِرتداد کے زمانہ کا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب! کتبہ محمد عبدالماجد ہنگوے

اصاب المجیب۔ قاضی محمد غلام یحییٰ عفی عنہ

متوطن عیسیٰ خیل ضلع میانوالی، پنجاب

ھٰذہ الأجوبة المذکورة صحیحة، لا شک فیھا۔ عبدالوہاب، ضلع کوہاٹ

الأمر ھٰکذا! علی صغیر غفرلہٗ اعظم گڑھی

کل واحد من الأجوبة صحیح حق صریح لا ریب فیہ۔ بندہ محمد اسماعیل عفا اللہ عنہ، بارہ بنکی

لا شک فی کفرھم و ارتدادھم و مرقوا من الدِّین کما یمرق السھم من الرمیة لإدعائھم خلاف النصوص القاطعة التی ھی قطعیة الثبوت و الدلالة۔ العبد محمد جان الغزالی الروسی

الجواب حق
محمد منیر چاٹگامی

الجواب ھو الصحیحة
بندہ یحییٰ دربھنگوی

اقول المرزا القادیانی و من تبعه کافر بالأقوال المذکورة
محمد قربان بخاری

الجواب صحیح
محمد رضا غفرلہٗ منی پورے

الجواب صحیح
بندہ اسماعیل نواکھالی ثم الدولت پوری

المجیب مصیب
طفیل احمد شیرکوٹی

الجواب صحیح
محمد ابراہیم عفی عنہ بردوانے

الجواب صحیح
محمد عبیداللہ سیالکوٹی مولوی فاضل

الجواب صحیح المجیب نجیح
بندہ غلام رسول ملتانی عفی عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبدالحکیم نواکھالی

الجواب صحیح
محمد ابراہیم ضلع میانوالی خاص چکڑالہ

الجواب حق صریح
بندہ عزیز اللہ عفی عنہ نواکھالوی

الجواب صحیح
نذیر حسین امروہوی

الجواب صحیح
محمد رمضان ضلع شاہ پور

فرقہ قادیانی میں اِدّعائے نبوّت ومسیحیت علانیہ طور سے کیا گیا ہے، جو صریح نصوص کے مخالف ہے۔ صریح نص جیسے آیت خاتم النّبیین اور حدیث صحیح: ’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ موجود ہے، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام بھی صریح حدیث مسلم شریف وغیرہ سے ثابت ہے۔ ان نصوص میں تأویل کرنے والا ضال ومضل ہے اور جو شخص صریح نصوص کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔

منصور علی عفی عنہ (مصنف فتح المبین)

الجوابات حق لا فيها شک	الجواب حق	الجواب هو الصحيح	الجواب صواب
سیّد شریف ہزاروی	سعادت علی عفی عنہ نگینوی	محمد عبداللہ عفی عنہ بنوی	محمد بہرام ہزاروی
الأجوبة صحيحة	قد أصاب من أجاب	المجيب مصيب لا ريب فيه	الجواب صحيح
محمد خالد البصری العربی	احقر العلماء سلطان محمود ساکن کوٹھیالہ شیخان ضلع گجرات	غلام مصطفی راولپنڈی	عیسیٰ خان پشاوری

الأجوبة كلها صحيحة	الجواب صحيح	الأمر هكذا	الجواب صحيح	الجواب صحيح
احقر محمد صدیق عفی عنہ شاہ پوری	محمد امیر احمد مظفرنگری عفی عنہ	محمد احمد اعظم گڑھی	محمد عبدالحفیظ دربھنگوی	حامد اللہ ملتانی

لقد أصاب من أجاب	الأجوبة كلها صحيحة	الجواب صحيح لا شک فيه	الجواب صحيح
ابوالفضل محمد عبدالرحمن غفرلہٗ ولوالدیہ دربھنگوی	محمد عتیق اللہ غفرلہٗ مظفر پوری	محمد عبدالحی میمن سنگی عفی عنہ	بندہ نور محمد میانوالی، پنجاب

من ادعى بهذه الدعاوى الباطلة، فقد استحق الكفر بلاريب و الجوابات المندرجة كلها صحيحة عندى۔

عبدالحمید پشاوری بقلم خود

المجیب مصیب، مرزا۔۔۔ قبّحہُ اللہ۔۔۔ کی تکفیر میں جہاں تک سختی کی جائے کم ہے، اس نے شریعتِ غراء کے قطعی الثبوت عقائد کو بدل ڈالا، اور انبیاء وصحابہ کی توہین وتحقیر کی۔ **و كفى بذالک كفرًا وإرتدادًا۔** شائق احمد عثمانی غفرلہٗ

مدرّس مدرسہ دیوبند

لا شک فى كفر هذا الدّجّال و من تبعه۔ محمد اِمتیاز احمد غفرلہٗ

مدرّس اوّل مدرسہ سعیدیہ شاہجہاں پور

الجواب حق البتة	هذه الأجوبة صحيحة	الأجوبة كلها صحيحة	صح الجواب
اُمید علی غفرلہٗ مدرّس دوم مدرسہ سعیدیہ جامع مسجد شاہجہاں پور	عبدالمجید شاہجہاں پوری	فقیر محمد عبدالحمید پھانوی	عبدالخالق عفی عنہ مدرّس مدرسہ عین العلم شاہجہاں پوری

واقعی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ متبعین دائرۂ اسلام سے یقینا خارج ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت ختم ہوچکی ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی نسبت فخر صادق علیہ السلام نے خبر دِی ہے۔ آپ کے تشریف فرما ہونے کا وقت ہنوز نہیں آیا۔ قطع نظر دیگر ملفوظاتِ کفریہ کے ایسے شخص اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام ہونے کے لئے صرف یہی دو

دعوے کافی ہیں، جو صراحۃً نصوصِ شرعیہ کے خلاف ہیں، فقط! کتبہ عبدالرؤف عفی اللہ عنہ
مدرّس اوّل مدرسہ عین العلم شاہجہاں پوری

بلاشبہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے عقائد اہلِ سنت والجماعت کے عقائد سے خارج ہیں، اور منجر بکفر اور ان کے ساتھ خلط ملط بلاضرورتِ شرعیہ نہ چاہئے اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے، فقط! محمد ریاست علی عفی عنہ شاہجہاں پوری

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی مشتہرہ کے بعد اس کے اور نیز اس کے معتقدین کے کفر وارتداد میں کسی مسلمان کو تردّد نہ کرنا چاہئے، دجالانِ ماضیہ کا وہ سرغنہ اور پیش رو ہے، عامله الله بمایستحقّه! کتبہ عبدالحکیم الامرتسری (مولوی فاضل، منشی فاضل)

مرزا قادیانی کے عقائد مستحدثہ باطلہ جو اس کی تحریرات وتالیفات میں میری نظر سے گزرے، وہ خلاف اُصولِ شرعیہ نقلیہ ہیں۔ واقعی مورد حدیث: ''سیأتی من اُمّتی دجّالون کذّابون'' (الحدیث کما رواه السنن) ہے۔ پس ایسے عقائد باطلہ کے پیروں ومعتقدین سے اِجتناب ضروری ہے، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنی چاہئے، کیونکہ وہ اہم ضروریاتِ اسلام سے منکر ہیں۔

حررہ محمد آفاق لدھیانوی بیدہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح وصواب	الجواب صحیح
ولی اللہ لدھیانوی	عبدالواحد بقلم خود	بندہ عبدالرشید عفی عنہ لدھیانوی حنفی	بندہ محمد موسیٰ مدرّس مدرسہ اسلامیہ لدھیانہ	مسکین نظام الدین لدھیانوی

المجیب مصیب، مرزا قادیانی کے کفر اور اِلحاد میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ اس کا قرآن شریف شاہد ہے، فقط!
بقلم نظام اللہ عفی عنہ

جب مرزا قادیانی کسی زمانے میں لدھیانہ جناب شہزادہ والا گوہر صاحب کے مکان میں بطور کرایہ کے قیام کرتے تھے، میں نے خود مرزا قادیانی سے پوچھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب حدیث شریف قربِ قیامت میں دوبارہ دُنیا پر تشریف لائیں گے یا نہیں؟ مرزا قادیانی نے میرے اور چند صاحبان اہلِ مجلس کے رُوبرو تین دفعہ انکار کیا۔ میں نے رُوبرو اسی وقت اپنی زبان سے کہہ دیا کہ آپ کو میں ضرور کفر پر جانتا ہوں، جملہ علماء کے دربارۂ کفر کے فتوے کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر ہم اتنا کہہ کر ان کے مکان سے چلے آئے۔ العبد میاں جی رحمت اللہ، اِمام مسجد جٹاں، محلہ ڈھیولواں بقلم خود

الجواب صحیح	اجاب واصاب
حبیب الرحمن لدھیانوی	عبدالغفار عفی عنہ رامپوری

هٰذا هو الجواب لأنه ادعى النبوة بعد ختم النّبيين ومن ادعٰى فهو دجّال كذّاب كما ورد فى الحديث، فثبت كفره بلا تردّد، فلا يجوز معهم المناكحة والمشاركة فى الصلٰوة وغيرها من امور الدِّين، والله اعلم بالصواب! حررہ محمد یوسف عفی عنہ
مہتمم ومدرّس مدرسہ انوار العلوم ریاست رامپور

مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے عقائد واقوال اور اس کے متبعین کے احوال سے بخوبی ظاہر ہے کہ انہوں نے ملت بیضاء وشریعت غراء کی تحریف میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا، بلکہ عقائد قطعیہ ومسائل مجمع علیہا سے صراحۃً اِنکار کیا اور جو شخص ضروریاتِ دِین کا منکر اور اس کے خلاف کا مدعی ہو بلاریب کافر ہے۔ علمائے کرام نے اس کی تکفیر کی تصریح فرمائی۔ **کما ھو مصرح فی الکتب المعتبرۃ**، جملہ اہلِ اسلام کو چاہئے کہ مرزا قادیانی کو مع اَتباع اس کے اسلام سے خارج سمجھیں اور ان کے ساتھ مناکحت اور موالات کو حرام اور خلافِ شریعت جانیں۔ **ھٰذا الجواب والموافق للسنۃ والکتاب**، فقط!

حررہ سیّد دیانت حسین غفرلہٗ

مدرّس مدرسہ انوار العلوم رامپور

بے شک مرزا قادیانی کے بہت سے دعاوی اور بکثرت ایسے اقوال موجود ہیں جو حدِ کفر تک پہنچاتے ہیں، جیسا کہ ان کی کتابوں پر نظر رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، واللہ اعلم!

محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی

محمد قاسم	ضیاء الحق	انتظار حسین	محمد امین	محمد عبدالغفور
مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی	دارالافتاء مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی
المجیب مصیب	الجواب صحیح	الجواب صحیح	المجیب مصیب	اصاب من اجاب ھو المصوب
محمد عبدالمنان	سیف الرحمن عفی عنہ	محمد عالم	قطب الدین	محمد پردل
مدرّس مدرسہ فتح پوری	مدرّس مدرسہ فتح پوری دہلی	مدرّس مدرسہ فتح پوری دہلی	مدرّس مدرسہ فتح پوری دہلی	صدر مدرّس مدرسہ اسلامیہ نعمانیہ دہلی

سوال خمسہ کے جواب میں مجیب مصیب نے جس قدر عبارتیں کتب مرزا قادیانی سے نقل کی ہیں وہ قطعاً سراسر ہذیانات ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی من جملہ ان کذّابین کے ہے جو دجالِ موعود سے پہلے دعاۃ دجال بن کر نکلیں گے، اس پر شہادت یہ ہے کہ خود مسیحِ موعود بن بیٹھا، لیکن یہ نہ سوچا کہ کجا مسیح دجال کجا مسیح رسول ذُوالجلال، **ھل یستوی الظلمات والنُّور**!

اس کو مسیح بن کر مسلمانوں کو یہ دھوکا دینا تھا کہ واقعات مسیح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام اور دجال کو بھول جائیں اور اس کا یہ شیطانی کید اور ولہانے مکر چل جائے۔ جو کچھ بارگاہِ صمدیت میں کفریات بکے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام وحضرت اِمام حسین وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور اَحادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے متعلق دریدہ دہنی اور سفا کی کی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے مجیب مصیب کے حق میں نہایت خلوصِ قلب سے یہ جملہ دُعائیہ بے اِختیار زبانِ قلم سے نکلتا ہے کہ **جزاہ عنّی وعن جمیع المفتین**۔

کتبہ ابوالفضل محمد حفیظ اللہ عفی عنہ

مدرّس اعلیٰ مدرسہ ڈھاکہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد واقوال حسبِ نقل مجیب صاحب کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے چپ رہا نہیں جاتا ہے۔ مجیب پرازحمیت نے تیغ قلم سے جو کچھ کام لیا ہے، محض بہ تقاضائے حمیتِ اسلام ہے، واللہ ینصر الدین ومن ینصر الدین!

حررہ محمد صمصام الدین المدرّس فی مدرسۃ ڈھاکہ

بسملۃ وحمدلۃ الحمد لأھلہ والصلٰوۃ لأھلھا جواب المجیب مثاب ویقال جاء الحق وزھق الباطل وویل للقادیانی الغلمانی بالقول القائل الا انھم ھم الکفرۃ الفجرۃ ولٰکن لا یشعرون بالعقائد الفاسدۃ الفاسقۃ بئسما اخترعوا واھتلکوا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ وبما اخبر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم ھم المصداق لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجّالون کذّابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فإیاکم وإیاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم، رواہ مسلم ص:۴، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والإحتیاط فی تحملھا مروجہ کتاب ص:۱۰، مقدمۃ مسلم ج:۱، وعن عبداللہ بن عمرو ابن العاص قال: ان فی البحر شیاطین مسجونۃ اوثقھا سلیمان بن داؤد یوشک ان تخرج فتقرأ علی الناس قرآنًا (وماھو بقرآن بل تغربہ عوام الناس) رواہ مسلم۔

حررہ العاصی ابو محمود محمد الرحمٰن
السندیپی مولدًا ومسکنًا الدیوبندی تلمذًا،
المدرس الأعلٰی فی المدسۃ الحمادیۃ، الدھاکہ

مجیب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جو عقائد واقوال نقل کئے ہیں، اگر حقیقت میں اس کے عقائد ایسے ہی تھے تو اس کے اِحاطۂ سنت والجماعت سے خارج ہونے میں کسی کو کچھ شک وتردّد نہیں ہوسکتا، اور مسلمانوں کو اس کے معتقدین اور تحریرات سے پرہیز کرنا لازم ہے، واللہ اعلم!

کتبہ محمد عبدالرحمن عفی عنہ
مدرّس مدرسہ ڈھاکہ

نعم الأجوبۃ صحیحۃ، والقادیانی المذکور إستحق الکفر ودعاویہ باطلۃ بلاریب!

حررہ ابو جعفر اختر الدین
المدرّس فی مدرسۃ دھاکہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد واقوال کے بارے میں مجیب صاحب نے جو عبارتیں تحریر کی ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی مذکور بلاریب دائرۂ اسلام سے خارج ہے، مسلمانوں کو اس کے تمام متبعین اور تصانیف سے ہر طرح پرہیز کرنا لازم ہے۔

حررہ محمد عبدالغنی عفی عنہ، مدرّس مدرسہ ڈھاکہ

الجواب صحیح۔ عبدالجبار قاضی کولوٹولہ کلکتہ

جوابات صحیح ہیں، اس لئے کہ اہلِ سنت میں داخل ہونے سے تو خود مرزا قادیانی کو اِنکار ہے، سنت کی بابت تو ان کا یہ خیال ہے کہ:

هل النقل شیء بعد ایحاء ربنا
فأی حدیث بعده نتخیر؟

جماعت سے ان کا یہ خطاب:

اخذنا من الحی الذی لیس مثله
وانتم عن الموتیٰ رویتم ففکروا!

(اعجاز احمدی ص:۶۵، خزائن ج:۱۹ص:۱۶۹)

اب رہا ان کا مسلمان ہونا یا نہ ہونا، البتہ مسلمان ہونے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمان ہی ہونے کا نہیں، بلکہ نبی ہونے کا اور نبی سے بڑھ کر دعویٰ ہے مگر اس دعوے میں وہ متردّد ہیں، کبھی اپنے کو مجدّد، کبھی خلیفہ، کبھی اِمام، کبھی کرشن، کبھی نبی اور کبھی مثیل نبی کہتے ہیں اور جو اپنی نبوّت کے دعوے میں متردّد ہو، وہ کاذب ہے اور نبی کا ذب یقینی کافر ہے، واللہ اعلم!

ابوالبرکات عبدالرؤف عفی عنہ داناپوری

مرزا غلام احمد متوفی کے بعض حواریین نے ایک اِشتہار برائے اِتمامِ حجۃ ہم مدرّسین درسہ عالیہ کلکتہ کے نام بھی کچھ پہلے بھیجا تھا۔ جس میں مرزا قادیانی کے دعوے مسیحیت ونبوّت ورِسالت کی تصریح تھی، اور چونکہ ان دعاوی کا ماننا من جملہ ضروریاتِ اسلام واِیمان ظاہر کیا گیا تھا، جس سے صاف ظاہر تھا کہ نبوّت ورسالتِ مستقلہ کا مرزا قادیانی مدعی تھا، لہٰذا اس کا اور اس کی جمیع اُمت کا، اُمتِ محمدی سے خارج ہونا یقینی معلوم ہوگیا تھا، اور فاضل مجیب کی پُرزور اور مدلل تحریر نے تو بالکل اس متنبّی مردہ اور اس کے مؤمنین کی بے ایمانی کو اَظہر من الشّمس کردیا ہے، فجزاکم اللہ خیر الجزاء! الراقم: محمد یحییٰ سہسرامی، مدرسہ عالیہ کلکتہ

الأجوبة صحيحة، العقائد التی قد صرح بها المرزا فی کتبه غیر عقائد الإسلامیة لا شک فیها انها من الکفریات فلاریب فی کفر معتقدیها، واللہ اعلم! خادم القوم المدعو بعبدالأحد عفاعنه (دربھنگوی)

واللہ در المجیب المصیب فقد اتی بجوابات صحیحة بلاریب وشک! محمد عمر

مدرس اوّل انجمن حمایت اسلام مونگیر

الجواب صحیح
محمد یعسوب ندوی

الجواب صحیح
محمد عبدالشکور عفی عنہ گورکھپوری ساکن مونگیر

جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل کان زهوقًا!
ابوالرضوان محمد عبدالرحمن
ہیڈ مولوی ضلع اسکول مونگیر

المجیب مصیب۔
ابوالمعانی بندہ محمد محبوب عیل عفی عنہ
مدرّس دوم ضلع اسکول مونگیر

۷۸۶، مرزا قادیانی کے اقوال مذکورہ رسالہ بعضے بدعت قبیحہ شنیعہ اور بعضے کفر ہیں جو سب کا یا کفریات کا معتقد ہو اس پر حکم

کفر کا کیا جائے گا، جو بدعیات کا معتقد ہو، وہ مبتدع ضال ہے، اور دونوں حالتوں میں اہلِ حق کو ان سے تجنب لازم ہے، جیسا کہ رسالہ میں تفصیل مرقوم ہے۔

اشرف علی تھانوی

۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

الجواب صحیح۔

بندہ محمد ضرغام الدین عفی عنہ

مدرّس مدرسہ احمدیہ فیض آباد

رسالہ ھٰذا کے صفحۂ اوّل میں جو اِستفتاء مرقوم ہے اس کا جواب مجیب مصیب نے جس قدر بھی ارقام فرمایا ہے، بلاشبہ وہ کل صحیح ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ نے جس قدر کفر وزندقہ، اِرتداد واِلحاد کا جال رُوئے زمین پر پھیلایا اس کی نظیر گزشتہ صدیوں میں کم ملے گی۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تقوم الساعۃ حتّٰی تقتتل فئتان فتکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعواھما واحدۃ، ولا تقوم الساعۃ حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریبًا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ۔ رواہ البخاری ج:۳ ص:۱۱۱۳، فی باب علامات النبوۃ فی الإسلام، حدیث نمبر: ۳۶۰۹، نسخہ مروجہ ج: ۱ ص: ۵۰۹، وی غیرہ بطریق کثیرۃ ومثلہ فی صحیح المسلم ج: ۲ ص: ۳۹۰، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ وروی الدارقطنی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ عز وجل اختار لی اصحابًا فجعلھم اصحابی واصھاری وانصاری، وسیجیء من بعدھم قومٌ ینقصوھم ویسبوھم، فإن ادرکتموھم فلاتناکحوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم۔ انتھٰی۔

پس مرزا قادیانی مع اپنے تمام معتقدین کے یقینا دائرۂ اسلام سے خارج ہے اوران سب کے کفر واِرتداد میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے، لہٰذا جملہ اہلِ اسلام پر فرض ہے کہ ان سب کے ساتھ وہی برتاؤ ومعاملہ اِعتقاداً وعملاً کریں اور رکھیں جو کافر اور مرتد کے متعلق منصوص ومذکور ہیں۔

فقیر ابوالطاہر ظہور احمد پنجوی کان اللہ تعالیٰ لہٗ

مدرّس جماعت سنیسیر مدرسہ عالیہ ہوگلی

الأجوبۃ کلھا صحیحۃ والعبارات المنقولۃ من کتبھم علٰی کفر القادیانی وارتداد اتباعہ وجنودہ صریحۃ واللہ تعالٰی سبحانہ اعلم!

حررہ الراجی عفو ربہ الکریم المدعو

بمحمد سلیم عفا اللہ عنہ

صدر المدرّسین فی المدرسۃ الھاشمیۃ الواقعۃ فی مسجد زکریا بمبئی

لاشک ان المرزائین منحرفون عن الطریق المستقیم۔

احقر العبید عبدالحمید بھوپالی

سند یافتہ مدرسہ عالیہ دیوبند

صدر المدرّسین للمدرسۃ النظامیۃ حفظھا اللہ

باسمه سبحانه تعالٰی شأنه! حمدًا لمن جعل لنا شعائر ديننا الحنيف ذرائع قوية إلٰى سبيل الحق و الهدى، و نصلى و نسلم علٰى هادى البر و الإحسان، افضل الأساتذة الروحانية و اكمل المعجزات الباهرة فى الورىٰ و علٰى آله و صحبه الأخيار ذوى البركات و معالم الرشد كما يتمنى، اما بعد! ما اثبت العلماء الكرام من عبارات الضال المضل عن الصراط المستقيم مرزا غلام احمد قاديانى فهو دال علٰى إنحرافه عن الملة البيضاء التى قال الله سبحانه و تعالٰى فى شأنها: ''اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ'' (آل عمران:۱۹) و بتقدير صحة هٰذه العبارات بأنها من معتقدات المسيح الفنجابى فلا شک فى ارتداده عن الطريق الحق و الله سبحانه و تعالٰى يحفظنا و جميع المسلمين من مكائد هٰذه الفرقة الطاغية بحرمة سيّد البرية عليه افضل الصلٰوة و اتم التحية۔

و انا العبد الراجى عفو ربى ذى العرش المتين
محمد سيف الدين عفا الله عنه رب العالمين
خادم المدرسة النظامية، الواقعة فى البمبائى

ما كتب المجيب اللبيب فهو فيه مثاب و مصيب!
كتبه القاضى غلام احمد التهائى
المدرّس فى المسجد الجامع فى بلدة بمبئى

الجواب صحيح!
كتبه العبد محمد عبد المنعم
واعظ و خطيب المسجد الجامع بمبئى

مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے متبعین سب کے سب بے ایمان اور بددین ہیں، کیونکہ اس کے اقوال مستلزم کفر ہیں، واللہ اعلم بالصواب!
محمد ریاست حسین عفی عنہ رائے بریلی
مہتمم مدرسہ رحمانیہ الٰہ آباد

بے شک اقوال مرزا کے کفر و الحاد کو پہنچتے ہیں، کسی سمجھ دار کو ان پر کفر و الحاد کے کسی لزوم میں تامل نہیں ہوسکتا، واللہ اعلم بالصواب!
محمد دین احمد جعفری الٰہ آبادی کان اللہ لہٗ

جوابات صحیح ہیں۔
ولی محمد الٰہ آبادی، مدرّس مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد

مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کفر و الحاد کے ہیں، لہٰذا اس کے ارتداد میں کوئی شبہ نہیں ہے۔
ابوسعید محمد عبدالحمید، مدرّس مدرسہ سبحانیہ شہر الٰہ آباد

الله در المجيب لا ريب ان القاديانى و أتباعه إخوان الشياطين لا شک فى تكفيرهم اولٰئک اصحاب النار هم فيها خالدون۔ لا تجوز الصلٰوة خلفهم بل يجب على المسلمين إخراجهم عن المساجد۔

كتبه ابو المكارم محمد عبد الرحمٰن المتخلص بقيس
المدرس فى المدرسة السبحانية إله آباد

لقد اصاب من اجاب۔
سیّد محمد اعظم گڑھی کوٹھیاوی مدرسہ اسلامیہ

صح الجواب بلاإرتیاب واللہ اعلم بالصواب! محمد حسین منڈاوری إلہ آبادی
مدرسہ اسلامیہ

جوابات صحیح ہیں۔ عبدالمعبود، مدرّس مدرسہ اسلامیہ الہ آباد

لقد درینا بماترشح بقلم المجیب متعمدًا و واثقًا علی ما اخذ المصیب! نمقہ:

السید نذیر احمد وفقہ اللہ الخیر
مدرسہ اسلامیہ إلہ آباد

الجواب صحیح۔ برکت اللہ الہ آبادی، مدرسہ اسلامیہ

لاریب فی تکفیر القادیانی وإلحادھم وھم من الخاسرین والضالین لعنۃ اللہ علیھم اجمعین۔

حررہ محمد متین اعظم گڑھی کولیاوی
تلمیذ مولانا حکیم سید نذیر احمد صاحب سکندرپوری
بلیاوی، مدرّس اعلیٰ مدرسۃ إسلامیۃ إلہ آباد

صح الجواب وإلیہ المرجع والمآب۔ محمد عبدالمجید خان الہ آبادی، مدرسہ اسلامیہ

لاشک فی کفر القادیانی وأتباعہ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر ولھم عذاب الیم۔

محمد رضا خان الہ آبادی، مدرسہ اسلامیہ

الجواب صحیح۔ کتبہ عبدالغفور مظفرپوری موضع بھروندی وارد حال الہ آباد مدرسہ اسلامیہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر اور اِرتداد میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے، اس کے تمام معتقدین اور خلفاء سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مرزا قادیانی مذکور کی تصانیف سے صاف طور پر دعویٰ نبوّت معلوم ہوتا ہے کہ جو صریح حدیث: ''لا نبی بعدی'' کے خلاف ہے، اور نیز اس کی تصانیف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صریح تحقیر ثابت ہوتی ہے، اور تحقیرِ انبیاء کفر ہے۔ بس بنائً علیہ اس کی اور اس کے معتقدین کے کافر اور مرتد ہونے میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے، فقط! احقر الزمن محمود حسن سہسوانی
مدرّس اوّل مدرسہ شاہی مسجد واقع شہر مرادآباد

مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام سراسر کفر اور اِلحاد سے بھرا ہوا ہے۔ جا بجا دعویٰ نبوّت اور انبیائے سابقین کی تحقیر اور ختمِ نبوّت کا اِنکار نصوصِ قطعیہ کی تحریف وتبدیل وغیر ذالک من الکفریات سے مملو ہے۔ جس سے اس کا کفر واِرتداد کالشّمس فی رابعۃ النہار ظاہر ہے۔ وہ اور اس کے تمام ہم خیال کافر اور مرتد ملعون ہیں۔ ان سے ترکِ معاملات لازم اور واجب ہے، ان کو مسلمان سمجھنا اپنے کفر کا اقرار کرنا ہے، فقط! فخر الدین احمد غفرلہ
مدرّس دوم مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد

مرزا قادیانی مذکور اور اس کے تمام مرید ہم خیال اور ہم عقیدہ کافر ومرتد ہیں۔ مرزا قادیانی کی تحریر سے توہین حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ نبینا ظاہر ہوتی ہے اور توہین ادنیٰ نبی بھی کفر ہے۔ چہ جائیکہ اُولوالعزم رسول کی توہین، عیاذ باللہ! علاوہ بریں

دیگر عقائد باطلہ مثلاً زعمِ نبوّت اس کے اور اس کے جملہ اَتباع کے کفر کی بیّن دلیل ہیں، ان کے کفر میں کچھ شک نہیں۔

بندہ ولایت احمد عفی عنہ سنبھلی

مدرس مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد

بے شک مرزا غلام احمد قادیانی علیہ کے اقوال سے اس کی صاف ردّت ظاہر ہوتی ہے، اس کے جس قدر اقوالِ مذکورہ ہیں نصوصِ قطعی قرآنی واحادیث کے بالکل مخالف ہیں، ان اقوال کا معتقد منکر قرآن واحادیث کا ہے، اوران ہر دو کا یا ایک کا منکر قطعی کافر ہے، اور چونکہ عقائدِ قادیانی وعقائدِ ایمانی کا اِجتماع مثل آب وآتش کے وعلیٰ ھٰذا اہلِ اسلام وقادیانیین کا، لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ان میں باہم بالکل اِنقطاع ہونا چاہئے۔ خصوصاً مزاوجت اور صلوٰۃ کہ ان ہر دو میں بالکلیہ کوشش کرکے مفارقت وقطع تعلق کرنا چاہئے۔ اہلِ اسلام کو ہرگز ہرگز اپنی دختر نہ دینا چاہئے۔ ونیز اہلِ اسلام کو اپنی مساجد میں ان کو ہرگز داخلے کی اِجازت نہ دینا چاہئے، اور جن اصحاب کو مساجد میں داخلے کی اِجازت ہوان اصحاب کو ممانعت کرکے ان کے مرض متعدی سے اپنی مطہر مساجد کو صاف کرنا چاہئے۔ ونیز اہلِ اسلام ان اصحاب سے بوجہ اپنی لاعلمی کے اس وقت تک موانست کرتے رہے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ مفارقت اِختیار کرکے بہ مقتضائے للصحبۃ تاثر جو کچھ اس مرض متعدی کا اثر پیدا ہو، اس کا اِستغفار کے ساتھ علاج کرنا چاہئے، فقط، وما علینا إلّا البلاغ!

رضوان علی عفی عنہ

مدرّس مدرسۃ الغرباء واقع مسجد شاہی مرادآباد

فی الواقع اس مہمل عقیدہ والا شخص قطعاً کافر ہے۔

خادم العلماء والاطباء کبیر الدین عفی عنہ مرادآباد

جوابات صحیح ہیں۔

احقر علی نظر غفرلہٗ

لاریب مدعیٔ نبوّت خصوصاً اہلِ اسلام سے بوجہ صریح تخالف وتحریف نصوصِ قطعیہ واحادیثِ نبویہ کے کافر ومرتد ہے، اور علیٰ ھٰذا اسی حکم میں اس کے اُمتی بھی ہیں، ان سے اِجتناب وترکِ تعلقات اہم وضروری ہے۔

راقم بندہ ابوالمظفر عبدالرشید غفرلہٗ بلندشہری

الجوابات صحیح

احمد حسن غفرلہٗ

مدرّس دینیات مدرسہ ہیوٹ مسلم ہائی اسکول مرادآباد

الجوابات صحیح

ابوحامد محمد نصر اللہ عفی عنہ مرادآباد

جو عقائدِ فاسدہ کہ اس رسالے میں درج ہیں، اس کے قائل اور معتقد سے بیزار ہوں اور دونوں کو دائرۂ اسلام سے خارج جانتا ہوں، اور ایسا شخص پورا اس حدیث کا مصداق ہے کہ جس کی پیشین گوئی مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی:

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فإیاکم وإیاھم! لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔“ (مسلم ج:۱ ص:۱۰، مقدمۃ)

’’روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے:
ہوں گے آخر زمانے میں فریب دینے والے جھوٹے، لائیں گے تمہارے پاس حدیثیں کہ نہیں سنیں تم نے اور نہ تمہارے باپوں نے، پس بچو تم ان سے اور بچاؤ ان کو آپ سے! نہ گمراہ کریں وہ تم کو اور نہ فتنہ میں ڈالیں تم کو۔‘‘

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے بددینوں کی صحبت اور خلط ملط سے بچیں اور ان سے ہم کلام نہ ہوں اور نہ ان کی کتابیں دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کید قادیانی اور اس کے متبعین سے بچائیں، بجاہ النبی و آلہ و اصحابہ، صلی اللہ علیہ وسلم!

فرخ بیگ عفی عنہ مرادآبادی

کسی شخص کے کفر کا فتویٰ دینا کچھ آسان امر نہیں، مگر جو شخص نصوصِ متواترہ، قطعی الدلالۃ کا منکر ہو، اس کے کفر کو مسلمانوں پر ظاہر کرنا، حاملانِ شرعِ اسلام کا فرضِ قطعی ہے، اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو خدا کے نزدیک ان سے بڑھ کر شاید ہی کوئی ملعون ثابت ہو! اسی مجبوری کی وجہ سے مرزا غلام احمد، ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب، کے کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ میں نے خود اس سے سنا ہے کہ وہ بار بار تاکید سے کہتا تھا کہ میں خدا کا رسول ہوں، مجھ پر نزولِ وحی اسی طرح ہوتی ہے جیسے دیگر انبیاء پر۔ اس کے بعد مجھے اس کے کفر میں کوئی تأمل نہ رہا، واللہ اعلم!

میر عبدالکریم قرشی العلوی
ساکن ضلع ہزارہ فقیہ اوّل ندوہ لکھنؤ،
سابق صدر مدرّس مدرسہ محبوبیہ حیدرآباد دکن

***

فتویٰ تکفیرِ قادیان

شائع کردہ

کتب خانہ اِعزازیہ دیوبند

نوٹ:۔۔۔بعد میں اس رسالے کو حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ نے ’’فسخ نکاح مرزائیاں‘‘ کے نام سے بھی شائع کیا تھا

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں مرزائی جماعت نے ایک نئی نبوّت کی بنیاد ڈال کر اہلِ اسلام میں نہ صرف اِختلاف پیدا کردیا ہے، بلکہ لین دین، عقائد، اُصول اور عبادات ومعاملات میں بھی زمین آسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آغازِ مسیحیت میں کئی رنگ بدلے۔ سب سے پہلے اپنے کو صوفی منش ظاہر کیا، پھر مجدد بنے، پھر حکم، پھر نذیر، اس کے بعد مسیح ہونے کے مدعی ہوئے، پھر کرشن اوتار، اور سب سے آخر میں نبوّت کا دعویٰ شائع کیا اور بہت جلد دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ مرزا قادیانی اِبتدائی دعاوی میں نرمی سے کام لیتے تھے رہے، جب جماعت کثیر ہوگئی تو غیراحمدیوں کو کافر قرار دِیا، اور ان سے عبادات ومعاملات میں الگ رہنے کا حکم دیا۔ بہرحال مرزا قادیانی نے دُنیا کے تمام کمالات کا مظہر اپنی ذات کو قرار دِیا۔

مرزا قادیانی کے گدی کے جانشین

جب مرزا قادیانی مرے تو حکیم نورالدین نے حضرت ابوبکرؓ کا منصب سنبھالا۔ پھر جب وہ مرے تو حضرت عمرؓ کا زمانہ مرزا محمود دِکھارہے ہیں۔ مرزا محمود نے ہرچند اپنے ذاتی اسلام کی اِشاعت میں کوشش کی، مگر بجائے یگانگت کے مرزائی جماعت میں بیگانگت پیدا ہوگئی۔ مسٹر محمد علی نے لاہور میں بیعت (پیری، مریدی) کا سلسلہ شروع کردیا۔ مولوی احمد حسن امروہی قادیان سے الگ ہوکر لاہوری جماعت میں شامل ہوگئے۔ گوجرانوالہ میں ظہیرالدین اروپی نے الگ جماعت قائم کرلی، اور عبداللہ تیماپوری الگ بیعت لے رہا ہے۔ یہ چار مذاہب شاید اسلامی چار مذاہب کا نقشہ ہوں، مگر حضرات! اِسلامی چار مذاہب تو ایک دُوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں، مرزائیوں میں تو باہمی کفر واِسلام کا فرق ہے۔ لاہوری جماعت، قادیانی جماعت کو مشرک بتاتی ہے، کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کے مشرکانہ اِلہام کو صحیح تسلیم کیا۔ اور قادیانی، لاہوریوں کو مرتد یقین کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کے طریقِ مشرب سے اِنحراف کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ: ''میرے بعد یوسف آئے گا، بس اس سے یوں ہی سمجھ لو کہ وہ خدا ہی اُترا ہے۔'' ظہیر اروپی کو مرزا قادیانی کی صحیح جانشینی کا دعویٰ ہے، اور مرزا محمود کو غاصب اور ظالم قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ قادیان کی طرف منہ کرکے عبادت کرنا افضل ہے، کیونکہ وہ مکہ ہے، جہاں ایک رسول نے جنم لیا تھا۔ عبداللہ تیماپوری کا دعویٰ ہے کہ اسے وہ اِنکشاف ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی نصیب نہیں ہوا، اس کو اپنے بازو سے اِلہام ہوتا ہے اور اپنی کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوّا سے خلافِ فطرتِ انسانی ملوّث ہونے کا اِلزام لگاتا ہے۔ وزیرآباد کے پاس ہی سمبڑیال ایک گاؤں ہے، وہاں کے ایک

مرزائی محمد سعید نامی کو یہ خبط سوجھا ہے کہ مرزا قادیانی نے تجدیدِ اسلام کو شروع کیا تھا، مگر اَخیر تک نہ پہنچا سکے، خدا تعالیٰ نے مجھے ''قمر الانبیاء'' بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اس کے یہ عقائد ہیں کہ:

''شراب جائز ہے، اپنی رشتہ داری میں نکاح ناجائز ہے، حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے، ختنہ ناجائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔''

بہرحال ان مرزائی چار جماعتوں کا اس پر اِتفاق ہے کہ مسیحِ موعود مرزا قادیانی ہی تھے اور ان کا کلام وحی من اللہ ہے۔ اس کے مقابل اہلِ اسلام ان دونوں اُمور کے منکر ہیں، صرف منکر ہی نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کو شروع سے آخر تک کافر و مرتد قرار دیتے ہیں، اور لین و دین معاملات اور عبادات میں ان سے الگ ہیں۔ اب مرزائی اور غیر مرزائی میں کفر و اِسلام کا فرق ہے۔ نہ ان کی ان کے ہاں شادی ہوسکتی ہے، نہ ان کی ان کے ہاں۔ کفن، دفن، نماز، زکوٰۃ، جنازہ بھی الگ الگ ہے۔ بالجملہ ایک اِستفتاء جس کے متعدد (بلکہ اس سے بھی زیادہ) جوابات مختلف حضرات علمائے اسلام کی جانب سے دیئے گئے ہیں، ناظرینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم میں اور مرزائیوں میں اُصولی فرق ہے، فروعی اِختلاف نہیں، اور ایسے بعید اِختلافات کے ہوتے ہوئے ہم انہیں اِسلام میں داخل نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی عقل مند اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا، اور اُمید ہے کہ مرزائی بھی ہمیں یقین دلائیں گے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے مرزائی اِعتقادیات کا نام و نشان کہاں تھا۔ انہوں نے اسلام کی پُرانی چاردیواری کو مسمار کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے کہ مرزائیوں نے اسلامی عمارت کو کس طرح مسمار کردیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سوال (اِستفتاء)

بخدمت شریف جناب علمائے اسلام ـــ سلّمکم اللہ إلٰی یوم القیامة ـــ کیا فرماتے ہیں علمائے دِینِ متین و مفتیانِ شرعِ متین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱:ـــ آیت: ''مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' کا مصداق میں ہوں۔

(اِزالہ اوہام، طبع اوّل ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳)

۲:ـــ مسیحِ موعود (جن کے آنے کی خبر اَحادیث میں آئی ہے) میں ہوں۔

(اِزالہ اوہام، طبع اوّل ص:۶۶۵، خزائن ج:۳ ص:۴۵۹)

۳:ـــ میں مہدیٔ مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار الاخیار ص:۱۱، مجموعہ اِشتہارات ج:۳ ص:۲۷۸)

۴:ـــ إن قدمی ھٰذہ علٰی منارة ختم علیھا کل رفعة۔ میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہوچکی ہیں۔

(خطبہ اِلہامیہ ص:۷۰، خزائن ج:۱۶ ص:ایضاً)

۵:۔۔۔لاتقیسونی بأحدو لا أحدًا بی۔ میرے مقابل کسی کو پیش نہ کرو۔

(خطبہ اِلہامیہ ص:۲۰، خزائن ج:۱۶ ص:۵۲)

۶:۔۔۔میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔

(لیکچر سیالکوٹ ص:۳۳، خزائن ج:۲۰ ص:۲۲۸)

۷:۔۔۔میں اِمام حسین (علیہ السلام) سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص:۱۳، خزائن ج:۱۹ ص:۱۶۴)

۸:۔۔۔وانی قتیل الحب لٰکن حُسَینکم۔۔۔۔۔۔قتیل العداء فالفرق اجلٰی واظھر۔

(میں عشق کا مقتول ہوں، مگر تمہارا حُسین دُشمن کا مقتول ہے، فرق بالکل ظاہر ہے)۔

(اعجاز احمدی ص:۸۱، خزائن ج:۱۹ ص:۱۹۳)

۹:۔۔۔یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زِناکار تھیں۔ (العیاذ باللہ!)

(ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ص:۷، خزائن ج:۱۱ حاشیہ ص:۲۹۱)

۱۰:۔۔۔یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (معاذ اللہ!) (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵، خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)

۱۱:۔۔۔''یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے'' (خزائن ج:۳ ص:۲۵۵،۲۵۶)، اس کے پاس بجز دھوکے کے اور کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ص:۷، خزائن ج:۱۱ حاشیہ ص:۲۹۱)

۱۲:۔۔۔میں نبی ہوں اس اُمت میں، نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱، خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶،۴۰۷)

۱۳:۔۔۔مجھے اِلہام ہوا ہے: ''یا ایھا الناس إنی رسول اللہ إلیکم جمیعًا'' (لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوکر آیا ہوں)۔ (مجموعہ اِشتہارات ج:۳ ص:۲۷۰)

۱۴:۔۔۔میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

۱۵:۔۔۔میرے منکروں بلکہ متأملوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ، جلد اوّل ص:۱۸)

۱۶:۔۔۔مجھے خدا نے کہا ہے: ''إسمع ولدی!'' (اے میرے بیٹے سن!)۔ (البشریٰ ص:۴۹، حصہ اوّل)

۱۷:۔۔۔''لولاک لما خلقت الأفلاک'' (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا)۔

(حقیقۃ الوحی ص:۹۹، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۲)

۱۸:۔۔۔میرا اِلہام ہے: ''وما ینطق عن الھویٰ'' یعنی میں بلاوحی نہیں بولتا۔

(اربعین نمبر ۳ ص:۳۶، خزائن ج:۱۷ ص:۴۲۶)

۱۹:۔۔۔مجھے خدا نے کہا ہے: ''وما أرسلناک إلّا رحمۃً للعالمین'' یعنی خدا نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص:۸۲، خزائن ج:۲۲ ص:۸۵)

۲۰:۔۔۔ مجھے خدا نے کہا: ’’إنّک لمن المرسلین‘‘ (خدا کہتا ہے کہ تو بلاشک رسول ہے)۔

(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۷، خزائن ج:۲۲ ص:۱۱۰)

۲۱:۔۔۔ ’’اتانی مالم یؤت احد من العالمین‘‘ (خدا نے مجھے وہ عزّت دی جو کسی کو نہیں دی گئی)۔

(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۷، خزائن ج:۲۲ ص:۱۱۰)

۲۲:۔۔۔ ’’إن اللہ معک إن اللہ یقوم اینما قمت‘‘ (خدا تیرے ساتھ ہوگا جہاں کہیں تو رہے)۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۱۷، خزائن ج:۱۱ حاشیہ ص:۳۰۱)

۲۳:۔۔۔ ’’إنّا أعطیناک الکوثر‘‘ خدا نے مجھے حوضِ کوثر دیا۔ (انجام آتم ص:۵۸، خزائن ج:۱۱ ص: ایضاً)

۲۴:۔۔۔ ’’(رأیتنی) فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو۔۔۔۔ فخلقت السماوات و الأرض‘‘ (میں نے اپنے آپ کو بعینہٖ خدا دیکھا اور میں یقینا کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے زمین آسمان بنائے)۔

(آئینہ کمالات ص:۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج:۵ ص: ایضاً)

۲۵:۔۔۔ میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم ص:۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو، اس کے ساتھ کسی مسلمان کا رِشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب اِفتراق ہے یا نہیں؟

الجواب

۱:۔۔۔ از ریاست بھوپال (سنی)

مندرجہ سوال ھٰذا میں متعدّد ایسے اقوال ہیں جن کے کلمۂ کفر ہونے میں تأویل بھی نہیں ہوسکتی، لہٰذا جس شخص کے عقائد ایسے ہوں، وہ بوجہ مخالفت اسلام کے جماعتِ اسلام سے جدا ہے اور مسلمان مرد و عورت کا نکاح ایسے خارج عن الاسلام سے دُرست نہیں۔ [1]

مہر دستخط محمد یحییٰ عفا اللہ عنہ

مفتی بھوپال، ۳؍رجب ۱۳۳۶ھ

---

(۱) قال تعالیٰ: ’’وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا‘‘ (البقرۃ:۲۲۱)۔
و منھا: إسلام الرجل، إذا کانت المرأۃ مسلمۃ فلا یجوز إنکاح المؤمنۃ الکافر، لقولہ تعالیٰ: ’’وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا‘‘ و لأن فی النکاح المؤمنۃ الکافر خوف وقوع المؤمنۃ فی الکفر۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۷۱، کتاب النکاح)۔
ایضًا: إعلم ان تصرفات المرتد علی أقسام، نفاذ بالإتفاق کالإستیلاء، و الطلاق۔۔۔۔۔۔ و باطل بالإتفاق کالنکاح و الذبیحۃ لأنہ یعتمد الملّۃ و لا ملّۃ لہ۔ (ھدایۃ ج:۲ ص:۵۸۳)۔
ایضًا: ولا یصلح ان ینکح مرتد اور مرتدۃ أحد من الناس۔ وفی الشامیۃ: (قولہ مطلقًا) ای مسلمًا أو کافرًا أو مرتدًا۔ (فتاویٰ شامی مع درمختار ج:۳ ص:۲۰۰)۔

۲:۔۔۔از ریاست رامپور

جوشخص مرزائے قادیانی کے اقوالِ مذکور میں تصدیق کرے، وہ اعلیٰ درجے کا ملحد اور کافر ہے۔[1] ایسے شخص کے یہاں نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے، اور اگر کوئی شخص بعد نکاح اقوالِ مذکورہ میں مرزائے قادیانی کی تصدیق کرے گا تو اس سے اِفتراق لازم ہوگا۔

دستخط ظہور الحسن محلہ پہلوار

الأمر کما حررہ مولانا

ذالک کذالک	السید ظہور الحسن	فإن القول ما قالت حذام	الأمر کذالک
مظفر علی خان مقبرہ عالیہ	انصار حسین عفی عنہ	ذُوالفقار حسین عفی عنہ	فقیر سیّد تاثیر حسین عفی عنہ

۳:۔۔۔از ریاست حیدرآباد

یہاں کے جوابات کی بجائے کتاب ’’افادۃ الافہام بجواب ازالۃ الاوہام‘‘ مصنفہ جناب مولانا مولوی محمد انوار اللہ خاں مرحوم، ناظم اُمورِ مذہبیہ کا مطالعہ کر لینا کافی ہوگا۔

۴:۔۔۔از دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور (سنی)

اقوالِ مذکورہ کا کفر و اِرتداد ہونا ظاہر ہے۔ پس وہ شخص جو ایسا کہتا اور عقیدہ رکھتا ہے، اور جو اس کی پیروی اور تصدیق کرنے والے ہیں، وہ کافر و مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔[2] اہلِ اسلام کو ان سے مناکحت دُرست نہیں اور ان کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا۔[3] اگر کوئی مسلمان نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا ہوجائے تو وہ فوراً مرتد ہوجائے گا اور نکاح اس کا فسخ ہوجائے گا اور تفریق لازم ہوگی۔[4]

مہر و دستخط عزیز الرحمن عفی عنہ

مفتی مدرسہ دیوبند ۱۲؍رجب ۱۳۳۶ھ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
گل محمد خاں	غلام رسول عفی عنہ	الحسن عفی عنہ	محمد رسول خان عفی عنہ	فقیر اصغر حسین عفی عنہ
مدرّس مدرسہ عربیہ دیوبند				

(۱) قال الموفق فی المغنی: ومن ادعی النبوۃ أو صدق من إدّعاها فقد ارتد لأن مسیلمۃ لما ادعی النبوۃ فصدقہ قومہ صارو ابذالک مرتدین۔ (إعلاء السُّنن ج:۱۲ ص:۶۳۶، طبع إدارۃ القرآن)

(۲) المرتد هو لغۃً الراجع مطلقًا وشرعًا، الراجع عن دین الإسلام، ورکنها: إجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الإیمان۔ (شامی ج:۴ ص:۲۲۱، باب المرتد)۔

ایضًا: فمن جحد شیئًا واحدًا من الضروریات فقد آمن ببعض الکتاب وکفر ببعضه وهو من الکافرین۔ (إکفار الملحدین ص:۴، طبع پشاور)۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ کیجئے۔

(۴) وارتداد احدهما (الزوجین) فسخ، فلاینقص عددًا عاجل بلاقضاء۔ (درمختار ج:۳ ص:۱۹۳)۔

اصاب المجیب	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صواب	الجواب صواب
محمد اعزاز علی عفی عنہ	محمد اِدریس عفی عنہ	احمد امین عفی عنہ	محمد تفضّل حسین عفی عنہ	عبدالوحید عفی عنہ

۵:۔۔۔ازتھانہ بھون ضلع سہارنپور (سنی)

جومسلمان ایسے عقائد اِختیار کرے، جن میں بعضے یقینی کفر ہیں، بحکم مرتد ہے،(۱) اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے، اوراسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں،(۲) اور نکاح ہوجانے کے بعد اگر عقائدِ کفریہ اِختیار کرلے تو نکاح فسخ ہوجائے گا۔(۳)

دستخط اشرف علی عفی عنہ

حکیم الامۃ مصنف تصانیف کثیرہ ۱۳۳۶ھ

۶:۔۔۔مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور (سنی)

سوال مذکورالصدر میں اکثر ایسے اُمور ذِکر کئے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ناجائز اور موجبِ کفر وارتداد کے قابل ہیں، پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو، اور ان اقوال کا مصدق ہو تو اس کے کفر میں کچھ کلام نہیں، وہ شرعاً مرتد ہوگا، جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ اور جو پہلے سے اہلِ اسلام تھا، بعد نکاح کے قادیانی عقائد کا ہوگیا، اس کا نکاح فوراً شرعاً باطل ہوجائے گا۔ قضاءِ قاضی اور حکمِ حاکم کی بھی شرعاً اس میں ضرورت نہیں: ’’إرتداد أحدھما (الزوجین) فسخ عاجل بلاقضاء۔‘‘ (شامی ج:۲ ص:۴۲۵) ’’لا یجوز له ان یتزوج مسلمة إلخ، ویحرم ذبیحته وصیده بالکلب والباز والرمی‘‘ (عالمگیریہ ص:۸۷۷)۔

حررہ عنایت الٰہی

مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم ۹/اپریل ۱۹۱۸ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح بلاارتیاب
خلیل احمد	ثابت علی	عبدالرحمن	عبداللطیف	عبدالوحید سنبھلی
قدأصاب من أجاب	الجواب صحیح	ھٰذاھو الحق	الجواب صحیح	الجواب حق
ممتاز میرٹھی	منظور احمد	محمد اِدریس	عبدالقوی	محمد فاضل
الجواب صحیح	جواب المجیب صحیح	المجیب مصیب	ھٰذا الجواب حق	
بدرعالم میرٹھی	علم الدین حصاری	غلام حبیب پشاوری	عبدالکریم نوگانوی	

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۲۔

(۲) دیکھیں ص:۳۶۴ پر حاشیہ نمبر۱۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۴۔

ھٰذا جواب صحیح	جواب المجیب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
فصیح الدین سہارنپوری	محمد روشن الدین محمد پوری	نور محمد	دلیل الرحمن

الجواب صحیح	الجواب حق	اللہ در المجیب
محمد بلوچستانی	ظریف احمد مظفر نگری	محمد حبیب اللہ

۷:۔۔۔رائے پور ضلع سہارنپور (سنی)

جو شخص مسلمان ہوکر ان اقوال عقائد کا معتقد ہو وہ بلاتردّد مرتد ہے،[۱] اس سے کوئی اسلامی معاملہ کرنا اور رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں،[۲] اور جو ان کے عقائد تسلیم کر کے مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہے۔[۳]

حررہ نور محمد لدھیانوی مقیم رائے پور

الجواب صحیح	الجواب صحیح	مصدق	مصدق	مجھے اتفاق ہے
عبدالقادر شاہ پوری	مقبول سبحانی کشمیری	عبدالرحیم رائے پوری	خدا بخش فیروزی	محمد سراج الحق

جواب دُرست ہے	ھٰذا الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد صادق شاہ پوری	احمد شاہ اِمام مسجد بھٹ	اللہ بخش بہاولنگر

۸:۔۔۔از شہر کلکتہ (سنی)

ان باتوں کا ماننے والا اقسام کفر و شرک کا معجون مرکب ہے، پس ایسی حالت میں ان سے عقد مناکحت و مواخاۃ بالکل جائز نہیں اور یہ سب عقائد باعثِ اِرتداد و موجبِ تفریق نکاح ماسبق ہیں۔[۴]

کتبہ عبدالنور
مدرّس اول، مدرسہ دارالہدیٰ کلکتہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
افاض الدین	ابوالحسن محمد عباس	محمد سلیمان مدرّس مدرسہ دارالکتاب والسنۃ	شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ صدر مدرّس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔
(۴) ایضاً سابقہ حوالے۔

الجواب صحیح
احمد سعید انصاری سہارنپوری
حال وارد کلکتہ

الجواب موافق للکتاب والسُنّة
عبدالرحیم

الجواب صحیح
محمد یحییٰ

الجواب صحیح
محمد اکرم خان
سیکریٹری انجمن علماء بنگالہ
ایڈیٹر اخبار محمدی کلکتہ

الجواب صحیح
محمد یحییٰ مدرّس مدرسہ عالیہ کلکتہ

لاریب فی صحة الجواب
محمد مظہر علی

لاریب فی الجواب
عبدالصمد اسلام آبادی مدرّس

لاریب فی الجواب
صفی اللہ شمس العلماء مدرّس

الجواب صحیح
عبدالواحد، مدرّس دوم مدرسہ دارالہدیٰ

الجواب صحیح
محمد زُبیر

الجواب صحیح
ضیاء الرحمن از کلکتہ کولوٹولہ نمبر ۶
مسجد اہل حدیث ۲۴؍رجب ۱۳۳۶ھ

۹:۔۔۔از شہر بناس (سنی)

مرزا قادیانی مسائل اعتقادیہ منصوصہ کا منکر ہے، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ عقد مناکحت واستقرارِ نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا، اور تصدیق (مرزا قادیانی) بعد نکاح موجب اِفتراق وفسخِ نکاح ہوگا۔ [۱] کتبہ محمد ابوالقاسم البنارسی
مدرسہ عربیہ محلہ سعید نگر، بنارس
۱۰؍جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

میں بھی اس تحریر کے موافق ہوں
محمد شیر خان مدرّس، کان اللہ لہ

ما کتب صحیح
حکیم محمد حسین خان

الجواب صحیح
محمد عبداللہ مدرّس کانپوری

الجواب صحیح
محمد حیات احمد

جواب صحیح ہے
حکیم عبدالمجید عفی عنہ

۱۰:۔۔۔شہر آرہ (سنی)

اقوال مندرجہ سوال مرزا قادیانی کا حد کفر تک پہنچنا ظاہر ہے، بلکہ اس کے بعض اقوال سے شرک ثابت ہوتا ہے اور مشرکین کے حق میں وارد ہے: ''وَلَاتَنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا'' الآیة (البقرة:۲۲۱) اور مرزا کے منکرِ رسالت ہونے میں کوئی کلام نہیں، بلکہ وہ خود مدعی نبوّت واُلوہیت ہے.... اعاذنا اللہ منہ ....، پس جو لوگ ان اقوال کے قائل ومصدق ومعتقد ہیں، ہرگز وہ مؤمن نہیں ہیں، ان کے ساتھ مخالطت ومجالست ومناکحت جائز نہیں۔ قال تعالیٰ: ''وَلَاتَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ'' (ہود:۱۱۳) کما

(۱) ایضاً۔

صرح به المفسرون المحققون من المتقدمین منهم و المتأخرین، رضوان اللّٰہ علیهم اجمعین۔

بالجملہ قادیانیوں کے ساتھ کسی مسلمہ کا نکاح ہرگز جائز نہیں،(۱) اور اگر نکاح ہو گیا تو تفریق کرا دینی چاہئے، اور اگر کوئی مسلمان قادیانی ہو گیا تو اس کا نکاح بلا طلاق فسخ ہو گیا، اس کی عورت کسی مسلمان صالح سے نکاح کر سکتی ہے،(۲) واللّٰہ اعلم بالصواب!

کتبہ ابو طاہر البہاری عفا عنہ الباری
المدرّس الاوّل فی المدرسة الاحمدیة

قد صح الجواب
محمد طاہر ابن حضرت مولانا محمد طاہر دام فیضہ

قد أصاب من أجاب
محمد مجیب الرحمن دربھنگوی

۱۱:۔۔۔بدایوں (سنی)

مرزائیوں سے رشتۂ زوجیت قائم کرنا حرام ہے، اگر لاعلمی سے ایسا ہو گیا تو شرعاً نکاح ہی نہ ہوا۔ کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر کے ساتھ قطعاً حرام ہے (ھٰکذا فی کتب الفقه)۔ اگر بعد نکاح کوئی مسلمان باغوائے شیطان عقائد کفریہ مرزائیہ کا معتقد ہو گیا تو اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی، اور اگر عورت معتقد ہوگئی تو اس کا نکاح قائم نہ رہے گا، مثل مرتدین کے ہو جائے گا۔

مہر
محمد اِبراہیم قادری بدایونی

مہر
محمد قدیر الحسن حنفی قادری

الجواب صحیح
محمد حافظ الحسن
مدرّس مدرسہ محمدیہ
واحد حسین
مدرّس مدرسہ اسلامیہ

الجواب صواب
احمد الدین
مدرّس مدرسہ شمس العلوم
عبدالرحیم قادری

ذالک کذالک
شمس الدین قادری
فرید پوری
محمد عبدالماجد منظور حق
مہتمم مدرسہ شمس العلوم

مہر
محمد عبدالحمید
فضل الرحمن ولایتی

الجواب صحیح
حسین احمد
عبدالستار عفی عنہ

۱۲:۔۔۔شہر الورد سنبھل (سنی)

مرزا کافر مرتد ملعون خارج اَز اِسلام ہے، اور ایک ہے ان تیس میں جن کی خبر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ

(۱) دیکھیں صفحہ:۳۶۴ پر حاشیہ نمبر۱۔ (۲) دیکھیں صفحہ:۳۶۵ پر حاشیہ نمبر ۴۔

میرے بعد تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے جو اپنی نبوّتِ باطلہ کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں،[1] اور جو شخص غلام احمد قادیانی کا ہم عقیدہ ہے، وہ بھی کافر ہے۔[2] مسلمان عورت اور مردوں کا نکاح ان مرتدین کے رجال ونساء سے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اگر نکاح پہلے سے ہو چکا تھا پھر زوجین میں سے کسی ایک نے ان کفریات کا اِرتکاب کیا تو فوراً ہی نکاح ٹوٹ گیا، زن وشوہر کا جو تعلق ورشتہ تھا، وہ منقطع ہوگیا، اب اگر صحبت ہوگی تو زنا ہوگا، اور اولاد حرامی۔۔۔!

حررہ العبد المسکین محمد عماد الدین سنبھلی السنی الحنفی القادری

بے شک ایسے کفری قول کرنے والا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہے اور مرتد، اور اس کا مسلمانوں سے نکاح جائز نہیں۔

محمد ابوالبرکات سیّد احمد الوریٰ سلّمہ اللہ القوی

۱۳:۔۔۔از آگرہ (اکبرآباد) وبلندشہر (سنی)

الف:۔۔۔جو ان اقوالِ کفریہ کا مصداق ہے، وہ کافر ہے،[3] اس کے ساتھ مسلم غیر مصدقہ کا رِشتہ زوجیت جائز نہیں۔ اور زوجین میں سے کسی ایک کا بعد نکاح ان اقوال کی تصدیق کرنا موجبِ اِفتراق ہے، فقط!

محمد محمام، اِمام مسجد جامع آگرہ

ب:۔۔۔ان اقوال کے قائل اور معتقد کے ساتھ نکاح مطلق جائز نہیں، اور ایسا نکاح موجبِ اِفتراق ہے۔

ج:۔۔۔قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقاً جائز نہیں، اور اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت مرتد ہوجائے، اس کا نکاح فسخ ہوگا، (انتہی مختصر فقط)۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی
ابومحمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامعۃ اکبرآباد

د:۔۔۔عقائد مندرجہ سوال رکھنے والا قطعاً کافر ہے، عورت اس کے نکاح سے باہر ہے، اہلِ اسلام کو چاہئے کہ اَحکام ومعاملات میں ان سے اِحتراز رکھیں، ھٰکذا فی کتاب الإسلام۔

خادم الطلبہ محمد مبارک حسین محمودی
صدر مدرّس مدرسہ قاسم العلوم ضلع بلندشہر

۱۴:۔۔۔از مرادآباد (سنی)

غلام احمد قادیانی کے کفریات بدیہی ہیں کہ جن پر اِستدلال کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لئے اس کے تابعین سے رشتہ اُخوّت، سلسلۂ مناکحت، تعلق محبت، ربط، ضبط، شرعاً قطعی حرام ہے۔ ہرگز ہرگز ان اسلامی رُوپ کے کافروں سے مؤمنین کو کوئی دینی

(۱) وإنه سیکون فی أُمّتی کذّابون ثلاثون کلھم یزعم أنه نبی اللہ، وأنا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ (مشکوٰۃ ص:۴۶۵)۔

(۲) فمتنبیء البنجاب القادیانی کافر مرتد عن الإسلام، وکذا من لم یقل بکفرہ وارتدادہ وظنه ولیًا أو مجدّدًا أو مصلحًا فإنه کذاب دجال قد افتریٰ علی اللہ ورسوله کذبًا۔۔۔۔إلخ۔ (إعلاء السُّنن ج:۱۲ ص:۶۳۷)۔

(۳) ومن ادعی النبوۃ او صدق من ادعاھا فقد ارتد لأن مسیلمة لما ادعی النبوۃ فصدقه قومه صاروا مرتدین۔ (إعلاء السُّنن ج:۱۲ ص:۶۳۶)۔

تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ان سے نکاح زنا ہوگا، جو دِین میں وبال ونکال ہے۔

خادم العلماء والفقراء
غلام احمد حنفی قادری مرادآبادی
۱۸؍رجب ۱۳۳۶ھ

۱۵:۔۔۔شہر لکھنؤ (از حضرات شیعہ)

(نوٹ) حضراتِ شیعہ کے فتوے اس لئے معدودے چند ہیں کہ ان میں سوائے مجتہد کے کوئی دُوسرا فتویٰ نہیں دے سکتا، اور مجتہد کا فتویٰ تمام افرادِ شیعہ کو ماننا پڑتا ہے۔

الف:۔۔۔ الجواب ومن اللہ التوفیق!عقد مسلم یا مسلمہ، قادیانی یا قادیانیہ سے جائز نہیں، اور اگر کوئی مسلم یا مسلمہ خدانخواستہ قادیانی مذہب اِختیار کرے تو نکاح اس کا باطل ہوجائے گا، واللہ العاصم! ناصر علی عفی عنہ بقلمہ

ب:۔۔۔باسمہ سبحانہ! جو شخص ان اقوال کا قائل اوران معتقدات کا معتقد ہو۔اس کا عقدان مسلمین ومسلمات سے اور علی الخصوص مؤمنین وشیعیان اثناعشرہ سے جو کہ ان معتقداتِ باطلہ کے قائل ومعتقد نہیں ہیں، حرام وباطل ہے، اور تصدیق ان عقائد کے بعد عقد بھی موجب اِفتراق وبطلانِ عقد ہے۔ حررہ السید آقا حسن

ج:۔۔۔باسمہ سبحانہ! جو شخص ان تمام اُمور مندرجہ اِستفتاء کا معتقد ہو، وہ کافر ہے، اس کے ساتھ زن مسلمان کا عقدنا جائز وباطل ہے۔اور جس زن مسلمہ کا شوہر بعد الاسلام ان عقائد کا معتقد ہوجائے، اس کا نکاح فسخ ہوجائے گا، بلکہ جمیع اَحکام کفر واِرتداد ایسے اِعتقاد والے جاری ہوجائیں گے، واللہ اعلم! سیّد نجم الحسن عفی عنہ بقلمہ

۱۶:۔۔۔شہر لکھنؤ ندوۃ العلماء (سنی)

جو شخص ان اقوال مندرجہ اِستفتاء کا مصدق ہو، اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رِشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں، اور جو شخص کہ نکاح کے بعد ان اقوال کا مصداق ہوا، اس کی یہ تصدیق ضرور موجب اِفتراق ہے۔قال تعالیٰ:’’فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ‘‘ (الممتحنہ:۱۰) خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم یقینا معلوم کرلو کہ عورتیں مسلمان ہیں تو کبھی کفار کو واپس نہ دو، نہ یہ (عورتیں) ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں۔واللہ اعلم!

کتبہ محمد عبداللہ
۱۱؍جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

جو ان اقوال کا معتقد اور مصدق ہے، وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے، اور نکاح وغیرہ ایسے لوگوں سے ناجائز ہے۔

حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالحماد محمد شبلی
المدرّس فی دارالعلوم لندوۃ العلماء عفی عنہ

مذکورہ بالا جوابات بالکل صحیح ہیں۔ عبدالودود عفی عنہ، مدرّس دارالعلوم

ان اقوالِ مذکورہ اِستفتاء کا جو شخص قائل ہو، وہ کافر ہے اور اِسلام سے خارج ہے، مناکحت وغیرہ اس سے جائز نہیں۔

امیر علی عفا اللہ عنہ

مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء

معتقدان اِعتقادات کا مسلمان نہیں ہے، لہٰذا کسی مسلمان کا نکاح ان سے جائز نہیں، اور اگر نکاح کیا گیا ہو، وہ عدمِ محض سمجھا جائے گا اور تفریق واجب ہوگی۔

حیدر شاہ

فقیہ دوم، دارالعلوم ندوۃ العلماء

واقعی بعض اَز معتقداتِ مذکورہ کفر است ومعتقد را بسر حد کفر رساند وکفر کہ بعد اِیمان اِرتداد است وبا مرتد ومرتدہ نکاح ایماندار درست نیست۔ واللہ اعلم بالصواب!

حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الباری

محمد عبدالہادی الانصاری

حفید العلامۃ مُلّا مبین شارح السلم والمسلم

اسکنہ اللہ فی أعلیٰ علّیّین

میں نے ایک عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات ودعاوی کی تحقیق کی، دورانِ تحقیق میں اس امر کا خاص لحاظ رکھا کہ ذرّہ بھر نفسانیت کا دخل نہ ہو، لیکن خدا اس کا بہتر شاہد ہے کہ جس قدر میں تحقیق کرتا گیا، اسی قدر میرا یہ اِعتقاد پختہ ہوتا گیا کہ جو لوگ مرزا قادیانی کی تکفیر کرتے ہیں، یقیناً وہ حق پر ہیں، پس ایسی صورت میں مرزائیوں سے مناکحت وغیرہ ہرگز جائز نہیں، اگر نکاح ہوچکا ہو تو تفریق ضروری ہے۔

حررہ ابوالہدیٰ فتح اللہ الٰہ آبادی کان اللہ لہٗ

حال مدرّس اوّل انجمن اصلاح المسلمین لکھنؤ

۱۷:۔۔۔از شہر دہلی (سنی)

الف:۔۔۔فرقہ قادیانی قطعاً منکر آیاتِ قرآنی اور اَحادیثِ صحیحہ اور اِجماعِ اُمت کا ہے، اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ان سے مناکحت یقیناً ناجائز اور باطل ہے۔

حکیم ابراہیم مفتی دہلوی مدرسہ حسینیہ

ب:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنادینے کے لئے کافی ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور جو شخص ان کا ان کلماتِ کفریہ کا مصدق ہو، سب کافر ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزائی تو غیر احمدی کا جنازہ بھی حرام بتائیں، اور غیر احمدی ان کے ساتھ رشتے ناطے کریں، آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے!

حررہ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی

ج:۔۔۔جو شخص مرزائے قادیان کا ان اقوالِ مذکورہ میں مصدق ہو، اس کے ساتھ غیر مسلم غیر مصدق کا رِشتہ مناکحت کرنا ہرگز

جائز نہیں، اور تصدیق کے بعد موجب اِفتراق ہے۔ حررہ السیّد ابوالحسن عفی عنہ

الجواب صحیح

احمد سلمہ الصمد، مدرّس مدرسہ مسجد حاجی علی جان مرحوم دہلی

ما أجاب المجیب فھو حق جری ان یعمل بہ

حررہ ابو محمد عبیداللہ مدرّس مدرسہ دارالہدیٰ کشن گنج دہلی

مرزائی بوجہ اپنے کفر کے اس قابل نہیں کہ ان سے مسلمان رشتہ داری، مناکحت ومجالست کریں، اور نہ ایسے لوگوں میں مسلمان عورت کا نکاح ہوسکتا ہے۔

حررہ الراجی رحمۃ الحنان عبدالرحمن
مدرسہ دارالہدیٰ

د:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے، اور جتنے اس کے (اقوال مندرجہ سوال میں) معتقد ہیں، سب کافر ومرتد ہیں۔ ان کے نکاح میں مسلمہ عورتیں دینا جائز نہیں۔ مسلمانو! بچو اور اپنے بھائیوں کو ان سے بچاؤ!

حررہ احمداللہ
مدرّس مسجد حاجی علی جان دہلی

الجواب صحیح

عبدالستار کلانوری نزیل دہلی مفتی مدرسہ دارالکتب والسنۃ

عبدالعزیز عفی عنہ

عبدالرحمن عفی عنہ

عبدالسلام خلف مولوی عبدالرحمن

ابوتراب عبدالوہاب عفی عنہ

للہ در المجیب ابوزبیر محمد یونس پرتاب گڑھی مدرسہ علی جان

۱۰ر جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

۱۸:۔۔۔ہوشیارپور (سنی)

مرزائے قادیانی کے دعاوی کاذبہ کی جو تصدیق کرتا ہے، اس کا رِشتہ ونکاح کسی مسلمان سے ہرگز جائز نہیں، اور جو شخص اس کے عقائد باطلہ کی تصدیق بعد عقد زوجیت کرے تو اس کی یہ تصدیق موجبِ تفریق اور باعث فسخِ نکاح ہے۔

خادم اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء
غلام محمد ہوشیارپوری

ھٰذا ھو الجواب الحق
مولوی احمد علی عفی عنہ نور محلے

۱۹:۔۔۔لدھیانہ (سنی)

الف:۔۔۔ایسے عقائد مذکور کا شخص کافر، بلکہ اکفر! ان سے رشتہ لینا دینا دُرست نہیں ہے۔

کتبہ العبدہ العاجز علی محمد عفا عنہ
مدرّس مدرسہ حسینیہ لدھیانہ

ب:۔۔۔چونکہ یہ شخص نصوصِ قطعیہ کا منکر ہے اور یہ کفر وارتداد ہے، اس لئے ایسے کافر ومرتد سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، اور

اگر قبل اَز اِرتداد نکاح ہوا تو اِرتداد سے فسخ ہو جاتا ہے۔

حررہ رحمت علی

مدرّس مدرسہ غزنویہ محلہ ڈھولیوال

الجواب صحیح

محمد عبداللہ عفی عنہ، مدرّس مدرسہ غزنویہ | نور محمد اَز شہر لدھیانہ | عاجز حافظ محمد الدین مہتمم مدرسہ بستان الاسلام لدھیانہ محلہ صوفیاں

۲۰:۔۔۔لاہور (سنی وشیعہ صاحبان)

الف:۔۔۔چونکہ مرزائے قادیانی اوراس کے پیروؤں کا کفر من جانب علمائے ہندوپنجاب قطعی ہے، لہٰذا ان کے ساتھ کسی مسلمہ عورت کا نکاح جائز نہیں، اور بروقت ظہور مرزائیت نکاح فسخ ہو جائے گا۔

نوربخش (ایم اے)

ناظم انجمن نعمانیہ لاہور

ب:۔۔۔صورتِ مرقومہ میں جس قدر عقائد بیان کئے گئے ہیں، اَزرُوئے قرآن وحدیث کے وہ سب باطل اور کفر ہیں، بلکہ بعض تو حدِ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں ان عقائد کا مدعی جس طرح دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس کے مرید اور معتقد بھی چونکہ لازماً اس حکم میں داخل ہیں، لہٰذا ان سے بہرطور معاشرت کرنا اوران کو معابد ومساجد میں آنے دینا، ان پر نمازِ جنازہ پڑھنا، ان سے رشتہ وناطہ کرنا شرعاً سب ناجائز اور فعل حرام اور معصیتِ عظیم ہے۔ خاص کر ان کو لڑکی کا رِشتہ دینے کی ممانعت تو نہایت ہی مؤکد اور اہم ہے (لأن المرأة تأخذ من دین بعلها) کیونکہ عورت اپنے خاوند سے دِین حاصل کرتی ہے۔ اس لئے کہ عورت ضعیف العقل ہونے کے سبب شوہر کے دِین کو اِختیار کرلیتی ہے، **اعاذنا اللّٰہ وجمیع المؤمنین من النفس الأمّارة بالسوء والضلالة بعد الهدیٰ، وهو العالم!** من مبارک حویلی لاہور

رقمہ خادم الشریعۃ المطہرۃ **علی الحائری بقلمہ**

۲۱:۔۔۔شہر پشاور مع مضافات (سنی)

عقائد مرقومہ کا معتقد اور مصدق یقیناً اسلام سے خارج ہے اور کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے شخص سے جائز نہیں، اور تصدیق بعداَز نکاح موجب اِفتراق ہے۔ تمام کتب فقہ میں ہے: ’’**وارتداد أحدهما فسخ فی الحال**‘‘ کہ بیوی، میاں سے کسی کا مرتد ہونا نکاح فوراً فسخ کرتا ہے۔

حررہ محمد عبدالرحمن ہزاروی

الجواب صحیح

بندہ محمود، شہر پشاور | عبدالواحد اَز پشاور | عبدالرحمن بقلم خود | مفتی عبدالرحیم پشاوری

محمد خان پوری | محمد رمضان پشاوری | مولوی عبدالکریم پشاوری | حافظ عبداللہ نقشبندی

۲۲:۔۔۔راولپنڈی مع مضافات (سنی)

جو اَلفاظ مرزا غلام احمد کے اِستفتاء میں ذِکر ہوئے، یہ تمام کفریہ ہیں، پس عورت مسلمان کا نکاح مرزائی کے ساتھ ہرگز جائز نہیں، اور اگر پہلے وہ مسلمان تھا اور پیچھے وہ مرزائی ہوگیا اور عورت مسلمان ہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

کتبہ عبدالاحد خانپوری، از راولپنڈی

الجواب صحیح، عبداللہ عفا عنہ، از مدرسہ سنیہ راولپنڈی، سیّد اکبر علی شاہ متصل جامع مسجد، محمد کیچ مکرانی مقیم شہر راولپنڈی، محمد مجید اِمام راولپنڈی، محمد عصام الدین، مدرّس مدرسہ احیاء العلوم راولپنڈی، عبدالرحمن بن مولوی ہدایت اللہ صاحب مرحوم اِمام مسجد اہلِ حدیث صدر، پیر فقیر شاہ از راولپنڈی۔

۲۳:۔۔۔شہر ملتان مع مضافات (سنی)

بلا اِرتیاب یہ تمام اِعتقادات صریح کفر و اِلحاد ہیں، قائل و معتقد ان کا خود بھی کافر ہے اور جو شخص اس کو باوجود ان اِعتقادات کے مسلم یا مجدد یا نبی یا رسول مانے وہ بھی کافر اور مرتد ہے، اور بحکم آیت: ''لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ'' (الممتحنہ:۱۰) مناکحت مسلمہ بمرزائی و بالعکس نہ ابتدائً صحیح ہے نہ بقائً، یعنی رشتہ مناکحت ہوسکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا، اسی طرح حقوقِ اِرث سے بھی حرمان ہوجاتا ہے۔

حررہ محمد عبدالحق ملتانی

الجواب صحیح

احقر العباد ابوعبید خدابخش ملتانی عفی عنہ — خاکسار محمد عفی عنہ از ملتان

۲۴:۔۔۔ضلع جہلم (سنی)

مرزائے قادیانی کے یہ دعاوی اور اسی قسم کے دُوسرے دعاوی کفر و شرک تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کا اِلہام ہے کہ: ''الأرض والسماء معک کما ھو معی'' (تذکرہ ص:۶۵، طبع سوم)۔ زمین آسمان جیسے خدا کے ماتحت ہیں ایسے مرزا کے بھی ماتحت ہیں۔

ایک اور اِلہام ہے کہ: ''یتم اسمک و لا یتم اسمی'' (تذکرہ ص:۵۱، طبع سوم) خدا کہتا ہے کہ میرا نام تو ناقص رہے گا۔ مگر تیرا نام ضرور کامل ہوجائے گا۔ پہلے دعوے میں شرک جلی اور دُوسرے میں وہ غرور دکھایا ہے کہ کسی فرعون نے بھی نہیں دکھایا۔ اس لئے جو ان اقوال کا مصداق ہو وہ بلاشبہ کافر و مشرک ہے اور کسی مسلم کو جائز نہیں کہ کسی مشرک سے تعلق زوجیت قائم رکھے اور رشتہ زوجیت قائم ہونے کے بعد ایسے عقائد کا مصدق ہونا موجب اِفتراق ہے۔ علاوہ ازیں مرزا (محمود) نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو اس کی نبوّت کا کلمہ نہیں پڑھتا، خواہ وہ مرزا کا مکفر نہ بھی ہو، وہ کافر ہے، اور اہلِ اسلام کو کافر کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ پھر مرزا نے توہین انبیاء میں کچھ کمی نہیں چھوڑی: ''لولاک لما خلقت الأفلاک'' (حقیقۃ الوحی ص:۹۹، خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۲) کے دعوے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت پر سخت حملہ کیا ہے اور اپنے آپ کو علّت تکوین عالم بتاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا، (پھر طرفہ یہ کہ دعویٰ غلامی ہے!)۔انتہی مختصراً۔

نورحسین ازبادشہانی

حررہ محمد کرم الدین، ازبھین ضلع جہلم تحصیل چکوال

محمد فیض الحسن مولوی فاضل بھین، ضلع جہلم

۲۵:۔۔۔ضلع سیالکوٹ (سنی)

الف:۔۔۔مرزا قادیانی کے عقائد کفر ہیں، اور جو ایسے مذہب کا مصدق ہے، اس کے ساتھ رشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ تصدیق بعد از نکاح موجب اِفتراق ہے: ''من تلفظ بلفظ کفر یکفر و انا کل من ضحک علیه أو إستحسنه أو یرضی به یکفر (قواطع الإسلام) من حسّن کلام اهل الهواء و قال معنوی او کلام له معنی صحیح إن کان ذالک کفر من القائل کفر الحسن (البحر الرائق) ایما رجل سب رسول الله صلی الله علیه و سلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله و بانت منه امرته (کتاب الخراج للإمام ابویوسف)۔'' ابو یوسف محمد شریف عفی عنہ

کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ

ب:۔۔۔مرزا کے عقائد کفریہ کا جو مصدق ہو وہ بھی کافر ہے، لقوله تعالیٰ: ''وَمَن یَّتَوَلَّهُم مِنْکُم فَإِنَّهٗ مِنْهُم'' (المائدۃ:۵۱) اِمامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا، اور مقامِ اِستدلال پر علامتِ نبوّت کے لئے کچھ مہلت مانگی تھی تو آپ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص اس سے نبوّت کی علامت طلب کرے گا، وہ کافر ہوگا، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مکذب قرار دیا جائے گا کہ ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں (الخیرات الحسان لابن حجر المکی)۔پس مرزا کے مصدق سے رشتہ زوجیت جائز نہیں، کوئی کرے بھی تو کالعدم ہوگا۔

حررہ ابوالیاس محمد اِمام الدین قادری

کوٹلی لوہاراں مغربی

ج:۔۔۔ایسا شخص کافر ہے، اور کافر سے نکاح دُرست نہیں، جامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ میں ہے: ''قال أنا رسول الله، أو قال بالفارسیة: ''من پیغمبرم'' یرید به من پیغامبرم یکفر۔'' علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں لکھتے ہیں کہ: ''من ادعی النبوة فی زماننا او صدق مدعیها او اعتقد نبیًّا فی زماننا و قبله من لم یکن نبیًّا کفر۔'' جو شخص ہمارے زمانے میں نبوّت کا دعویٰ کرے یا مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے یا یہ اِعتقاد رکھے کہ آپ کے زمانے میں یا آپ سے پہلے وہ شخص نبی تھا کہ جس کی نبوّت کا ثبوت نہیں، وہ کافر ہوگا۔

رقمہ ابوعبدالقادر محمد عبداللہ

اِمام مسجد جامع کوٹلی مذکور

سیّد میر حسن از کوٹلی لوہاراں

الفقیر السید فتح علی شاہ حنفی قادری از کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ

۲۶:۔۔۔ضلع ہوشیارپور (سنی)

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کاذبہ کی تصدیق کرتا ہے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اہلِ اسلام کے ساتھ

ایسے شخص کا تعلق زوجیت جائز نہیں، اور اِزدواج کے بعد اس کے دعاوی کی تصدیق موجبِ فرقت ہے۔

حررہ نورالحسن جھلملی

مدرّس مدرسہ خالقیہ کوٹ عبدالخالق

الجواب صحیح

اللہ بخش پٹیالوی، مدرّس عربی مدرسہ خالقیہ — محمد فاضل گجراتی، مدرّس مدرسہ خالقیہ — عبدالحمید جسری از کوٹ — عبدالخالق

۲۷:۔۔۔ضلع گورداسپور (سنی)

عورت اگر مرزائی عقیدے کی ہو تو نکاح نہیں ہوگا، چہ جائیکہ مرد اس عقیدے کا ہو۔ اگر بعد اِنعقادِ نکاح یہ اِعتقاد اَحدالزوجین کا ہو جائے تو نکاح باطل ہوگا، واللہ اعلم بالصواب!

بندہ عبدالحق دنیانگری

مؤرخہ ۲۰/جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ

۲۸:۔۔۔ضلع گجرات پنجاب (سنی)

مرزا قادیانی کے مصدق سے اہلِ اسلام کا باہمی رابطہ اِزدواج ہرگز دُرست نہیں، فقہاء نے بعض بدعات بھی مکفرہ فرمائی ہیں، بھلا یہ تو صاف کفریات ہیں، واللہ الہادی!

حررہ العبد الاواہ الشیخ عبداللہ عفی عنہ، از ملکہ

الجواب صحیح

بندہ عبیداللہ، از ملکہ

۲۹:۔۔۔ضلع گوجرانوالہ (سنی)

الف:۔۔۔جو لوگ اِعتقاداتِ مذکورہ میں مرزا قادیانی کے معتقد و مصدق ہیں، ان سے علاقہ زوجیت ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

حررہ حافظ محمد الدین، مدرّس مسجد حافظ عبدالمنان مرحوم

ب:۔۔۔بے شک جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے، ان کے ساتھ مخالطت اور مناکحت جائز نہیں۔

حررہ عبداللہ المعروف بہ غلام نبی از سوہدرہ

الجواب صحیح

محمد الدین نظام آبادی عفی عنہ — عمرالدین، معلم وزیرآباد مسجد برنے والی — خاکسار عبدالغنی

ج:۔۔۔بے شک مرزا کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کا شریک ثابت کرتا ہے، اس لئے مرزائیوں سے مناکحت ناجائز ہے۔

حررہ احمد علی بن مولوی غلام حسن از چک بھٹی

۳۰:۔۔۔شہر امرتسر (سنی)

۱:۔۔۔ مدعیانِ نبوّت و رِسالت کے اِرتداد و کفر میں کوئی اہلِ ایمان و علم متردّد نہیں ہوسکتا، اس قسم کے لوگوں سے رشتہ وناطہ کرنا بالکل حرام ہے، اور اگر بیوی یا میاں اب مرزائی ہوجائے تو نکاح واجب الفسخ ہے، اور مقننین اہلِ اسلام کا فرض ہے کہ گورنمنٹ سے ایسے قانون کے نفاذ کی اپیل کریں تاکہ ہمارے مذہب اور ضمیر کے خلاف کوئی ایسا فیصلہ نہ ہوسکے جس سے ہمارے حقوق تلف ہوں، کیونکہ مرزائی بجائے خود در ہے، جو مرزائیوں کو مسلمان تصوّر کرے، وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ختمِ رسالت وغیرہ بدیہیاتِ دِین کو غیرضروری خیال کرتے ہیں، بلکہ دراصل منکر ہیں۔

حررہ ابوالحسن غلام المصطفیٰ الحنفی القاسمی الامرتسری عفا اللہ عنہ

۲:۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات اس کے کفر پر معتبر گواہ (شاہد عدل) ہیں، جن کے سامنے اس کا اِیمان بالکل ثابت نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص کشتی نوح، ضمیمہ انجامِ آتھم اور دافع البلاء کو دیکھنے والا اس کے کفر میں کبھی شک نہیں کرسکتا، پس جو لوگ اسے نبی مانتے ہیں، ان سے محبت، دوستی، رابطہ، رشتہ پیدا کرنا یا قائم رکھنا جائز نہیں، لقولہ تعالیٰ: ''لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ'' (النساء:۱۴۴)، ولقولہ تعالیٰ: ''لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ'' (آل عمران:۲۸)۔

اِمام ومتولّی مسجد کوچہ سعی امرتسر

۳:۔۔۔ مرزا قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے، (دیکھو شرح فقہ اکبر، مُلّا علی قاری)۔[۱] لہٰذا جماعتِ مرزائیہ خارج اَز اِسلام ہے، سب مسلمانوں کا اس پر اِتفاق ہے۔ اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اس کی عورت اس پر حرام ہے، اور اپنی عورت کے ساتھ جو صحبت کرے گا، وہ زِنا ہے، اور ایسی حالت میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے، ولدالزنا ہوگی، اور مرتد جب بغیر توبہ کے مرجائے تو اس پر جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے، بلکہ مانند کتے کے بغیر غسل وکفن کے گڑھے میں ڈالا جائے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الأشباہ والنظائر)، اللّٰھم توفنا مسلمین وألحقنا بالصالحین ولا تجعلنا من المرزائیین۔

الجواب صحیح
محمد حسین

حررہ عبدالغفور الغزنوی عفا اللہ عنہ

۴:۔۔۔ مرزا قادیانی کا فتنہ اسلام میں آفاتِ کبریٰ سے ہے، اس کا کفر علمائے ربانیین نے قدیماً وحدیثاً ثابت کیا ہوا ہے۔ اہلِ اسلام کے اس باب میں کئی کتب ورسائل واِشتہارات موجود ہیں۔ اور وہ اسی عقیدۂ کفریہ پر مرگیا ہے، اب بھی جو کوئی اس کو نبی جانے اور اسی طرح کا عقیدہ رکھے، وہ بھی بلاریب بموجب شریعتِ محمدیہ..... علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ..... کافر ہے، اور مؤمنہ سُنّیہ

(۱) دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالإجماع۔ (شرح فقہ الأکبر ص:۲۰۲، طبع مجتبائی دہلی)۔

سے اس کا نکاح فسخ ہے، اور مؤمنہ سُنّیہ کا نکاح مرزائی سے باندھنا حرام ہے، اور یہ نکاح باطل ہے۔ قال اللہ عزّ وجل: ’’لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ‘‘ الآیۃ (الممتحنہ:۱۰) ھٰذا فقط، واللہ اعلم!

ابواسحاق نیک محمد عفی عنہ
مدرّس مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام، امرتسر

۵:۔۔۔ بندہ کو مضامین بالا مذکورہ میں اِتفاق ہے، واقعی مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ دائرۂ اسلام سے اس کو خارج کرتے ہیں، فقط!

محمد تاج الدین
مدرّس بی این ہائی اسکول امرتسر

۶:۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان دعویٰ نبوّت کیا اور دیگر انبیاء کی توہین کی، بعض کو گالیاں دیں اور مذکورۃ الصدر سارے دعوے بھی کئے، جن کی بنا پر وہ خود کافر ہوکر مرا۔ اس کے ماننے والے بھی کافر، ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کرلیا جائے۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری

۷:۔۔۔ اقوالِ مذکورہ اکثر کفریہ ہیں، جن کی تاویل سے بھی مخلصی کی صورت پیدا نہیں ہوتی، لہٰذا ان اقوال کا ماننے والا اور مصدق اس قابل ہرگز نہیں کہ اس کے ساتھ رشتہ زوجیت پیدا کیا جائے، اور اگر نکاح پہلے ہوچکا ہے تو اِفتراق ضروری ہے۔

مسکین سلطان محمد بقلم خود

جواب صحیح ہے
سلام الدین عفا اللہ عنہ

۸:۔۔۔ الجواب: جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مذکورہ بالا کا مصدق ہے اور ان کو صحیح مانتا ہے، وہ شرعاً کافر و مرتد ہے، اور کافر و مرتد کا نکاح عورتِ مسلمہ سے ہرگز جائز نہیں، اور اگر بعد از نکاح ناکح مرزائی ہوگیا تو فوراً نکاح فسخ ہوجاتا ہے، لہٰذا اعلان کرنا چاہئے کہ کوئی شخص مسلمان، مرزائیوں سے زوجیت کا تعلق پیدا نہ کرے۔

حکیم ابوتراب محمد عبدالحق

الجواب صحیح
ابوالفقر محمد شمس الحق امرتسر

۹:۔۔۔ جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو، اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا جائز نہیں۔

محمد داؤد غزنوی امرتسری

۱۰:۔۔۔ الجواب: قادیانی مدعیٔ نبوّت نے جو کچھ خارج اَز اِسلام عقائد پھیلائے ہیں، وہ صاف صاف اس کے کافر ہونے پر بیّن ثبوت ہیں اور جس قدر اس نے اہلِ اسلام سے اظہارِ نفرت کیا ہے، اسی قدر ہم بھی اس کے ہم عقیدہ اور مریدوں سے نفرت کریں تو ہمارے مذہبی اِحساس کا نتیجہ ہوگا۔ اس لئے جملہ اہلِ اسلام کو ضروری ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں اور بالخصوص مناکحت اور کفن دفن

سے ضرور اِجتناب کریں۔

نور احمد عفی عنہ پسروری ثم امرتسری

۲۵؍شوال ۱۳۳۸ھ

الجواب صحیح
غلام محمد مولوی فاضل منشی فاضل اوّل
مدرّس دینیات اسلامیہ ہائی اسکول امرتسر

الجواب صحیح
محمد نور عالم مولوی فاضل منشی فاضل
مدرّس عربی اسلامیہ ہائی اسکول امرتسر

۱۱:۔۔۔میری مدتوں کی تحقیق میں اچھی طرح سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر قطعی اور کذاب یقینی ہے اور جو لوگ دیدہ دانستہ اس کے تابعدار اور اس کے مذہب کے پابند ہیں، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ پس مسلمہ عورت کے ساتھ مرزائی مرد کا نکاح فسخ ہے، ''لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ'' (الممتحنہ:۱۰) بلا طلاق اور جگہ نکاح جائز ہے۔ اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ ہونے دیں، ایسے کافر ہیں کہ پہلے زمانوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی، والعلم عنداللہ!

محمد علی عفا اللہ عنہ واعظ
۲۷؍شوال ۱۳۳۸ھ

۱۲:۔۔۔بحکم حدیث شریف: ''زوجوا من ترضون دینہ'' مرزائی سے محمدی خاتون کا نکاح نہ ہونا چاہئے، اور اگر ہو جائے تو فسخ کرا لینا چاہئے۔

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

۱۳:۔۔۔فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (سنی)

امابعد! فنقول:

۱:....ان المرزا ادعی وفاۃ المسیح، ۲:....القول بحیاۃ المسیح شرک، ۳:....الجنّۃ والنّار لا حقیقۃ لھما، ۴:....اللہ جسم غیر متناہ، ۵:....النصوص لیست علٰی ظواھرھا، ۶:....فوقیۃ نفسہ علٰی رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم علمًا، ۷:....النبوۃ لنفسہ، ۸:....دوامھا بعد ختم الرسالۃ، ۹:....تحصیل النبوۃ بالإکتساب، ۱۰:....التمثل بعیسٰی بل بجمیع الأنبیاء، ۱۱:....فضیلۃ نفسہ علی المسیح، ۱۲:....الإجراء الوحی، ۱۳:....ضرورۃ الإیمان بہ، ۱۴:....المجالسۃ باللہ، ۱۵:....المجانسۃ بہ، ۱۶:....کونہ زوجۃ اللہ، ۱۷:....ولد اللہ، ۱۸:....کونہ قیم اللہ فی کائناتہ، ۱۹:....واتحاد ذاتہ بذات اللہ، ۲۰:....شرکتہ فی صفتہ الخلق وقدرتہ۔

فھٰذہ عشرون امرًا کلہ کفر یخالف الإسلام بل وتصدیق المرزا فیہ من الکفر إذ کفٰی منھا الرجل فی کفرہ واحد فکیف إذا اجتمعت جمیعھا فی قائلھا الأقوال ذالک وحدی بل صرح بکفرہ من الأئمۃ المتقدمین القاضی عیاض فی الشفاء ومُلّا علی القاری فی شرح الفقہ الأکبر وابن حجر وآخرون فی مصنفاتھم۔ (ملخصًا)۔

عبدالحی بن مولانا عثمان عفا اللہ عنہ
۴؍ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ

ولا یجوز لأھل الإسلام ان یعاملوا المرزائیۃ فی امر دینیًا کان او غیر دین۔

انا العاجز محمد فاضل
بن المولوی محمد اعظم مرحوم فتح گڑھی

مرزائیوں سے نکاح ہی دُرست نہیں، چہ جائیکہ اِفتراق کی حاجت ہو۔ محمد عبداللہ فتح گڑھی

تمت ھٰذہ الفتاویٰ فالمرجو من المسلمین ان یعملوا بہا!

***

استنکاف المسلمین
عن
مخالطة المرزائیین

یعنی

مرزائیوں سے ترکِ موالات

شائع کردہ

انجمن حفظ المسلمین امرتسر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”عن ابی سعید ومالک بن انس مرفوعًا (یخرج) قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل، یقرءون القرآن ولا یجاوز تراقیھم، یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة۔“

(رواہ ابوداؤد وصححہ)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت ابوسعید اور مالک بن انسؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آخری زمانے میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بہت اچھی اچھی باتیں کرے گی، مگر کام بہت بُرے کرے گی، قرآن پڑھے گی مگر اس کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، اِسلام اور (اسلامی ہمدردی) سے اس طرح باہر نکل جاوے گی جیسا شکار (کے جسم) سے تیر نکل جاتا ہے۔“

استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائیین

یعنی مرزائیوں سے ترکِ موالات

جس میں قرار پایا ہے کہ حسبِ فتاویٰ علمائے کرام (سنی وشیعہ) مرزائیوں سے میل جول اور شادی غمی میں شریک ہونا منع ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزائی جماعت کے عقائد اہلِ اسلام کے خلاف ہیں۔ وفاتِ مسیح کا مسئلہ ثابت نہیں کرسکتے، حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں، اور یہ کہ مرزائی اور اِیران کے بابی مذہب کے پیرو ہمارے نزدیک یکساں ہیں، اور یہ کہ جو شخص مرزا غلام احمد کی نسبت حسنِ ظن رکھے یا اس کے کفر کا اِظہار نہ کرے، وہ بھی مرزائی فرقے میں داخل ہے، نہ اس کی اِمامت جائز ہے اور نہ جنازہ۔

چارضروری سوال وجواب

(ماخوذ اَز رِسالہ تائیدالاسلام، لاہور ۲۰/جولائی ۱۹۲۰ء)

سوال:...کیا مرزائیوں کا یہ کہنا دُرست ہے کہ حضرت مسیح کی قبر محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں موجود ہے؟

جواب:...مرزا قادیانی پہلے کہتے تھے کہ مسیح کی قبر گلیل یا شام میں ہے، اب کہتے ہیں کہ ایک نئی انجیل کی رُو سے مسیح کی قبر کشمیر میں قرار پائی ہے، کچھ عرصہ کے بعد کچھ عجب نہیں کہ مسیح کی قبر قادیان میں قرار پا جائے، بہرحال مرزائیوں کا یہ خیال چند وجوہ سے غلط ہے۔ اوّل یہ کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے، وہ کسی مسلمان بزرگ کی ہے، کیونکہ وہ قبلہ رُخ ہے ورنہ اس کا رُخ بیت المقدس کو ہوتا۔ دوم یہ کہ حضرت مسیح کا کشمیر میں بقول مرزا قادیانی ۸۷ سال تک رہنا اور کسی ایک کا بھی عیسائی مذہب قبول نہ کرنا ناممکن ہے۔ سوم یہ کہ کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کٹھن راستے سے کشمیر میں آئے جس قدر ایسے حوالے دیئے جاتے ہیں، وہ یا تو جھوٹی اِنجیلوں کے ہیں کہ جنہیں خود اہلِ انجیل عیسائی بھی تسلیم نہیں کرتے اور یا مشتبہ عبارتوں سے اِمکانی طور پر ثابت کیا جاتا ہے۔ چہارم یہ کہ کسی جغرافیہ دان یا کسی عیسائی سلطنت نے اس کی تصدیق نہیں کی، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کو اپنے نبی کی قبر کی خبر نہ ہو۔ پنجم یہ کہ خود کشمیری روسائے عظام علمائے کرام کی تحریریں اس خیال کی سخت تردید کررہی ہیں۔ جناب مفتی حسام الدین صاحب مفتیٔ اعظم کشمیر لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہندو مذہب کے سوا کشمیر میں یہودی اور عیسائی مذہب کا نام ونشان تک نہیں ملتا، اور نہ کوئی ملکی تاریخ ثبوت دیتی ہے، اور نہ ہی کسی فردِ بشر کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں عیسائیت بھی تھی اور محلہ خانیار میں ایک مسلمان بزرگ کی قبر ہے، اور جن کا یہ خیال ہے کہ یہ حضرت مسیح کی قبر ہے، محض جھوٹ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ ہاں بعض تواریخ میں لکھا ہے کہ اس بزرگ کا نام ''یوز آصف'' تھا، شاید مرزائیوں نے اسے بگاڑ کر ''یسوع'' سمجھ لیا ہو، اور یہ غلط ہے کیونکہ تاریخ اعظم کشمیر وکتاب یوز آصف وبلوہر حکیم اور کتاب اکمال الدین عربی صفحہ:۳۸۸ میں صاف لکھا ہے کہ یہ یوز آصف راجہ جنسیر کا زاہد تارک الدنیا لڑکا تھا حکیم بلوہر لنکا سے اسے مذہبی تعلیم دینے آتا تھا، تکمیل تعلیم کے بعد ایک دفعہ وہ نصف شب کو غیر ملک کو چلا گیا اور یادِ الٰہی میں مصروف رہا، پھر اپنے وطن مالوف (سلابت) کو واپس آیا۔ اور چند اَیام وہاں ٹھہرا پھر ہمیشہ کے لئے اہلِ وطن کو خیرباد کہہ کر کشمیر آگیا اور وہیں مرا۔ اس امر کی تصدیق کئی بعض معتبر اَشخاص نے بھی کی ہے جیسے مولوی صدرالدین صاحب، قاضی محمد سعدالدین صاحب، مولوی

عمادالدین صاحب، قاضی محمد شریف صاحب، سیّد حسن شاہ صاحب اَز کشمیر وغیرہ۔

سوال:۔۔۔کیا مرزائی کا جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب:۔۔۔نہیں، کیونکہ مرزائی ہمارے نزدیک کافر ہیں، اور جنازہ مسلمان کا ہوتا ہے۔

(مولوی غلام قادر مرحوم بھیروی)

سوال:۔۔۔جو اہلِ سنت مرزائی کا جنازہ پڑھے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔۔۔اس سے علانیہ توبہ لینی چاہئے، کیونکہ قرآن شریف میں ہے: ’’**وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا**‘‘ (التوبۃ:۸۴)۔ (کتبہ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی لاہور حال وارِد کلکتہ)

سوال:۔۔۔جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان جانے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔۔۔مرزا، انبیاء کی توہین کرتا ہے، نصوصِ قطعیہ کا منکر ہے، مدعیٔ نبوّت ہے، اس لئے اس کے کفر میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا، اب جو شخص شک کرے گا، وہ یا تو درپردہ مرزائی ہوگا، یا منافق۔

استنکاف جمیع المسلمین
عن المخالطة بالمرزائية المسيحين

الحمد لأهله والصلوة على أهلها

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں مرزائی جماعت نے ایک نئی نبوّت کی بنیاد ڈال کر اہلِ اسلام کو بظاہر دو مختلف فرقوں میں تقسیم کردیا ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف سنی شیعہ کے ساتھ ان کا اختلافِ رائے پیدا ہوگیا ہے، بلکہ لین دین، عقائد، اُصول اور عبادات ومعاملات میں بھی زمین وآسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آغازِ مسیحیت میں کئی رنگ بدلے، سب سے پہلے اپنے آپ کو صوفی منش ظاہر کیا، پھر مجدّد بنے، پھر حَکم، پھر نذیر، اس کے بعد مسیح ہونے کے مدعی ہوئے، پھر کرشن اوتار اور سب کے اَخیر نبوّت کا دعویٰ شائع کیا اور بہت جلد دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اہلِ اسلام کے سامنے صرف مسیح موعود ہونے کا دعویٰ پیش کیا تھا، جسے باخبر اور دقیقہ شناس اہلِ اسلام نے بڑے زور وشور سے رَدّ کیا، مگر درحقیقت ان کا صرف ایک ہی دعویٰ نہ تھا، بلکہ ان کی کتاب ’’آئینہ کمالات‘‘ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب عقیدہ فلاسفۂ یونان آپ کے متعدّد دعوے تھے اور آپ اس امر کے معتقد تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسالت مآب حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت عہد تک سلسلۂ نبوّت کا ایک دور ختم ہوا جس میں تمام انبیاء ورُسل صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی جسمانی حالت میں دُنیا میں آکر اپنے اپنے مقرّرہ وقت پر تبلیغِ رِسالت کرتے رہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُوسرا دور شروع ہوا، جس میں پھر وہی انبیاء اور رسول رُوحانی طور پر وقتاً فوقتاً فرداً فرداً تشریف لاکر اُمتِ محمدیہ کو مذہبی غلطیوں سے بچاکر راہِ راست پر لاتے رہے۔ یہی بروزِ انبیاء کا معنی ہے جو ظہورِ مہدویت کے مترادف ثابت ہوتا ہے۔ گویا ہر ایک صدی کا مجدّد کسی نہ کسی

نبی یا رسول کا مظہر رہا۔ اب چونکہ پنجاب میں نئی روشنی نے اسلام میں بہت سی رخنہ اندازیاں ڈال دیں، اور مجموعی طور پر، اسلامی دنیا میں وہ نقص پیدا ہوگئے تھے کہ جو گزشتہ انبیاء کے اپنے اپنے زمانے میں ایک ایک ہوکر پیدا ہوئے تھے، اور انبیاء فرداً فرداً مبعوث ہوکر ان نقائص کو رفع کرتے رہے، اس لئے چودھویں صدی کے آغاز میں یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت خدمت گزار ہونے کی حیثیت میں وہ تمام پاک رُوحیں مرزا غلام احمد قادیانی میں ظاہر ہوکر مسیحِ موعود کی صورت اِختیار کریں۔ اب ثابت ہوا کہ مسیحِ موعود وہ مسیح نہیں ہے کہ جس کی نسبت سنی شیعہ کا متفقہ اِعتقاد ہے کہ وہ بجسدہ العنصری آسمان پر زِندہ اُٹھایا گیا اور پھر آسمان سے اُترے گا، بلکہ یہ مسیح محمدی ہے جو اس مسیح ناصری سے (معاذ اللہ) بہتر ہے اور یہ مسیح درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ہے۔ پھر مرزا قادیانی اپنی کتاب ''نزول المسیح'' میں لکھتے ہیں کہ اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے مجھے ان تمام نبیوں کے نام سے پکارا جو حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم مبعوث ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو کمالات مسیحِ محمدی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں آج تک کسی میں نہ ظاہر ہوئے اور نہ ظاہر ہونے کی اُمید ہوسکتی ہے۔ مرزا قادیانی نے اسی اُصول پر اپنے عقیدت مندوں میں تمام وہ اپنے شطحیات دُرست اور مطابق واقع کر دکھلائے جو اہلِ سنت اور شیعہ کے نزدیک کفریات کی حد سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ دُنیا کے موجودہ مذاہب پر نظر ڈالنے والے اس نکتہ خیال تک بخوبی پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ بھی کیا ہے زیادہ تر مرزا محمد علی باب کی تعلیم سے حاصل کیا ہے، اگرچہ مہدی جونپوری یا سرسیّد کی تقلید بھی کی ہے، اس نے ہی اپنی کتابوں میں رُوح اور رُوحانی کا لفظ کثرت سے استعمال کیا تھا اور بتایا کہ نبی مظہرِ الٰہی ہوا کرتا ہے، جو وہ بولتا یا کہتا ہے وہ خدا کا فعل یا قول ہوتا ہے، نہ فرشتے کی ضرورت اور نہ وحی کا تحقق، اور نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہوا، قیامت تک کھلا رہے گا۔ ختمِ رسالت کا بھی منکر تھا اور زمانۂ حال کے مطابق نئی شریعت کا مدعی تھا۔ چنانچہ قرآن مجید کو منسوخ قرار دے کر اپنی طرف سے ایک اِلہامی کتاب ''ایقان'' کا دعویدار ہوا۔ شروع شروع میں مغلوب رہا، پھر زور پکڑا، سلطنت نے کچھ توجہ نہ کی، اس کی جانباز معتقد قرۃ العین عورت نے اس کا ہاتھ بٹایا اور جب اس کے قریبی رشتہ دار اور اساتذہ مزاحم ہوئے تو اپنے ہمرازوں کے ہاتھ انہیں قتل کرادیا۔ پھر قرۃ العین کا فتنہ ایران میں یہاں تک بڑھتا گیا کہ جہاں وہ تبلیغ کے لئے جاتی اپنے مخالفین پر تلوار چلانے کا حکم دیتی، آخر الامر سلطنت نے تنگ آکر اسے اور اس کے پیر محمد علی کو قتل کرادیا، مگر مرتے مرتے اپنی جماعت میں یہ عقیدہ مستحکم کرگیا کہ جو بابی مذہب میں داخل نہیں، وہ کافر ہے۔ بعینہٖ یہی چال مرزا قادیانی بھی چلے۔ آغاز دعاوی میں نرمی سے کام لیتے رہے، جب جماعت کثیر التعداد ہوگئی تو غیر احمدیوں کو (خواہ سنی تھے یا شیعہ) کافر قرار دِیا، اور ان سے عبادات اور معاملات میں الگ رہنے کا حکم دیا، اس سے بڑھ کر مرزا محمد علی کے ساتھ اور کیا مشابہت ہوسکتی ہے کہ جیسے اس نے حدیث: ''أنا مدينة العلم و عليٌّ بابها'' (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۰۳، باب فی علمه رضی اللہ عنه طبع بیروت) میں تصرف کرکے خود ہی ''علی'' اور خود ہی ''بابُ العلم'' بن بیٹھا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے آیت ''يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ'' (الصّف:۶) کے ماتحت خواہ مخواہ داخل ہونے کے بعد غلام کا لفظ اُڑا کر مجسم احمد بن کر دِکھلا دیا۔ اسی طرح دونوں کی تعلیم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی اُصول کے پابند تھے، بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس قدر آج تک مدعیٔ مہدویت گزرے ہیں، سب کا نصب

العین ایک ہی رہا ہے، اور بستان مذاہب اور کتاب الملل والنحل جن کی نظروں سے گزری ہیں، ان سے پوشیدہ نہیں کہ آج سے پہلے کئی مہدی گزر چکے ہیں، جن میں سے سلطان جلال الدین اکبر کا نام خصوصیت سے لیا جاسکتا ہے کہ جس نے دِینِ اِلٰہی کی بنیاد رکھی تھی، لیکن دعویٰ مسیحیت میں مرزا محمد علی بابی اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ ایرانی مسیح اور پنجابی مسیح کا گو دعویٰ متحد ہے، مگر فرق اتنا ہے کہ ایرانی مسیح شیعہ مذہب میں پیدا ہوا، اور پنجابی مسیح اہلِ سنت کا ایک فرد تھا۔ پھر وہ ایرانی مسیح ایک سیّد مہدی کا قائل ہوا، جو اس سے پہلے دس سال مدعی مہدویت بن کر مر گیا، اور پنجابی مسیح کل دعاوی کا خود ذمہ دار بنا۔ ایرانی مسیح کا مرنا ہی تھا کہ پنجابی مسیح اس سے بڑھ کر چار قدم آگے بڑھا اور روایاتِ مذہبی کو توڑ توڑ کر ایسا سیدھا کیا جو اِیرانی مسیح کے خواب وخیال تک بھی نہیں آتا تھا۔ بہر حال مرزا قادیانی نے دُنیا کے تمام کمالات کا مظہر اپنی ذات کو قرار دِیا اور جب خود سب کچھ بن بیٹھے تو جن جن پیغمبروں اور بزرگوں کے الگ الگ مشہور اور متبرک مقامات تھے یہ ضرور تھا کہ مرزا قادیانی کا مسکن اور مولد بھی ان سے موسوم ہوتا، اس لئے مرزا قادیانی نے قادیان کی نسبت حسبِ ذیل دعاوی شائع کئے:

اوّل یہ کہ:۔۔۔ قادیاں ''کادیاں'' نہیں کیونکہ قدعہ جو ظہور مہدی کا مسکن ہے قادیاں سے ملتا جلتا ہے، بڑی کوشش اور زَرِ کثیر خرچ کرنے سے سرکاری کاغذات میں کاف کو قاف سے تبدیل کرایا، حالانکہ یہ ایک ادبی غلطی تھی کیونکہ کادی کیوڑے کو کہتے ہیں، یہاں کیوڑہ فروش ارائیوں کی آبادی ہوگی، جیسے بٹالہ میں کادی قوم کے افراد موجود ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ قادیاں قاضیان تھا، ان کے باپ دادا قاضی تھے، مگر یہ تحقیق دو طرح سے مخدوش ہے، اوّل یہ کہ مسیحیت پیدا کرنے میں اسے کچھ دخل نہیں۔ دوم یہ کہ اس وقت اس قصبے کا نام قاضیاں والا چاہئے تھا نہ قاضیان، مگر مرزا قادیانی کے اس خیال سے ممکن ہوسکتا ہے کہ کادی (کیوڑہ فروش) کی جمع کادیان ہوگی نہ کہ قاضی کی۔

دوم یہ کہ:۔۔۔ قادیاں دارالامان ہے کیونکہ جب: ''لو لاک لما خلقت الأفلاک'' کا مصداق (معاذاللہ) مرزا وہاں موجود ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو دارالامان یعنی مکہ نہ کہا جائے۔ مرزا قادیانی نے اس دعویٰ میں جناب خاتم المرسلین کا مظہر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ''وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً'' (آل عمران:۹۷) کے تحت میں قادیاں کو داخل کیا۔

سوم یہ کہ:۔۔۔ وہ مدینۃ النبی ہے، کیوں؟ جب (معاذاللہ) مرزا قادیانی نبی ہیں تو قادیاں کو مدینۃ النبی کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ قادیاں ہی مکہ ہے اور قادیاں ہی مدینہ منوّرہ۔ آپ نے اس سے بھی ختمِ رسالت کا مظہر بن کر دِکھایا ہے۔

چہارم یہ کہ:۔۔۔ قادیاں میں جنۃ البقیع ہے کیونکہ جب اس کو مدینہ منوّرہ کا خطاب دیا گیا تو جس جگہ ایسے نبی کا مقبرہ ہوگا، کس لئے وہ جنۃ البقیع نہیں ہوسکتا؟

پنجم یہ کہ:۔۔۔ مسجدِ حرام، قادیاں میں ہے، درحقیقت یہ وہ مسجد ہے جو بیت اللہ شریف کے اِردگرد موجود ہے لیکن جب قادیاں بروزی طور پر مکہ بن گیا تو اس کی مسجد کو مسجدِ حرام بننے میں کیا دِقت ہے؟

ششم یہ کہ:۔۔۔ مسجدِ اقصیٰ بھی یہاں موجود ہے، جب قادیاں میں مسیح پیدا ہوا، اور مسیح کا معبد مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس)

تھا، اس لئے قادیاں کی دُوسری مسجد، مسجدِ اقصیٰ ہوئی۔

ہفتم یہ کہ:۔۔۔ قادیاں ہی منارہ بیضاء شرقی دمشق ہے، کیونکہ منارہ نور کی جگہ ہوتی ہے، اور یہاں نبوّت کا نور ظاہر ہوا، اور دمشق ایک معزز خاندان ہوسکتا ہے، مرزائی خاندان ایشیائی اقوام میں بزرگ ترین قوم ہے، اس لئے دمشق سے مراد خاص شہر نہیں۔ مرزا قادیانی یہاں بھی ادبی غلطی کر گئے ہیں، آج کل منارہ لائٹ ہاؤس کو کہتے ہیں اور آپ نے وہاں منارۃ المسیح قائم کرتے ہوئے لائٹ کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اور اہلِ اسلام مین سب سے بڑھ کر قوم سادات تسلیم کی گئی ہے، مرزائی اور مغلوں کو ان کے مقابلے میں کچھ وقعت نہیں دی جاتی۔

ہشتم یہ کہ:۔۔۔ وہ مہدی آباد ہے کیونکہ یہاں مہدی پیدا ہوا تھا، جو کچھ دنوں بعد خود بخود بے اختیار مسیح بنا اور پھر کرشن اوتار کا پیراہن بدل کر اس جہان سے رُخصت ہوا۔ لیکن ناظرین! پنجاب کے دُوسرے علاقوں میں بھی بعض دیہات کا نام مہدی آباد پایا جاتا ہے، ممکن ہے کہ وہاں بھی ایسے ہی مہدی پیدا ہوکر مر چکے ہوں۔

نہم یہ کہ:۔۔۔ وہ بابِ لُد ہے، لدھیانہ اسی سمت میں واقع ہے، اور یہ لدھیانہ کا دروازہ ہے، جہاں حضرت مسیح کا نزول ہوگا۔ یہ تاویل ایسی گھڑی ہے کہ جیسے کسی نے کہا تھا کہ: ''صوم وصلوٰۃ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو معزّز آدمی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے توقیر کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہوا تھا، مگر بعد میں لوگوں نے نماز روزہ گھڑ لیا۔'' غرضیکہ اس قسم کی بے سروپا تاویلیں کی ہیں کہ جن کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔

مذکورۃ الصدر وجوہات سے وہاں کے باشندے کچھ مشرکین میں داخل ہوئے اور کچھ مہاجرین وانصار میں۔ مرزا قادیانی مرے تو حکیم نورالدین نے حضرت ابوبکر کا منصب سنبھالا۔ پھر جب وہ مرے تو آج کل حضرت عمر کا زمانہ مرزا محمود قادیانی دِکھا رہے ہیں، اور مرسلِ یزدانی کا خطاب حاصل کر رہے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد آپ بھی مدعیٔ نبوّت ہونے کو ہین۔ مرزا محمود قادیانی نے ہرچند اپنے ذاتی اسلام کی اِشاعت میں کوشش کی، مگر بجائے یگانگت کے مرزائی جماعت میں بیگانگت پیدا ہوگئی۔ مسٹر محمد علی نے لاہور میں بیعت (پیری مریدی) کا سلسلہ شروع کردیا، مولوی احسن امروہی قادیاں سے الگ ہوکر لاہوری جماعت میں شامل ہوگئے۔ گوجرانوالہ میں ظہیرالدین اروپی نے الگ جماعت قائم کرلی اور عبداللہ تیماپوری الگ بیعت لے رہا ہے۔ یہ چار مذاہب شاید اِسلامی چار مذاہب کا نقشہ ہوں۔ مگر حضرات! اسلامی چار مذہب ایک دُوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں، مگر مرزائیوں میں تو باہمی کفر واِسلام کا فرق ہے۔ لاہوری جماعت، قادیانی جماعت کو مشرک بتاتی ہے، کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کے مشرکانہ اِلہام کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور قادیانی، لاہوریوں کو مرتد یقین کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کے طریقِ مشرب سے اِنحراف کیا ہے اور ان کو نبی تسلیم نہیں کیا۔ ظہیرالدین اروپی خدائی مظہر کا مدعی ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ: ''میرے بعد یوسف آئے گا، بس اسے یوں ہی سمجھ لو کہ وہ خدا ہی اُترا ہے۔'' اس مرزا قادیانی کی صحیح جانشینی کا دعیٰ ہے، اور مرزا محمود کو غاصب اور ظالم قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ قادیاں کی طرف منہ کرکے عبادت کرنا افضل ہے، کیونکہ وہ مکہ ہے، جہاں ل ایک رسول نے جنم لیا تھا۔ عبداللہ تیماپوری کا

دعویٰ ہے کہ اسے وہ اِنکشاف ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی نصیب نہیں ہوا، اس کو اپنے بازو سے اِلہام ہوتا ہے اور اپنی کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوّا سے خلاف فطرت انسانی سے ملوّث ہونے کا اِلزام لگاتا ہے۔ وزیر آباد کے پاس ہی سمبڑیال ایک گاؤں ہے، وہاں کے ایک (محمد سعید نامی) مرزائی کو یہ خبط سوجھا ہے کہ مرزا نے تجدیدِ اِسلام کو شروع کیا تھا، مگر آخیر تک نہ پہنچا سکے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے قمرالانبیاء بنا کر مبعوث کیا ہے، اس کے یہ عقائد ہیں: شراب جائز ہے، اپنی رشتہ داری میں نکاح ناجائز ہے، حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے، ختنہ ناجائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال ان مرزائی چار جماعتوں کا اس پر اِتفاق ہے کہ مسیحِ موعود مرزا قادیانی ہی تھے، اور ان کا کلام وحی من اللہ ہے۔ اس کے مقابل اہلِ اسلام کی جماعتیں ان دونوں اُمور کی منکر ہیں۔ صرف منکر ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کو شروع سے آخیر تک کافر اور مرتد قرار دیتی ہیں اور لین دین معاملات اور عبادات میں ان سے الگ رہی ہیں۔ اور آج کل مرزا محمود کے زمانے میں وہ بھی اسلام سے الگ ہوگئے ہیں۔ سنی شیعہ، تمام مرزائی جماعتوں کو مرتد خارج اَز اِسلام یقین کرتے ہیں اور مرزائی جماعتیں سنی شیعہ کو کافر یہود ونصاریٰ اہلِ کتاب کے مساوی جانتے ہیں۔ اب مرزائی اور غیر مرزائی میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔ نہ ان کی ان کے ہاں شادی ہوسکتی ہے اور نہ ان کی ان کے ہاں کفن دفن، نماز، زکوٰۃ، جنازہ بھی الگ الگ ہے، اور یہ امر بالکل روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے، اس میں کسی قسم کا خفا نہیں۔ مگر باوجودیکہ اہلِ سنت شروع سے ہی الگ رہے ہیں، آج کل ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ اہلِ سنت کی لڑکیاں جبراً مرزائی جماعت کے عقدِ نکاح میں دی جاتی ہین، یہ صاف ان کی حق تلفی ہے، اہلِ سنت اور شیعہ اسلام میں قدیمی دو فرقے چلے آئے ہیں، اور مرزائی جماعت آج ہم سے الگ ہوتی ہے، اور اپنے لئے الگ نبی مانتی ہے، مگر یہ ظلم ہے کہ گورنمنٹ کے نزدیک وہ تو اِسلام میں داخل شمار کئے جاتے ہیں، اور ہم (سنی وشیعہ) اہلِ کتاب یہود اور نصاریٰ تصوّر ہونے لگے ہیں، ہم ان کی لڑکی سے سرکاری طور پر نکاح نہیں کرسکتے اور وہ اہلِ سنت کی لڑکی سے باقاعدہ نکاح کرسکتے ہیں۔ جب گورنمنٹ مذہبی معاملات میں اپنے قواعد کی رُو سے دخل اندازی نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے کہ مردُم شماری کے قانون سے مرزائی جماعت کو ہم میں شامل کیا جاتا ہے؟ جب ایک ہندو یا سکھ اپنے مذہبی عقائد چھوڑنے سے قانوناً اپنی قوم اور مذہب سے الگ کردیا جاتا ہے، سخت حیرت ہے کہ اہلِ اسلام میں جب ایک جماعت ایک نئے نبی کی پیرو بن جاتی ہے، تو کیوں اس کو قدیمی اسلام سے خارج تصوّر نہیں کیا جاتا؟ بلکہ کجرو جماعت کو اَصل قرار دے کر قدیم الاصول مسلمانوں کو خارج اَز اِسلام قرار دِیا جاتا ہے، اس لئے ہم گورنمنٹ کی خدمت میں اِستدعا کرتے ہیں کہ اوّلاً جب وہ ہم سے متنفر ہیں اور ہم ان سے متنفر ہیں تو کس لئے ان کے ساتھ باہمی نکاح وطلاق کا سلسلہ قائم رکھا جاتا ہے؟ اور ثانیاً جب اہلِ سنت قدیمی مسلمان ہیں اور مرزائی جماعت کل پیدا ہوئی ہے تو ہمارے حقوق کی پاسداری کیوں نہیں کی جاتی؟ کیونکہ وہ ہم سے خارج ہوئے ہیں نہ کہ ہم ان سے، اور انہوں نے نیا نبی تسلیم کیا ہے، نہ کہ ہم نے۔

شاید یہ خیال ہوگا کہ مرزائی اور غیر مرزائی میں فروعی اِختلاف ہے، اس لئے درحقیقت دونوں فریق ایک دُوسرے کے نزدیک اسلام میں داخل ہیں، یا کم از کم گورنمنٹ کے نزدیک ان میں کچھ فرق نہیں۔ اس لئے یہ بتادینا ضروری ہے کہ فریقین میں

اُصولی اِختلاف ہے نہ فروعی، اورایک دُوسرے کوخارج اَز مذہب ہی نہیں سمجھتے، بلکہ خارج اَز اِسلام یقین کرتے ہیں۔ ذیل میں چند اُمور پیش کئے جاتے ہیں، جن سے یہ امر بالکل صاف اور مدلل ہوجاتا ہے کہ مرزائی اورغیرمرزائی (فریقین) میں اِعتقادی اوراُصولی اِختلاف ہے، جس کا انجام کفرواِسلام کا فرق قرار پاتا ہے۔

اوّل:۔۔۔(وفاتِ مسیح) اس کے متعلق سنی شیعہ دونوں متفق الاعتقاد ہیں کہ وفاتِ مسیح کی کوئی اصلیت نہیں، تیرہ سوسال سے تمام فِرَقِ اسلامیہ میں یہ مسئلہ تسلیم ہوچکا ہے، روایات میں صاف بیان ہے کہ:''ان عیسی لم یمت وإنه راجع إلیکم'' (تفسیر طبری ج:۳ص:۲۸۹طبع دارالفکر، تفسیرابن کثیر ج:۱ص:۴۶۶، زیرآیت:''یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ'' آل عمران:۵۵):

''والذی نفس ابی قاسم (محمد) بیده! لینزلنّ عیسٰی ابن مریم''

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۱۴، باب ذکر الأنبیاء صلی اللہ علیہم وسلم)

عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت عدمِ موت کا ذِکر ہے، موت کا ثبوت مذکور نہیں۔ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت مسیح مرگئے، یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا تھا، مگروہاں سے بچ کر کشمیر سری نگر میں آکر مرے، قرآن شریف میں ''توفی'' کا لفظ مذکور ہے۔ مگرہم کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ آیاتِ قرآنیہ کے خلاف ہے اورصرف وہمیات پر مبنی ہے۔ صاف لکھا ہے کہ:''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ'' (النساء:۱۵۷) سری نگر میں اگر مسیح کی قبر ہے توعیسائی سلطنتوں کو کیوں یقین نہیں دِلایا جاتا؟ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک نبی کی قوم برسرِترقی ہواوراَبھی تک اپنے نبی کی قبر سے بھی ناواقف رہی ہو۔ باقی رہا''توفی'' کا لفظ! سووہ موت کا مرادف نہیں۔ اسی طرح کے اوربھی مرزا قادیانی نے اِستدلال پیش کئے ہیں کہ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت صریح موت کا لفظ پیش نہیں کرسکے، اورنہ آئندہ مرزائی جماعت پیش کرسکے گی، اِدھراُدھر کے وہمی اِستدلال پیش کئے ہیں کہ جن کی اسلام میں کچھ وقعت نہیں۔۔۔!

وفاتِ مسیح پرمرزائیوں نے تقریباً تیس آیتیں پیش کی ہیں کہ جن میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن سے عام انسانی فطرت کے متعلق کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے، خصوصیت کا کوئی ذِکر نہیں، جیسے کھانا پینا، نطفے سے پیدا ہونا، زمین پرمرنا جینا وغیرہ، سوجیسے حضرت مسیح اپنی ولادت میں ایک نشانِ قدرت بن کر دُنیا میں آئے اورعام قانونِ قدرت سے مستثنیٰ ہیں، اسی طرح کچھ بعید نہیں کہ اس جہان سے رُخصت ہوتے ہوئے بھی کسی انوکھی صورت سے اُٹھالئے گئے ہوں۔ جیسے''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ'' (آل عمران:۵۴) سے ثابت ہوتا ہے، ورنہ صلیب سے زندہ اُتارا جانا اورکشمیر میں جاکرمرنا، اورپھرکسی مخالف کوخبرتک نہ ہونا، ایک توشانِ نبوّت اورمنصبِ تبلیغ کے خلاف ہے۔ پھراس میں نشانِ قدرت اورمقابلے کی کارگزاری نہیں پائی جاتی کہ جس کا مدعی خودقرآن ہے۔ ان کے ہاں بعض دلائل ایسے ہیں کہ جن سے ضمنی طورپر وفاتِ مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جیسے آیۃ التخاطب، آیۃ الوفاۃ، آج کل آیت تخاطب پربڑا زوردیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کا جواب نہیں ہوسکتا۔ دراصل یہ دلیل ایسی کمزورثابت ہوئی ہے کہ آج تک اس کے پاؤں ایک سطح پرقائم ہی نہیں رہے۔ شروع شروع میں جب عیسائیوں نے اِسلام پر یہ اِعتراض کیا تھا کہ اِنجیل حضرت مسیح کومصلوب قراردیتی ہے اورقرآن غیرمصلوب بتاتا ہے، اب یہ اِنجیل کا مصدق کیسے ہوا؟ تومحمد احسن امروہی قادیانی نے جواب شائع کیا تھا کہ

ہمارے مفسر آج تک غلطی پر قائم رہے ہیں، قرآن حضرت مسیح کو غیر مصلوب اس مفہوم سے قرار دیتا ہے کہ ان کی صلب کی ہڈی توڑ کر ان کو مردہ نہیں کیا گیا بلکہ انجیل کے مطابق قرآن بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے ہیں۔ چند سطور کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ ’’فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ‘‘ اور ’’مُتَوَفِّیْکَ‘‘ دونوں لفظ وفات پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہی دونوں دلائل اپنی کتابوں میں پیش کر دیئے، مگر جب اہلِ اسلام کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ متوفی میں ماضی کا زمانہ کہاں ہے؟ واو میں ترتیب کیسے؟ توفیت میں زمان ماضی کا مذکور کہاں؟ یہ تو قیامت کو سوال ہوگا، اور حضرت مسیح جواب دیں گے، اور اس سے پہلے حضرت مسیح کی وفات ہوچکی ہوگی۔ تو مرزا قادیانی نے خود، یا احسن قادیانی کے ایماء سے اس دلیل کا اور رُخ تبدیل کیا۔ وہ یہ کہ ’’کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ‘‘ (المائدۃ:۱۱۷) میں نفی علم کرتے ہیں دوبارہ آئیں گے تو نفی علم کیسے کر سکیں گے؟ مگر اس کا جواب یوں دیا گیا کہ نفی رقابت اور شے ہے اور نفی علم اور شے، یہ ضروری نہیں کہ جو کسی چیز کا ذمہ دار نہ ہو وہ اس چیز کو جانتا بھی نہیں۔ پھر جب رقابت اور علم کو لازم ملزوم قرار دے کر دلیل پیش کی گئی تو یوں جواب دیا گیا کہ ان میں مساوات کا تلازم نہیں بلکہ عام خاص ہیں۔ غرضیکہ اس دلیل کا یہ پہلو بھی بودا نکلا۔ پھر ’’وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا‘‘ (المائدۃ:۱۱۷) کا جزو منشاِ استدلال قائم کیا گیا کہ یہاں علم کا صاف اِنکار ہے، اگر اُتریں گے تو وجود تثلیث سے اپنی لاعلمی کیوں ظاہر کریں گے؟ لیکن اس کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے، ایک الزامی، دُوسرا تحقیق۔ اِلزامی پہلو یہ تھا کہ اس سے پہلے ایک لاعلمی کی آیت ہے کہ جس میں صاف مذکور ہے کہ: ’’یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا‘‘ (المائدۃ:۱۰۹) ’’خدا تعالیٰ انبیاء سے سوال کرے گا کہ تمہاری قبولیت کیسے ہوئی؟ تو وہ ہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں‘‘ اب جس جگہ صراحۃً تمام انبیاء اپنی خاص ڈیوٹی سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں تو حضرت مسیح اگر ضمناً لاعلمی ظاہر کریں گے تو کون سی بڑی بات ہوگی۔ اور تحقیقی پہلو یہ تھا کہ شہید اور عالم یا معائن آپس میں مرادف نہیں۔ ورنہ اُمتِ محمدیہ کو ’’شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ‘‘ (البقرۃ:۱۴۳) کا خطاب کیسے عطا ہوسکتا ہے؟ مان لیا کہ اُمتِ محمدیہ کو بطریقِ مشاہدہ نہ سہی بطریقِ اخبار یا انباء عن اللہ تعالیٰ ہوگا، مگر حضرت مسیح بھی اسی طریق سے مخبر من اللہ ہوکر عالم اشاعت عقیدۂ تثلیث ہوں گے نہ ذاتی مشاہدہ سے ان کو علم ہوگا اور اپنے چشم دید حالات سے انہیں کچھ خبر ہوگی۔ خود مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ ستاسی سال تک کشمیر میں رہے۔ اب بتاؤ ’’وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا‘‘ (المائدۃ:۱۱۷) کیسے صادق آتا ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ شہادت خواہ کسی معنی میں مراد ہو، وہ آپ کی تمام عمر کے ایام کو محیط نہیں ہوتی۔ یہ جواب دیکھ کر اس دلیل کے اور بھی پاؤں اکھڑے، پھر سارے لفظ چھوڑ کر ’’مَا دُمْتُ فِیْھِمْ‘‘ (المائدۃ:۱۱۷) اِستدلال میں پیش کیا گیا، جس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ حضرت مسیح اپنا علم مشاہدہ اپنی مدۃ العمر میں منحصر کرتے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ’’مَا دُمْتُ فِیْھِمْ‘‘ کے علاوہ ’’وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا‘‘ کا وجود نہیں۔ اس کا جواب صاف ظاہر ہے کہ ’’ما دام المسیح فی المسلمین‘‘ کا زمانہ بے شک اس میں مذکور نہیں اور ہم بھی یہی کہتے ہیں ’’مَا دُمْتُ فِیْھِمْ‘‘ میں ’’ما دام المسیح فی المسلمین‘‘ مراد ہے، مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے ذِکر کرنے سے دُوسرے زمانے کی نفی نہیں ہوسکتی، جب تک ذِکر میں حرفِ حصر بیان نہ کیا جائے، اور حرفِ حصر میں بھی یہ شرط ہے کہ نفی عن الغیر پر مشتمل ہو، ورنہ معمولی ذِکر یا سرسری حصر مفید مطلب نہیں ہوسکتا، وہ کون عقل کا دُشمن ہے کہ ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

رَسُوْلُ اللہِ'' پڑھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے سوا معاذ اللہ کوئی اور نبی نہیں ہوا۔اب جب سارے اِستدلال کے پہلو نکمّے ثابت ہوئے ہیں تو پھر وہی ''توفی'' کا سہارا لیتے ہوئے یہ دلیل یوں پیش کی جاتی ہے کہ عقیدۂ تثلیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھا، ظاہر ہے کہ توفی سے پہلے نہ تھا، بلکہ بعد میں پیدا ہوا ہے، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توفی اور عقیدۂ تثلیث میں تقدم وتأخر زمانی ہے، اب اس زمانے میں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی وجود عقیدۂ تثلیث تسلیم کیا گیا ہے تو توفی کے ماننے سے کیوں اِنکار کیا جاتا ہے؟ مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم بھی یوں ہی کہتے ہیں کہ توفی پہلے ہوئی اور وجود عقیدۂ تثلیث بعد میں ہوا، مگر توفی کے معنی میں ذرا سا اشتباہ ہے، کیا توفی بمعنی موت ہے؟ کیا جس طرح مرزائی توفی بمعنی موت اس آیت میں لیتے ہیں، اسی طرز پر کسی اِمام یا مجتہد یا کسی مستند عالم باعمل نے لئے ہیں؟ ہرگز نہیں! وفاتِ مسیح کا قول یہود ونصاریٰ اور معتزلہ نے کیا ہے، اہلِ سنت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں مگر قابلِ توضیح یہ امر ہے کہ کیا وفاتِ مسیح اب بھی ہے؟ اس وقت بھی حضرت مسیح مردہ ہیں؟ یا تھوڑی دیر مرکر حسب روایت اِنجیل زِندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گئے ہیں؟ یہ سب اِحتمال ہیں۔ پہلے دونوں اِحتمال اہلِ اسلام میں سے کسی نے معتبر نہیں سمجھے، ہاں تیسرے اِحتمال کے بعض لوگ قائل ہیں، مگر وہ پہلے دو اِحتمالوں کے قائل نہیں۔مرزا قادیانی نے ''توفی'' پر خود یا کسی کے مشورے سے ایک حاشیہ لگایا ہے کہ اس کا فاعل اللہ اور مفعول انسان ہو تو موت کے معنی میں صریح ہے، ورنہ وہ وصولیت یا قبض مطلق کے معنی میں بھی آتا ہے؟ اس حاشیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی ''توفی'' کا لفظ نص علی الموت نہیں، ورنہ شرائط لگانا بے فائدہ تھا، شرائط کا وجود صاف ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی ''توفی'' کے لفظ کو مشتبہ المعانی سمجھتے ہیں کہ جس کے بعض جگہ کچھ معنی ہیں، اور کسی جگہ کچھ، ورنہ ایزادی شرائط کی کوئی ضرورت نہ تھی، مگر بایں ہمہ جب آیۃ النوم: ''اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ'' (الزمر:۴۲) پیش کی جاتی ہے تو قبض رُوح ناقص کی تاویل کرلیتے ہیں، یہ تاویل بھی ''توفی'' کے مشتبہ الدلالۃ پر خود کافی دلیل ہے۔مگر جب ہم توفی میں قبض بالاستیعاب وغیرہ یا و اوبغیر ترتیب پیش کرتے ہیں تو صاف کہا جاتا ہے کہ یہ ''قرآن وحدیث کے مخالف ہے اور لغت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔'' مگر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کا ''توفی'' کو قیود سے مقید کرنا اور آیت النوم میں اپنی شرائط کی موجودگی میں اِنعامی روپیہ دینے سے گریز کرنا، صاف زبردستی اور تحکم نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ کونسی لغت ہے کہ جس میں مرزائی قیود مذکور ہیں؟ وہ کونسی کتاب ہے کہ جس میں ''توفی'' کا لفظ باوجود اتنی قیود کے صریح الدلالۃ علی الموت لکھا ہے۔۔۔؟

خلاصہ یہ ہے کہ ان کی بھاری دلیل آیت تخاطب تھی کہ جس کا خاکہ آپ کے سامنے کھینچا جاچکا ہے۔اب رہا احادیث سے اِستدلال سو اس کی نسبت مرزائیوں کا عام خیال ہے کہ سوائے چند اَحادیث کے جن کی تصدیق مرزا قادیانی نے کی ہے باقی تمام غیرمعتبر ہیں۔ کچھ قصہ کہانیاں ہیں اور کچھ بناوٹی باتیں۔ بہرحال دونوں قسم کی احادیث معتبر نہیں۔ ہاں الزامی طور پر اَحادیث سے بھی اِستدلال کیا کرتے ہیں۔

چنانچہ ان کی طرف سے پہلی حدیث یوں بیان کی جاتی ہے کہ الیواقیت والجواہر میں یوں ہے کہ: ''لو کان موسٰی وعیسٰی حیین'' (الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۲۱،۲۲) ''اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے'' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں۔ جواباً

پیش کیا جاتا ہے کہ غیر مستند حدیث کیوں پیش کی جاتی ہے؟ اس کا راوی کون ہے؟ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک منکر حدیث کو پیش کرنا کونسا اِسلام ہے؟ الیواقیت والجواہر نے فتوحات کا حوالہ دیا ہے، اور فتوحات میں صرف ''لو کان موسیٰ حیًا'' مذکور ہے، تصحیح نقل کون کرے گا؟ اس حدیث پر اس قدر سوال پیش کئے گئے ہیں کہ کوئی انتہا نہیں، مگر مرزائیوں کی طرف سے ایک بھی جواب نہیں۔

دُوسری حدیث کا مضمون یوں ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام ایک سوبیس سال کی عمر پا کر مرچکے ہیں، اور یہ کہ نبی اپنے بھائی متقدم الرسالۃ نبی کی نصف عمر پاتا ہے، جیسے کہ حضور علیہ السلام نے تقریباً ساٹھ سال عمر پائی ہے۔'' مگر یہ حدیث بھی موضوع ہے، کسی مستند کتاب میں صحیح روایت سے نقل نہیں ہوئی، اگر صحیح مانا جائے تو مرزا قادیانی کی عمر تیس سال کی ماننی پڑتی ہے، کیونکہ انہوں نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یا ان کی نبوّت مشکوک ہے۔ علاوہ بریں جب دُوسرے انبیاء کی عمروں پر یہ حدیث منطبق کی جاتی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصلیت کچھ نہیں۔

تیسری حدیث ذکر الوفاۃ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں جب تک شک پیدا ہوا تھا تو ''قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' (آل عمران:۱۴۴) سے وفاتِ محمدیہ پر اِستدلال کیا گیا تھا۔ سو اس کا جواب بھی یوں ہی دیا جاتا ہے کہ اوّلاً اس حدیث میں صاف ''مات محمد'' کا لفظ موجود ہے۔ ثانیاً ''خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' خلو عہد رسالت انبیاء ثابت ہوتا ہے کہ جس سے موتِ انبیاء کی طرف بطریق کفایۃً ذہن منتقل ہوسکتا ہے، اس میں موت کی صراحت نہیں، ورنہ ''وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ'' (الحجر ۱۳) میں ''ماتت سنة الأوّلين'' کہنا پڑے گا۔ جو صریح عقل ونقل کے خلاف ہے۔ ثالثاً ''الرسل'' میں جملہ رُسل بحیثیت مجموعی مراد ہیں، افرادی جماعت مراد نہیں، ورنہ اس کے بعد ''کلهم اجمعين'' کا لفظ بھی شامل ہوتا۔ اب بحالت مشتبہ تمام انبیاء کی موت ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ ہمیں خوف ہے کہ ایسے عموم سے اَحکام یا اخبار کے مثبت کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ انسان اَزقسم نباتات ہے، جاندار نہیں، کیونکہ ''وَاللهُ اَنْبَتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا'' (نوح ۱۷) قرآن میں موجود ہے۔ اور یہ بھی نہ کہہ دیں کہ تمام انسان دوزخی ہیں، کیونکہ قرآن شریف میں صاف صراحۃً مذکور ہے: ''لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ'' (السجدۃ ۱۳) خداتعالیٰ ایسے مجتہدین سے پناہ بخشے کہ جن کا مبلغِ علم صرف خطاباتِ مرزا ہوں یا توہمات نفسانیہ یا حدیث النفس۔

چوتھی حدیث میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز ''اصحابی، اصحابی'' پکاریں گے تو جواب ملے گا کہ جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد میں کیا، آپ نہیں جانتے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھی وہی عذر پیش کروں گا جو حضرت مسیح پیش کریں گے کہ: ''وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا'' الآیہ طریق اِستدلال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی توفی کو مسیحی توفی سے تشبیہ دی ہے مگر جب محمدی توفی بمعنی موت ہے تو مسیحی توفی بھی بمعنی موت ہوگی اور ہماری طرف سے یوں کہا جاسکتا ہے کہ حرف تشبیہ کہاں؟ وجہ شبہ کیا چیز ہے؟ کما کا لفظ قول کے درمیان مذکور ہے توفی کے درمیان کیسے مذکور ہوا ہے؟ علاوہ بریں جبکہ توفی بمعنی رفع جسمانی بھی مراد لے کر معنی صحیح ہوسکتے ہیں تو خواہ مخواہ کیا ضرورت ہے کہ توفی سے وفات مسیح مراد لیں؟

پانچویں حدیث میں حضرت اِمام حسنؓ کا خطبہ پیش کیا جاتا ہے کہ: ''حضرت علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ ۲۷ر رمضان کو شہید ہوئے، یہ وہ رات ہے کہ جس میں حضرت مسیح کی رُوح قبض ہوئی۔'' اب اس پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جب تک ان کا جواب نہ دیا جائے یہ قابلِ اِستدلال نہیں ہوسکتی۔ کیا تاریخی عبارتیں احادیثِ صحیحہ کا مقابلہ کرسکتی ہیں؟ کیا اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اب بھی مردہ ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ شاید راوی کا مذہب اناجیل کے مطابق حضرت مسیح کے چند گھنٹے تک موت کا ہو؟ کیا کوئی صحیح روایت واقعہ صلیب کے خلاف نہیں کہ جس میں موت کی نفی ہو؟ کیا واقعہ صلیب رات کو ہوا تھا؟ اسم موصول سے بیان کرنا مخاطب کے علم کا ثبوت دیتا ہے، مگر تعجب ہے کہ حضرت مسیح کی وفات ۲۷ر رمضان شریف کی رات کو نہ کسی اِسلامی تاریخ نے بیان کی ہے، اور نہ عیسائی تاریخیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ کیا ہر ایک روایت کو صحیح تسلیم کرنا، خصوصاً روایاتِ صحیحہ کے مقابلے میں خارج اَز تدین نہیں۔۔۔؟

دوم:۔۔۔(مسیح کی نوعیت) اسلام میں مسیح شخصِ واحد کا نام ہے، مگر مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح دو ہیں، ایک مسیح ناصری جو ''یسوع'' کے نام سے مشہور ہے، دوم مسیح محمدی جس کے خود دعویدار ہیں، دلیل یوں ہے کہ روایات میں مسیح کے دو حلیے بیان ہوئے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ مختلف اوقات میں مشتبہ وضع قطع دو مختلف اور جزوی فرق سے بیان ہوسکتی ہے، ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہوں گے۔

سوم:۔۔۔(مسیح کی عصمت) اہلِ اسلام میں آپ کی عصمت میں اِتفاق ہے، مگر مرزائی جماعت آپ پر مسمریزم اور جھوٹ وغیرہ کا اِلزام لگاتی ہے، پھر طرفہ یہ کہ یہ اِلزام خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے (شرم)۔

چہارم:۔۔۔ہمارے نزدیک مسیح ابن مریم الگ ہیں اور اِمام مہدی کا ظہور الگ۔ مگر مرزائیوں نے دونوں کو ایک تسلیم کیا ہے، دلیل یہ ہے کہ ''لا مہدی اِلّا عیسٰی'' مگر ہم کہتے ہیں کہ بعد تسلیم صحت حدیث کے بموجب قربِ زمانہ مراد ہے، کیونکہ دوسری روایات میں تصریح ہے کہ مہدی کا زمانہ دس سال پہلے ہوگا۔

پنجم:۔۔۔(بروزِ مسیح) مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ مسیح میں دُوسرے نبیوں کی رُوحیں ظہور پذیر ہوتی ہیں، مگر اِسلام میں یہ عقیدہ مردود ہے کیونکہ بروز اور تناسخ آپس میں تقریباً مترادف ہیں، بلکہ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے، اس لئے قابلِ تسلیم نہیں ہوسکتا۔

ششم:۔۔۔مرزا قادیانی کے نزدیک تمام انبیاء کے نام ایک قسم کی ڈگریاں تصوّر کی گئی ہیں، اور جب ظاہری علوم میں ایک شخص واحد مختلف اور بے شمار ڈگریاں حاصل کرسکتا ہے، تو نبوّت کے میدان میں ایک غلام احمد ترقی پاکر مختلف ڈگریاں کیوں نہ حاصل کرسکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا قدم تصوّف پر ہے اور آخری قدم کرشن اوتار پر، درمیان میں کبھی مہدی، مریم، اِبراہیم، داؤد، سلیمان بنتے ہیں اور کبھی غلامِ اہلِ بیت اور خادمِ سلسلۂ نبوّت، پھر کبھی رنگت بدلتی ہے تو پکار اُٹھتے ہیں کہ:

ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے!

(دافع البلاء ص:۲۰، خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

لیکن اہلِ اسلام کے نزدیک یہ سب کچھ خرافات میں داخل ہے، اس کی تائید نہ قرآن سے ملتی ہے اور نہ حدیث سے، بلکہ یہ تو ہم صرف غیر متشرع صوفیاء کی شطحیات سے ملتا جلتا ہے، جس سے خود صوفی بھی دست بردار ہوئے ہیں۔

ہفتم:۔۔۔(ختمِ رِسالت) مرزا قادیانی کے نزدیک ختمِ رِسالت کے صرف یہی معنی ہیں کہ جیسے ایک افسر کے پاس مہر ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی ہے جس سے قدرے نبی بن سکیں گے۔ اہلِ اسلام کے نزدیک یہ عقیدہ بالکل خلافِ عقل ونقل ہے۔ ''ختم'' کے لفظ میں جو تصرف کیا ہے وہ صرف پنجابی محاورات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا ہے، پنجاب میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں کے پاس ذیلداری یا نمبرداری کی مہر ہے، یعنی وہ افسر ہے، اور اہلِ موضع اس کے ماتحت ہیں۔ مگر یہ پنجابی محاورہ عرب کے الفاظ میں داخل کرنا، محض لاعلمی اور جہالت ہے، عرب کے محاورے میں ''خاتم کل شیء آخرہ'' (بحر المحیط ج:۷ ص:۳۱۴، طبع بیروت) کے لکھے ہیں یعنی آخری جزو کو کہتے ہیں، اور یہی مفہوم چودہ سوسال سے تسلیم کیا گیا ہے، نئے نئے تخیلات کے معانی قابلِ وثوق نہیں۔

ہشتم:۔۔۔(اِمکانِ نبوّت) مرزا قادیانی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُوسرے نبیوں کا آنا ممکن بلکہ ضروری ہے، اِستدلال میں لفظ ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ'' (الجمعہ:۳) پیش کیا جاتا ہے، اور کبھی یہ حدیث پیش کرتے ہیں: ''لو کان ابراھیم حیًّا لکان نبیًّا'' (رُوح المعانی ج:۸ ص:۳۱) مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے، اور اگر تسلیم کرلی جائے تو چونکہ جملہ شرطیہ ہے، اس لئے اس کے اطراف (شرط وجزا) سے کوئی حکم پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور آیت پیش کردہ میں ''مِنْھُمْ'' کا قرینہ مرزا قادیانی کے خلاف ثابت ہے، علاوہ ازیں اہلِ سنت میں یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ جو حکم صریح نصوصِ قطعیہ کے برخلاف اِستنباط کیا جائے وہ مردود ہوتا ہے۔ جب خاتم النّبیین اور ''لانبی بعدی''، ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۹) وغیرہ جیسے الفاظ صریح موجود ہیں تو مرزا قادیانی کی دِماغ سوزی کب اور کہاں تک تسلیم ہوسکتی ہے، لفظ ''بعد'' میں بعدیہ متصلہ لینا مرزائیوں کو کچھ فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ بعدیت متصلہ کے معنی بھی تیرہ سوسال کہیں سے ثابت نہیں ہوئے، جس پر وہ اتنا اِتراتے پھرتے ہیں۔

نہم:۔۔۔(بروز) ہمارے نزدیک بروز عقائدِ اِسلام میں کہیں تسلیم نہیں کیا گیا، ہم اس کو تناسخ کے مساوی سمجھتے ہیں، جیسے تناسخ کا مسئلہ اہلِ اسلام میں مُردہ ہے، ایسے بروز کی آڑ بھی دامِ تزویر سے کہیں دُور نہیں، ممکن ہے کہ مرزا قادیانی نے کرشن اوتار بننے کے لئے یہ مسئلہ ہندوؤں سے حاصل کیا ہو، مگر افسوس کہ ہندو ایک بھی معتقد نہ ہوا۔

دہم:۔۔۔(منصبِ نبوّت) اہلِ اسلام کے نزدیک منصبِ نبوّت صرف خداداد نعمت ہے، کسی کے آداب اور اَخلاق کو اس میں دخل نہیں۔ اگرچہ حکمتِ اِلٰہی ہمیشہ سے منصبِ نبوّت عطا کرنے میں بظاہر اعمال وافعال کو علتِ تامہ ظاہر کرتی رہی ہے، مگر درحقیقت یہ علتِ تامہ نہیں۔ فلاسفہ یونان کے نزدیک (کہ مرزا قادیانی جن کے دلدادہ ہیں) تخلی عن الرذائل وتحلی بالفضائل تحصیل منصبِ نبوّت کے لئے علتِ تامہ ہے، اسی بنا پر فلاسفہ یونان کسی نبی کے ماتحت نہیں رہے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے کہ انسان آہستہ آہستہ ترقی کے مرتبہ رِسالت تک پہنچ سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' میں منصبِ نبوّت مراد ہے، اور حقیقۃ الوحی میں صراحتًہ بیان کیا ہے کہ اسلام نے ہمارے سامنے ایک ایسا پاکیزہ کورس پیش کیا ہے کہ جس پر کاربند رہنے سے

ہرایک انسان منصب ِنبوّت تک پہنچ سکتا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک منصبِ نبوّت کسبی ہے اور اسلام میں وہبی اور محض فضل ربی ہے، دلائل کے لئے ہزاروں آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔

یازدہم:۔۔۔(وجودمجدد) اہلِ اسلام میں مجدّد کے یہ معنی ہیں کہ اہلِ اسلام میں مرورزمان اور دواعی ضلالت کے بروقت موجودہونے سے جوجواُصول اسلام میں یا فروعات میں اگر کچھ شدّت وضعف یا اولویۃً واولیۃ اور کمیۃ وکیفیۃ کا فرق آگیا ہوتو مجدّد آکر رفع کرے، جس کی نسبت ہر صدی کے اَخیر پر آنے کی خبر دِی گئی ہے۔اب اس میں اِختلاف ہے کہ ہرایک صدی کے اخیر پر یا شروع پرکون کون مجدد ہوگزرے ہیں۔اہلِ سنت والجماعت کا یہ فیصلہ ہے کہ مجدّد سے مراد جماعتِ علماء ہے، جو ہرایک صدی میں لوگوں کوراہِ راست کی طرف بلاتی رہتی ہے، مجدّد کی شخصیت غیر متیقن ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہرایک مذہب نے اپنے اپنے مجدّد الگ شمار کئے ہیں۔یہ ضروری نہیں کہ مجدّد خود مدعی بھی ہوکر اِشاعت کرے۔

مگرمرزا قادیانی کے نزدیک مجدّد کے افراد شخصیۃً گزرے ہیں، افراد کلیۃً نہیں، اسی واسطے عام طور پر ہم پرسوال کیا کرتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی مجدّد نہیں تو اس صدی کا اِمام اور مجدّد کون ہے؟ اگرچہ ہم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ زمانۂ حال میں بہت سے ایسے علماء نامور موجود ہیں کہ جن کے عقیدت مند ان کو مجدّد کہتے ہیں، اورتھوڑی دیر ہی گزری ہے کہ مولانا محمد قاسم مرحوم اور مولانا رحمت اللہ مرحوم مہاجر مکی اپنے وقت کے مجدّد کہے جاسکتے ہیں، جن کے خوشہ چیں مناظرین اہلِ اسلام عموماً اور مرزا قادیانی خصوصاً ثابت ہوئے ہیں، مگرتاہم یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ زمانۂ حال میں علماء نامور تجدیدِ دِین میں کوشاں ہیں۔شاید مرزا قادیانی کے نزدیک تجدید کے یہ معنی ہوں کہ اہلِ اسلام کے متفقہ قدیمی اور مسلّمہ اُصول کی بیخ وبن نکال کر ان کی بجائے نئے تخیلات اور نئے عقائد اور اُسول قائم کئے جائیں اوران کا نام اصلی اسلام رکھا جائے۔سو اگر یہی معنی ہیں تو ہمیں مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا کہ بیشک مرزا قادیانی سے پہلے مرزا محمد علی ایرانی مجدّد ہوگزرے ہیں اور پھر خود مرزا قادیانی ان کے جانشین اور نعم البدل ثابت ہوئے ہیں۔

دوازدہم:۔۔۔(وجودِامامِ وقت) مرزا قادیانی کے نزدیک اِمام سے مراد خود ان کی ذات ہے یا وہ شخص مراد ہوسکتا ہے جو مدعی مہدویت یا مسیحیت ہو، یا کم ازکم اس کا قائم مقام ہو۔مگر اہلِ اسلام کے نزدیک سلطانِ وقت مراد ہے، انتظامی اُمور میں جو اس کی اِطاعت نہ کرے گا، وہ باغی تصوّر ہوگا اور حرام موت مرے گا۔

سیزدہم:۔۔۔(آیاتِ قرآنی) ہمارے نزدیک سب سے بڑھ کر آیاتِ قرآنی ہیں۔مرزائیوں اور خود مرزا قادیانی کے نزدیک اِلہاماتِ مرزا، آیاتِ قرآنی سے بڑھ کر ہیں۔آیات متشابہات اور آیاتِ محکمات کے الفاظ ہمارے نزدیک غیرقرآن میں اِطلاق نہیں ہوسکتے، مگر مرزا قادیانی اپنے اِلہامات میں بھی یہ دونوں لفظ اِطلاق کرلیتے ہیں۔

چہاردہم:۔۔۔اہلِ اسلام میں آیاتِ قرآنی کا اصل مطلب وہی معتبر ہے جو صحابہ اور ائمہ کے اقوال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے تائید پائے ہوئے ہو، اپنے من گھڑت خیالات کے مسائل کی اِسلام میں کوئی وقعت نہیں۔مگر مرزائی صاحبان سب سے بڑھ کر وہ مطلب معتبر سمجھتے ہیں جو مرزا قادیانی نے اِختراع کیا ہے، یا جوان کے عقیدت مندوں نے بعد دِماغ

سوزی کی ہے۔ پھر وہ طریق معتبر ہے کہ جس کی تائید کسی عیسائی مؤرخ یا انجیل اور تورات وغیرہ سے ہو، چنانچہ ان کی تمام تفاسیر کے ورق جابجا احادیث کی بجائے اِنجیل وتوراۃ وغیرہ کی عبارتوں سے بھرے پڑے ہیں۔

پانزدہم:۔۔۔ یہ کہ ان کے ہاں اہلِ اسلام کے مسلّمہ قصص (معراجِ جسمانی، اَصحابِ کہف، جنۃ آدم، قصہ بقر، ناقہ صالح، ذبحِ عظیم، شق قمر وغیرہ) تمام جھوٹے ہیں، کیونکہ عیسائیوں نے ایسے اُمور سچے تسلیم نہیں کئے۔

بالجملہ یہ مختصر پندرہ اُمور پیش کئے گئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم میں اور مرزائیوں میں اُصولی فرق ہے، صرف فروعی نہیں، اور ایسے دُور دراز کے اِختلافات کے ہوتے ہوئے ہم انہیں اسلام میں داخل نہیں سمجھتے کیونکہ ان کی کوئی بات اہلِ اسلام کے ائمہ اور صحابہؓ میں سے کسی ایک کے موافق نہیں، جو مسائل انہوں نے اپنے دستور العمل بنائے ہیں، ان میں سے کچھ فلسفہ قدیم پر مبنی ہیں، اور کچھ تخیلاتِ جدید کا مجموعہ ہے، ہر ایک عقل مند اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ اور اُمید ہے کہ خود مرزائی بھی ہمیں یقین دلائیں گے۔۔۔ کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے مرزائی اِعتقادیات کا نام ونشان تک نہ تھا، انہوں نے اسلام کی پُرانی چار دِیواری مسمار کر کے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانی تجویز کی ہے۔ ان کی اس نئی بنیاد پر شروع سے ہی اہلِ اسلام کی طرف سے رَدّ وقدح ہوتا رہا، مگر اس قوم نے ہمت نہ ہاری، مرزا قادیانی پر مختلف عنوانات سے اہلِ اسلام کی طرف سے تکفیر جاری ہوتی رہی۔۔۔ کبھی نبوّت کے دعوے دار ہونے سے، اور کبھی مسیح موعود بننے سے، اور کبھی نصوصِ قطعیہ کے اِنکار کرنے سے۔۔۔ اور اہلِ اسلام کو جو جو ضرورتیں اور مجبوریاں پیش آتی رہیں، ان کے رفع کرنے کے واسطے مختلف کوششیں اور فتاوے عمل میں آئے، لیکن اس وقت چونکہ اہلِ اسلام کو حکام کی طرف سے یہ دِقت پیش آئی کہ اہلِ سنت والجماعت کی لڑکی جبراً مرزائی جماعت کے سپرد کر دی جاتی ہے، اور ہمیں غیر مسلم اور ان کو مسلم قرار دِیا جاتا ہے، اور خواہ مخواہ ہماری حق تلفی کی جاتی ہے، اس لئے اب مرزائی جماعت کی نسبت اس قسم کے فتاوے علمائے سنی وشیعہ سے حاصل کئے گئے ہیں کہ جن میں مرزا قادیانی کی تکفیر کے ضمن میں مذکورہ بالا مسئلے کا پورا تصفیہ ہوگیا ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم ان فتووں کی مختصر نقلیں درج کریں، ہم یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس حق تلفی کے لئے صدائے اِحتجاج بلند کرنے میں ہم دونوں فریق (سنی شیعہ) متفق ہیں اور ذرّہ بھر بھی اِختلاف نہیں۔ نیز یہ کہ جس قدر اِسلامی ریاستیں یا اِسلامی انجمنیں یا مدارس مذہبی اُمورِ اِسلام میں اپنا دخل دینا فرضِ منصبی سمجھتی ہیں، اس پر ان سب نے بھی اِتفاق کرلیا ہے، چنانچہ وہ فتاوے ملکی تقسیم کے لحاظ سے پنجاب وہندوستان کے چیدہ چیدہ اور معتبر مقامات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترتیب وار درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین دیکھ کر خود فیصلہ کرلیں کہ مرزائیوں نے اِسلامی عمارت کو کس طرح مسمار کر دیا ہے۔ انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے اس مسئلے میں جو سوال چھپوا کر اہلِ علم کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا، وہ ذیل میں درج ہے، جس کے نیچے سب کے جوابات علیٰ حسب المدارج درج کئے جاتے ہیں۔

نوٹ: یہ تمام جوابات صفحہ: ۳۶۴ سے ۳۸۰ پر درج ہیں، لہٰذا وہاں موجود رسالے: ''فتویٰ تکفیرِ قادیان، شائع کردہ: مکتبہ اعزازیہ دیوبند'' میں دیکھ لئے جائیں، البتہ ''۱۳ نمبر فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور'' کی عربی عبارت وہاں مختصر ہے اور یہاں مفصل۔

۱۳۱:۔۔۔ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (سنی)

قال المرزا ما تعريبه وتلخيصه كنت اعتقد ان المسيح حى، فنزل الوحى بأنه قد مات، ثبت به ان القول بحياته من الشرك، والكشف علٰى ان الجنة والنار لذات وآلام روحانية، وان ربنا اج (ناب الفيل) وهو قيوم ووجود له من الأيدى والأقدام والجوارح والقوىٰ ما لا يدركه مدرك كك له من الأعصاب والعروق ما لا يحيط به محيط بها تتم إرادته فى العالم هٰذه الأعضاء والعروق هى المسماة ما لعالم، وان الأخبار بنزول المسيح وأشراط الساعة ليست علٰى ظواهرها ولها معان كانت مخزونة لم يطلع عليها احدٌ إلٰى يومنا هٰذا بل ولم ينكشف محمد صلى الله عليه وسلم الأمور الخمسة الدجال ودوابته، ودابة الأرض، وابن مريم، ويأجوج ومأجوج، فنزل الوحى بأن دابة الأرض علماء هٰذا الزمان، ويأجوج ومأجوج اقوام اوروبا، والدجال علماء البريطانية، ودابتها مركب الدخان، وابن مريم انا فى تحصيل صفاته الذاتية ولما جرت سنة الله ببعثة الأنبياء إذ غلبت داعية الشر لم يكن بد من نبى فى هٰذه الأيام وقد كان الله وعد أنه يبعث فى امته محمد نبينا كإبراهيم إذا تفرق علٰى فرق كثيرة فلن ينجو إلّا من تبعه، فسمانى الله أسماء الأنبياء من آدم إلٰى محمد صلى الله عليه وسلم ومن قل كنت احسب ان المسيح نبى عين انا منه فى مرتبته وكنت إذ ظهر لى فضل ما احسبه انها فضيلة جزوية ولٰكن لما اخذت تنزل على من الوحى الأمطار الموصلة الدر فلم يدعنى الله عليه فأعطيت منه النبوة وإنما اعطيتها إذ فنسيت فإنى فى أتباع محمد صلى الله عليه وسلم فنبوتى لا تنافى ختم الرسالة، والذى نفسى بيده! انه هو سمانى مسيحًا موعودًا وجعلنى نبيًا صدقنى بالآيات فأنا آخر الخلفاء علٰى قدم عيسٰى وما كان لمؤمن ان يكفر بى فإنه كفر بكتاب الله ولا يفلح الكافر حيث اتى۔ ولم يختص احد بإسم النبوة سواى فى هٰذا الزمان فما اوحى إلىّ فهو منزه عن الخطأ والنسيان فياايها المسلمون! ما اعلمكم فهو ملاك النجاة من النار، واعلموا انه ما يخالفنى من الأحاديث رميته كمزجاة من البضاعة، فلما آمنت بما اوحى إلىّ كما آمنت بالقرآن إعتقدته قطعيًا فكيف يرىٰ ان آمن بالحديث ظنية او موضوعة تخالفه وفضلنى الله على المسيح الناصرى، والله لو كان المسيح اليوم لما ظهر له من الآيات ما ظهرت لى، بل ولم يظهرها الله لنبى قبلى مثل ما اظهرها لى ما خلا محمدًا صلى الله عليه وسلم بل إنما ظهرت له ثلاث آلاف وظهرت لى ثلاث مائة آلاف ولم يخل منها شهر فلما ثبت عند الله وعند جميع المرسلين ان المسيح الموعود فى هٰذا الزمان افضل من المسيح الناصرى فلم يشق على الناس افضل كنفسى عليه إذ كان المسيح ليعتاد الكذب ويشرب الخمر ومن جدته بغايا ويحيٰى افضل منه إذ لم يكن يشرب الخمر، ولو لم استنكف عن عمل الترب لما زادنى المسيح فى المعجزات وقد غلط اربع مائة نبى فى اخبارهم بالغيب لٰكن لم يغلط احدٌ منهم ما غلط المسيح فيه۔ وقال لى الله: لولاك لما خلقت الأفلاك، وكم من سرير قد تسفل وسريرك فوق السرر كلها وانت من امئنا وهم من فشل وانت مِنّى بمنزلة أولادى وأنت منى وأنا منك وفضلنى

الله بخسف القمرين وفضل محمد صلى الله عليه وسلم بخسف القمر، ومرة جعلنى الله امرأة اظهر عليها قوة الرجولية فيريدون ان يرو مرة جالست الله وكتبت انا بيدى من الواقعات والحوادث كيف اريدها وقبله الله وكتب التصديق بقلمه وفتطاير رشحات بقلمه علٰى خادمى ولما غلب على الألوهية خلقت السماء والأرض وخلقت آدم۔ انتهى ما قال وله مثله هفوات لا تحصٰى وما ذكرنا فيه كفاية لما نريد ان نقول۔

فنقول: ان المرزا ادعى فيما ذكرنا وفات المسيح، القول بحياة المسيح شرك، الجنة والنار لا حقيقة لهما، الله جسم غير متناه، النصوص ليست علٰى ظواهرها، فوقية نفسه علٰى رسولنا صلى الله عليه وسلم علمًا، النبوة لنفسه، دوامها بعد ختم الرسالة، تحصيل النبوة بالإكتساب، التمثل بعيسٰى بل بجميع الأنبياء، فضيلة نفسه على المسيح، الإجراء الوحى، ضرورة الايمان به، المجالسة بالله، المجانسته به، كونه زوجة الله، ولد الله، كونه قيم الله فى كائناته، واتحاد ذاته بذات الله، شركته فى صفة الخلق وقدرته، فهٰذه عشرون امرًا كله كفر يخالف الإسلام، بل وتصديق المرزا فيه من الكفر وكفىٰ منها الرجل فى كفره واحد فكيف إذا اجتمعت جميعا فى قائلها لا اقول ذالك وحدى بل صرح بكفره من الأئمة المتقدمين القاضى عياض فى الشفاء والمُلّا على القارى فى شرح الفقه الأكبر وابن حجر وآخرون فى مصنفاتهم، ونحن نذكر نبذة مما قالوا۔

قال على القارى: دعوى النبوة بعد نبينا كفر بالإجماع۔

قال ابن حجر فتى فتاوىٰ: من اعتقد وحيًا بعد محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم كان كافرًا بإجماع المسلمين۔

قال الشيخ الأكبر فى الفتوحات: اسم النبى زال بعد محمد صلى الله عليه وسلم۔

قال القاضى عياض: من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله عليه وسلم او بعده كالعيسوية من اليهود القائلين بتخصيص رسالته إلى العرب، وكالخرمية القائلين بتواتر الرسل وكالبريغية والبيانية منهم القائلين بنبوة بزيغ وبيان واشباه هٰؤُلاء ومن ادعى النبوة لنفسه او جوز إكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلٰى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعى منهم انه يوحى إليه وان لم يدع النبوة وانه يصعد إلى السماء أو يدخل الجنة ويأكل من ثمارها ويعانق الحور العين فهٰؤُلاء كلهم مكذبون للنبى صلى الله عليه وسلم لأنه اخبر انه صلى الله عليه وسلم خاتم النّبيين وانه لا نبى بعده، واخبر عن الله انه خاتم النّبيين وانه ارسل كافة للناس واجتمعت الأمّة علٰى حمل هٰذا الكلام على الظاهر وان مفهوم المراد به دون تأويل وتخصيص فلا شک فى كفر هٰؤُلاء الطوائف كلها قطعًا إجماعًا سمعًا ومن اعتقد ان الله جسم او المسيح او بعض من يلقاه فى الطريق فليس بعارف به فهو كافر وكذلک من ادعى مجالسة الله والعروج إليه ومكالمة وحلوله فى الأشخاص او استخف بمحمد صلى الله عليه وسلم أو بأحد من الأنبياء، او آذاهم، او قتل نبيًا، او حاربه، او زرى بالأنبياء فهو كافر بإجماع المسلمين وكک من جوز على الأنبياء الكذب فيما اتوا به وادعى فى ذالک المصلحة او لم يدعها فهو كافر بالإجماع

وکذالک من قال ان المراد بالجنّة والنّار والحشر والنّشر والثّواب والعقاب معنی غیر ظاهرة وانها لذات روحانیة ومعانی باطنة وکک تقطع بتکفیر کل قائل قولا یتوصل به إلٰی تضلیل الامّة او تکفیر جمیع الصحابة وقال محمد: من تنباء یستتاب اسر ذالک او اعلنه وهو کالمرتد قاله سخنون وغیره۔

فإن قیل: ان لکلام المرزا تأویلات کالصوفیة! قلنا: من قال بکلمة الکفر من الصوفیة کفر واستیب او رجع مما قال علا ان للتأویل مجالًا لمن آمن بنبوته ومن لا یحسن الظن به فیکفره قطعًا۔ وإن قیل: ان المرزائیة اهل القبلة! قلنا: انهم انکروا نصوصًا قطعیة عند جمیع المسلمین واولوها لم یول به احد من الأئمة فلا ریب فی کفرهم وإن کانوا من اهل القبلة ونحن لم نکفرهم ما لم یأتوا الصریح الکفر ولم یخالفوا القطعیات الا تریٰ إلٰی قوله علیه السلام: لا یقبل الله لصاحب بدعة صومًا ولا صلاةً ولا حجًا ولا عمرةً ولا جهادًا ولا صرفًا ولا عدلًا، یخرج من الإسلام کما تخرج الشعرة من العجین۔ یخرج فی آخر الزمان قوم یقولون من خیر قول الناس، یقرءون القرآن، لا یجاوز تراقیهم، یمرقون من الإسلام کما یمرق السهم من الرمیة۔ وعن ابی سعید ومالک بن انس مرفوعًا: قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل۔ فقلت: ان المرزائیة وإن کانوا من اهل القبلة کفار لأنهم انکرو بدیهیات الإسلام ومسلّماته۔ قال علی القاری فی شرح الفقه الأکبر: ثم اعلن لأن المراد بأهل القبلة الذین اتفقوا علٰی ما هو من ضروریات الدین کحدوث العالم فمن واظب طول عمره علی الطاعات مع إعتقاد قدم العالم او نفی الحشر لا یکون من اهل القبلة۔

فلما ثبت کفر المرزائیة وشرکهم لم یکونوا کفوًا للمسلمین، فلا یجوز التناکح بهم لقوله تعالٰی: ”وَلاَ تَنکِحُوْا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّن مُّشْرِکَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْکُمْ وَلاَ تُنکِحُوْا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّن مُّشْرِکٍ وَلَوْ أَعْجَبَکُمْ أُوْلٰئِکَ یَدْعُونَ إِلَی النَّارِ وَاللهُ یَدْعُوْ إِلَی الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ“ (البقرة: ۲۲۱)، ”فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلاَتَرْجِعُوْهُنَّ إِلَی الْکُفَّارِ لاَ هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلاَ هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ..... وَلاَ تُمْسِکُوا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ“ (الممتحنة: ۱۰)۔

رقمه عبدالحی عفا الله عنه
۴/ذیقعدة ۱۳۳۸ ھ۔

ولا یجوز لأهل الإسلام ان یعاملوا المرزائیة فی امر دینًا کان او غیر دین۔

انا العاجز محمد فاضل
بن المولوی محمد اعظم مرحوم فتح گڑھی

مرزائیوں سے نکاح ہی دُرست نہیں، چہ جائیکہ افتراق ۔۔۔! محمد عبدالله فتح گڑھی

تمت هٰذه الفتاوی فالمرجو من المسلمین ان یعملوا بها
اوائل ذی الحجة ۱۳۳۸ ھجریة مقدسة

✻✻✻

مرزائی کا جنازہ اور مسلمان

ایک لمحہ فکریہ!

از

حضرت مولانا احمد سعید گوجرانوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى خُصُوۡصًا عَلٰى خَاتَمِ الۡاَنۡبِيَاءِ سَيِّدِنَا وَ شَفِيۡعِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

برادرانِ اسلام! تمام مسلمان خواہ وہ کسی مکتبِ فکر اور کسی بھی نظریۂ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں، اس بات کو بخوبی جانتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے سچا یقینی مذہب اور دِین صرف اِسلام ہی ہے: ’’اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ‘‘ (آل عمران:۱۹) اس کے سوا تمام مذاہب اور اَدیانِ باطل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اس دِینِ اسلام کی شمع روشن کرنے والے اور جن واِنس کو راہِ راست بتانے والے ہادی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول نبی برحق رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ تک مختلف اوقات میں انبیاء و رسول مبعوث فرمائے، سب سے آخری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختمِ نبوّت کا مبارک تاج عطا فرما کر نبوّت و رِسالت کا سلسلہ ختم و بند کردیا، اس پر سب مسلمانوں کا اِیمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دَور و زمانے میں کسی قسم کا کوئی نبی و رسول نہیں ہوسکتا، نہ حقیقی نبی اور نہ ہی عکسی، ظلّی و بروزی وغیرہ، جیسا کہ متعدّد آیاتِ قرآنی میں اس کا ذکر ہے:

’’مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا‘‘ (الاحزاب ۴۰)

’’حضرت محمد (□) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی تمام نبیوں سے آخر میں آنے والے ہیں)۔‘‘

یہ بات فیصلہ کن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام ممالک اور اَقوامِ عالم جن و اِنس کے لئے ہے۔

’’اِنَّمَا اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ‘‘ (الرعد:۷)

’’بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں، اور ہر ایک قوم کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۂ اَعراف میں آپ کی نبوّت عام کا اِعلان فرماتے ہیں:

’’قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ‘‘ (الاعراف:۱۵۷)

’’اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔‘‘

اوراَحادیثِ صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف اِرشادات موجود ہیں جوقرآنِ کریم کی تفسیر ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ‘‘

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

ترجمہ:۔۔۔’’میرے اُوپر اللہ تعالیٰ نے نبوّت کا سلسلہ ہی ختم کردیا۔‘‘

’’اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ‘‘ (ابوداوٗد ج:۲ ص:۲۲۸، کتاب الفتن، طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ:۔۔۔’’میں نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘

اورنہ ہی کسی قسم کی نبوّت کسی کو مل سکتی ہے، بلکہ آپ کی نبوّت ابدی ہمیشہ کے لئے قائم ودائم، ہرزمانے کے لئے مساوی ہے، تمام دُنیا کے مسلمانوں کا یہ اِجتماعی واِتفاقی فیصلہ کن عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی زمانے میں کسی قسم کی نبوّت یا رِسالت کا دعویٰ کرے تو وہ اَزرُوئے قرآن وسنت اور اِجماعِ اُمت کے وہ شخص کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں جب مسیلمہ کذّاب اور اَسودعنسی جیسے بدبختوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ نے ان پر اِرتداد اور کفر کا قطعی حکم لگایا اور ان کی سرکوبی کی۔ اس کے بعد وقت بوقت ایسے خبیث بدباطن قسم کے انسان نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرتے رہے اور ساتھ ساتھ ان کی سرکوبی ہوتی رہی۔ پھر جب برصغیر پاک وہند میں مرزائے قادیانی نے انگریز کے زیرِ سایہ اور اس کے حکم پر اُن کا خودکاشتہ پودا ہونے کی وجہ سے دعوئ نبوّت کیا تو علمائے اُمت نے اِبتدائً دہلی میں جون ۱۸۹۱ء کے اِجتماعِ عظیم میں، اور پھر تمام دُنیا کے مسلمانوں نے بالاتفاق اس کے مرتد اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور مرزا کو کسی قسم کا پیشوا ماننے والے کو بھی اسی طرح مرتد وکافر کہا، اور مسلمانوں کو ہمیشہ لگاتار اس کی گمراہی سے بچانے کے لئے پوری جدوجہد اور کوشش کی۔ اس ملک کے باشندے اس جدوجہد سے بخوبی واقف ہیں، ۱۹۵۳ء کی ’’تحریکِ ختمِ نبوّت‘‘ اور لاہور کا مارشل لاء جنرل اعظم خان کا فدایانِ ختمِ نبوّت پر فائرنگ اور مسلمانوں کا بخوشی جامِ شہادت نوش کرنا، پھر منیرانکوائری رپورٹ اس کا ایک بیّن ثبوت اور سرکاری شہادت ہے، تمام دُنیا کے مسلمانوں کا یہ اِتفاقی عقیدہ ہے کہ مرزائے قادیان کو کسی قسم کا پیشوا ماننے والے مرزائی قطعاً مسلمان نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے کسی گروہ یا فرقے میں شمار ہوسکتے ہیں۔ ان کا مذہب، ان کا فرقہ، اسلام اور مسلمانوں سے بالکل جدا ہے۔ ان کا نکاح، جنازہ، مرگ وخوشی مسلمانوں سے الگ ہیں، کوئی مرزائی اپنی لڑکی کسی مسلمان کے نکاح میں نہیں دیتا، اور نہ کسی مسلمان کو کسی مرزائی سے نکاح جائز ہے۔ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی العیاذ باللہ مرزائی ہوجائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مرزائی کا جنازہ پڑھے یا اس کے لئے دُعائے مغفرت کرے اور اس کی قبر پر جائے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا

صاف اِرشاد موجود ہے کہ کافر، مشرک اور منافق کے لئے اِستغفار کرنا اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا قطعاً حرام ہے:

’’وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ‘‘ (التوبۃ ۸۴)

’’اے نبی! اور نمازِ جنازہ نہ پڑھیں ان میں سے کسی پر جو مرجائے کبھی بھی، اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر، وہ منکر (کفر کرنے والے) ہوئے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے، اور وہ مرگئے نافرمان۔‘‘

اللہ تعالیٰ مزید دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اِیمان والوں کو خطاب فرما کر منع کر رہے ہیں:

’’مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ‘‘ (التوبۃ ۱۱۳)

’’لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں (اللہ سے) مشرکوں کے لئے اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ صاف ظاہر ہوچکا ان پر یہ کہ وہ ہیں دوزخ والے۔‘‘

اور مرزائی تو کافر، مرتد ہیں، مرتد کا درجہ مشرک اور منافق سے زیادہ بدتر ہے! ان پر نمازِ جنازہ پڑھنا اور دُعائے مغفرت کرنا، اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی اور بغاوت ہے۔

مرزائی، مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں، یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں ان سے زیادہ خطرناک گروہ کوئی نہیں، ان کی سازشوں کا جال بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے، صرف ایک تازہ واقعے کی طرف آپ کو توجہ دِلائی جاتی ہے کہ مرزائیوں نے تمام ممالکِ اسلامیہ کے دُشمن اِسرائیل (یہودی) جیسے مکار خبیث ملک میں اپنی تبلیغی مشنری وہاں کے عرب مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے قائم کر رکھی ہے، جبکہ حکومتِ پاکستان اور اکثر اِسلامی ممالک کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات بھی نہیں ہیں۔

’’گوجرانوالہ کی میونسپل کمیٹی کے ذمہ دار مسلمان افسران سے‘‘

جس طرح مسلمانوں کو مرزائیوں کا جنازہ پڑنا جائز نہیں، اسی طرح مرزائیوں کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی اَزرُوئے شریعت جائز نہیں، ان کا قبرستان بھی عیسائیوں، یہودیوں کی طرح بالکل الگ ہونا چاہئے۔ مسلمانانِ گوجرانوالہ کے لئے یہ بات کس قدر شرمناک ہے کہ ان کے قدیم قبرستان میں ان کے اموات کے ساتھ ساتھ مرزائی بھی دفن کئے جاتے ہیں، اس سلسلے میں میونسپل کمیٹی کے مسلمان ممبران اَربابِ بست وکشاد افسران اور ذمہ دار حضرات کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات، اِحساسات اور مذہبی عقیدے کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانوں کے قبرستان سے الگ اور جُدا مرزائیوں کے لئے قبرستان متعین اور مقرّر کریں، مرزائیوں کو مسلم قبرستان میں دفن ہونے کی ہرگز اِجازت نہ دیں، اور قانوناً ان کو روک دیں، کیونکہ اس سے دِین ومذہب کی رُوح مجروح ہوتی ہے اور عقیدۂ ختمِ نبوّت پر اِیمان رکھنے والے مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ افسرانِ بااِختیار کی اس چشم پوشی کی وجہ

سے مرزائی بعض سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکا دے دیتے ہیں کہ جب ہمارا قبرستان ایک ہے تو ہم سب مسلمان ہیں، تو وہ مسلمان ان کے جنازے میں بھی شریک ہوجاتے ہیں، اس کی تمام ذمہ داری میونسپل کمیٹی کے باختیار حضرات پر ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ میونسپل کمیٹی کے افسران اور ذمہ دار حضرات اپنے اسلامی جذبات کے پیشِ نظر قریبی اِجلاس میں اس مسئلے پر غور وفکر فرما کر ہماری اس گزارش کو منظور کرکے اسلام اور مسلمانوں پر اِحسانِ عظیم اور ایک بہترین مثال قائم کریں گے۔

قادیانیوں کے نزدیک تمام دُنیا کے مسلمان کافر ہیں

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزائی، مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے مطابق مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ ہر وہ انسان جو مرزا آنجہانی کی نبوّت کا قائل نہ ہو، اس کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج یقین کرتے ہیں، مندرجہ ذیل حوالہ جات بطورِ نمونہ ملاحظہ کریں:

۱:۔۔۔’’مجھے خدا کا اِلہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(اِشتہار معیار الاخیار مجموعہ اِشتہارات ج:۳ ص:۲۷۵)

۲:۔۔۔’’اب ظاہر ہے کہ ان اِلہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر اِیمان لاؤ اور اس کا دُشمن جہنمی ہے۔‘‘

(انجامِ آتھم ص:۶۲، خزائن ج:۱۱ ص:۶۲)

۳:۔۔۔’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے، وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم، تذکرہ ص:۶۰۷)

۴:۔۔۔’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

۵:۔۔۔’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں، اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزائے قادیان) کے منکر ہیں، یہ دِین کا معاملہ ہے، اور اس میں کسی کا اپنا اِختیار نہیں کہ کچھ کرسکے۔‘‘ (انوارِ خلافت ص:۹۰)

۶:۔۔۔کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

۷:۔۔۔ ’’پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اِطلاع دی ہے کہ تمہارے اُوپر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہئے کہ تمہارا اِمام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔‘‘

(اربعین ص:۲۸، حاشیہ نمبر۳، خزائن ج:۱۷ ص:۴۱۷)

قادیانی مذہب میں مسلمان کو مرحوم کہنا اور معصوم بچے تک کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں

۸:۔۔۔ ’’سوال:۔ کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلۂ احمدیہ میں شامل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ: ’’خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے‘‘؟

جواب:۔ غیراحمدیوں (مسلمانوں) کا کفر بینات سے ثابت ہے، اور کفار کے لئے دُعائے مغفرت کرنا جائز نہیں۔‘‘ (اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان، ۷؍فروری ۱۹۲۱ء، جلد ۸ نمبر ۵۹)

۹:۔۔۔ ’’ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیرمبائع (لاہوری پارٹی کے مرزائی) کہتے ہیں کہ غیراحمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے؟ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ بچہ جوان ہوکر احمدی ہوتا؟ اس کے متعلق (میاں بشیرالدین محمود احمد خلیفہ قادیان) نے فرمایا: جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیراحمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔‘‘

(ڈائری مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۲ء، جلد ۱۰، نمبر ۳۲، ص:۶)

۱۰:۔۔۔ ’’غیراحمدی تو حضرت مسیحِ موعود کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو مسیحِ موعود کا مکفر نہیں؟ میں سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات دُرست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟‘‘ (انوارِ خلافت ص:۹۳)

مرزائی مذہب میں مسلمانوں کو لڑکیاں دینا حرام ہے

۱۱:۔۔۔ ’’حضرت مسیحِ موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیراحمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکاتِ خلافت ص:۷۳، از مرزا محمود قادیانی)

۱۲:۔۔۔ ’’غیراحمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے، اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔‘‘ (برکاتِ خلافت ص:۷۳، از مرزا محمود قادیانی)

۱۳:۔۔۔ ’’جو شخص غیراحمدی کو رِشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیحِ موعود کو نہیں سمجھتا، اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیراحمدیوں میں سے ایسا بے دِین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے، ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہوکر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے، مگر تم احمدی

کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص:۴۶،از مرزا محمود قادیانی)

دو قسم کے تعلقات

۱۴:۔۔۔’’غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دِیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا ہے۔۔۔۔ جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں، دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دِینی، دُوسرے دُنیوی، دِینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے، اور دُنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اِجازت ہے، تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اِجازت ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل ص:۱۶۹، از مرزا بشیر احمد پسر مرزا آنجہانی)

مقامِ عبرت!

مذکورہ بالا حوالہ جات کو بار بار پڑھیں اور غور و فکر کریں کہ مسلمانوں کی نسبت جب مرزا آنجہانی اور اس کے تمام ماننے والوں کے یہ بدعقائد ہیں، تو اَب مرزائی ایک مستقل اور مسلمانوں سے الگ اُمت (فرقہ) نہیں تو اور کیا ہیں۔۔۔؟ بنابریں ان کو مسلمان سمجھنا، ان سے تعلقات بحال رکھنا، میل جول مسلمانوں کی طرح برت برتاؤ کرنا، ان کی غمی و خوشی میں شریک ہونا، ان کے مُردوں کا جنازہ پڑھنا، اِنتہائی بے غیرتی اور گمراہی ہے، جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح محبت و عقیدت ہے، اس کی غیرتِ ایمانی مرزائیوں سے کسی قسم کے تعلق کو قطعاً نہیں برداشت کر سکتی۔ مسلمانوں کے لئے یہ مقامِ عبرت اور لمحہ فکریہ ہے، ایمان و محبتِ رسول کا اِمتحان ہے، کل قیامت کے دن تم سے ضرر پُرسش ہوگی، جواب کے لئے تیار رہو! وہاں کسی کی رشتہ داری، برادری اور دوستی کام نہیں آئے گی، بلکہ صحیح ایمان، سچی محبت، ختمِ نبوّت کا صحیح عقیدہ اور دُرست اسلام کے مطابق اعمالِ صالحہ کام آئیں گے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم اور اِسلام کے سچے عقیدے پر ثابت قدم رکھے۔

قائدِ اعظم کا جنازہ اور سر ظفر اللہ قادیانی

پاکستان کے بانی اور گورنر جنرل قائدِ اعظم محمد علی جناح کا جب انتقال ہوا تو تمام ملک غم و سوگ میں ماتم کدہ بنا ہوا تھا، اور دُور دُور سے مسلمان جوق در جوق اپنے محبوب رہنما کے جنازے کے لئے کراچی پہنچ رہے تھے، جب نمازِ جنازہ شروع ہوئی تو سر ظفر اللہ قادیانی جو اس وقت پاکستان کا وزیر خارجہ اور ملازم تھا، صفوں سے الگ ہو کر عیسائیوں میں بیٹھ گیا اور جنازے کی نماز نہ پڑھی، اور نہ ہی جنازے میں شریک ہوا۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا محمد اِسحاق صاحب ہزاروی، ڈسٹرکٹ خطیب ہزارہ، ایبٹ آباد نے جب ظفر اللہ سے سوال کیا کہ تم نے قائدِ اعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو ظفر اللہ قادیانی نے صاف جواب دیا کہ: ’’مولانا! آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم، یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھیں!‘‘

یہ واقعہ اور بیان مسلمانوں کی غیرتِ اسلامیہ کے لئے ایک کھلا چیلنج اور دعوتِ فکر ہے کہ مرزائی تو مسلمانوں کے ایک معصوم بچے کا جنازہ نہ پڑھیں اور معصوم بچے کا جنازہ پڑھنا حرام سمجھیں، اور ان کا بڑے سے بڑا مشہور آدمی کسی مشہور مسلمان اور خاص کر پاکستان کے بانی گورنر جنرل کا جنازہ بھی نہ پڑھے اور عیسائیوں کی طرح جنازے کی صفوں سے الگ ہوکر بیٹھ جائے، اور جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو صاف جواب دے کہ کافر اور مسلمان ایک دُوسرے کا جنازہ نہیں پڑھتے! مگر یہاں مسلمان ہیں کہ محض برادری اور دوستانہ کی وجہ سے مرزائی کا جنازہ پڑھتے ہیں اور ان کو شرم نہیں آتی، مگر یہ شرم اور صداَفسوس کا مقام ہے۔۔۔!

گوجرانوالہ میں ایک ناخوشگوار واقعہ

گوجرانوالہ کے محلہ باغبان پور میں ایک مشہور مرزائی میّت کے جنازے میں بدقسمتی سے کئی مسلمان بھی محض برادری سسٹم کے لحاظ و ملاحظہ کی وجہ سے شریک ہوگئے، اور سب سے زیادہ غم انگیز، قابلِ صداَفسوس بات یہ ہوئی کہ ایک مولوی صاحب نے مرزائیوں کی اِجازت سے مسلمانوں کو الگ نمازِ جنازہ پڑھائی، جبکہ مرزائی پہلے خود جنازہ پڑھ چکے تھے، جب اس کا چرچا شہر میں ہوا تو عوام اور خواص میں سخت ہیجان پیدا ہوا، چنانچہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء سے فتویٰ دریافت کیا گیا تو ہر ایک عالم نے الگ الگ فتویٰ لکھا، ان تمام جوابات کا قدرِ مشترک درج ذیل ہے:

اَزرُوئے شریعت، مرزائی مرتد، کافر، دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔ اور ان کو مسلمان سمجھنا کفر ہے، ان کا جنازہ جائز سمجھ کر پڑھنے پڑھانے والے عمداً یہ جانتے ہوئے کہ یہ میّت مرزائی ہے تو وہ سب لوگ میّت کی طرح کافر، مرتد ہوگئے، ان کو تجدیدِ اِسلام اور تجدیدِ نکاح کرنا چاہئے، توبہ اِستغفار کریں اور آئندہ کے لئے عہد کریں کہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں گے۔ البتہ وہ لوگ جو اِتفاقاً شریک ہوئے اور بالکل بے خبر تھے، ان کو میّت کے حال کا علم نہیں تھا، وہ صرف توبہ اِستغفار کریں اور آئندہ کے لئے محتاط رہیں، چنانچہ اس مختصر سے پمفلٹ میں ان تمام علماء کے فتاویٰ درج کردیئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے پوری آگاہی ہو اور آئندہ اس قسم کی غلطی کے اِرتکاب سے محتاط رہیں۔

فتویٰ

اَلْاِسْتِفْتَاء:۔۔۔کیا فرماتے ہیں علمائے دِین و مفتیانِ شرعِ متین کہ:

۱:۔۔۔ایک مولوی صاحب باوجود علم و یقین کے ہوتے ہوئے کہ یہ میّت مرزائی کی ہے، عمداً نمازِ جنازہ پڑھائے اور اس کے لئے دُعائے مغفرت کرے۔

۲:۔۔۔اس اِمام کے پیچھے مسلمان مقتدی باوجود میّت کو مرزائی یقین کرتے ہوئے نمازِ جنازہ پڑھیں اور دُعائے مغفرت کریں، ان کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مسلمان رہے یا نہ؟ اور ان کا پہلا نکاح باقی رہا یا نکاح ٹوٹ گیا، نکاح ثانی ہونا چاہئے؟ بینوا توجروا!

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

جوابات

ا:۔۔۔محقق العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کا جواب

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصًا علٰی سیّد الرسل و الانبیاء الذی لا رسول بعدہ و لا نبی و من ادعی فقد شقی و ھویٰ

اما بعد! دِینی طور سے دُنیا میں بڑے بڑے فتنے رُونما ہوئے ہیں، جن کے قلع قمع کے لئے علمائے اُمت اور صلحائے اُمت نے اپنی استطاعت کے مطابق کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی اور باطل پرستوں کے شکوک وشبہات کو دلائل و براہین کے بے خطا ہتھیاروں سے چکنا چور کر کے رکھ دیا اور فضائے آسمانی میں ان کی دھجیاں بکھیر دیں اور ان کے بخیے ایسے اُدھیڑے کہ دُنیا بھر کے رفوگر بھی ان کو ملا نہ سکے، ان فتنوں میں سے اس دور کا ایک عظیم فتنہ قادیانیت ہے جس کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی جن کے کفر پر تمام علمائے اسلام متفق اور یک زبان ہیں۔

مرزا آنجہانی کی تکفیر کے تین اُصول ہیں:

ا:۔۔۔حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کا اِنکار، اور ختمِ نبوّت کے مُسلَّم معنی میں بے جا تأویل اور اپنی مصنوعی اور خودساختہ نبوّت کے لئے چور دروازے کی گنجائش۔

۲:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے نزول کا اِنکار اور اس کی دُوراَز کار اور لایعنی تأویلات۔

۳:۔۔۔حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین۔

یہ تین اُصول ہیں جن کی وجہ سے علمائے ملت نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کی تکفیر کی ہے، اور اس میں وہ سو فیصدی حق بجانب ہیں، اور اس میں ایک رتی بھر شک وشبہ کی مطلقاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اصلِ اوّل:۔۔۔مرزا قادیانی نے کھلے لفظوں میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے، چند حوالے ملاحظہ ہوں:

ا:۔۔۔''حق یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ، بلکہ صدہا دفعہ۔''

(ایک غلطی کا اِزالہ ص:۲، خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۶)

۲:۔۔۔''مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان اِلہامات پر اسی طرح اِیمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور دُوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا

ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘

(رُوحانی خزائن ج:۲۲ص:۲۲۰،حقیقۃ الوحی ص:۲۱۱)

۳:۔۔۔’’اِلہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مأمور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے، اس پر اِیمان لاؤ، اور اس کا دُشمن جہنمی ہے۔‘‘

(رُوحانی خزائن ج:۱۱ص:۶۲، انجامِ آتھم ص:۶۲)

۴:۔۔۔’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اسی نے مجھے مسیحِ موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں، جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(رُوحانی خزائن ج:۲۲ص:۵۰۳، تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۶۸)

۵:۔۔۔’’خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کہ یعنی اس عاجز کو ہدایت، دِینِ حق اور تہذیبِ اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (رُوحانی خزائن ج:۱۷ص:۴۲۶،اربعین نمبر۳ص:۳۶)

۶:۔۔۔’’اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت اِفترا کرکے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے، خدا نے اِفترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہوگیا، پس اس تعریف کے رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، مثلاً یہ اِلہام: **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکٰی لھم**، یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔‘‘

(رُوحانی خزائن ج:۱۷ص:۴۳۵، اربعین نمبر ۴ ص:۶)

اس عبارت سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تشریعی نبوّت کا بھی تھا، اس لئے ان کے اَتباع واَذناب کی یہ تأویل کہ ’’وہ غیرتشریعی نبی تھے‘‘ سراسر باطل ہے۔ اور اسی طرح ظلّی اور بروزی کا دعویٰ بھی قطعاً مردود ہے، کیونکہ سایہ ذی سایہ کے تابع ہوتا ہے، اگر اصل اور ذی سایہ مثلاً تین دفعہ اُٹھتا بیٹھتا اور حرکت کرتا ہے تو سایہ بھی اتنی دفعہ اُٹھے بیٹھے گا اور حرکت کرے گا، یہ نہیں کہ ذی سایہ تو تین دفعہ حرکت کرے اور سایہ دس دفعہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تحفہ گولڑویہ ص:۴۰،خزائن ج:۱۷ص:۱۵۳ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعیین تین ہزار لکھی ہے، اور اپنے معجزات اور نشانات کی تعداد دس لاکھ بتلائی ہے (براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص:۵۶،خزائن ج:۲۱ص:۷۲) گویا سایہ، ذی سایہ اور اصل سے بڑھ گیا، **نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات**۔۔۔!

ان صریح حوالوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا غلام احمد تشریعی اور غیر تشریعی دونوں نبوتوں کا اپنے لئے مدعی تھا، حالانکہ قرآنِ کریم کی نصوصِ قطعیہ کے علاوہ احادیثِ متواترہ اور اِجماعِ قطعی اس اَمر پر دال ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوّت و رِسالت کا دعویٰ کرے، اس کا دعویٰ یقیناً مرُدود ہے، قرآنِ کریم کے اس مضمون کو ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی اِجمالاً یا تفصیلاً جانتا ہے:

’’مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا‘‘ (الاحزاب ۴۰)

ترجمہ:۔۔۔’’حضرت محمد (□) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہین، اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔‘‘

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

’’قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: إنَّ الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت، فلا رسول بعدی ولا نبی۔ وقال ھٰذا حدیث صحیح غریب۔‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۵۱، باب الرُّؤیا)

ترجمہ:۔۔۔’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رسالت (تشریعی نبوّت) اور نبوّت (غیر تشریعی نبوّت) دونوں بند ہوچکی ہیں، سو میرے بعد نہ تو کوئی شرعی نبی آسکتا ہے اور نہ غیر شرعی۔‘‘

اور ایک روایت میں یہ الفاظ وارِد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’لانہ لا نبی بعدی ولا رسول۔‘‘

(مستدرک ج:۵ ص:۵۵۷، باب لا یبقی من النبوّۃ إلّا الرُّؤیا الصالحۃ)

ترجمہ:۔۔۔’’کہ میرے بعد نہ تو غیر شرعی نبی آسکتا ہے اور نہ شرعی۔‘‘

حضرت مُلّا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ:

’’ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالإجماع۔‘‘

(شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲، طبع مجتبائی)

ترجمہ:۔۔۔’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت ملنے کا مدعی ہو، تو وہ کافر ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوّت مل چکی ہے، اس لئے ان کے تشریف لانے سے ختمِ نبوّت پر کوئی زَد نہیں پڑتی، چنانچہ علامہ الشہاب الخفاجیؒ لکھتے ہیں کہ:

’’لا نبی بعدی أی لا ینبیء أحد بعد نبوّتی۔‘‘ (خفاجی شرح شفا ج:۴ ص:۳۹۳)

’’یعنی لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ میری نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت مل نہیں سکتی۔‘‘

سراج الامت حضرت اِمام اعظم ابوحنیفہؒ کا فتویٰ

حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور ایک شخص (الھلونی) نے کہا کہ: ''میں جاکر اس سے کوئی نشانی اور معجزہ طلب کرتا ہوں، تاکہ اس کا صدق وکذب عیاں ہو!'' اس پر حضرت اِمام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ:

''من طلب منه علامة فقد کفر لقول النبی صلی اللہ علیه وسلم: لا نبی بعدی!''

(مناقب صدر الأئمة المکی ج:۱ ص:۱۶۱، طبع دائرة المعارف حیدرآباد، دکن)

ترجمہ:۔۔۔''جو شخص اس سے علامت طلب کرے گا تو وہ کافر ہوجائے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے کہ میرے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی۔''

غرضیکہ ختمِ نبوّت کا مسئلہ اس قدر واضح، ایسا روشن اور اتنا بے غبار ہے کہ اس میں تأمل کرنا بھی خالص کفر ہے۔

حجة الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کا عقیدہ

چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ:

''اپنا دِین واِیمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا اِحتمال نہیں، جو اس میں تأمل کرے، اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' (مناظرہٴ عجیبہ ص:۱۰۳، مطبوعہ سہارن پور)

اصلِ دوم:۔۔۔مرزا آنجہانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا دعویٰ اور ان کے زمین پر نزول کا صاف الفاظ میں اِنکار کیا ہے، جو بجائے خود کفر ہے، چند عبارات ملاحظہ ہوں:

۱:۔۔۔''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو رفعِ جسمانی ٹھہرانا، سراسر ہٹ دھرمی اور حماقت ہے۔'' (براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص:۴۳، خزائن ج:۲۱ ص:۵۵)

۲:۔۔۔''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا۔''

(تتمہ حقیقة الوحی ص:۲۴، خزائن ج:۲۲ ص:۴۵۶)

۳:۔۔۔''فمن سوء الأدب ان یقال: ان عیسیٰ علیه السلام ما مات وان ھو إلّا شرک عظیم۔'' (الاستفتاء ص:۳۹، خزائن ج:۲۲ ص:۶۶۰)

ترجمہ:۔۔۔''یہ بے ادبی کی بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی، اور ان کی وفات کا اِقرار نہ کرنا بہت بڑا شرک ہے۔''

۴:۔۔۔''اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے حِسّی اور بدیہی ثبوتوں کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کردیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتا دے دیا ہے۔''

(تریاق القلوب ص:۹، خزائن ج:۱۵ ص:۱۴۵)

۵:۔۔۔’’اما صعود عیسیٰ علیہ السلام ونزولہٗ فھو امر یکذبہ العقل وکتاب اللّٰہ القرآن۔‘‘ (الاستفتاء ص:۲، خزائن ج:۲۲ص:۶۲۲)

ترجمہ:۔۔۔’’بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اورنزول کا معاملہ تو عقل اوراللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ کریم اس کی تکذیب کرتی ہے۔‘‘

۶:۔۔۔’’واللّٰہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح ابن مریم وانی نازل فی منزلہٖ ولٰکنی اخفیتہٗ نظرًا إلٰی تأویلہ۔‘‘ (آئینہ کمالاتِ اسلام ص:۵۵۱، خزائن ج:۵ص:ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔’’بخدا میں کافی عرصے سے جانتا تھا کہ بلاشک میں مسیح ابن مریم بنادیا گیا ہوں، لیکن میں اسے چھپاتا رہا، اس کی تأویل کی طرف نظر کرتے ہوئے۔‘‘

۷:۔۔۔’’خدانے اس اُمت میں سے مسیحِ موعود بھیجا جواس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ان مریم میرے زمانے میں ہوتا تو جو کام میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، خزائن ج:۲۲ص:۱۵۲)

۸:۔۔۔’’پھر جب کہ خدانے اوراس کے رسول نے اورتمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کواس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قراردیا ہے، تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو؟‘‘ (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵، خزائن ج:۲۲ص:۱۵۹)

ان تمام عبارات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، ان کے رفع اِلی السماء، اور پھر نزول کا صاف اِنکار کیا ہے، اورخود مسیح بننے، بلکہ ان سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔۔۔معاذ اللہ!۔۔۔حالانکہ نصوصِ قطعیہ صریحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع، ان کی حیات اور پھر نزول ثابت ہے۔

قرآنِ کریم کا یہ حکم کس مسلمان سے مخفی ہے:

’’بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ‘‘(النساء:۱۵۸)

’’بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کواپنی طرف اُٹھالیا ہے۔‘‘

حضرت اِمام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:

’’رفع عیسیٰ علیہ السلام إلی السماء ثابت بھذہ الآیۃ۔‘‘

(تفسیر کبیر ج:۱۱ص:۱۰۳، زیرآیت:’’بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ‘‘)

ترجمہ:۔۔۔’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اِلی السماء اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

”لما اراد اللّٰہ ان یرفع عیسیٰ إلی السماء خرج إلی أصحابہ، وقال ابن کثیر: وھٰذا إسنادہ صحیح۔“ (ج:۲ ص:۳۹۸، زیر آیت:”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ“)

ترجمہ:۔۔۔”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھانے کا اِرادہ فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے صحابہ کی طرف نکلے۔ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔“

اور اِمامِ اہلِ سنت ابوالحسن الاشعریؒ فرماتے ہیں کہ:

”وأجمعت الأُمّة علی ان اللّٰہ عز وجل رفع عیسیٰ إلی السماء۔“

(کتاب الدیانة عن اصول الدیانة ص:۵۳، ذکر الإستواء علی العرش)

ترجمہ:۔۔۔”تمام اُمت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھالیا ہے۔“

علامہ ابوحیان اندلسیؒ لکھتے ہیں:

”واجمعت الأُمّة علی ان عیسیٰ علیہ السلام حی فی السماء وینزل الی الارض۔“

(تفسیر نہر الماد ج:۲ ص:۴۷۳)

ترجمہ:۔۔۔”تمام اُمت کا اس امر پر اِجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زِندہ ہیں اور زمین پر نازل ہوں گے۔“

علامہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ:

”وأجمعت الأُمّة علی ما تضمنہ الحدیث المتواتر ان عیسیٰ علیہ السلام فی السماء حیٌّ وانہ ینزل فی آخر الزمان۔“ (بحر المحیط ج:۲ ص:۴۷۳، زیر آیت:”اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى“)

ترجمہ:۔۔۔”حدیثِ متواتر کے پیشِ نظر تمام اُمت اس بات پر متفق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زِندہ ہیں اور آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔“

علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں کہ:

”فقد اجمعت الأُمّة علی نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اھل الشریعة۔“

(شرح عقیدة السفارینی ج:۲ ص:۹۰)

ترجمہ:۔۔۔”بے شک ساری اُمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر متفق ہے اور اہلِ اسلام میں سے کوئی شخص اس کا مخالف نہیں ہے۔“

علامہ ابنِ حزمؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

”واما من قال: ان اللہ عزّ و جلّ ھو فلان لإنسان بعینہٖ، او أن اللہ تعالٰی یحل فی جسم من اجسام خلقہٖ، او أن بعد محمد صلی اللہ علیہ و سلم نبیًا غیر عیسی بن مریم، فإنہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہٖ لصحۃ قیام الحجۃ بکل ھٰذا علٰی کل احد۔“

(الفصل و النحل ج:۲ ص:۲۶۹)

ترجمہ:۔۔۔”جو شخص یہ کہے کہ: ”اللہ تعالیٰ فلاں شخص کے رُوپ میں ہے“، یا یہ کہے کہ: ”اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق کے جسم میں حلول کرتا ہے“، یا یہ کہے کہ: ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور نبی آسکتا ہے“ تو (اہلِ اسلام میں) دو آدمی بھی اس کے کفر میں مختلف نہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی صحت، ہر ایک پر قائم ہو چکی ہے۔“

اور دُوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

”إلّا ان عیسی بن مریم سینزل!“ (محلی ج:۱ ص:۹۴ توحید)

ترجمہ:۔۔۔”ہاں مگر عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے!“

اور خود مرزا قادیانی نے جب مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو صاف لکھا ہے کہ:

”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجے کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے۔۔۔۔۔۔تواتر کا درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷، خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

گویا مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد کو تسلیم کرکے اپنے سابق فتویٰ کے رُو سے ہٹ دھرم، احمق، بے ادب اور بڑا مشرک بھی رہے۔ نہ معلوم وہی احمق اور بڑا مشرک ”مسیحِ موعود“ کیسے بن گیا؟ اور اس کو نبوّت کیونکر مل گئی؟ کیا مشرک کو بھی نبوّت مل سکتی ہے۔۔۔؟

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نزول آسمان سے ہوگا، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”کیف انتم إذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و إمامکم منکم۔“

(کتاب الأسماء و الصفات للبیھقی ص:۴۲۴، باب اِنِّیْ مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ)

ترجمہ:۔۔۔”تم کیسی اچھی حالت میں ہوگے جبکہ تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا اِمام (مہدی۔ علی التفسیر) تم میں سے ہوگا۔“

اور ان کی ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ:

”ثم ینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ و سلم من السماء فیؤمّ الناس۔ الحدیث۔“

(مجمع الزوائد ج:۷ ص:۳۵۲، باب ما جاء فی الدجال)

ترجمہ:۔۔۔ ’’پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہوں گے، سو لوگوں کو اِمامت کرائیں گے۔‘‘

اور حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’فعند ذالک ینزل اخی عیسی ابن مریم من السماء۔ الحدیث‘‘

(کنز العمال ج:۱۴ ص:۶۱۹، حدیث:۳۹۷۲۶، باب نزول عیسی علیہ السلام)

ترجمہ:۔۔۔ ’’تو اس وقت میرے بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔‘‘

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں اس طرح آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’یمکث عیسی علیہ السلام فی الأرض بعد ما ینزل اربعین سنة، ثم یموت ویصلّی علیہ المسلمون ویدفنونہ۔‘‘ (مسند طیالسی ج:۴ ص:۲۷۴، ۲۷۳)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد چالیس سال قیام فرمائیں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھائیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔‘‘

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر دفن کئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ جملہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

’’ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۴۷۹، باب نزول عیسی علیہ السلام)

ترجمہ:۔۔۔ ’’پھر ان کی وفات ہوگی اور میرے مقبرے اور روضے میں میری قبر مبارک کے ساتھ ہی وہ دفن کئے جائیں گے۔‘‘

اور خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

’’الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومہ ولا یأخذ شیئًا من الأرض ما لھم لا یشعرون۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص:۴۰۹، خزائن ج:۵ ص:ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔ ’’کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اپنے تمام علوم کے ساتھ نازل ہوں گے اور زمین سے کوئی شے (علم) حاصل نہ کریں گے، یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے؟‘‘

اور دُوسرے مقام پر لکھتے ہی کہ حج الکرامہ ص:۴۱۸ میں ابن واطیل وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ حضرت مسیح عصر کے وقت (صحیح روایت میں فجر کا وقت ہے، (مستدرک ج:۴ ص:۴۷۸) صفدر) آسمان پر سے نازل ہوگا (تحفہ گولڑویہ ص:۱۱۲، خزائن ج:۱۷ ص:۲۸۱)۔

اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (اِزالہ اوہام ص:۸۱، خزائن ج:۳ ص:۱۴۲)

ہمارے پاس مسلم شریف کے جو نسخے ہیں، ان میں ''آسمان'' کا لفظ موجود نہیں ہے، لیکن مرزا قادیانی کے نسخے میں ''آسمان'' کا لفظ ضرور موجود ہوگا، اور آسمان پر اُٹھائے جانے کا مرزا قادیانی کو بھی اِقرار ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''اس لئے وہ ایک خوش اِعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایامِ زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔'' (فتح الاسلام حاشیہ ص:۲۵، خزائن ج:۳ ص:۱۵)

غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، ان کا رفع الی السماء، اور پھر ان کا آسمان سے نزول قرآن وحدیث اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے، اور اس کا اِنکار اور تأویل سراسر کفر ہے۔

اصلِ سوم:۔۔۔ حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر اور ان کا ادب واِحترام اِیمان کی بنیادی شرط ہے، اور ان کی توہین وتحقیر، اور بے ادبی خالص کفر ہے، جس میں ادنیٰ برابر شک نہیں ہے۔ قرآن وحدیث اور اِجماعِ اُمت کے واضح دلائل اس پر موجود ہیں، اور یہ ایک ایسی واضح اور روشن حقیقت ہے کہ اس کے اِثبات کے لئے دلائل اور براہین کا ذِکر کرنا غیرضروری ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا اِرتکاب کر کے اپنے کفر پر مہرِ تصدیق ثبت کی اور آتشِ دوزخ مول خریدی ہے۔ صرف بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ کریں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

۱:۔۔۔''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۶، خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۰)

۲:۔۔۔''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار، کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۷، خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

۳:۔۔۔''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار اِنسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زِناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۷، خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

۴:۔۔۔’’ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص:۱۴، خزائن ج:۱۹ص:۱۲۱)

۵:۔۔۔’’یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی۔۔۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔۔۔آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔‘‘

(حاشیہ ضمیمہ انجامِ آتھم ص:۵، خزائن ج:۱۱ص:۲۸۹)

حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین:

’’پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز (غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دُعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا، مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔‘‘

(براہین، حصہ پنجم ص:۷۶، خزائن ج:۲۱ص:۹۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

ا:۔۔۔’’چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اِستغفار اسی بنا پر ہے کہ آپ بہت ڈرتے تھے کہ جو خدمت مجھے سپرد کی گئی ہے، یعنی تبلیغ کی خدمت اور خدا کی راہ میں جانفشانی کی خدمت، اس کو جیسا کہ اس کا حق تھا میں ادا نہیں کرسکا۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص:۱۰۶، خزائن ج:۲۱ص:۲۶۹)

۲:۔۔۔’’اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ ج:۱ص:۳۴۶،طبع لاہوری)

اور مرزا آنجہانی کے یہ اشعار تو زبان زدِ خلائق ہیں:

ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص:۲۰، خزائن ج:۱۸ص:۲۴۰)

منم مسیحِ زمان ومنم کلیمِ خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(نزول مسیح ص:۶، خزائن ج:۱۵ص:۱۳۴)

الحاصل کہاں تک ان خرافات کو نقل کیا جائے، مرزا آنجہانی کی بیشتر کتابیں ایسی خرافات سے بھری پڑی ہیں، اندریں حالات ان کو، یا ان کے اَتباع کو مسلمان سمجھنا قرآن وحدیث اور اُمتِ مسلمہ کے اِجماع کا قطعاً اِنکار ہے اور ان کے ساتھ مذہبی اُمور

میں مسلمانوں کا سا سلوک اور برتاؤ کرنا، اوران میں سے کسی کا۔۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ قادیانی ہے۔۔۔جنازہ پڑھنا پڑھانا حرام ہے،(۱) اور بجزاس کے اور کیا صورت ہوسکتی ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا گیا ہے، اوران کو مسلمان سمجھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے،(۲) اوراس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور ایسے شخص کو جو قادیانیوں کو مسلمان سمجھے، تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرنا شرعاً ضروری ہے،(۳) اور اِیمانی غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قادیانیوں کے جنازے میں مسلمانوں کو ہرگز شرکت نہیں کرنی چاہئے۔مرزا آنجہانی کے ذیل کے حوالوں کی موجودگی میں بھلا کسی مسلمان کا ضمیر کس طرح اس کو گوارا کرسکتا ہے کہ ان کا جنازہ پڑھے۔۔۔؟ مرزا آنجہانی کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

۱:۔۔۔''پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اِطلاع دی ہے کہ تمہارے اُوپر حرام ہے، اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی اِمام ہو جو تم میں سے ہو۔''

(اربعین نمبر۴، ص:۲۸، حاشیہ خزائن ج:۱۷ ص:۴۱۷)

۲:۔۔۔''سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ اِمامِ نماز، حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ فرمایا: پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو، پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر، ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو، اور اگر کوئی خاموش رہے، نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب، تو وہ بھی منافق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔''

(نہج المعلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج:۱ ص:۸۳)

مسلمانوں کو اپنے اِیمان پر مضبوط رہنا چاہئے اور اِیمانی غیرت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے، علمائے گوجرانوالہ نے بروقت، حق اور صحیح فتویٰ دیا ہے، اللہ تعالیٰ اہلِ حق کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز

خطیب جامع مسجد گکھڑ ومدرّس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ - ۴/جولائی ۱۹۶۶ء

(۱ تا ۳) قال تعالٰی: ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ'' (المائدۃ)۔

قال ابوبکر الجصّاص: وفی ھٰذہ الآیۃ دلالۃ علٰی ان الکافر لا یکون ولیًّا للمسلم، لا فی التصرف ولا فی النصرۃ، ویدل علٰی وجوب البرائۃ من الکفار والعداوۃ بھم، لأن الولایۃ ضد العداوۃ، فإذا امرنا بمعاداۃ الیھود والنصاریٰ لکفرھم، فغیرھم من الکفار بمنزلتھم ویدل علٰی ان الکفر ملۃ واحدۃ۔ (احکام القرآن للجصّاص ج:۲ ص:۴۴۴، طبع سھیل اکیڈمی)۔

وقال تعالٰی: ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ'' (التوبۃ:۸۴)۔

قال الإمام الجصّاص تحت ھٰذہ الآیۃ: وحظرھا (الصلٰوۃ) علٰی موتی الکفار۔ (احکام القرآن للجصّاص ج:۳ ص:۱۴۴، طبع سھیل اکیڈمی)۔

ایضًا: والأصل ان من اعتقد الحرام حلالًا، فإن کان حرامًا لغیرہ کمال الغیر لا یکفر، وإن کان لعینہ، فإن کان دلیلہ قطعیًّا کفر، وإلّا فلا۔ (البحر الرائق ج:۵ ص:۱۳۲، باب احکام المرتدین، شامی ج:۳ ص:۱۱۳، عالمگیری ج:۲ ص:۲۷۲)۔

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

علمائے اُمت اور جملہ مسلمانانِ عالم اور تمام طبقاتِ اُمت کے نزدیک مرزائے قادیانی کو نبی یا مجدّد ماننے والے مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، لہٰذا کسی مرتد کا جنازہ پڑھنا، یا اس کے لئے دُعا و اِستغفار کرنا، قرآن وسنت اور اِجماعِ اُمت سے حرام ہے، اور دیدہ ودانستہ ایسا کرنے والا شخص خود کافر، دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا، لہٰذا تجدیدِ اسلام اور نکاح ضروری ہے۔

علماء نے جو فتاویٰ صادر کئے ہیں، صحیح اور دُرست ہیں، واللہ اعلم!

احقر عبدالحمید سواتی
خطیب جامع مسجد نور
ومہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

اُستاذ العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین کا جواب

الجواب:۔۔۔قرآنِ کریم میں اِرشاد ہے کہ: ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ'' (التوبۃ:۸۴) لہٰذا یہ جنازہ پڑھانے والے سب اس نہی صریح کے خلاف مرتکب ہوئے اور انہوں نے حدودِ شرعیہ سے تجاوز کیا، جو اِمام ہے اسے اِمامت سے علیحدہ کردیا جائے، اور جو عوام ہیں، ان سے ترکِ موالات کردی جائے، اب رہا تجدیدِ نکاح کا معاملہ! اس کے متعلق فیصلہ شرعی یہ ہے کہ اگر انہوں نے یہ جنازہ جائز اور حلال سمجھ کر پڑھایا ہے اور کسی اِشتباہ میں مبتلا نہیں ہوئے تو پھر ان کے نکاح ٹوٹ گئے اور توبہ کے بعد تجدیدِ نکاح ضروری ہے، ورنہ حرام کاری میں مبتلا رہیں گے۔ اور اگر کوئی اِشتباہ تھا جس کی بنا پر انہوں نے پڑھا، تو پھر بھی تجدیدِ نکاح بہتر ہے، اور جب توبہ کرلیں تو پھر ان سے برتاؤ بھی کرسکتے ہیں اور وہ اِمامت بھی کراسکتے ہیں کہ: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ وَمَنْ تَابَ، تَابَ اللهُ عَلَيْهِ''۔

العبد شمس الدین عفی عنہ
ناظم جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ
۱۹۶۶/۶/۳ء

حضرت مولانا محمد چراغ، مہتمم مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ کا جواب

جواب دُرست ہے۔

محمد چراغ، مہتمم مدرسہ عربیہ

حضرت مولانا محمد اِسماعیل، جامع مسجد اہلِ حدیث گوجرنوالہ

مرزا غلام احمد اور اس کے متعلق علمائے اُمت نے صراحۃً تکفیر فرمائی ہے، خود قادیانی بھی دُوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے اور ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے، پھر ایک مسلمان اِمام نے معلوم نہیں یہ جرأت کیوں کی؟ اندریں حالات اِمام مذکور اِمامت کے قابل نہیں، اگر اسے اپنے فعل پر اِصرار ہو تو یقیناً اِرتداد ہے، اسے توبہ کرکے ایمان کی تجدید کرنا چاہئے، عامۃ المسلمین کو اسی طرح فعل توبہ

اور اِستغفار کرنا چاہئے۔

محمد اِسماعیل کان اللہ لہٗ
مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ
۱۹۶۶/۴/۶ء

حضرت مولانا عبدالقیوم، مدرسہ نصرۃ العلوم

الحمدﷲ وحدہٗ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہٗ امابعد!

سارے دِینِ اسلام کا دارومدار کلمے کے دو جزوں پر ہے، پہلا جز ہے: ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘، دُوسرا جز ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘، پہلے جز میں توحیدِ خالص ہے کہ جو کام بھی کرنا ہے، وہ صرف خداوند قدوس کے لئے ہوگا، اور دُوسرے جز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رِسالت کا اِقرار ہے کہ ہر کام کی شکل وصورت وہی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے، خداوند تعالیٰ کی ذات وصفات اگر کوئی شخص مانتا ہے، مگر اس طریقے سے نہیں مانتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، تو ایسا خدا کا ماننا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ تمام دِین کا مدار کلمے کے دُوسرے جز ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ پر ہے، اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بدل جائے تو تمام دِین بدل جائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی ’’ایک غلطی کا اِزالہ‘‘ میں لکھتا ہے کہ: **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء**۔۔۔اِلخ، اس وحی اِلٰہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول اللہ بھی۔ اب جو لوگ مرزا کو مانیں گے تو ضرور اس کو محمد رسول اللہ تسلیم کریں گے، ... معاذاللہ!... کیونکہ وہ کہتا ہے کہ مجھے خدا نے محمد رسول اللہ کہا ہے، اس کے بعد بھی مرزائیوں کے کلمے کے بدلنے میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے؟ اب مرزائی اَحکامِ اِسلام، قرآن کی تلاوت اس لئے کریں گے کہ ان کو مرزا رسولِ قادیانی نے کہا ہے کہ اور مسلمان اعمالِ صالحہ اس لئے کریں گے کہ ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکی مدنی ہاشمی نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد مرزائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک مکمل حدِفاصل علیحدگی اور جدائی خودبخود قائم ہوجاتی ہے اور دو اُمتوں کے دو مذہب الگ الگ ہوجاتے ہیں۔ مرزائیوں کا دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہونا اظہر من الشمس ہے، پھر بھی کوئی اِمام کسی مرزائی کی ۔۔۔ قادیانی ہو، یا لاہوری ۔۔۔ نمازِ جنازہ عمداً پڑھائے اور مسلمان مقتدی جنازہ عمداً پڑھیں تو اس اِمام اور ان مقتدیوں کے کفر میں کیا شک رہ جاتا ہے؟ ان تمام جنازہ پڑھنے پڑھانے والوں کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہئے اور نکاح کی بھی تجدید کرانی چاہئے۔

احقر العباد عبدالقیوم
صدر مجلس احرار اِسلام، گوجرانوالہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن، نائب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد، لاہور

الجواب: ۔۔۔ **مبسملاً ومحمدلاً ومصلّیًا ومسلّمًا!** اس مولوی صاحب اور مسلمانوں نے اگر اس مرزائی کو کافر سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو انہوں نے ایک امرِ حرام کا اِرتکاب کیا ہے، جو کفر ہے، کیونکہ کافر کا جنازہ پڑھنا اور اس کے حق میں دُعائے مغفرت کرنا حرام ہے، گناہ ہے۔ جیسا کہ بخاری (ج:۴ ص:۲۱۵) میں ہے: ’’**ولا تصل علٰی احد منھم مات ابدًا**اِلخ، وذکر

عن الصبری انه یجب ترک الصلوٰة علٰی معلن الکفر و مسره بهٰذا قال، ثم فرض علٰی جمیع الأمّة ان لا یدعوا لمشرک ولا یستغفر له إذا ماتوا علٰی شرکهم إلخ۔'' تاوقت توبہ نہ کرے اِمام بنانا مکروہِ تحریمی ہے۔

چونکہ مرزائی عقائد نصوصِ شرعیہ قطعیہ کے خلاف ہیں، اس لئے ان عقائد والا قطعاً کافر ہے، ان عقائد والے کو کافر نہ سمجھنا بلکہ مسلمان سمجھنا گویا کہ ان عقائد کو صحیح اور اِسلام کے موافق سمجھنا ہے۔ لہٰذا اگر انہوں نے اس مرزائی میّت کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو یہ سب کے سب کافر ہوگئے، اسلام سے خارج ہوگئے، نہ ان کا نکاح باقی رہا اور نہ ان کو اِمام بنانا صحیح ہے، واللہ اعلم!

کتبہ عزیز الرحمن

نائب مفتی جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور

۲۳ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ

حضرت مولانا محمد سعید، مسجد لانگریاں، گوجرانوالہ

مرزا قادیانی اور اس کے متبعین اَزرُوئے شرع مرتد اور کافر ہیں، اور میں کہتا ہوں کہ مرزائی کا جنازہ پڑھنے پڑھانے والے بھی کافر اور مرتد ہیں۔ لہٰذا ان کو توبہ اور تجدیدِ ایمان اور نکاح دوبارہ کرنا فرض ہے۔

محمد سعید، خطیب جامع مسجد گلی لانگریاں، گوجرانوالہ

حضرت مولانا قاضی عبدالسلام، مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ

الجواب:... چونکہ کافر کی نمازِ جنازہ نصوص قطعی الثبوت والمعنی سے ممنوع ہے،[1] اور قادیانی عقیدے والے باجماع الامت اَزرُوئے کتابُ اللہ والسنۃ کافر ہیں، لہٰذا قادیانی مذہب والے کا جنازہ پڑھنا ممنوع، حرام و کفر ہے، اور محرماتِ قطعیہ جو قبیح لعینہٖ ہوں، اس کا حلال سمجھنا اِرتداد و کفر ہے، اور خروج ہے دائرۂ اسلام سے،[2] اور کافر نہ قابلِ اِمامت ہے، اور نہ نکاحِ سابق بحال رہ سکتا ہے، اور غیرِ اِمام (مقتدیوں) کا بھی یہی حال ہے، جو محرماتِ مذکورہ کو حلال سمجھے، لہٰذا تجدیدِ نکاح و اِیمان عندالتوبہ ضروری ہے۔[3]

قاضی عبدالسلام

مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ

---

(۱) ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ'' (التوبة:۸۴)۔ قال الإمام جصاص تحت هٰذه الآية: وحظرها (الصلاة) علٰی موتی الکفار۔ (احکام القرآن للجصّاص ج:۳ ص:۱۴۴)۔

(۲) والأصل ان من اعتقد الحرام حلالًا، فإن کان حرامًا لغیره لا یکفر، وإن کان لعینه، فإن کان دلیله قطعیًا کفر وإلّا فلا۔ (البحر الرائق ج:۵ ص:۱۳۲، باب احکام المرتدین، ایضًا: عالمگیری ج:۲ ص:۲۷۲)۔

(۳) ایضًا۔ نیز: ما یکون کفرًا إتفاقًا یبطل العمل والنکاح، وأولاده أولاد الزنا، وما فیه خلاف یؤمر بالتوبة والإستغفار وتجدید النکاح۔ (رد المحتار ج:۴ ص:۲۴۷، ۲۴۶)۔

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل، مدرسہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ

الجواب: نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم و علٰی آلہ و أصحابہ أجمعین! جن لوگوں نے مرزائی میّت کا جنازہ پڑھایا ہے، انہوں نے سخت ترین جرم کا اِرتکاب کیا ہے، جو کفر ہے، ان کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، تا آنکہ توبہ کریں اور تجدیدِ ایمان کریں اور نکاح کی بھی تجدید کریں، اور عام لوگوں کے سامنے معافی مانگیں اور ناک سے لکیریں نکالیں، منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھا کر پھرایا جائے، واللہ اعلم!

محمد خلیل

مدرسہ اشرف العلوم باغبانپورہ، گوجرانوالہ

۱۵ / ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

مولانا مفتی بشیر حسین، جامع مسجد محلہ قبرستان گوجرانوالہ

الجواب:۔۔۔ وھو الموفق للصواب! صورتِ مسئولہ میں تمام مکاتبِ فکر علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام مرزائی جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے ہیں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور مرتد ہیں، ایسے آدمیوں کے لئے نہ نمازِ جنازہ ہے اور نہ دُعائے مغفرت ہے۔ جب قرآن مجید کی نصوصِ قطعیات میں منافقین اور مشرکین کے لئے دُعائے مغفرت نہیں ہے، ''مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُوْلِیْ قُرْبٰی۔ اِلخ'' (التوبۃ:۱۱۳) منافقین کے لئے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے: اے نبی! اگر تو ان کے لئے ستر مرتبہ بھی دُعائے مغفرت کرے گا، اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ مرتد کا درجہ مشرک اور منافق سے زیادہ ہے، ان پر نمازِ جنازہ پڑھنا اور دُعائے مغفرت کرنا اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی ہے، بلکہ بغاوت ہے۔ جن مسلمانوں نے اور اِمام صاحب نے عمداً نمازِ جنازہ پڑھی ہے، وہ اپنے ایمان کی فکر کریں، تجدیدِ ایمان کی کریں اور اپنے نکاح بھی اَز سرِ نو پڑھائیں۔ ایسا اِمام اِمامت کے فرائض کا اہل نہیں ہے، اس کو معزول کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی اِمام ایسے کام کی جسارت نہ کرے، ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب!

مفتی بشیر حسین، فاضل دیوبند

خطیب جامع مسجد محلہ قبرستان، گوجرانوالہ

۱۹۶۶/۶/۳ء

مولانا محمد صادق، زینۃ المساجد محلہ روڈ، گوجرانوالہ

الجواب:۔۔۔ مرزائی چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اور اس کو نبی و مجدد مان کر اس کی طرح ختمِ نبوّت کے منکر اور توہینِ شانِ رسالت کے مرتکب ہیں، اس لئے علمائے عرب و عجم کے فتوے کی رُو سے کافر و دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اور جو شخص انہیں ختمِ نبوّت کا منکر و مرزائی جاننے کے باوجود انہیں مسلمان سمجھے، اور ان کے لئے دُعائے مغفرت کرے، وہ بھی ان کی طرح کافر و دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا بصورتِ مسئولہ جس مولوی نے مرزائی کو مسلمان ہو کر اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کے لئے دُعائے مغفرت کی ہے، مسلمانوں کے لئے اس کو اِمام بنانا اور اپنی مسجد میں رکھنا ہرگز جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔

۲:۔۔۔ جس اِمام اور اس کے مقتدی نے مرزائی کو مسلمان سمجھ کر اس کا جنازہ پڑھا اور اس کے لئے دُعائے مغفرت کی،

ان کا نہ اسلام رہا، نہ نکاح! ان پر فرض ہے کہ نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں، صدقِ دِل سے توبہ کریں اور ان کا نکاح دوبارہ پڑھیں، ورنہ مسلمان ان سے قطع تعلق کریں، واللہ اعلم!

ابوداؤد محمد صادق غفرلہٗ

زینۃ المساجد، گوجرانوالہ

مولانا اِحسان الحق، مسجد حاجی مہتاب دین، گوجرانوالہ

غلام احمد قادیانی اور اس کو نبی یا مجدّد ماننے والے سب کے سب دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور مرتدین ہیں، انہیں مسلمان جاننا یا مرنے کے بعد دُعائے مغفرت کرنا، نمازِ جنازہ پڑھنا یا پڑھانا، کفر و اِرتداد ہے، ایسوں پر تجدیدِ اِسلام وتجدیدِ نکاح لازم وضروری ہے، ورنہ اہلِ اسلام پر فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں۔ حضرت مجیب مسئول کا جواب بالکل دُرست ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

ابوشعیب محمد اِحسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

جامعہ رضویہ منظرالاسلام، مسجد حاجی مہتاب دین، گوجرانوالہ

غلطی کا اِقرار اور توبہ!

علمائے کرام کے فتویٰ کے بعد جنازہ پڑھنے والے مسلمانوں نے اپنے جرم کا اِحساس کیا، اور بعض نے مسجدوں اور عام مجمع میں اپنی غلطی کا اِقرار اور توبہ کی، کلمۂ شہادت پڑھ کر نئے سرے سے اسلام واِیمان کی تجدید کی اور اپنے اپنے نکاح بھی دوبارہ پڑھوائے، چنانچہ مولوی گل حسن شاہ صاحب بریلوی، اِمام وخطیب مسجد حنیفہ، باغبان پورہ نے اپنی غلطی کا اِقرار کرتے ہوئے بعداز نماز، مسجد کے عام مجمع میں سب لوگوں کے سامنے توبہ کی، کلمہ پڑھ کر تجدیدِ اِیمان کی، اور اسی مجمع عام میں اپنا نکاح بھی دوبارہ پڑھوایا، اور اسی مجلس میں ایک توبہ نامہ (بدست حاجی صوفی عبدالعزیز صاحب) پیش کیا، جس پر پڑھ کر مولوی صاحب مذکور نے دستخط کئے، جو درج ذیل ہے:

مولوی صاحب کا توبہ نامہ

میں مولوی گل حسن شاہ، اِمام وخطیب جامع مسجد باغبان پورہ گوجرانوالہ، اِقرار کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی تمام اُمتِ مسلمہ کے نزدیک کافر، دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور جو اس کو نبی یا کسی قسم کا پیشوا تسلیم کرے، وہ بھی کافر، دائرۂ اسلام سے خارج ہے، چونکہ میں نے ایک مرزائی میّت کی نمازِ جنازہ پڑھی پڑھائی، جو صریح غلطی کی ہے، جس سے میرا اِسلام واِیمان جاتا رہا۔ اب اس عام مجمع میں رُوبروان مسلمانوں کے توبہ وتجدیدِ اِیمان کرتا ہوں اور اِقرار کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کسی قسم کی نبوّت نہیں ہوسکتی، جو اِقرار کرے گا، کافر ہوگا۔ اور رُوبرو گواہان کے اپنے نکاح کی بھی تجدید کرتے ہوئے پوری توبہ کررہا ہوں، تاکہ اَحکامِ اسلام کی پوری پابندی نصیب ہوجائے۔ خداوندکریم مجھے اِستقامت نصیب فرمائے اور دِینِ اسلام پر قائم رکھے، آمین!

دستخط: گل حسن شاہ بقلمِ خود

گواہ: ۱:۔صوفی عبدالعزیز ۲:۔چودھری غلام محمد کشمیری، وغیرہ۔

اِسلامیانِ پاکستان سے اپیل!

حضرات! ملک کے حالات آپ کے سامنے ہیں، آئینِ اسلام اور دِینِ قیم کے ساتھ جو برتاؤ ہو رہا ہے، وہ کسی باشعور سے مخفی و پوشیدہ نہیں۔ اِلحاد و بے دِینی، فسق و فجور کا دور دورہ ہے، فحاشی، بے حیائی عام ہے۔ اسلام اور آئینِ اسلام کی برسرِ عام توہین کی جارہی ہے، ملک میں اسلامی کلچر، ثقافت کے نام پر رقص و سرود، ننگے ناچ اور ڈانس کئے جاتے ہیں، خاندانی منصوبہ بندی اور عائلی قوانین جیسے خلافِ اسلام قوانین، قرآن و سنت کے مقابلے میں مسلمانوں پر جبراً مسلط کئے گئے ہیں، ایک طرف حج پر پابندی ہے تو دُوسری طرف اوقاف کے نام سے مساجد پر قبضہ، علمائے کرام پر ناجائز پابندیاں، زبان بندی اور ان کو برطرف کیا جارہا ہے، ادھر زکوٰۃ کی مقرّر کردہ اِسلامی شرح میں تبدیلی کی جارہی ہے اور زکوٰۃ کو حکومتی ٹیکس کا نام دیا جارہا ہے، اور یہ سب کچھ مظلوم ''اسلام'' کے نام پر ہو رہا ہے۔ عہدِ حاضر کے گمراہ، زکوٰۃ، حج، نماز اور روزے کی شرعی حیثیت اور اہمیت کو نگاہوں سے اوجھل کرنے میں مصروف ہیں، الغرض ترمیم و تنسیخ کا ملک گیر سلسلہ شروع ہے۔

دِینی اقدار کو مسخ کرنے اور مٹانے کی کوشش پورے زور سے ہو رہی ہیں اور آپ میں سے اکثر حضرات یہ سب کچھ دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی اس کے مقابلے کے لئے میدانِ عمل میں آنے سے تأمل کر رہے ہیں۔ آپ کی حمیتِ دِینی سے توقع رکھتے ہوئے اپیل کرتا ہوں کہ آپ دِین اور صرف دِینِ اسلام کی سربلندی، آئینِ اسلام کے نفاذ، توحیدِ باری تعالیٰ اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے تمام دِین پسند جماعتوں اور علمائے حق کا ساتھ دیں، اور خصوصیت سے علمائے حق کی جماعت ''جمعیت علمائے اسلام پاکستان'' سے پورا پورا تعاون کریں جو پاکستان میں دِینی اقدار کی بحالی اور اِسلامی آئین کے نفاذ کے لئے کوشش کر رہی ہے، اور یہی اس کا مقصدِ وحید ہے۔ ہمارے اسلافِ کرام جس طرح مساجد، مدرسوں اور خانقاہوں کے منتظم، خدمت گزار تھے، اسی طرح وہ میدانِ جہاد کے شہسوار بھی تھے، اگر وہ دارالعلوم دیوبند کے منتظم اور مدرّس ہیں تو شاملی کے میدانِ جہاد میں مجاہد و سپاہی بھی ہیں، اگر وہ خانقاہ اِمدادیہ کے بانی گوشہ نشین ہیں تو شاملی کے میدانِ جہاد میں بذاتِ خود مسلمان فوج کے جرنیل و سپہ سالار بھی ہیں، اگر ایک طرف وہ دارالعلوم دیوبند اور مسجدِ نبوی کے شیخ الحدیث ہیں تو ساتھ ہی وہ جزیرہ مالٹا (کالے پانی) میں قیدِ فرنگ اور ہندوستان کی آزادی کے قائد بھی ہیں۔ خداوند قدوس ہم کو دِین کی حفاظت کرنے والے بزرگانِ اسلاف کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

اس مختصر رسالے میں اِنتہائی اِختصار کے ساتھ چند معروضات پیش کردی ہیں، اور یہ ناچیز کوشش آپ حضرات کے سامنے ہے، کہاں تک اس میں کامیابی ہوئی، اس کا اندازہ آپ ہی لگاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دِین کی خدمت اور رضا کے لئے قبول فرمائے، آمین! فقط

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین،

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و أصحابہ أجمعین

مرزائی کا جنازہ اور اس کے نہ پڑھنے کا فتویٰ

حافظ عبدالحق سیالکوٹی

اِستفتاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ

وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دِین وہادیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کے دعویٔ نبوّت اور جھوٹے اِلہامات وخرافات سے علمائے دِین بخوبی واقف ہیں، اس کا ایک مخلص مرید جو شرک فی الرسالۃ کے علاوہ انبیاء علیہم السلام، اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ کی شان میں، اور ان کے علاوہ علمائے اسلام کی شان میں گستاخیاں کرکے ان سب کی توہین اور بے ادبی کیا کرتا تھا۔ لیکن جب وہ بغیر توبہ کے فوت ہوگیا تو مسلمانوں اور خصوصاً أئمۂ مساجد میں سے ایک مسجد کے اِمام نے مرزا مذکور کے اس مرید کو خود غسل وکفن دے کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھ دی ہے۔ کیا اب حنفی اور اہلِ حدیث مسلمان اس اِمامِ مذکور کی اِقتدا میں نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں؟ اور اس کو اپنا اِمام ومقتدا تسلیم کرکے اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نفی میں جواب ہے تو جو مسلمان اس اِمامِ مذکور کی اِقتدا میں نماز اَدا کرے گا اور اس کے ساتھ تعاون کرے گا، اس مسلمان کے ساتھ باقی مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہئے؟ بینوا توجروا!

۱:۔۔۔عبدالحق (اِمام مسجد یتیم شاہ محلہ اٹاری، سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۲:۔۔۔مستری ولی محمد (جنرل سیکریٹری مجلس احرار محلہ میانہ پورہ سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۳:۔۔۔جعفر علی (جنرل سیکریٹری مجلس احرار سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۴:۔۔۔عبدالرحیم گاہندی (پریذیڈنٹ انجمن فدایانِ اسلام ونائب صدر مجلس احرار اسلام سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۵:۔۔۔حکیم محمد عبداللطیف (انجمن اِصلاح المسلمین، نائب صدر مجلس احرار سیالکوٹ)۔ ۶:۔۔محمد الدین ولد پیرو حجام (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۷:۔۔محمد الدین ولد فضل دین شیخ (محلہ کھٹیکاں شہر سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۸:۔۔محمد حسین (محلہ شاہ کا کاولی رنگ پورہ سیالکوٹ، بقلمِ خود)۔ ۹:۔۔۔مہر ہیرا ولد فدا آرائیں (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۱۰:۔۔۔مہر بڈھا ولد فضل الدین آرائیں (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۱۱:۔۔سائیں گھد و تکیہ یتیم شاہ (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۱۲:۔۔مہر علم الدین ولد کریم بخش آرائیں (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۱۳:۔۔مستری اِمام الدین ولد بلندا (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔ ۱۴:۔۔مہر چراغ الدین ولد فضل الدین آرائیں (محلہ اٹاری سیالکوٹ)۔

الجواب:۔۔۔ حامدًا ومصلّیًا! مرنے والا چونکہ حالتِ کفر میں مرا ہے، اس لئے اس پر نماز ودُعا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

’’مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ‘‘(التوبۃ:۱۱۳) سے صریح ممانعت ہے، عملاً ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہے۔ جب تک تائب نہ ہو، اس کی اِقتدا میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے احتراز لازم ہے۔ یہ قوم فروشی اور ایمان ریزی کی بیّن دلیل ہے، ایسے قوم فروش انسانوں سے تعاون بھی نہ کرنا چاہئے۔’’فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ‘‘(الانعام)، اور:’’وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ‘‘(المائدۃ:۲) میں ایسے ہی مجرموں کی سزا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم!

محمد علی کاندھلوی

مدرّس مدرسہ فلاحِ دِین ودُنیا، سیالکوٹ، ۱۸؍فروری ۱۹۳۵ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
حافظ سیّد نور شاہ بمہر خود	محمد ابراہیم میر بقلمِ خود	محمد عبدالمنان بقلمِ خود عفی عنہ

الجواب وباللہ التوفیق! مرزا قادیانی کا دعویٰ باطل، اور باطل کی مریدی کرنے والا بھی باطل ہے۔ اس کا اِیمان بھی باطل، باطل کا غسل کفن وتجہیز وتکفین کرنے والا اپنے اِیمان کو خطرے میں ڈالتا ہے، اور تمام اہلِ سنت کا مذہب اس حدیث کے مطابق ہے کہ:’’لا نبی بعدی!‘‘ نبی علیہ السلام کے بعد کوئی ماں ایسا بیٹا نہ جنے گی جو حضور علیہ السلام کے بعد نبی ہوسکے۔ مرزا قادیانی نے اس حدیث کے خلاف اپنے آپ کو دعوے دار نبوّت کا ثابت کیا۔ پس ایسے آدمی کے مرید کو ایک سنی مسلمان ہرگز غسل نہیں دے سکتا، اور ایسا کرنے والا ایک مؤمنین کی جماعت میں اگر توبہ نہ کرے تو اس کی اِقتدا اہلِ سنت ہرگز نہیں کرسکتے، فقط!

محمد الدین، امام مسجد شیخاں محلہ کھٹیکاں سیالکوٹ

باسمہٖ سبحانہ! مرزا قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کرکے نص قرآنی:’’وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ‘‘(الاحزاب:۴۰) کا برملا اِنکار کرتے ہوئے جمہور کے نزدیک صریح کفر کا اِرتکاب کیا ہے، اور اس نے متعدّد ایسی احادیثِ صحیحہ کی تکذیب کی ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بابِ نبوّت کو مفتاحِ خاتمی سے تا نفخ صورِ اسرافیلی مقفل کردیا ہے، اور قصرِ نبوّت ورِسالت میں خشت آخریں ثبت فرماکر تعمیر کو تا قیامت اکمل کردیا ہے۔ پس اگر متوفی مقرِ نبوّت مرزا قادیانی تھا تو بے شبہ وہ بھی مرتد اور کافر ہوا، ایسے مرتد کا غاسل طائفہ مؤمنین میں توبہ کرے، ورنہ اس کی اِقتدا سے مسلمان بالضرور مجتنب رہیں۔

حکیم محمد صادق، صادق المرقوم

۱۷؍ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
عبدہ غلام مصطفی عفی عنہ خطیب مسجد گھماراں محلہ وہاروال سیالکوٹ	محمد علی خطیب امام مسجد پٹھاناں عفی عنہ موری دروازہ سیالکوٹ	محمد یوسف خطیب محلہ خراسیاں سیالکوٹ	اِمام الدین رائے پوری خطیب جامع مسجد صدر بازار سیالکوٹ

باسمہٖ سبحانہ! واقعی مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے باتفاق علمائے اہلِ سنت والجماعت بوجہ دعویٔ نبوّت وتوہین انبیاء

دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ جو شخص ان کی نمازِ جنازہ پڑھے وہ بھی ملحد، بے دِین، گمراہ ہے، جب تک توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس کے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ وغیرہ نہیں چاہئے۔

جواب صحیح — ابومحمود محمد مسعود

المسکین للہ فتح علی شاہ الحنفی از کھروٹہ سیداں — الہڑ ضلع سیالکوٹ

واقعی مرزائیوں کے دفن کفن اور جنازے میں شامل ہونا اپنے آپ کو ایمان سے خارج کرنا ہے، کیونکہ وہ صریح قرآن وحدیث کے مخالف ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی شان میں وہ تمام آیتیں پیش کی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں، اور قرآنِ کریم کا فیصلہ ہے کہ: ''وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰی إِلَی الْإِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ'' (الصّف ۷) پس مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے خود ظالم و اظلم کا فتویٰ دیا ہوا ہے، اور ظالموں کی نسبت صاف فرمایا کہ: ''وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَی الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ'' (ہود:۱۱۳) ''یعنی ظالموں سے میل جول نہ کرو، ورنہ تم بھی جہنمی ہو جاؤ گے۔ لہٰذا جو شخص مسلمان ہو کر مرزائی کے کفن دفن اور جنازے میں شریک ہوتا ہے، وہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اس کی اِمامت اور اس کے ساتھ میل جول کرنا اور مسلمانوں کا برتاؤ کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ فقط واللہ اعلم!

حررہ بندہ ذُوالمنن ابو یوسف نور الحسن عفا اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد کلاں، تحصیل بازار سیالکوٹ

الجواب:۔۔۔ هو الموفق للصواب! مرزا غلام احمد قادیانی اصل دِین منصوص علیہ متفق علیہ ختمِ نبوّت کا جاحد و منکر ہے اور نیز وہ متعدّد دعاوی کفریہ کا مرتکب ہے، اس لئے وہ اور اس کے تمام پیروکار جمیع کفار سے اشنع واقبح اکفر ہیں، تمام اہلِ علم و اہلِ اسلام اور جملہ مذاہبِ اسلام نے ان کو، اور جو ان کو کافر نہ سمجھے، کافر قرار دیا ہے۔ ایسوں کی تجہیز و تکفین کرنے والا دو حالت سے خالی نہ ہوگا: یا حلال سمجھ کر کرے گا، یا حرام سمجھ کر کرے گا۔

صورتِ اُولیٰ میں کافر ہے، اور اس کے اعمالِ سابقہ سب حبط ہوگئے اور اس کا نکاح فسخ ہوگیا ہے، توبہ صریحہ ظاہرہ اور تجدیدِ اِسلام و نکاح لازم ہے، ورنہ سب اولاد حرام کی ہوگی، دائماً ابداً جہنمی ہوگا۔

صورتِ ثانیہ میں پرلے درجے کا فاسق ہے۔ اشباہ والنظائر کا فتویٰ ہے کہ فاسق کو اِمام بنانا ناجائز ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ واللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے کہ: ''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' (المائدۃ:۵۱) ''تم میں سے جو اُن سے دوستی وموالات کرے گا وہ انہیں کا ہی ہوگا۔'' اور فرماتا ہے کہ: ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰی أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ'' (التوبۃ:۸۴) ''ان میں سے جو مر جائے، اس کی نمازِ جنازہ مت پڑھے اور اس کی قبر پر مت کھڑے ہو!'' اس مضمون کی آیات و احادیث بکثرت ہیں، بخوفِ طوالت ان پر ہی اِکتفا کی جاتی ہے!

کتبہ محمد عبدالغنی عفا عنہ
مہتمم جامعہ حنفیہ واقعہ کالج روڈ سیالکوٹ
۱۹/اپریل ۱۹۳۵ء

ہم نے جہاں تک اقوال مرزا قادیانی کے دیکھے اور سنے، ان اقوال کی رُو سے قادیانی اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے، جو مسلمان ہو اور مولوی کہلائے اور ان کا جنازہ پڑھائے، وہ بھی اِحاطۂ اِسلام سے خارج ہے۔

خاکسار سیّد محمد نور اللہ

خطیب جامع مسجد قصاباں، محلہ کشمیری سیالکوٹ

توبہ نامہ!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

منکہ قاضی حبیب اللہ ولد قاضی عطاء اللہ صاحب اِمام مسجد موچیاں محلہ بوچڑ خانہ شہر سیالکوٹ کا ہوں۔ مظہر نے پچھلے دنوں مسمّٰی محمد الدین مرزائی فوت شدہ کو غسل دیا اور اس کا جنازہ پڑھا۔ یہ مظہر کا فعل عام مسلمانان کے نزدیک ایک بڑا شرعی جرم تھا، جس کے اِرتکاب کے سبب عام مسلمانوں نے مجھ سے عدم تعاون کرلیا، لہٰذا مظہر اپنے اس بُرے فعل سے پشیمان ہوکر مجلس عام مسلمانان میں تائب ہوتا ہوا تجدیدِ اِسلام کرتا ہے اور آئندہ اِقرار کرتا ہوں کہ ایسے بُرے فعل کا کبھی مرتکب نہ ہوں گا، اور جو کچھ میرے اس قصور کے متعلق تعزیر شرعی بروئے شرعِ محمدی ہوگی اس کی ادائیگی میں مجھے کسی قسم کا کوئی عذر نہ ہوگا، اور میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کو جیسا کہ مسلمان کافر سمجھتے ہیں، کافر سمجھتا رہوں گا۔

العبد بقلمِ خود حبیب اللہ احقر العباد اللہ راجی الی اللہ المدعو حبیب اللہ

گواہان حاضرین مجلس: ۱:۔۔۔غلام یاسین ولد غلام حسین قوم قریشی، سکنہ سیالکوٹ محلہ اٹاری۔ ۲:۔۔۔عبدالغفور ولد عبدالصمد بٹ، محلہ اٹاری سیالکوٹ۔ ۳:۔۔۔محمد الدین ولد کرم الٰہی آرائیں، محلہ اٹاری سیالکوٹ۔ ۴:۔۔۔میاں عبدالحق، اِمام مسجد یتیم شاہ سیالکوٹ۔ ۵:۔۔۔میاں محمد علی، اِمام مسجد پٹھاناں سیالکوٹ۔ ۶:۔۔۔اللہ دتا ولد مولا داد بافندہ، محلہ اٹاری سیالکوٹ۔ ۷:۔۔۔عمر خاں، بقلمِ خود۔

***

عرب وعجم کے دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اور شیعہ علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ

اہالیان علاقہ مانسہرہ، ضلع مانسہرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال نمبر ۱:۔۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دِین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ ضلع ہزارہ، تحصیل مانسہرہ میں ایک گاؤں کے رہنے والے ایک صاحبِ اثر شخص نے اپنی لڑکی ایک قادیانی مرزائی کو یہ کہہ کر نکاح کر کے دے دی کہ یہ لڑکا مرزائیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوچکا ہے۔ چنانچہ ساری برادری کو اس کی توبہ کا ذِکر کر کے بوقت شادی بٹھالیا اور دعوتِ ولیمہ میں بھی شریک کرلیا۔ اس ہنگامی صورتِ حال کے بعد خود اس لڑکے سے پوچھا گیا اور اسے مسلمان ہونے کی مبارک باد دِی گئی تو اس نے غصّے میں آکر کہا کہ: ''بیوی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑنا (گالی دے کر کہا کہ) بڑے ایسے ویسوں کا کام ہے، میں نے اپنا مذہب ہرگز نہیں چھوڑا!'' آیا ازرُوئے شریعتِ مطہرہ یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا!

سوال نمبر ۲:۔۔ انہی بااثر صاحب نے پھر اپنے ایک لڑکے کی منگنی بھی مذکورہ لڑکے کے بڑے بھائی مرزائی عقیدے والے کی لڑکی سے اعلانیہ کی ہے، کچھ دِنوں تک شادی ہونے والی ہے۔ اس کے متعلق واضح فرمائیں کہ اس شادی میں برادری کے اہلِ سنت والجماعت عقیدہ رکھنے والے مسلمان ازرُوئے شریعتِ پاک شریک ہوسکتے ہیں یا کہ نہیں؟ بیّنوا توجروا!

سوال نمبر ۳:۔۔ انہی بااثر صاحب کے زیرِ اثر اس گاؤں کی جامع مسجد کے سابق اِمام وخطیب کا تعلق بھی مرزائیوں سے ہے، اس نے صاف کہا ہے کہ: ''میں مرزائیوں کو کافر نہیں کہتا، کسی کی مرضی ہو، میرے پیچھے نماز پڑھے، نہ ہو، نہ پڑھے، کسی کے ڈر سے اپنے تعلقات ان سے قطع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں!'' چنانچہ اپنے اس عقیدے کا مظاہرہ عملی طور پر اس نے اس طرح سے کیا ہے کہ شہر داتہ میں رہنے والے ایک قادیانی مبلغ کے خالص قادیانی عقیدے والے لڑکے کی شادی میں یہ اِمام صاحب مذکور اپنے کنبے کے سارے افراد سمیت شریک ہوئے اور اس شادی میں ضرورت سے زیادہ خوشی کا مظاہرہ بھی کیا۔ نیز اپنے حقیقی بھائی کو اس مذکور قادیانی لڑکے کا شادی والا دوست بھی بنادیا۔(۱) اسی پر بس نہیں، بلکہ سنا ہے کہ یہی اِمام صاحب اپنی حقیقی بھانجی کا رِشتہ اس قادیانی لڑکے کے بڑے بھائی قادیانی مرزائی کو، اور اس کی حقیقی بھانجی جو مرزائی کی لڑکی ہے، کا رشتہ اپنے حقیقی بھانجے کے لئے کرنے کا مصمم اِرادہ کرچکے ہیں۔ بات چیت تقریباً ہوچکی ہے، شاید معمولی سی کسر رہ گئی ہو۔ رِضائے اِلٰہی کے لئے اس مسئلے کو وضاحت سے بیان فرمائیں کہ آیا یہ شخص مسلمانوں کی نمازِ پنج گانہ کا اِمام، نیز مسلمانوں کی نمازِ جنازہ کا اِمام بن سکتا ہے یا نہیں؟ نیز خطبہ جمعہ ونکاح کے

(۱) چنانچہ اسی مسجد میں مدرسہ تجوید القرآن کے اساتذہ کرام کو خطیب صاحب کی اس مرزائیت نوازی پر اِعتراض کرنے کی بنا پر اس صاحبِ اثر شخص نے پہلے ان کو ذِلت آمیز الفاظ میں سخت سست کہا، پھر انہیں مدرسے سے جواب دے کر تعلیم قرآن کے ہرے بھرے باغ کو اُجاڑنا اس لئے پسند کرلیا کہ خطیب صاحب کی دِل شکنی کیوں کی گئی؟ وہ اساتذہ کرام آج بھی بہت دُور نہیں، بلکہ مانسہرہ لوہار بانڈہ میں قیام پذیر ہیں، (مزید لطف کہانی صرف انہی کی زبانی)۔

لئے بھی کسی اور شخص کا مستقل طور پر انتظام کرنا چاہئے کہ نہیں؟ بیّنو اتو جر و ا!

سوال نمبر ۴:۔۔۔ نیز انہی بااثر صاحب اور خطیب صاحب کو اس خطرناک مرزائیت نواز، بلکہ مرزائیت ساز پالیسی کی وجہ سے شہر کے اکثر عوام مرد وزَن کو مرزائیوں کے کافر یا مسلمان ہونے کا کوئی علم ہی نہیں رہا، بلکہ ان دونوں نے مرزائیوں سے رشتوں کے لین دین والے اپنے خطرناک طرزِ عمل سے مرزائی اور مسلمانوں کے اِمتیاز کو اس حد تک ختم کر دیا ہے کہ اس گاؤں کے عوام مرد وزَن مرزائیوں کے کفر و اِرتداد سے بالکل بے خبر ہوتے جا رہے ہیں، بلکہ ان ہی دونوں کے نقشِ قدم پر چل کر دُوسرے مسلمانوں نے بھی مرزائیوں سے رشتے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ابھی چندروز ہوئے کہ ایک واقعہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح مرزائی میّت کی نمازِ جنازہ اور دُعا میں شریک ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اس لئے راہ للہ یہ مسئلہ روشن فرمائیں کہ آیا مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں یا کہ نہیں؟ ان سے نکاح اور ان کی نمازِ جنازہ اور دُعا میں شریک ہونا اَز رُوئے دِینِ حق و شریعتِ مطہرہ دُرست ہے یا نہیں؟ نیز قادیانی یا لاہوری مرزائی کا ذبح کردہ جانور حلال ہے یا حرام؟ بیّنو اتو جر و ا!

سوال نمبر ۵:۔۔۔ ہماری آخری دردمندانہ گزارش ہے کہ یہ دونوں مذکورہ بالا اَشخاص:

نمبر ۱:۔۔۔ بااثر صاحب جو وقتاً فوقتاً علمائے کرام کو بُرا بھلا کہتے ہوئے کہ یہ مولوی مرزائیوں کو کافر کہہ کر پھوٹ ڈالتے ہیں، اور اپنے موجودہ طرزِ عمل کی تعریف و تحسین کرتے، اور اپنے طرزِ عمل پر فخر کرتے ہوئے اسے محبوب و مرغوب سمجھتے ہیں۔

نمبر ۲:۔۔۔ اِمام و خطیب صاحب نے اللہ کے گھر جامع مسجد مذکور میں مرزائیوں کو کافر نہ کہنے کا اِقرار، اور ان سے تعلق جاری رکھنے کا اِصرار کیا ہے، اور اس پر قائم ہیں۔ چنانچہ مرزائیوں کی شادی میں اپنے طرزِ عمل کو واضح بھی کر دیا ہے۔

یہ دو شخص جن کی خطرناک مرزائیت نواز و مرزائیت ساز پالیسی کی وجہ سے اس وقت سارے کا سارا گاؤں کفر و اِرتداد کی لپیٹ میں ہے۔ اَز رُوئے شرعِ متین و دِینِ مبین اور قرآن و حدیث و مذہبِ حنفیہ کی معتبر کتابوں سے ان دونوں کا حکم بھی بیان فرمائیں کہ جب تک یہ اِعلانیہ توبہ نہ کریں، عوام مسلمانوں کو ان سے کیسا تعلق رکھنا چاہئے؟ بیّنو اتو جر و ا!

ان سوالات کا جواب اَز رُوئے قرآن و حدیث و کتبِ معتبرہ و حنفیہ، وضاحت سے بیان فرما کر عنداللہ مأجور ہوں، اور اس گاؤں کے بے بس مسلمانوں کے اِیمان کو اِرتداد والی خطرناک لعنت سے بچانے میں اِمداد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دُنیا و آخرت میں اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اور علمائے کرام کے وجود کو تابقیامت سلامت با کرامت رکھے اور کفر و اِرتداد کے لئے تباہی کا باعث بنائے، آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وآلہٖ وأصحابہٖ أجمعین!

الجواب:

مرزا غلام احمد قادیانی کا کافر ہونا اور مرتد ہونا اور ان کے اقوال و کلمات غیر محصورہ کا غیر محتمل للتأویل ہونا اظہر من الشّمس

ہو چکا ہے، اس لئے جمہور علمائے اُمت کے نزدیک وہ کافر و مرتد ہے، اور اسی طرح وہ لوگ جو اس کو باوجود ان اقوال و عقائد کے معلوم ہونے کے مسلمان سمجھیں، خواہ نبی کہیں، یا مسیح، یا جو کچھ بھی کہیں، کافر و مرتد ہیں۔ اگر اس کی مفصل و مدلل تحقیق کرنا ہو تو مستقل رسائل مثل ۱:۔۔۔اشد العذاب، ۲:۔۔۔القول الصحیح فی مکائد المسیح، ۳:۔۔۔مطبوعہ فتاویٰ علمائے ہند در بارہ تکفیرِ قادیانی، جس میں ہر ضلع اور صوبے کے علماء کے سینکڑوں دستخط ہیں، ملاحظہ فرمالئے جائیں۔ اس لئے قادیانیوں و مرزائیوں سے عام مسلمانوں کا اِختلاط اور ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، یا خود ان کے جلسوں میں شریک ہونا، یا شادی و غمی اور کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، یا ان کے شریک ہونا، یا نمازِ جنازہ میں ان کی شریک ہونا، یا شریک کرنا سخت گناہ ہے، مناکحت قطعاً حرام ہے، اور جو نکاح پڑھ بھی دیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا، بلکہ اگر بعد اِنعقادِ نکاح، مرزائی یا قادیانی ہوجائے تو نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے۔

۱:۔۔۔نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، اگر ہوا بھی تھا تو اس لڑکے کے اس کہنے سے کہ: ''میں نے اپنا مذہب ہرگز نہیں چھوڑا!'' فوراً فسخ ہوگیا۔

۲:۔۔۔اس شادی میں برادری اور اہلِ سنت والجماعت عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کو ہرگز شریک ہونا جائز نہیں، اگر شریک ہوئے تو سخت گنہگار رہوں گے۔

۳:۔۔۔صورتِ مذکورہ میں جامع مسجد کا اِمام و خطیب بھی خارج اَز اسلام ہے، لہٰذا وہ مسلمانوں کی نمازِ پنج گانہ، جمعہ، عیدین اور نمازِ جنازہ کا اِمام نہیں ہوسکتا، اس کے پیچھے مسلمانوں کا نماز پڑھنا جائز نہیں، اگر پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی، اِعادہ نماز کا واجب ہوگا، خطبہ جمعہ اور نکاح اس سے نہ پڑھوایا جائے۔ اِمام اور نکاح خواں کسی دُوسرے شخص کو مقرّر کیا جائے۔

۴:۔۔۔مرزائیوں کے دونوں فرقے قادیانی اور لاہوری اتنی بات پر متفق ہیں کہ وہ (مرزا قادیانی) اعلیٰ درجے کا مسلمان، بلکہ مجدّد و محدث اور مسیحِ موعود تھا۔ اور ظاہر ہے کہ کسی کافر و مرتد کے متعلق، بعد اس کے عقائد معلوم ہوجانے کے ایسا عقیدہ رکھنا خود کفر و اِرتداد ہے، اس لئے بلاشبہ دونوں فرقے کافر و مرتد ہیں۔ اور اَب تو لاہوری تحریفِ قرآن اور ضروریاتِ دِین کا خاص طور سے بیڑا اُٹھانے سے اپنے کفر و اِرتداد میں مرزا قادیانی کے تابع ہوجانے سے مستغنی ہوکر خود بالذات اِرتداد کے علَم بردار ہیں، ان سے نکاح یا ان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونا جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

۵:۔۔۔عام مسلمانوں کو ان سے بالکل تعلقات منقطع کرلینے چاہئیں۔ فقط واللہ اعلم!

احقر العباد محمد صابر
نائب مفتی دارالعلوم کراچی نمبر۱
نانک واڑہ، ۹/۱/۱۳۸۳ھ

الجواب صحیح	جواب صحیح اور دُرست ہے	المجیب مصیب	جواب صحیح اور دُرست ہے
بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ	بندہ محمد حیات	عبدالحق عفی عنہ	سیّد گل بادشاہ غفرلہٗ
۹/۱/۱۳۸۳ھ	۱۲/۱/۱۳۸۳ھ فاتح قادیان	مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور	امیر جمعیت علمائے اسلام سرحد

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ صدر المبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، علمائے پاک وہند کے علاوہ پاکستان کے فاضل جج صاحبان بھی ان پر مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔ کیمبل پور اور راولپنڈی کا فیصلہ ملاحظہ فرمایا جائے۔

احقر منظور احمد عفا اللہ عنہ
صدر مدرّس جامعہ عربیہ چنیوٹ
۱۱/۶/ ۱۹۶۳ء

مجھے داتا کے ایک اِمام نے خط لکھا کہ: ''میں اور پیر صاحب مسلمان ہیں، لوگ جھوٹا پروپیگنڈا ہمارے متعلق کرتے ہیں۔'' جس پر میں نے خوشی ظاہر کی اور کہا، بلکہ جواب لکھا کہ: ''لوگوں کے کہنے سے آپ مرزائی نہیں ہو سکتے۔'' لیکن جو واقعات اس اِستفتاء میں بتائے گئے ہیں، وہ خطرناک ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان کہنے والا کافر ہے۔ جو شخص اس کو مسلمان کہے، یا قادیانی، یا لاہوری مرزائیوں سے رشتے کرے، وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ ایسے آدمی کو اِمام بنانا حرام ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی کا فتویٰ بالکل صحیح ہے، فقط!

غلام غوث
ساکن بفہ ہزارہ، حال لاہور، بقلمِ خود

المجیب ھو المصیب!

ناچیز عبداللطیف غفرلہٗ
خطیب و مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبدوالی جہلم
۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۳ھ - ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء

مفتیٔ اعظم مصر کا فتویٰ:

''ولذا افتینا بکفر طائفة القادیانیة أتباع المفتون غلام احمد القادیانی الزاعم هو وأتباعه انه نبی یوحیٰ إلیه۔ وانه لاتجوز مناکحتهم ولا دفنهم فی مقابر المسلمین۔''

''اسی لئے ہم (علمائے حق) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی متبع تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ ان سے رشتہ ناطہ کیا جائے اور نہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔'' (صفوة البیان لبیان القرآن نمبر ۱۸۶)

علمائے مصر کے اس فتویٰ کے بعد حکومتِ شام اور مصر نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی املاک ضبط کرلیں۔

الجواب صحیح والمجیب مصیب
محمد عرفان عفی عنہ از ڈہانگری

المجیب مصیب
محمد عبداللہ خالد عفی عنہ
خطیب جامع مسجد مانسہرہ

المجیب مصیب
عبدالحی بقلمِ خود
اِمام مسجد محلہ ناڑی مانسہرہ

الجواب:

۱:... مرزائی، قادیانی ہو یا لاہوری، دونوں اسلام سے خارج ہیں اور مرتد ہیں۔

۲:۔۔۔جو شخص ہر دو فرقہ کو مسلمان تصوّر کرے، وہ بھی اسلام سے خارج ہے۔

۳:۔۔۔جو شخص ہر دو فرقہ کو رِشتہ دیوے یا لیوے، (بشرطیکہ وہ مرزا قادیانی کے کفر کا اِقرار کرے اور مرزائیت سے توبہ کرے، تو ایسا شخص باعثِ عزّت و فخر ہے اور اس کو ثواب ملے گا) اس نے بسبب رشتہ کے اِرتداد سے نکال کر اِسلام میں داخل کیا۔

۴:۔۔۔اگر بالا ثبوت ہونے کے ہر دو فرقہ کو رِشتہ دیوے یا کرلے وہ بھی ہر دو فرقہ سے ہوگا۔

۵:۔۔۔اگر اِمام مسجد کا تعلق مرزائیوں سے اس حیثیت سے ہے کہ وہ ان کو مسلمان تصوّر کرتا ہے تو وہ اِمام بھی مسلمان نہیں رہتا، واللہ اعلم بالصواب!

محمد اِسحاق عفی عنہ

خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد

جوابِ بالا بالکل صحیح ہے!

۱:۔۔۔ہر مسلمان کو اِسلام اور کفر میں اِمتیاز کرنا ضروری ہے، کسی کافر کے لئے دُعا نمازِ جنازہ گناہ ہے، ان سے کسی مسلمان کا نکاح مرد ہو یا عورت حرام کاری ہے، وہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

۲:۔۔۔ایسے کافروں کو مسلمان سمجھنا اِسلام کی توہین ہے، کیونکہ ان کی کفریہ باتوں کو اِسلام قرار دینا ہے۔

۳:۔۔۔لوگوں کی یہ مصلحت اندیشی کہ مسلمانوں کی تعداد میں اِضافہ ہونا چاہئے، اس لئے ہم ان کو اِسلام سے خارج نہیں قرار دینا چاہتے، سخت دھوکا ہے، یہ مسلمان کی تعداد میں اِضافہ نہیں، غیرمسلمان کو اِسلام کی تعداد میں داخل کرنا ہے، اور مسلمانوں کو ان کے میل جول سے غیرمسلم بنانے کی سبیل کرنا ہے، جو خود مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز کمی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

۴:۔۔۔یہ عذرِ لنگ بھی غلط ہے کہ مسلمانوں میں تفریق پیدا ہوتی ہے، یہ ایسا عذر ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی تشریف آوری کے وقت کفار نے پیش کیا تھا کہ تفریق پیدا ہوجائے گی کہ کچھ مسلمان ہوں گے، کچھ نہیں۔ تو جس طرح وہاں حق کے اِتباع کے لئے ان سے الگ ہونا ضروری تھا، یہاں بھی حق کے اِتباع کے لئے اپنے رسول اور دِین کی توہین سے بچنے کے لئے اپنے کو ان سے الگ اور ان کو اپنے سے الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے خود تمام اسلام کی جڑوں پر کلہاڑی چلادی اور اس غلط طریقے کو اِسلام قرار دے کر اِسلام کو تباہ کردیا ہے۔ یہ امر ایک اسلام دُشمنی ہے، گو شیطان نے بہکا کر اِسلام دوستی کا عنوان رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو مسلمان نام کے غیرمسلموں، بلکہ دُشمنانِ اسلام سے محفوظ رکھیں، واللہ ولی التوفیق!

جمیل احمد تھانوی

مفتی جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور

۱۶؍صفر ۱۳۸۳ھ

الجواب وھو الموفق للصواب!

۱:۔۔۔صورتِ مسئولہ میں جبکہ اس قادیانی لڑکے سے دریافت کیا گیا اور اسے مسلمان ہونے کی مبارک باد دِی گئی تو اس نے صاف لفظوں میں اِنکار کردیا کہ میں نے اپنا مذہب نہیں چھوڑا تو اس صورت میں یہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ قادیانی مرزائی مرتد ہے اور

مرتد کا نکاح تو کسی مرتدہ عورت سے ہوسکتا ہے اور نہ ہی کسی مسلمان عورت سے! شریعتِ اسلامیہ نے مرتد کا کوئی دِین تسلیم نہیں کیا (ردالمحتار ج:۳ ص:۳۳۲، کتاب المرتدین)۔ اور جو لوگ نکاح میں شریک ہوئے، اگر انہوں نے پیر صاحب کے کہنے پر سمجھ لیا کہ اس لڑکے نے توبہ کرلی ہے اور اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے، اس صورت میں تو وہ گنہگار نہیں۔ اور وہ جانتے تھے کہ اس نے اپنے مذہب سے توبہ نہیں کی اور وہ مرزائی ہے، یہ بات سمجھتے ہوئے پھر اس کو مسلمان تصوّر کیا، اس صورت میں یہ لوگ کافر ہوگئے، ان پر لازم ہے کہ تجدیدِ اسلام و نکاح کریں اور توبہ کریں۔ اور اگر اس کو کافر مرزائی ہی سمجھتے ہوئے نکاح میں شرکت کی اور دُنیاوی رورعایت کو مدنظر رکھا، اس صورت میں وہ لوگ سخت گنہگار ہیں، ان پر لازم و واجب ہے کہ توبہ واِستغفار کریں۔ اور بااثر صاحب کے لئے بھی یہی حکم ہے، جس کی تینوں صورتیں بیان کردی گئی ہیں، اور ان کے اَحکام بھی بیان کردیئے گئے ہیں۔

۲:۔۔۔اگر بااثر صاحب نے اپنے لڑکے کی منگنی مرزائیوں کے ہاں کی ہے، اور وہ انہیں مسلمان سمجھتا ہے، اس صورت میں وہ کافر ہوگیا، اس پر تجدیدِ اسلام و نکاح لازم ہے، کیونکہ کافر کو مسلمان ماننا کفر ہے (درالمختار)۔ اور اگر دُنیاوی لالچ میں پھنس کر کررہا ہے تو سخت گنہگار و مستحقِ عذابِ نار ہے، اس کو توبہ واِستغفار کرنا چاہئے اور اپنے لڑکے کی شادی مرزائیوں کے ہاں کرنے سے باز آنا چاہئے۔ اور اس شادی میں برادری کے اہلِ سنت والجماعت کے لوگوں کو ہرگز شریک نہیں ہونا چاہئے، اور پھر اگر یہ لوگ شریک ہوں تو اگر مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں تو اس صورت میں وہ کافر ہوگئے، ان پر تجدیدِ اسلام و نکاح لازم ہے۔ اور اگر انہیں کافر ہی سمجھتے ہیں، پھر لالچ اور رورعایت کی وجہ سے شامل ہوں گے تو سخت عذابِ اُخروی کے مستحق ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا'' (ہود:۱۱۳)، ''جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں ان سے میل جول مت رکھو!'' لہٰذا ایسے شخص اگر پہلی صورت میں تجدیدِ اسلام و نکاح، اور دُوسری صورت میں توبہ واِستغفار نہ کریں تو مرزائیوں کو مسلمان سمجھنے کی صورت میں ان سے سلام، کلام، رِشتہ ناطہ بالکل قطع کردینا چاہئے، اور اگر اعلانیہ توبہ کئے بغیر مرجائیں تو ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے، اور نہ ہی ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اور جو لوگ مرزائیوں کو مسلمان تو نہیں سمجھتے تھے، پھر وہ شادی میں شرکت کریں اور اس کے بعد وہ توبہ واِستغفار نہ کریں، ان سے بھی سلام و کلام اور رِشتے ناطے بند کئے جائیں، حتیٰ کہ توبہ واِستغفار کریں۔

۳:۔۔۔سابق اِمامِ مسجد کا یہ کہنا کہ: ''مرزائیوں کو میں کافر نہیں سمجھتا'' اس کا یہ قول بھی کفر ہے۔ مکہ و مدینہ۔۔۔زاداللہ شرفاً وتعظیماً۔۔۔کے علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ کتاب حسام الحرمین میں ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، یعنی اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر**! اور اس مبلغ قادیانی کے لڑکے کی شادی میں مولوی سابق اِمامِ مسجد کا اپنے سارے خاندان کو شامل کرانا، کافروں سے موالات (دوستی) کرنے کی زبردست دلیل ہے۔ اور نیز اپنی حقیقی بھانجی کا رِشتہ قادیانی مرزائی سے، اور قادیانی مرزائی کی سگی بھانجی کا رِشتہ اپنے حقیقی بھائی سے کرنا چاہتا ہے، اس کا یہ اِرادہ بالکل شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہے، لہٰذا یہ مولوی سابق اِمام صاحب مسلمانوں کی نمازِ پنج گانہ اور نمازِ جنازہ کا اِمام نہیں بن سکتا، کیونکہ کافر و فاسق ہے، اور اس کو مسلمانوں کی نکاح خوانی کے لئے بھی نہ بلایا جائے، مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں (ملخص ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل ص:۴۴)۔

۴:۔۔۔مرزائی، قادیانی ہو یا لاہوری ہر دو کافر ہیں، کیونکہ قادیانی تو اس (مرزا قادیانی) کو نبی مانتے ہیں، اور لاہوری مرزائی اس کو مجدّد اور مسلمان مانتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے دعویٰ نبوّت اور دیگر عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ومرتد ہے، اور جو شخص اس کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کو نبی یا مجدّد اور مسلمان مانے، وہ شخص بھی کافر ہے۔ لہٰذا لاہوری مرزائی بھی کافر ہیں، لہٰذا ان سے بیاہ شادی کرنا اور ان کی نمازِ جنازہ اور دُعا میں شریک ہونا اَز رُوئے شریعتِ مطہرہ ہرگز جائز نہیں۔ نبی علیہ السلام نے بدعقیدہ لوگوں کے حق میں فرمایا: ’’ولَا تصلوا معھم الا ولَا تصلوا علیھم!‘‘ (اور ان کے ساتھ مل کر نماز مت پڑھو، اور ان پر نمازِ جنازہ مت پڑھو!)۔ اور مرزائی کی میّت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کی جائے، اور جو لوگ شریعتِ مطہرہ کی خلاف ورزی کرکے ان کے نکاح اور جنازے میں اگر ان کو مسلمان سمجھ کر شریک ہوں تو اس صورت میں شرکت کرنے والے کافر ہوگئے اور ان کے نکاح ٹوٹ گئے، ان کو تجدیدِ اسلام ونکاح کرنا چاہئے۔ اور اگر ان کو کافر ہی جانتے ہوئے ان معاملات میں ان کی شرکت کریں، اس صورت میں وہ سخت گنہگار ہیں، ان سے بھی سلام وکلام بند کیا جائے۔ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری، ان کا ذبیحہ بھی حرام ہے، کیونکہ مرتد کا ذبح کردہ جانور مردار ہے۔

احقر العباد مولوی محمد رمضان
نائب مفتی وفاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
مؤرخہ ۲۳؍جون ۱۹۶۳ء

ذالک کذالک، وانی مصدق لذالک!
فقیر قادری ابوالبرکات سیّد احمد غفرلہٗ
ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

الجواب ھو الجواب۔
فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی عفی عنہ
مہتمم مرکزی دارالعلوم جامعہ گنج بخش لاہور

الجواب وھو الموفق للصواب! مرزائی لوگ چونکہ قطعاً مرتد اور خارج اَز اِسلام ہیں، اس لئے ان سے نکاح وغیرہ کرنا، ان سے میل جو، سلام وکلام، رشتہ داری کے تعلقات رکھنا حرام قطعی ہے، جو شخص دانستہ ان سے یہ تعلقات نکاح وغیرہ قائم کرے گا، وہ بھی اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ بندہ کو جواب مذکورہ سے لفظ بہ لفظ اتفاق ہے، واللہ اعلم!

حررہ العبد الضعیف محمد سعید احمد عفی عنہ
مفتی جامعہ نعمانیہ ٹکسالی گیٹ لاہور، پاکستان
۹؍جولائی ۱۹۶۳ء

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم! علمائے کرام کے جوابات بالکل صحیح اور دُرست ہیں، مرزائیوں کو کافر نہ سمجھنا بھی کفر ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی
جامع مسجد قدس، لاہور، ۱۰؍ستمبر ۱۹۶۳ء

مرزائی، قادیانی ہوں یا لاہوری، ان کو مسلمان سمجھنے والے سب کافر ہیں۔ ان سے رِشتہ ناطہ کرنے والے سب انہی کے حکم میں ہیں۔ قرآن میں ہے: ’’اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ‘‘ (النساء:۱۴۰)۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

مذہب شیعہ اثنا عشری کی رُو سے نکاحِ طرفین میں اسلام شرط ہے، ختمِ نبوّت کا منکر مسلمان نہیں، غیر مشروع عقد کا ممد وموجد عادل نہیں رہ سکتا، اور اِمام جماعت میں مذہب شیعہ اثنا عشری کی رُو سے عدالت شرط ہے، غیر مسلم سے میل جول جس سے مسلمانوں کے اسلام میں ضعف واقع ہو، شرعاً جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اختر عباس اللہ
مدرّس جامع منتظر، لاہور

محمد علی رضوان
مدرّس مدرسہ اِمامیہ دارالتجوید پاکستان

***

علمائے اسلام کا متفقہ فیصلہ

قادیانیوں کی طرح لاہوری مرزائی بھی کافر ہیں

اراکین مسجد ووکنگ انگلینڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسجد ووکنگ کی مختصر تاریخ

یہ مسجد تقریباً ۱۸۸۶ء میں بیگم شاہجہاں والیٔ بھوپال ریاست کے زرِکثیر عطیے سے ایک انگریز ڈاکٹر لائٹز ریٹائرڈ پرنسپل اورینٹل کالج لاہور نے بنوائی تھی، اور اس کے ساتھ رہائشی مکانات بھی تعمیر کرادیئے گئے تھے۔ مگر بدقسمتی سے ۱۹۱۲ء میں مرزا کمال الدین لاہوری مرزائی نے چند دُوسرے مرزائیوں کی ہمراہی میں اس مسجد پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور جو اِمام اہلِ سنت والجماعت کا یہاں تعینات تھا، اس کو زبردستی نکال باہر کیا۔ پولیس وغیرہ آئی مگر دادرسی نہ ہوسکی، کیونکہ انگریز کے ہی تو یہ پروردہ تھے۔ ہندوپاک کی آزادی کے بعد مسجد ھٰذا کا اِنتظام واِنصرام سفارت خانہ پاکستان کے تحت چلا گیا، مگر عملی طور پر مرزائی اس پر قابض رہے اور اپنے باطل فرقے کی نشرواِشاعت اور تبلیغ کرتے رہے، اور ان کی طرف سے ہی یہاں اِمام متعین رہا، اور طرّہ یہ کہ اچھی خاصی رقم پاکستان سے زَرِمبادلہ کی شکل میں حاصل کرکے اس کے مصرف میں لائی جاتی رہی۔

۱۹۶۴ء میں جب مسلمانوں کی تعداد اس شہر میں بڑھنی شروع ہوئی تو اس وقت کے مرزائی اِمام محمد طفیل نے عجیب وغریب ہتھکنڈے مسلمانوں کو اس شہر سے بھگانے کے لئے اِستعمال کئے، سرکاری دفاتر میں رپورٹیں کیں کہ یہ گندے رہتے ہیں، ایک مکان میں زیادہ تعداد میں رہائش پذیر ہیں، اس طرح محکمہ حفظانِ صحت کے چھاپے پڑے، مگر یہ ملعون کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کے بعد دُوسرا اِمام بشیر احمد مصری کو مرزائیوں نے اس منصب پر مأمور کیا۔ اِدھر علمائے حق مثلاً حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب مرحوم اور علامہ خالد محمود صاحب جیسے علمائے حق اہل السنت والجماعت بھی میدانِ عمل میں اُترے اور اس فرقۂ باطلہ کی خوب خبر لی اور مسلمانوں میں مسئلۂ ختمِ نبوّت کی تڑپ پیدا کی اور توجہ دِلائی کہ یہ مسجد درحقیقت صحیح العقیدہ مسلمانوں کی میراث ہے، اور مرزائیوں نے اس پر اپنی جعل سازی اور سازشوں کی وجہ سے قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ تحریک آخر ایک دن رنگ لائی اور مسجدِ ھٰذا مسلمانوں کے قبضے میں آگئی۔ مگر کرنا یہ ہوا کہ اِمام کو مسلمانوں نے اِمامت کے فرائض پر مأمور کیا، لیکن پھر مسجد سفارت خانہ پاکستان کی مداخلت سے عجیب وغریب کیفیات کا شکار ہوگئی، اور سفارت خانے کی طرف ایک کلرک بنام خواجہ قمرالدین صاحب جس کا تعلق حیدرآباد دکن (انڈیا) سے ہے، بطور اِمام مقرّر کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ عارضی اِمام ہے، بعد میں ایک مستند عالمِ دِین کی تقرّری عمل میں لائی جائے گی، جو کہ آج تک شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکی۔ یہ اِمام اِنتہائی درجے کا نااہل، فرقہ باز اور مسجد کی لائبریری کو اس نے جماعتِ اسلامی یعنی مودودی جماعت کی نشرواِشاعت کا اَڈّہ بنا رکھا۔ مسجد کا دیگر اِنتظام واِنصرام اِنتہائی ناگفتہ بہ ہے، سڑک اپنی زبوں حالی کا رونا رو رہی ہے، بچوں کی دِینی

تعلیم وتدریس کا اِنتظام نہ ہونے کے برابر ہے۔ نیز اس اِمام کا میل جول لاہوری مرزائیوں کے ساتھ ہے، اور اس نے چند دِن ہوئے ایک نئی مذموم حرکت کا اِرتکاب کیا ہے جو اِنتہائی دِلخراش اور مسلمانوں کے لئے یقیناً ناقابلِ برداشت ہے۔

اس کے متعلق حضراتِ علمائے کرام ومفتیانِ شرعِ متین کی طرف رُجوع کیا گیا اور ان کی خدمت میں ایک اِستفتاء پیش کرتے ہوئے شرعی فتوے کی اِستدعا کی گئی۔ ہم جانتے ہیں کہ اس واقعے کو سن کر مسلمانانِ عالم اِضطراب محسوس فرمائیں گے، اور شاید یہ واقعہ ان کے دِلوں پر نمک پاشی کا کام کرے، لیکن چونکہ ہم ممبران واراکین مسجد ووکنگ اپنے مسلمان بھائیوں کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کرنا اپنی مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں، لہٰذا ان چند سطور کو مع فتاویٰ شائع کرنے پر مجبور ہیں، تاکہ مسلمان کم از کم اپنی نمازیں تو نہ خراب کریں، وما علینا إلّا البلاغ، وما توفیقی إلّا باللہ!

اراکین مسجد ووکنگ، انگلینڈ ۸/۹/۱۹۷۳ء

اِستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دِین بیچ اس مسئلے کہ کل مؤرخہ ۸؍ستمبر ۱۹۷۳ء بوقت ساڑھے چار بجے دن سابق اِمام ووکنگ مسجد: محمد طفیل متعلقہ مرزائی فرقہ لاہوری کی ساس کا جنازہ مسجدِ ھٰذا میں لایا گیا، اور یہاں کے سرکاری اِمام نے محمد طفیل کی اِقتدا میں نمازِ جنازہ ادا کی، جبکہ چند معزّزین نے اس حرکت کا محاسبہ کیا تو خواجہ قمرالدین سرکاری اِمام ووکنگ مسجد نے یہ دلیل پیش کی کہ میں نے اس لئے جنازے میں شرکت کی ہے، کیونکہ مرزا محمد طفیل بسا اوقات میرے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے ہیں، اور دُوسری دلیل یہ پیش کی کہ میں لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا، کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدّد تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو کافر نہیں کہتے۔ لہٰذا آپ مہربانی فرماکر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے شخص کے متعلق شرعی فتوے سے کماحقہٗ مطلع فرمائیں۔

عینی شاہدوں کے دستخط مندرجہ ذیل ہیں:

صابر حسین محمد شریف عبدالرحمن ملک احمد خان

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین

فاضلِ دیوبند، امیر خدام اہل السنت والجماعت

خلیفہ مجاز حضرت سیّد حسین احمد مدنی صاحبؒ کا جواب

کتابُ اللہ، احادیث رسول اللہ۔۔صلی اللہ علیہ وسلم۔۔اور تعامل خلفائے راشدین: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذُوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور اَصحابِ رسول اللہ۔۔صلی اللہ علیہ وسلم۔۔کی روشنی میں اُمتِ محمدیہ کے تمام علمائے کرام کا یہ اِجماعی فیصلہ ہے کہ نبی کریم، رحمۃ للعالمین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اور اگر اس آخری اُمت میں سے کوئی شخص نبوّت ورِسالت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر، مرتد، دجال اور کذّاب ہے۔ اسی بناء پر ملتِ اسلامیہ کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ دعویٔ نبوّت کے خارج اَز اِسلام اور کافر ہے، اور اس کو نبی یا مجدّد ماننے والے بھی قطعی کافر ہیں۔ اور مسئلۂ ختمِ نبوّت اِسلام کا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اسلامی

جمہوریہ پاکستان کے نئے آئین میں بھی اس کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔ چنانچہ صدر اور وزیراعظم پاکستان کے حلف نامے کی عبارت حسبِ ذیل ہے:

’’میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور خدا پر میرا یقین کامل ہے اور اس کی کتاب قرآن پاک پر جو کہ آخری کتاب ہے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (جن پر خدا کی رحمت ہو) جن کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا، قیامت کے دن پر، رسول کی سنت وحدیث پر، قرآن کے احکام پر۔‘‘

(آئینِ پاکستان، تیسری شیڈول حلف صدر دفعہ ۴۲)

سوال نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ ووکنگ مسجد کا امام خواجہ قمرالدین لاہوری مرزائیوں کو اس وجہ سے کافر نہیں کہتا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے، بلکہ مجدّد مانتے ہیں، اور اسی بنا پر ہی اس نے ایک لاہوری مرزائی محمد طفیل کی اِقتدا میں ایک مرزائی عورت کا جنازہ بھی پڑھ لیا ہے۔ لیکن خواجہ قمرالدین مذکور کی یہ تأویل صحیح نہیں، کیونکہ جب شریعت کی رُو سے مدعیٔ نبوّت مرزا غلام احمد قادیانی قطعی کافر ہے، تو جس شخص کو شرعاً کافر ماننا ضروری ہے، اس کو ولی اور مجدّد ماننے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ کیا کوئی کافر بھی مجدّد ہوسکتا ہے۔۔۔؟ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں لاہوری پارٹی کا بانی مولوی محمد علی لاہوری، مرزا قادیانی کو نبی ہی مانتا رہا ہے، اور اس کی تحریرات سے یہی ثابت ہے، مثلاً محمد علی لاہوری نے لکھا ہے کہ:

’’ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دِکھایا۔‘‘ (ری ویو آف ریلیجنز ج:۳ نمبر ۱۱ ص:۴۱۱)

دراصل قادیانی مرزائیوں کی طرح لاہوری مرزائی بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن کو ہی پھیلانے میں مصروف ہیں، دونوں کی دعوت مرزا قادیانی کی شخصیت کی طرف ہے، ان دونوں پارٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ۔۔۔العیاذ باللہ!۔۔۔ ناواقف مسلمان، مرزا قادیانی کے پیروکار بن جائیں۔ خواجہ قمرالدین نے لاہوری مرزائی محمد طفیل کی اِقتدا میں نمازِ جنازہ پڑھ کے حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غداری کی ہے، اب وہ مسلمانوں کی اِمامت کا مستحق نہیں رہا، اس کے پیچھے مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کی نماز صحیح نہیں، اس کو اِمام بنانا حرام ہے، ایسے شخص کو فوراً معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ سنی عالم کو اِمام بنانا چاہئے۔ لاہوری مرزائی کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد جن مسلمانوں نے غلط فہمی سے اس کی اِقتدا میں نمازیں پڑھیں ہیں، ان پر ان نمازوں کی قضا لازم ہے، اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو ہر فتنے سے محفوظ رکھیں، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم!

خادم اہل السنت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال، امیر تحریک خدام اہل السنت والجماعت

صوبہ پنجاب (پاکستان)

۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ، ۲۵؍اکتوبر ۱۹۷۳ء

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صفدر کا جواب

الجواب ھو المصوب! لاہوری مرزائی بھی اسی طرح کافر ہیں، جس طرح قادیانی کافر ہیں، اوران کے کافر ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

۱:۔۔۔کہنے کوتو یہ گروہ مرزا قادیانی کو مجدّد کہتا اور مانتا ہے، مگر محمد علی لاہوری نے مرزا قادیانی کو نبی بھی کہا اور تسلیم کیا ہے، اس کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

الف:۔۔۔''ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا، اوراس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دِکھایا۔'' (ری ویو آف ریلیجنز ج:۳ ش:۱۱ ص:۴۱۱)

ب:۔۔۔''اس آخری زمانے کے لئے تجدیدِ دِین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اَخیر زمانے میں ظہور میں آنے والی ہے، اپنے ایک نبی کو دُنیا کی اِصلاح کے لئے مأمور کرے گا اوراس کا نام مسیحِ موعود ہوگا، سوایسا ہی ہوا۔'' (ری ویو آف ریلیجنز ج:۵ نمبر۶ ص:۲۱۴)

ج:۔۔''ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دِیا ہے، اوّل یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں، اور دُوسرا یہ کہ اس کی نبوّت کو اور اس کے من جانب اللہ ہونے کو تسلیم کریں، بعینہٖ اس قدیم سنتِ اِلٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا۔''

(ری ویو آف ریلیجنز ج:۴ نمبر۱۲ ص:۴۶۵)

ان صاف اور صریح عبارات سے معلوم ہوا کہ لاہوری پارٹی کا سربراہ اور سراسر گمراہ محمد علی بھی مرزا قادیانی کو۔۔معاذاللہ تعالیٰ!۔۔نبی تسلیم کرتا ہے اور ختم نبوّت کے ایک بنیادی عقیدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے وہ کافر ہے اوراس پر اُمت کا اِجماع اور اِتفاق ہے۔مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے سامنے یہ صاف اور صریح حوالے پیش کر دینے چاہئیں، اگر سمجھنے کے بعد وہ لاہوری مرزائیوں کو کافر نہ کہیں تو وہ بھی پکے کافر ہیں، لاشک فیہ ولا ارتیاب!

۲:۔۔۔محمد علی لاہوری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہے، (تفسیر بیان القرآن ج:۱ ص:۲۲۵، محمد علی لاہوری)۔اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا اِنکار بالاجماع کفر ہے۔

۳:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا نصوصِ قطعیہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے، مگر محمد علی لاہوری لکھتا ہے کہ:''حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش اِسلامی عقائد میں نہیں، عیسائیت کا اُصول ہے'' (تفسیر بیان القرآن ج:۱ ص:۲۱۳)۔اور اسی صفحے پر تصریح کرتا ہے کہ:''حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ یوسف (نجار) کا تعلق زوجیت کا تھا'' اور یہ اس کے کافر ہونے کی ایک مستقل وجہ ہے۔۔۔!

۴:۔۔۔محمد علی لاہوری دوزخ کے دوام کا قائل نہیں، (ملاحظہ ہو تفسیر بیان القرآن ج:۱ ص:۲۶۸)۔

حالانکہ قرآنِ کریم کی نصوصِ قطعیہ اور اَحادیثِ متواترہ اور اِجماعِ اُمت سے دوزخ کا خلود اور دوام ثابت ہے، اور اس کا اِنکار کرنا کفر ہے۔

۵:۔۔۔محمد علی لاہوری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اسی طرح دُوسرے تمام پیغمبروں کے معجزات کی جو قرآنِ کریم میں صراحت سے مذکور ہیں، تأویل کرتا ہے، جو خالص تحریف ہے، اور نصوصِ قطعیہ کی یہ تأویل بجائے خود کفر ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی وجوہ ہیں، **والعاقل تکفیه الإشارة**۔۔۔! جب لاہوری مرزائیوں کے یہ نظریات ہیں تو اُمت میں کون بدبخت ان کو مسلمان سمجھے گا۔۔؟ مودودیوں کے سامنے یہ حوالے پیش کردیئے جائیں، اگر وہ ان کو سمجھ اور جان کر بھی لاہوری مرزائیوں کی تکفیر نہیں کرتے تو یقیناً وہ بھی کافر ہیں۔

جب لاہوری مرزائی کافر ہیں تو ان کا جنازہ کیونکر دُرست ہوسکتا ہے؟ اور ان کے ایسے عقائد پر اِطلاع پانے کے بعد بھی ان کو مسلمان سمجھنے والا اور ان کے جنازے میں شرکت کرنے والا یقیناً کافر ہے۔۔۔!

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز
خطیب جامع مسجد گکھڑ، صدر مدرّس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۶؍شعبان ۱۳۹۳ھ، ۲۵؍ستمبر ۱۹۷۳ء

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کا جواب

مبسملاً و محمدلاً و مصلّیاً و مُسلّماً! تمام اہلِ حق علمائے پاک و ہند کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مدعیٔ نبوّت اور اس کو سچا سمجھنے والے خواہ نبی نہ کہیں، سچا قرار دیں، بزرگ، نیک یا مجدّد وغیرہ مانیں، سب کافر ہیں، مرتد ہیں، اور ظاہر ہے کہ نیک بزرگ سمجھنا، سچا کہنا ہے، اور مدعیٔ نبوّت اور تمام انبیاء کی تحقیر کرنے والے سچا قرار دینا، خود نبوّت و توہینِ انبیاء کو سچا قرار دینا کفر ہے۔ اب ان لوگوں کے عقیدے اور نظریات ایسے نہیں رہے کہ کسی سے چھپے ہوئے ہوں، یا کسی کو شبہ بھی ہوسکے، ان سے مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ دُرست نہیں، ان سے میل جول بھی کفر پھیلانے کی مدد ہوکر گناہ ہے۔

اسلام کے بعد مرتد ہونے والا کفرِ عظیم کے ساتھ توہینِ اسلام کا بھی علی الاعلان مرتکب ہوتا ہے، اس لئے اس کا درجہ دُوسرے اصلی کافروں سے بھی بدتر ہے، نہ ان کا ذبح کیا ہوا حلال، نہ ان کے کسی مرد عورت کا نکاح ان سے دُرست، نہ کسی مسلمان سے میراث کا حق، نہ جنازے میں شرکت جائز۔ منافق لوگ بھی مسلمانوں کی سی باتیں کیا کرتے تھے، مگر اللہ نے ان کو کافر ہی قرار دیا ہے، اس لئے تأویلیں کرنے والے خود غلطی پر ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ“ (التوبۃ ۸۴) ”اور مت نماز پڑھو تم ان میں کسی پر جو مرجائے کبھی بھی، اور نہ کھڑے رہو اس کی قبر پر، بے شک ان لوگوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور اِطاعتِ خدا سے نکلتے ہوئے مرے ہیں۔“

ایسے صاف حکم کے بعد یہ تأویل کہ: ”وہ میرے پیچھے نماز پڑھ لیتا تھا“ بالکل غلط ہے، منافقین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور دھوکا دینے کے لئے بہت سی اسلامی باتیں بگھار لیتے تھے، تو کیا وہ مسلمان شمار ہو سکتے ہیں۔۔۔ الخ۔

جمیل احمد تھانوی
مفتی جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن لاہور
۲۶؍شعبان ۱۳۹۳ھ

حضرت مولانا حافظ محمد الیاس، جامع مسجد ٹپولیاں کا جواب

بلاشک وشبہ مدعیٔ نبوّت کو مجدّد یا مسلمان سمجھنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک روا رکھنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔ جو اِمامِ مسجد، لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا، اس کے پیچھے ہرگز نماز دُرست نہیں ہے، اس کو منصبِ اِمامت سے الگ کرنا ضروری ہے۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب!

احقر خادم اہل سنت محمد الیاس غفرلہٗ
مدرسہ رشیدیہ چوک لوہاری منڈی لاہور
۵؍رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

حضرت مولانا محمد حسین نعیمی، دار العلوم نعیمیہ لاہور کا جواب

الجواب ھو الموقف للصواب! مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا، جو اس کی ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے، اپنے آپ کو کئی انبیاء سے افضل قرار دِیا، قرآنِ کریم کی تحریفِ معنوی کی، یہ تمام اُمور کھلے کھلے کفر ہیں۔ ایسے شخص کو مسلمان ماننا بھی کفر ہے، چہ جائیکہ اس کو مجدّد یا محدث مانا جائے۔ اس لئے تمام اہلِ اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی کے تمام متبعین کافر ہیں، خواہ لاہوری ہوں یا غیر لاہوری، اور مرزا قادیانی کے متبعین کی تکفیر نہ کرنا بھی کفر ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں اِمامِ مذکور کو، جب تک مرزا قادیانی اور اس کے تمام متبعین کا کفر تسلیم نہ کرے، اس وقت تک وہ خود کفر سے باہر نہیں ہے، نہ اس کا اِیمان صحیح رہا، نہ نکاح، نہ اس کی اِقتدا میں نمازیں صحیح ہوں گی، تاوقتیکہ وہ اس عقیدۂ کفریہ سے براءت کا اِظہار کرے، الجواب ھو الموفق للصواب!

محمد حسین نعیمی
جامعہ نعیمیہ لاہور
۲۴؍ستمبر ۱۹۷۳ء مطابق ۲۵؍شعبان ۱۳۹۳ھ

غلام رسول سعیدی
مدرّس جامعہ نعیمیہ لاہور

الجواب صحیح۔
محمد عبدالقادر آزاد
آزاد خطیب شاہی جامع مسجد لاہور

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، مدرّس دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک پشاور

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جواباً عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ اپنے دعاویٔ باطلہ کے قرآن وسنت کی نصوصِ قطعیہ اور اِجماعِ اُمت کے بموجب قطعی کافر ہے اور مرتد ہے، اور انہی وجوہات کی وجہ سے مرزا غلام احمد

قادیانی کے ایسے معتقدات کو اَپنانے والے، یا اس کا اِتباع کرنے والے، یا اس کی تصدیق وتائید، یا تأویل کرنے والے بھی قطعی کافر، مرتد اور خارج اَز اِسلام ہیں۔

متنبیٔ کذّاب قادیانی کے مرنے کے بعد اس کے متبعین کی ایک جماعت نے ۔۔۔جو لاہوری جماعت کہلاتی ہے۔۔۔ مرزا قادیانی کے واضح اور قطعی دعاوی (نبوّتِ تشریعی وغیر تشریعی، بلکہ سارے انبیائے کرام بشمول حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت، انبیاء کی توہین وغیرہ) کے باوجود، اس کی تکفیر کرنے کے بجائے، جو ہر مسلمان کا لازمی عقیدہ ہونا چاہئے، اسے مصلح، مجدّد اور مسیحِ موعود کہنا شروع کردیا۔ نفاق، فریب اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی یہ رَوِش جان بوجھ کر اِختیار کی گئی اور اسی بنا پر مرزا قادیانی کے کفریات اور خرافات پر مبنی دعوؤں کی تأویل وتوجیہ شروع کی، مگر برِصغیر کے محقق علماء خصوصاً علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر حضرات نے اس فریب ونفاق کا پردہ قطعی دلائل سے چاک کیا، اور لاہوریوں کی تکفیر میں ''اِکفار الملحدین فی ضروریات الدین'' نام سے مستقل کتاب لکھی، جس میں واضح کیا کہ قطعی یقینی اور متواتر معتقدات اور ضروریاتِ دِین میں تأویل وتحریف اور اِنکار گریز، قطعی کفر ہے، گوایسا کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہے اور مسلمانوں کی ساری عبادات نماز وغیرہ میں شرکت کیوں نہ کرے۔

الغرض مسلمانوں کے لئے مرزائیوں کا لاہوری فرقہ، دُوسرے فرقے قادیانی جماعت سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے کہ عام مسلمان انہیں نمازوں وغیرہ میں شرکت کرتے دیکھ کر ان کے دامِ فریب میں آجاتے ہیں۔ الحاصل لاہوری مرزائی بھی قطعی کافر ہیں، لاہوری مرزائی کا کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا اس کے مسلمان ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اور اَب تو قادیانی فرقہ (جماعتِ ربوہ) نے بھی مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینے کی خاطر اپنے متبعین کو مسلمانوں کے ساتھ نماز وغیرہ پڑھنے کی اِجازت اَز راہِ تقیہ دے دی ہے، کیا اس طرح نماز پڑھنے سے وہ بھی مسلمان کہلاسکیں گے۔۔۔؟

لاہوری مرزائی اِمام کی اِقتدا میں مذکورہ شخص نے اگر غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے نماز پڑھی تو اسے نادم اور تائب ہوکر اپنے موقف سے رُجوع کرنا چاہئے، اور اگر اَب بھی وہ لاہوری مرزائیوں کے بارے میں اپنی سابقہ رائے پر قائم اور مصر ہے تو ایسے شخص کو منصبِ اِمامت سے ہٹانا اور معزول کرانا ضروری ہے، واللہ اعلم!

سمیع الحق

مدرّس دارالعلوم حقانیہ، مدیر ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک،
ضلع پشاور (پاکستان)
۱۱؍رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ
(فتویٰ نمبر: ۴۶۸۴ھ)

***

القادیانیة
فی نظر علماء الاُمَّة الإسلامیة

وفتویٰ علماء الحرمین الشریفین وغیرهم من علماء الاُمَّة الإسلامیة بکفر الفرقة الضالة المسماة بـ"القادیانیة"

از علمائے حرمین وشام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب من رئيس الإشراف الدينى بالمسجد الحرام
والجواب من علماء الحرمين الشريفين وتوقيعاتهم
والجواب من علماء دمشق وديار الشام المحروسة

تمهيد الإستفتاء

الحمد لله الذى انزل القرآن الكريم خاتم الكتب السماوية، وجعل دين سيدنا محمد خاتم الأديان الإلٰهية، كل ذالک بالآيات القرآنية والأحاديث النبوية، ثم بإجماع الأمّة المحمدية، فختم الكتب (السماوية) بالقرآن الكريم، وختم النّبوّة والرسالة بسيدنا محمد الرسول العظيم، فأشهد ان لا إلٰه إلّا الله وحده، وأشهد ان سيّدنا محمدًا عبده ورسوله من لا نبى بعده، صلى الله عليه وعلٰى آله وصحبه وبارک وسلم إلٰى يوم الدين۔

امام بعد! فإن من اعظم الفتن فى آخرى هٰذه العهود الإسلامية الفتنة القاديانية المرزائية التى قام بها رئيس اهل الضلال الميرزا غلام احمد القاديانى الهندى، فادعى دعاوى من المجددية والمهدوية والمسيحية حتّٰى انتهى إلٰى دعوى النبوة وفضل نفسه علٰى سائر الأنبياء، وفضل معجزاته علٰى معجزات سيّدنا محمد صلى الله عليه وسلم، وأهان سيّدنا المسيح عليه السلام، بما تنشق منه الأكباد والقلوب ۔۔۔۔۔۔ واعلن بنسخ الجهاد مع الكفار وحج البيت الحرام ۔۔۔۔۔۔ وحرف عدة من آيات التنزيل العزيز واولها بوجوده ۔۔۔۔۔۔

واثنىٰ ثناء بديعًا على الحكومة البريطانية وجلعها ظل الله فى الأرض واتبع البابية والبهائية فى تحريف آيات القرآن وادعاء نزول الوحى ونزول الملک عليه وكانت الحكومة البريطانية قد تعهدت هٰذه الحركة بالحماية والرعاية والتأييد حتّٰى تحقق للجميع ان غلام احمد القاديانى وحركته انما هى تحرر بريطانى ووليد سياستها الفاجرة الكافرة تلبيسًا على المسلمين۔

فقام علماء الإسلام فى بلاد الهند للقضاء عليه وابداء كفر هٰذا المدعى المتنبىء الكاذب القاديانى، وكشفوا دور بريطانية فى اتخاذ وسيلة للقضاء علٰى دين الإسلام وإدخال هٰذه الأكاذيب الفاجرة فى صميم قلبها

واخذوا یردون علیہا منذ ستین عامًا واکثر فی مؤلفات ورسائل ومجلات وصحف ومحافل۔۔۔۔۔۔۔وصرحوا بأن أتباع ھٰذا المتنبیء مرتدون عن دین الإسلام وان حکم الإسلام فیہم القتل۔۔۔۔۔۔۔ولم یختلف من علماء الإسلام فی بلاد الھند وباکستان والأفغان عن الحکم بکفرہ وارتدادہ وبکفر کل من اعتنق مذھبہ۔

والحکومة البریطانیة لھا تدابیر دقیقة فی ترسیخ ھٰذہ الفتنة وتأییدھا وإدخالھا إلی البلاد العربیة والإسلامیة بشتی الوسائل بأسماء المھندسین والأطباء والمستخدمین وانہ لمن الثابت ان القادیانیین انما ھم جواسیس وعمالًا لبریطانیة وإسرائیل وقد سمحت لھم إسرائیل تقدیرًا لخدماتھم تحقیقًا لأھدافھا الخبیثة فی تشوہ معالم الإسلام، سمحت لھم بفتح مرکز ضخم فی الأراضی العربیة المحتلة وسھلت امامھم کل الأمور لمزاولة نشاطھم الھدام ضد القضیة الإسلامیة۔۔۔۔۔۔۔

فکان من اللازم فی مثل ھٰذہ الظروف ان ینتبہ زعماء المسلمین وملوک العرب وعلماء البلاد العربیة ان ینتبھوا لعواقب ھٰذہ الفرقة الضالة المرتدة وما لھا صلة بعدو الإسلام والمسلمین طاغیة بریطانیة۔۔۔۔۔۔۔۔ فبدأنا بأخذ فتاویٰ علماء الحرمین الشریفین وعلماء البلاد العربیة، لکی نظھر أنّ کفر ھٰذہ الفئة المارقة عن دین الإسلام کلمة إتفاق وإجماع فی الاُمّة المحمدیة والملّة الإسلامیة لم یتخلف احد ممن وقف علٰی عقائدہ۔۔۔۔۔۔ فقد حان لنا ان نقدم الإستفتاءات عن علماء الحرمین الشریفین وغیرھم واجوبتھم وفتاواھم فی ذالک، لکی یتم حجة اللہ رب العالمین علی الأغمار والغافلین، واللہ سبحانہ ھو الموفق لکل خیر وسعادة وھو مولی بأمرہ، علیہ توکلنا وإلیہ تسیب ولا حول ولا قوة إلّا باللہ العلی العظیم۔

”مجلس تحفظ ختم النبوة فی ملتان، باکستان“

٭٭٭

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فتوی الشیخ عبداللہ بن حمید

الرئیس العلام للإشراف الدینی بالمسجد الحرام المکۃ المکرمۃ

الحمداللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علٰی اشرف المرسلین وخاتم النبیین سیّدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین والتابعین إلٰی یوم الدین۔

اما بعد! فیا علماء الاُمّۃ المحمدیۃ افذاذ الاُمّۃ الإسلامیۃ خصوصًا منکم اعلام البلاد العربیۃ، وبالأخص علماء الحرمین الشریفین والمملکۃ العربیۃ السعودیۃ: ماحکم الإسلام والشریعۃ الإسلامیۃ فی رجل ظھر فی بلاد الھند فی بقعۃ تسمّٰی قادیان وھی فی بلاد مقاطعۃ البنجاب الھندیۃ الیوم، ادعی اوّلًا انہ المھدی، ثم انہ مثیل المسیح الموعود، ثم ادعی النبوۃ الغیر التشریعیۃ، ثم ادعی انہ یوحیٰ إلیہ بالأمر والنھی، وان وحیہ کوحی سائر الأنبیاء معصوم من الخطأ والغلط، وأن من أنکر وحیہ فھو ملعون، ومن أنکر من إتباعہ وإقتدائہ فھو جھنمیٌّ، وان بیعی کسفینۃ نوح (أی من رکبھا نجا)، وادعی ان الجھاد مع الکفار منسوخ، وتأوّل فی خاتم النبیین تأویلات تجحد الفکر الصحیح والعلم الصحیح، کل ذالک فی ظل الحکومۃ البریطانیۃ وفی حمایتھا، وأعلن فی کتبہ ان بریطانیۃ ظل اللہ فی العالم، وان طاعتھا مفترضۃ، وأعلن ان کل من لا یؤمن بنبوّتہ فھو کافر ومن ذریۃ البغایا، ولا ینکح احد من أتباعہ بنتہ، نعم ینکح منھم کأھل الکتاب، یجوز بالکتابیۃ نکاح المسلم۔ ثم ادعی ان المسیح ابن مریم قُتِل وصُلِب ولٰکنہ لم یمت بالصلب وبقی حیًا وفرّ إلٰی کشمیر وھناک مات ودفن، وجاء فی حق سیّدنا المسیح ابن مریم بطامات تشق الأکباد من إھانۃ ولعن وانہ ابن یوسف النجّار وما إلٰی ذالک من کفریات وھذیانات، وانہ قد اوحی إلیہ: ”محمد رسول اللہ والذین معہ أشدآء علی الکفار رحماء بینھم“ ــــــ ھٰذا فی حقی وقد سمانی اللہ محمّدًا فی ھٰذا الوحی۔

وقال: ”لا یصلی احد من أتباعی الأحمدیۃ صلاۃ خلف غیر الأحمدی لأن ھٰؤلاء الغیر الأحمدیین لم یؤمنون بالنبوۃ ای بنبوّتی۔ وقال: ان معجزات محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلغت إلٰی ثلاثۃ آلاف معجزۃ، ومعجزاتی بلغت إلٰی ملیون!

وقال: انی اخاف الکفر علٰی من یأتی مکة والمدینة، إلٰی کم تسترضعون ثدیی مکة والمدینة وقد انجمد اللبن فیهما، فمن لم یأت قادیان یقطع عن الإسلام صلته وان من خالفنی کان من خنازیر الفلاة والصحراء، وان نسائهم احط من الکلاب والکبات، ویدعی ان اکثر حیاته انقضت فی نصرة الحکومة البریطانیة وانه قد الف فی منع الجهاد واطاعة الحکومة البریطانیة کتبا ورسائل ومجلات وجرائد لو جمعت لملأت خمسین دولابًا۔۔۔۔۔۔ وقد ارسلت کمیة منها إلٰی بلاد العرب ومصر والشام وبلاد الأفغان وکابل، وقال: إلٰی متیٰ انتم وراء تلک الروایات والخرافات فی حق المهدی والمسیح الذین یسفکان الدماء التی تغری قلوب المسلمین بالجهاد الفت ذالک لتمحوعن قلوب هٰؤلاء الحمقاء تلک الآثار۔

وهٰذه الأفکار والمعتقدات کالنموذج والمثال من جملة ما ادعاه من الأباطیل، وهٰذه الأقاویل فی کتبه التالیة:

۱-البراهین الأحمدیة، ۲-حقیقة الوحی، ۳-نزول المسیح، ۴-الأربعین، ۵-ایک غلطی کا إزالة، ۶-آئینه کمالات، ۷-آئینه صداقت، ۸-انوار خلافت، ۹-ملائکة اللّٰه، ۱۰-کلمة الفصل (ج:۱ رقم:۴، ص:۱۶۹، من تألیف ابنه بشیر احمد)، ۱۱-مکتوبات احمدیة، ۱۲-ضمیمة انجام آتهم، وغیرها من التألیف وسمی أتباعه "الأحمدیة" حیث ان إسمه کان المرزا غلام احمد، والمسلمون یسمونهم: المرزائیة أو القادیانیة ۔۔۔۔۔۔ ثم بعد موته اذنابه افترقت فرقتین، فرقة تسمّٰی بالقادیانیة او المرزائیة، یعتقدون انه نبی۔ وفرقة اخریٰ تسمّٰی باللاهوریة تدعی انه مجدّدٌ ولٰکن مع هٰذا یعتقدون انه افضل من سائر الأنبیاء غیر سیّدنا الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم، فمع کونه مجدّدًا یزعمونه افضل من کل نبی ورسول غیر رسولنا صلی اللّٰه علیه وسلم۔

فیا علماء الإسلام! ماذا حکم هٰذا المدعی وحکم أتباعه فی الإسلام؟ وقد اشتد الخطر الیوم فی بلاد المسلمین وخصوصًا فی بلاد إفریقیا الشرقیة والغربیة للإعتناق بهٰذا المذهب حیث یصرف وراء ابلاغ هٰذه الدعوة فی النشأة الجدیدة وفی حیل الجدید فی تلک البلاد ملایین الجنیهات والدولارات وان سیطرتها فی البلاد اعادة لمجد بریطانیة الزائل ومکر عظیم للإسلام والمسلمین وتفصیل ذالک یطول۔۔۔!

فأفتونا مأجورین واللّٰه سبحانه وتعالٰی یجزل لکم الأجر بصیانة سیاج الإسلام ویبقیکم ذخرًا للمسلمین۔

والسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته!

المستفتی: احد علماء مجلس تحفظ ختم النبوّة فی باکستان

(۱)

فتویٰ علمائے حرم

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته، وبعد: القادیانیة فرقة ضالة لهم مذهب خبیث ومعتقد فاسد،

خرجوا به عن دائرة المسلمين وهَدْىُ سيّد المرسلين بإعترافهم الصريح بأن ليس هناك من شيء يجمع بينهم وبين المسلمين، فربّهم كما زعموا غير ربّ المسلمين، وإسلامُهم غير إسلامِهم، وقرآنُهم غير قرآنِهم، وصلاتُهم غير صلاتِهم، وصومُهم غير صومِهم، قاتلهم الله أنّٰى يؤفكون! فغلبت عليهم الشقاوة والجهل والتعصب والخذلان إلٰى هٰذا لقوله الشنعاء والإعتقاد الفاسد، ومعلوم انه ليس لأحد ان يضع للناس عقيدة ولا عبادة من عنده بل عليه ان يتبع ولا يبتدع، ويقتدى ولا يبتدى، فإن الله سبحانه وتعالٰى بعث محمدًا صلى الله عليه وسلم بالهُدىٰ ودين الحق، فعلّم العباد جميع ما يحتاجون إليه فى دينهم من العبادات والإعتقادات فأقام الحُجّة وأنار السبيل، وقال: تركتكم على الحُجّة البيضاء، ليلها كنهارها، لا يزيغ عنها بعدى إلّا هالک۔ ويقول صلوات الله وسلامه عليه: من أحدث فى أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو رَدٌّ! لقد حرص الإستعمار علٰى تكوين القاديانية وإيجادها ونصرة اهلها ومدهم بالأموال الطائلة والمناصب العالية وحمو دعوتهم وايدوا طريقتهم فشنوا الحرب على الإسلام والمسلمين وادعوا الإستقلال الكلى بالدين والنبوة والإعتقاد، فلم يرضوا بالله ربًّا، ولا بالإسلام دينًا، ولا بمحمد صلى الله عليه وسلم نبيًّا، وتجروا على الله سبحانه وتعالٰى بكلام ساقط سخيف لا يقدر المرء ان ينطق به لو لا الحاجة إلٰى بيان ما هم عليه من كفر وضلال، تكاد السمٰوٰت يتفطرن منه وتنشق الأرض وتخر الجبال هدًّا ۔۔۔۔فزعموا ان الله يصوم ويصلى وينام ويصحوا ويكتب۔۔۔۔ ويوقّع ويصيب ويخطى ويجامع ويولد، تعالى الله عما يقول الجاحدون الظالمون علوًّا كبيرًا!

ومثل قول زعيمهم: انا رأيت فى الكشف بأنى قدمت اوراقًا كثيرة إلى الله تعالٰى ليوقّع عليها ويصدق الطلبات التى اقترحتها، فرأيت ان الله وقّع على الأوراق بحبر أحمر وكان عندى وقت الكشف رجل من مريدى يقال له عبدالله، ثم نفض الرّبّ القلم وسقطت من قطرات الحبر الأحمر علٰى أثوابى وأثواب مريدى عبدالله ولما انتهى الكشف رأيت بالفعل ان أثوابى وأثواب عبدالله لطخت بهٰذه الحمرة مع انه لم يكن عندنا شيء من اللون الأحمر!

ويقول بعضهم: ان المسيح الموعود (اى الغلام) بين مرة حالة فقال: انه رأى نفسه كان امرأة وان الله اظهر فيه قوّته الرجولية۔

كما انتقصوا امقام الرسالة فيدعى زعيمهم: ان معجزاته تفوق معجزات سيّد الأوّلين والآخرين، صاحب المقام المحمود، والحوض المورود، والشفاعة العظمٰى، وينكرون ختم الرسالة، ويكذبون القرآن ويتأوّلونه بتأويلات باطلة فاسدة۔

فيجب علٰى جميع المسلمين وخاصة العلماء والحُكام مجاهدة هٰذه الفرقة الضالة بالحُجّة والبيان والسيف والسنان حتّٰى تهتک أستارهم وتفضح أحوالهم وينكشف للناس فساد معتقداتهم، لأنهم باعوا ضمائرهم، وحاربوا

الإسلام، وأیدوا المستعمرین، واظهروا لهم الطاعة والولاء والإخلاص والمودة۔ وقد ألّف العلماء الکثیر من الکتب فی الردّ علٰی مذهبهم وبیان کفرهم وفساد معتقداتهم۔ وبالجملة فمجرد تصور مذهبهم وما یدعون إلیه کاف فی الردّ علیهم، وان القوم فی ضلال مبین۔ واعتقد ان کفرهم لا یشک فیه مسلم سبر حالهم وعرف مذهبهم، والله اعلم!

أملأه الفقیر إلی الله عزّ شأنه
عبدالله بن محمد بن حمید
الرئیس العام للإشراف الدینی علی المسجد الحرام

وکتبه من إملائه:
صالح بن عبدالعزیز الغصن
وصلّی الله علٰی محمد وآله وصحبه وسلّم

۲

فتویٰ علمائے حرم

بتوفیق الله سبحانه وهو الملهم للصواب!

الجواب:

ان هٰذا الرجل الذی ادعی هٰذه الدعاوی هی بیانات مشکوفة علٰی کفره البواح لا یشک فی کفره مؤمن عاقل وکیف بعالم فضلا عن محقق وذالک لوجوه واضحة فی الشریعة المحمدیة۔

أمّا اوّلًا:۔۔۔۔ فعقیدة ختم النبوة وان سیّدنا محمدًا صلی الله علیه وسلم خاتم النّبیین وانه لا نبی بعده، عقیدة مقطوعة فی الإسلام، اصبح علٰی هٰذه العقیدة مدار دین الإسلام فهی عقیدة اساسیة من ضروریات الدین، فإنکارها کفر، والتأویل فیها کفر، کما حقق المسئلة الکلامیة هٰذه الإمام حُجّة الإسلام الغزالی فی کتابه: ’’فیصل التفرقة بین الإسلام والزندقة‘‘ وهو اوّل من افرد هٰذه المسئلة بتألیف مستقل وآخر من حقق هٰذه المسئلة بما لا مزید علیه إمام العصر مولانا محمد انور شاه الکشمیری فی کتابه: ’’إکفار الملحدین فی ضروریات الدین‘‘، واستوفی فیه غرر النقل من اقدم العصور إلٰی عهده۔ فالعقیدة قطعیة واضحة ثابتة بالکتاب الکریم بدلالةٍ قطعیة، ثم بالأحادیث المتواترة المقطوعة، ثم بإجماع الاُمّة المحمدیة قدیمها وحدیثها فی کل عصر وزمان، فهی کلمة إتفاق وإجماع لم یتخلف عنها احد من المسلمین۔

وأمّا ثانیًا:۔۔۔۔۔ فتاریخ الإسلام شاهد صدق علٰی ان کل من تنبأ بعد نبیّنا صلی الله علیه وسلم قاتلوه

وقتلوه فأوّل من تنبّأ مسيلمة الكذّاب نبى اليمامة، ثم الأسود العنسى نبى اليمن، وهٰكذا كل من ظهر مدّعيًا للنبوة قتل بكفره الصريح۔

وأمّا ثالثًا:۔۔۔ فهٰذا المتنبیء، المدعى الكاذب لم يترک مما يكفر إلّا وأتىٰ به۔ فالسيّد المسيح عيسى ابن مريم عليه السلام بنص القرآن الكريم نبى معصوم وقد اهانه بما تفتتت القلوب والأكباد فهٰذا كفرٌ۔ ثم انه رفع إلى السماء وينزل حيًّا من السماء علىٰ ما تواترت به الأحاديث النبوية الكريمة، فالقول بموته وانه لا ينزل ابدًا، كفرٌ۔ ثم إدعاء أنّ الدولة البريطانية ظل الله فى الأرض، كفرٌ، ثم نصرها وتأييدها كفرٌ، ثم إدعاء نسخ الجهاد كفرٌ، ثم إهانة مكة المكرمة وفيها الكعبة الإلٰهية والقبلة الربانية، وإهانة المدينة وفيها حضرة سيّدنا الرسول محمد صلى الله عليه وسلم مدفون، كفرٌ، وما إلىٰ ذالک من الوجوه المذكورة كلها واضحة صريحة ادناها يكفى للحكم بأنه كافرٌ مرتدٌ مباح الدّم لو لم يكن فى عهد الحكومة البريطانية لما تخلفت حكومة إسلامية عن قتله۔ ولا شک ان أذنابه من القاديانية واللاهورية كلها كافرون، إمّا القائلون بكونه نبيًّا ظاهر، وإمّا القائلون بكونه مجدّدًا ايضًا لا شک فى كفرهم حيث انه كافرٌ مرتدٌ ليس بمؤمن، فالقول بكون الكافر مجدّدًا كفرٌ فضلًا عن ان هٰؤلاء يفضلونه علىٰ كل نبى غير نبيّنا صلى الله عليه وسلم فهٰذا ايضًا كفرٌ صريح فلا ينجيهم القول بالتجديد عن كفرهم۔ وبالجملة هٰذه الطائفة الملعونة كافرة مثيل البابية والبهائية الفرقتين التين ظهرتا بإيران۔ ومن جملة وجوه كفره انه يلتقف آيات القرآن وكلماته ويطبقها علىٰ نفسه ومنها انه يفضل معجزاته علىٰ معجزات نبيّنا صلى الله عليه وسلم وحاشا لمثله ان يكون له معجزات إلّا ان يكون معجزات كفره وإرتداده وإلحاده وزيغه وضلاله وتسويلات شيطانه ونفسه ومنها تكفيره كل من لم يؤمن بنبوته وانه جهنمى۔ ومنها قوله بأن المهدى عليه السلام سفاک الدماء، وان المسيح عليه السلام سفاک الدماء، كله كفرٌ طامات وطامات۔ وبالجملة فالقول بكفر هٰذا المدعى حكم شرعى وكذا القول بكفر أتباعه وأذنابه، نسأل الله سبحانه السلامة من كل كفر وإلحاد وزيغ وضلال، ونسأله التوفيق لكل هداية وإرشاد وسداد، ونرجو من علماء الإسلام فى أقطار الأرض مشارقها ومغاربها، ان ينبهوا الأمّة الإسلامية عن كيد هٰذه الفئة الملعونة ونحذر الحكومات الإسلامية والعربية والإفريقية عن مكائد هٰذه الطائفة وعن تدخل أفرادهم فى البلاد بأسماء مختلفة وصيغ شتّى بإسم خدمة الإسلام۔ والله سبحانه ولى التوفيق والنعمة، وبيده التسديد والمنة، وهو حسبنا ونعم الوكيل، ولا حول ولا قوّة إلّا بالله العلى العظيم!

وأنا العبد المفتقر إلىٰ رحمة الله،
خادم العلم الشريف بمكة المكرمة، بالمسجد الحرام
حسن محمد المشاط

توقیعات علماء الحرمین

محمدبن علوی المالکی خادم العلم الشریف بالبلد الحرام	**قاری عبدالقادر** مدرّس تحفیظ القرآن الکریم	**قاری عباس** مدرّس تحفیظ القرآن الکریم
محمود نذیر الطرازی خادم العلم الشریف بالمسجد النبوی	**إسماعیل عثمان زین** المدرّس بالمسجد الحرام والمدرسة الصولتیة	**عبدالله سعید اللحجی** المدرّس بالمدرسة الصولتیة والمسجد الحرام
محمدعلی الصابونی المدرّس بجامعة الملک عبدالعزیز، کلیة الشریعة والدراسات الإسلامیة	**محمدامین المصری** مدرّس کلیة الشریعة بمکة المکرمة	
محمدنور بن سیف بن هلال المدرّس بالمسجد الحرام	**إبراهیم داود قطانی** مدرّس بالحرم المکی	
محمدخیر الباکستانی المدرّس بالحرم المکی	**طه بن عبدالواسع البرکاتی** مراقب التدریس بالمسجد الحرام	

(۳)

وفتویٰ آخری

ذالک حق صریح وکفر القادیانیة لا خلاف فیه بین المسلمین فلیحذرهم کل مسلم وقد افتیت بذالک مرارًا۔

کتبه حسنین محمد مخلوف
مفتی الدیار المصریة السابق وعضو جماعة کبار العلماء بالأزهر
وعضو المجلس التأسیسی للرابطة

أعتقد أن هٰذا القادیانی یهودی لقیط جاسوس إنجلیزی حقیر لا حظَّ له فی الدین، فعلیه لعنة الله وملائکته ورسله والناس أجمعین! وکل من یعقد إسلامه بعد هٰذا الذی رح به کتبه فضلًا عن من اعتقد نبوّته وهو کافر مرتد حلال الدم۔

قال هٰذا بلسانه وکتبه بقلمه من وجد الآن فی مهمة إسلامیة فی ثلاثة عشر دولة من دول الشرق الأقصٰی۔

محمد المنتصر الکتانی
الأُستاذ بالجامعات السعودیة، بمکة المکرمة والمدینة المنوره
والظهران والمدرّس للتفسیر والحدیث فی الحرمین الشریفین،
کراتشی ۱۹/جمادی الثانیة ۱۳۹۳ھ

توقیع حضرة قاضی القضاة شمال نایجیریا وعضو رابطة العالم الإسلامی
الشیخ ابو بکر محمود جومی

توقیع
الشیخ احمد عمر بالعید
المدرّس بالمسجد الحرام

توقیع
محمد امین کتبی عفا اللہ عنه
المدرّس بالمسجد الحرام

④

فتویٰ علمائے شام

بکفر الفرقة الضالّة المضلّة المسماة بالقادیانیة

نحن علماء المسلمین بحلب اطلعنا فیما نشرته الفرقة الضالّة المضلّة المسماة بالقادیانیة فی کتبها وفیما نشرته المجلات الإسلامیة عنها، وعن عقائدها وعن زعیمها الخامر وحامل لوائها المنکوس (المرزا غلام احمد) ودعواه انه المهدی المنتظر، ثم انه عیسیٰ، ثم انه نبی مشرع اطلعنا فی هٰذا کله علٰی کفر هٰذا الرجل، وضلال ما جاء به۔

وقد ظهر ان غرضه من ذالک تضلیل المسلمین عن دینهم، وخدمة الإستعمار البغیض فی البلاد الإسلامیة، صانها اللہ تعالٰی۔

من اجل هٰذا نفتی المسلمین فی بقائع الأرض بکفر هٰذا المدعی الکاذب، وکفر من یعتقد بشیء مما جاء به ویخالف الإسلام الحنیف، وکفر من یتبعه ویروج دعوته الضالّة۔ وننصح المسلمین فی بقاع الأرض ان یلتفوا حول علمائهم العاملین، الأتقیاء الناصحین لیعتصموا بکتاب ربهم عزّ وجلّ، وسنّة نبیهم صلی اللہ علیه وسلم ولیسلموا من النزعات والنزغات الضالّة المضلّة، والأهواء المفرقة۔

ونسأل اللہ تعالٰی للمسلمین هدی ورحمة وسلامة مصیر فی ۲۳ من جمادی الأولٰی ۱۳۹۳ھ، ۲۲/۳/۱۹۷۳م۔

توقیعات

إسم الموقّع ووصفه

محمد ابو الفتح البیانونی
مدرّس فی کلیة الشریعة

ظاهر خیر اللہ
خطیب جامع الروضة

احمد القلاش
خطیب جامع المیدانی

عبد اللہ خیرات
مفتی جبل سمحان

احمد عز الدین البیانونی
خطیب جامع العثمانیة

محمد السلقینی
مدرّس فی محافظة حلب

عبد اللہ علوان
مدرّس العلوم الشرعیة فی الثانویات

دکتور نور الدین
أستاذ التفسیر والحدیث فی کلیة الشریعة

محمد عوانة
مدرّس فی التعلیم الشرعی

الشیخ عبدالمجید المدرّس فی التعلیم الشرعی	**الشیخ عبدالقادر** مدرّس و خطیب وإمام جامع الصادلیة	**محمد الحجار** مدرّس و خطیب وإمام جامع الزکی
زهیر الناصر مدرّس فی جمعیة التعلیم الشرعی	**عبدالمجید معاذ** مدرّس فی جمعیة التعلیم	**حامد غریب** إمام جامع المرعش و خطیب جامع
محمد عبدالمحسن حداد مدرّس الوعظ فی حلب	**محمد ناجی ابو صالح** مدرّس فی الجامع الأموی الکبیر	**محمد ادیب خسون** مدرّس وإمام و خطیب

⑤

فتویٰ علمائے شام

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، و الصلاۃ و السلام علیٰ خاتم الأنبیاء و المرسلین محمد نبی الرحمۃ الذی انزل اللّٰہ علیہ القرآن العظیم و بعد! فقد وصلنا صورۃ من الإستفتاء الموجہ لعلماء المسلمین فی بلاد الإسلام من جمھرۃ من الإخوۃ المسلمین فی باکستان حول القادیانیۃ و معتقداتھا الباطلۃ۔

و قد نظرنا فیما نسب إلٰی ھٰذہ الفرقۃ من معتقدات باطلۃ و أفکار شاذۃ زائغۃ، و قرأنا کثیرًا مما کتب عنھا، و بعد النظر فیھا و محاکمتھا وفق اصول العقیدۃ الإسلامیۃ التی ھی معلومۃ من الدین بالضرورۃ أصدرنا الفتوی التالیۃ:

کل من اعتقد انّ النبوۃ لم تختم بمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم، و أنّ جھاد الکفار منسوخ، و انّ المسیح قُتل و صُلب، و انّ احدًا یملک حق التشریع علی اللّٰہ بعد خاتم النّبیین و المرسلین، او یملک نسخ احکام الإسلام و تبدیلھا فقد اعتقد تخالف عناصر أساسیۃ من عناصر أرکان الإیمان المعلومۃ من الدین بالضرورۃ، و ھو بذالک یخرج عن دائرۃ الملۃ الإسلامیۃ التی کلف اللّٰہ الناس جمیعًا بالإیمان بھا، و جعل من یجحدھا او ینکر شیئًا من أصولھا المعلومۃ من الدین بالضرورۃ کافرًا۔

و اللّٰہ نسأل ان یسلمنا من الزیغ و الضلالۃ، و یرینا الحق حقًّا و یرزقنا اتباعہ، و الباطل باطلًا و یرزقنا اجتنابہ، و ان یھدی المفتونین بالباطل إلٰی صراط اللّٰہ المستقیم و الإستمساک بدین اللّٰہ الحق عقیدۃ و عملا، و صلی اللّٰہ و سلم علیٰ خاتم أنبیاء و رسلہ محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و من تبعھم بإحسان إلٰی یوم الدین!

دمشق فی غرۃ رجب سنۃ ۱۳۹۳ ھجریۃ

اقر ھٰذا لفتویٰ عدد من علماء الشام فی مجلس الشیخ منھم شیخ القراء الشیخ حسین خطاب حسن حنبکۃ المیدانی عنہ بالأمر منہ و لدہ عبدالرحمٰن۔

❋❋❋

قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ

(اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے)

از

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی حکومت نے قادیانیوں کے خلاف علماء اور عوام کے دباؤ سے مجبور ہوکر فیصلہ کیا، اس زمانے میں محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک اِستفتاء مرتب فرمایا تھا اور اس کا جواب اَربابِ فتویٰ سے طلب فرمایا۔ اس سلسلے میں یہ جواب تحریر کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا کی کوششیں بارآور ہوئیں، لیکن۔۔۔! قادیانی ابھی تک خود کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی ریشہ دوانیاں برابر جاری ہیں، کئی ایک علمائے کرام کو اغوا کیا گیا، جن کا حال ابھی تک معلوم نہیں، ساہیوال میں دو مسلمانوں کو شہید کیا گیا، سکھر میں دورانِ نماز ''منزل گاہ'' کی مسجد پر بم سے حملہ کیا گیا، جس سے بہت سے مسلمان شدید زخمی ہوئے اور دو مسلمان شہید ہوئے، لیکن آج اس کا علاج یہی ہے کہ قادیانیوں کو کافر حربی سمجھ کر ان سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ حضرت بنوری قدس اللہ سرہ العزیز نے اس جواب کو پسند فرمایا تھا، مولاناؒ کے تبرکات میں اس کو فی الجملہ سمجھا جاسکتا ہے، اس لئے لائقِ مطالعہ ہے۔''

(مرتب)

کیا فرماتے ہیں علمائے دِینِ متین۔۔۔ وفقھم اللہ للصواب۔۔۔ حسبِ ذیل مسئلے میں کہ کوئی شخص یا جماعت کسی مدعیٔ نبوّتِ کاذبہ پر اِیمان لانے کی وجہ سے جو باتفاقِ اُمت دائرۂ اسلام سے خارج ہو اور ان کا کفر یقینی اور شک وشبہ سے بالاتر ہو، اس کے علاوہ ان میں حسبِ ذیل وجوہ بھی موجود ہوں:

۱:۔۔۔ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہوں اور تمام عالمِ اسلام اور ملتِ اِسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں۔

۲:۔۔۔ مسلمانوں کو جانی ومالی ہر طرح کی ایذا پہنچانے میں تامقدور کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

۳:۔۔۔ ان کی مادّی قوّت اور مالی وسائل میں روزافزوں ترقی کا تمام تر اِنحصار مسلمانوں کے اِستحصال پر ہو، اور وہ سیاسی واِقتصادی وسائل پر قابض ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں۔

۴:۔۔۔ ان کی سیاسی وعسکری تنظیمیں موجود ہوں، اور ان کی زیرزمین سرگرمیاں تمام ملتِ اِسلامیہ کے لئے بین الاقوامی سطح پر عظیم خطرہ ہوں۔

۵:۔۔۔دُشمنِ اسلام بیرونی طاقتوں، یہودی اور مسیحی حکومتوں اور ہندوستان کی اِسلام دُشمن قوّت سے ان کے قوی روابط ہوں۔ الغرض مسلمانوں کے لئے دِینی، سیاسی، معاشی، اِقتصادی اور معاشرتی اِعتبار سے ان کا طرزِ عمل سنگین خطرات کا باعث ہو، بلکہ ان کی وجہ سے ایک اسلامی مملکت کو بغاوت و اِنقلاب کے خطرات تک لاحق ہوں۔

۶:۔۔۔حکومت یا حکومت کی سطح پر یہ توقع نہ ہو کہ اس فتنے سے ملک و ملت کو بچانے کی کوئی تدبیر کی جائے گی اور یہ اُمید نہ ہو کہ جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں، وہ ان پر جاری ہوسکے گی، اندریں حالات بے بس مسلمانوں کو اس فتنے کی روک تھام کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلے میں شرعی طور پر ان پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟ کیا ان حالات میں اس جماعت یا فرد کی بڑھتی ہوئی جارحیت پر قدغن لگانے کے لئے حسبِ ذیل اُمور کے جواز یا وجوب کی شرعاً کوئی صورت ہے کہ:

الف:۔۔۔اُمتِ اسلامیہ اس فرد یا جماعت کے ساتھ برادرانہ تعلقات منقطع کرے۔

ب:۔۔۔ان سے سلام و کلام، میل و جول، نشست و برخاست، شادی و غمی میں شرکت نہ کی جائے، بلکہ معاشرتی سطح پر ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کرلیا جائے۔

ج:۔۔۔ان سے تجارت، لین دین اور خرید و فروخت کی جائے یا نہیں؟

د:۔۔۔ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں سے مال خریدا جائے، یا ان کا مکمل اِقتصادی مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا جائے؟

ہ:۔۔۔ان کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریستورانوں میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

و:۔۔۔ان سے رواداری برتی جائے یا نہیں؟

ز:۔۔۔ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی مصنوعات اِستعمال کی جائیں یا نہیں؟ غرض ان سے مکمل بائیکاٹ یا مقاطعہ کرنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ کیا تمام مسلمانوں کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اُنہیں راہِ راست پر لانے کے لئے ان کا بائیکاٹ کریں؟ جبکہ اس کے سوا اور کوئی چارۂ اِصلاح موجود نہ ہو!

افتونا مأجورین، واللہ سبحانہ یجزل لکم الأجر والثواب

وھو المسئول الملھم للحق والصواب!

المستفتی: مجلس عمل تحفظ ختم نبوۃ کراچی

الجواب واللّٰہ الھادی للصواب!

بلاشبہ قرآنِ کریم کی وحی قطعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ متواترہ قطعیہ، اور اُمتِ محمدیہ کے قطعی اِجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا مدعی کافر اور دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہے اور جو شخص اس مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے اور اسے مقتدا و پیشوا مانے وہ بھی کافر اور مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس کفر اور اِرتداد کے ساتھ اگر اس میں وجوہِ مذکور فی السؤال میں

سے ایک وجہ بھی موجود ہو تو قرآنِ کریم اور اَحادیثِ نبویہ اور فقہِ اِسلامی کے مطابق وہ اِسلامی اُخوّت اور اِسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام وکلام، نشست وبرخاست اور لین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کردیں، کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اس سے قائم کرنا جس سے اس کی عزّت واِحترام کا پہلو نکلتا ہو، یا اس کو قوّت وآسائش حاصل ہوتی ہو، جائز نہیں۔ کفار محاربین اور اَعدائے اسلام سے ترکِ موالات کے بارے میں قرآنِ حکیم کی بے شمار آیات موجود ہیں، اسی طرح احادیثِ نبویہ اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہ واضح رہے کہ کفار محاربین جو مسلمانوں سے برسرِپیکار ہوں، انہیں ایذا پہنچاتے ہوں، اسلامی اِصطلاحات کو مسخ کرکے اسلام کا مذاق اُڑاتے ہوں اور مارِ آستین بن کر مسلمانوں کی اِجتماعی قوّت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں، اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رواداری کی ان کافروں سے اِجازت دی گئی ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں، ورنہ کفار محاربین سے سخت معاملہ کرنے کا حکم ہے۔ علاوہ ازیں بسا اوقات اگر مسلمانوں سے کوئی قابلِ نفرت گناہ سرزد ہوجائے تو بطور تعزیر و تادیب ان کے ساتھ ترکِ تعلق اور سلام وکلام ونشست وبرخاست ترک کرنے کا حکم شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبوی میں موجود ہے، چہ جائیکہ کفار محاربین کے ساتھ، اس سلسلے میں سب سے پہلے تو اِسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر ''من بدّل دینه فاقتلوه!'' کی شرعی تعزیر نافذ کرکے اس فتنے کا قلع قمع کرے اور اِسلام اور ملتِ اسلامیہ کو اس فتنے کی یورش سے بچائے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ نے فتنہ پرداز موذیوں اور مرتدوں سے جو سلوک کیا، وہ کسی سے مخفی نہیں، اور بعد کے خلفاء اور سلاطینِ اسلام نے بھی کبھی اس فریضے سے غفلت اور تساہل پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے یا اس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے، تاکہ وہ بحیثیت جماعت اس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو اس کے دائرۂ اِختیار میں ہو۔ الغرض اِرتداد، محاربت، بغاوت، شرارت، نفاق، ایذا، مسلمانوں کے ساتھ سازش، یہود ونصاریٰ وہنود کے ساتھ سازباز، ان سب وجوہ کے جمع ہوجانے سے بلاشبہ مذکورہ فی السوال فرد یا جماعت کے ساتھ مقاطعہ یا بائیکاٹ نہ صرف جائز ہے، بلکہ واجب ہے، اگر مسلمانوں کی جماعت بہ ہیئتِ اِجتماعی اس فتنے کی سرکوبی کے لئے مقاطعہ یا بائیکاٹ جیسے ہلکے سے اِقدام سے بھی کوتاہی کرے گی تو وہ عنداللہ مسئول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بائیکاٹ ظلم نہیں، بلکہ اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی محاربت اور ایذارسانی سے محفوظ کیا جائے، اور ان کی اِجتماعیت کو اِرتداد ونفاق کی دست برد سے بچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خود ان محاربین کے لئے بھی اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ وہ اس سزا یا تادیب سے متأثر ہوکر اِصلاح پذیر ہوں اور کفر ونفاق کو چھوڑ کر اِیمان واِسلام قبول کریں، اس طرح آخرت کے عذاب اور اَبدی جہنم سے ان کو نجات مل جائے، ورنہ اگر مسلمانوں کی ہیئتِ اِجتماعیہ ان کے خلاف کوئی تادیبی اِقدام نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ حالت کو مستحسن سمجھ کر اس پر مصر رہیں گے، اور اس طرح ابدی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر ابتداءً یہی طریقہ اختیار فرمایا تھا کہ کفارِ مکہ کے قافلوں پر حملہ کرکے ان کے اموال پر قبضہ کیا جائے، تاکہ مال اور ثروت سے ان کو جو طاقت اور شوکت حاصل ہے، وہ ختم ہوجائے، جس کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کو اِیذا پہنچاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں اور مختلف سازشیں کرتے ہیں۔ قتلِ نفس اور جہاد بالسیف کے حکم سے پہلے مقاطعہ اور دُشمنوں کو اِقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی یہ تدابیر اس لئے اِختیار کی گئی تھی، تاکہ اس سے ان کی جنگی صلاحیت ختم ہوجائے اور وہ اِسلام کے مقابلے میں آکر کفر کی موت نہ مریں۔ گویا اس اِقدام کا مقصد یہ تھا کہ ان کے اموال پر قبضہ کرکے ان کی جانوں کو بچایا جائے، کیونکہ اموال پر قبضہ ان کی جان لینے سے زیادہ بہتر تھا۔

علاوہ ازیں اس تدبیر میں یہ حکمت و مصلحت بھی تھی کہ کفارِ مکہ کے لئے غور وفکر کا ایک اور موقع فراہم کیا جائے، تاکہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوکر اَبدی نعمتوں کے مستحق بن سکیں اور عذابِ اُخروی سے نجات پاسکیں۔ لیکن جب اس تدبیر سے کفار ومشرکین کے عناد کی اصلاح نہ ہوئی تو ان کے شر وفساد سے زمین کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہاد بالسیف کا حکم بھیج دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے قریش کے تجارتی قافلے کے بجائے ان کی عسکری تنظیم سے مسلمانوں کا مقابلہ کرادیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِبتدائی تدبیر سے اُمتِ مسلمہ کو یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ خاص قسم کے حالات میں جہاد بالسیف پر عمل نہ ہوسکے تو اس سے اقل درجے کا اِقدام یہ ہے کہ کفار محاربین سے نہ صرف اِقتصادی بائیکاٹ کیا جائے، بلکہ ان کے اموال پر قبضہ تک کیا جاسکتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ عام مسلمان نہ تو جہاد بالسیف پر قادر ہیں، نہ انہیں اموال پر قبضہ کی اِجازت ہے، اندریں صورت ان کے اِختیار میں جو چیز ہے، وہ یہ ہے کہ ان موذی کافروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرکے ان کو معاشرے سے جدا کردیا جائے۔

بدنِ انسانی کا جو حصہ اس درجہ سڑ گل جائے کہ اس کی وجہ سے تمام بدن کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو اور جان خطرے میں ہو تو اس ناسور کو جسم سے پیوستہ رکھنا دانش مندی نہیں، بلکہ اسے کاٹ دینا ہی عین مصلحت وحکمت ہے، تمام عقلاء اور حکماء واطباء کا اسی پر عمل واِتفاق ہے۔ اور پھر جب یہ موذی کفار، مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پل رہے ہوں اور طاقتور بن کر مسلمانوں ہی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں تو ان سے خرید وفروخت اور لین دین میں مکمل مقاطعہ کرنا اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے وجود وبقا کے لئے ایک ناگزیر ملّی فریضہ بن جاتا ہے، آج بھی اس متمدن دُنیا میں مقاطعہ یا اِقتصادی ناکہ بندی کو ایک اہم دِفاعی مورچہ سمجھا جاتا ہے اور اس کو سیاسی حربے کے طور پر اِستعمال کیا جاتا ہے، مگر مسلمانوں کے لئے یہ کوئی سیاسی حربہ نہیں، بلکہ اُسوۂ نبی، سنتِ رسول اور ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے، اسلام کی غیرت ایک لمحے کے لئے یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے دُشمنوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ باقی رکھا جائے۔

اب ہم آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور فقہائے اُمتِ اسلامیہ کے وہ نقول پیش کرتے ہیں، جن سے اس مقاطعہ کا حکم واضح ہوتا ہے۔

۱:- ''إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ'' (النساء:۱۴۰)

ترجمہ:۔۔۔’’جب سنو تم کہ اللہ کی آیتوں کا اِنکار کیا جارہا ہے اوران کا مذاق اُڑایا جارہا ہے توان کے ساتھ نشست وبرخاست ترک کردو۔‘‘

۲:۔۔۔’’وَاِذَارَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوضُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا ‘‘ (الانعام:۶۸)

ترجمہ:۔۔۔’’اور جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو مذاق اُڑاتے ہیں ہماری آیتوں کا توان سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔‘‘

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث اِمام ابوبکر الجصاص الرازی لکھتے ہیں کہ:

’’وھٰذا یدل علٰی ان علینا ترک مجالسة الملحدین وسائر الکفار عند إظھارھم الکفر والشرک ومالا یجوز علی اللہ تعالٰی إذا لم یمکنا انکارہ۔۔۔إلخ۔‘‘ (ج:۳ ص:۲)

ترجمہ:۔۔۔’’یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم (مسلمانوں) پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں سے ان کے کفر وشرک اور اللہ تعالیٰ پر ناجائز باتیں کہنے کی روک نہ کرسکیں توان کے ساتھ نشست وبرخاست ترک کردیں۔‘‘

۳:۔۔۔’’یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا الْیَھُوْدَوَ النَّصٰرٰی أَوْلِیاء‘‘ (المائدۃ:۵۱)

ترجمہ:۔۔۔’’اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ!‘‘

اِمام ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں کہ:

’’وفی ھٰذہ الآیة دلالة علٰی أن الکافر لا یکون ولیًا للمسلم, لا فی التصرف ولا فی النصرة, ویدل علٰی وجوب البراءۃ من الکفار والعداوۃ لھم, لأن الولایة ضد العداوۃ, فإذا أُمِرنا بمعاداۃ الیھود والنصاریٰ لکفرھم فغیرھم من الکفار بمنزلتھم ویدل علٰی ان الکفر کله ملة واحدۃ۔‘‘ (احکام القرآن ج:۲ ص:۴۴۴)

ترجمہ:۔۔۔’’اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمانوں کا ولی (دوست) نہیں ہوسکتا، نہ تو معاملات میں اور نہ اِمداد وتعاون میں۔ اوراس سے یہ اَمر بھی واضح ہوتا ہے کہ کافروں سے براءت اِختیار کرنا اوران سے عداوت رکھنا واجب ہے، کیونکہ ولایت عداوت کی ضد ہے، اور جب ہم کو یہود ونصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے، دُوسرے کافر بھی انہی کے حکم میں ہیں، سارے کافر ایک ہی ملت ہیں۔‘‘

۴:۔۔۔سورۂ ممتحنہ کا موضوع ہی کفار سے قطع تعلق کی تاکید ہے، اس سورۃ میں بہت سختی کے ساتھ کفار کی دوستی اور تعلق سے ممانعت کی گئی ہے، اگرچہ رشتہ دار، قرابت دار ہوں۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتے کام نہیں آئیں گے، اور یہ کہ جولوگ آئندہ کفار سے دوستی اور تعلق رکھیں گے، وہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم شمار ہوں گے۔

۵:۔۔۔ ”لَا تَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ“ (المجادلہ:۲۲)

ترجمہ:۔۔۔ ”تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ اور اس کے رسول کے، خواہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں۔“

آگے چل کر اس آیتِ کریمہ میں اُن مسلمانوں کو جو باوجود قرابت داری کے، محارب کافروں سے دوستانہ تعلقات ختم کردیتے ہیں، سچا مؤمن کہا گیا ہے، انہیں جنت اور رِضوانِ الٰہی کی بشارت سنادی گئی ہے اور ان کو ”حزبُ اللّٰہ“ کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے، جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ خدا اور رسول کے دُشمنوں سے دوستی رکھنا کسی مؤمن کا کام نہیں ہوسکتا۔

بطورِ مثال ان چند آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ورنہ بے شمار آیاتِ کریمہ اس مضمون کی موجود ہیں، اب چند اَحادیثِ نبویہ ملاحظہ ہوں:

۱:۔۔۔ جامع ترمذی کی ایک حدیث میں سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ سکونت بھی اِختیار نہ کریں، ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوں گے (باب فی کراھیۃ المقام بین اظھر المشرکین ج:۱ ص:۱۹۴)۔[1]

۲:۔۔۔ نیز ترمذی کی ایک حدیث میں جو جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ:

”انا بریئٌ من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین۔“

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِظہارِ برات فرمایا ہر اس مسلمان سے جو محارب کافروں میں سکونت پذیر ہو (باب فی کراھیۃ المقام بین اظھر المشرکین ج:۱ ص:۱۹۳)۔

۳:۔۔۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں قبیلہ عکل اور عرنیہ کے آٹھ نو اَشخاص کا ذِکر ہے جو مرتد ہوگئے تھے، ان کے گرفتار ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں گرم کرکے لوہے کی کیلیں پھیر دِی جائیں اور ان کو مدینہ طیبہ کے کالے کالے پتھروں پر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، یہ لوگ پانی مانگتے تھے، لیکن پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں: ”یستسقون فلا یسقون“ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”حتی ان احدھم یکدم بفیه الأرض“ ترجمہ:۔۔۔ ”وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے، مگر انہیں پانی دینے کی اِجازت نہ تھی۔“

اِمام نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

(۱) وروی سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: تساکنوا المشرکین ولا تجامعوھم، فمن ساکنھم او جامعھم فھو مثلھم۔“

”ان المحارب المرتد لا حرمة له فی سقی الماء ولا غیرہ، ویدل علیه ان من لیس معه ماء إلّا للطهارة لیس له ان یسقیه المرتد ویتیم بل یستعمله ولو مات المرتد عطشا۔“

(فتح الباری ج:۱ ص:۳۹۳)

ترجمہ:۔۔۔”اس سے یہ معلوم ہوا کہ محارب مرتد کا پانی وغیرہ پلانے میں کوئی احترام نہیں، چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کے لئے پانی ہو تو اس کو اِجازت نہیں ہے کہ پانی مرتد کو پلا کر تیمم کرے، بلکہ اس کے لئے حکم ہے کہ پانی مرتد کو نہ پلائے، اگرچہ وہ پیاس سے مرجائے، بلکہ وضو کر کے نماز پڑھے۔“

۴:۔۔۔غزوۂ تبوک میں تین کبار صحابہ، کعب بن مالکؓ، ہلال بن اُمیہؓ، واقفی بدری اور مرارہؓ بن ربیع، بدری عمریؓ کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے سخت سزا دی گئی، آسمانی فیصلہ ہوا کہ ان تینوں سے تعلقات ختم کرلئے جائیں، ان سے مکمل مقاطعہ کیا جائے، کوئی شخص ان سے سلام وکلام نہ کرے، حتیٰ کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی ان سے علیحدہ ہوجائیں اور ان کے لئے کھانا بھی نہ پکائیں۔ یہ حضرات روتے روتے نڈھال ہوگئے اور حق تعالیٰ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی، وحیٔ قرآنی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ“ (التوبۃ:۱۱۸)

ترجمہ:۔۔۔”اور ان تینوں پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اسی کی طرف۔“

پورے پچاس دن تک یہ سلسلہ جاری رہا، آخرکار اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ توبہ قبول فرمائی اور معافی ہوگئی۔

قاضی ابوبکر ابن العربی لکھتے ہیں کہ:

”وفیه دلیل علی ان للإمام ان یعاقب المذنب بتحریم کلامه علی الناس ادبًا له ۔۔۔وعلی تحریم اهله علیه۔“ (احکام القرآن لابن العربی ج:۲ ص:۱۰۲۶، طبع دار المعرفة بیروت)

ترجمہ:۔۔۔”اس قصے میں اس امر کی دلیل ہے کہ اِمام کو حق حاصل ہے کہ کسی گنہگار کی تادیب کے لئے لوگوں کو اس سے بول چال کی ممانعت کردے، اور اس کی بیوی کو بھی اس کے لئے ممنوع ٹھہرادے۔“

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

”وفیه ترک السلام علی من اذنب وجواز هجره اکثر من ثلاث۔“

ترجمہ:۔۔۔”اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار کو سلام نہ کیا جائے اور یہ کہ اس سے قطع تعلق تین روز سے زیادہ بھی جائز ہے۔“

بہرحال کعب بن مالکؓ اور ان کے رُفقاء کا یہ واقعہ قرآنِ کریم کی سورۂ توبہ میں مذکور ہے اور اس کی تفصیل صحیح بخاری، صحیح مسلم اور تمام صحاحِ ستہ میں موجود ہے۔

اِمام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں کتاب السنۃ کے عنوان کے تحت متعدّد ابواب قائم کئے ہیں:

الف:۔۔۔''باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم'' (ج:۲ ص:۲۷۶)، اہلِ اہواء باطل پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بغض رکھنے کا بیان۔

ب:۔۔۔''باب ترک السلام على أهل الأهواء'' (ج:۲ ص:۲۷۶) اہل اہواء سے ترکِ سلام وکلام کا بیان۔

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ''خلوق'' (زعفران) لگایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا،(۱) غور فرمایئے کہ معمولی خلافِ سنت بات پر جب یہ سزا دِی گئی تو ایک مرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام وکلام اور لین دین کی اِجازت کب ہوسکتی ہے؟

اِمام خطابی ''معالم السنن'' (ج:۴ ص:۲۹۶) میں حدیثِ کعبؓ کے سلسلے میں تصریح فرماتے ہیں کہ: ''مسلمانوں کے ساتھ بھی ترکِ تعلق اگر دِین کی وجہ سے ہو تو بلاقید اَیام کیا جاسکتا ہے، جب تک توبہ نہ کریں۔''

۵:۔۔۔مسند احمد وسنن ابی داؤد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''القدرية مجوس هٰذه الأمّة، إن مرضوا فلا تعودوهم، وإن ماتوا فلا تشهدوهم۔''

(سنن ابی داؤد ج:۲ ص:۲۸۸، باب فی القدر، طبع ایچ ایم سعید)

ترجمہ:۔۔۔''تقدیر کا اِنکار کرنے والے اس اُمت کے مجوسی ہیں، اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو اور اگر مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ۔''

۶:۔۔۔ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''لا تجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم۔''

ترجمہ:۔۔۔''منکرینِ تقدیر کے ساتھ نہ نشست وبرخاست رکھو اور نہ ان سے گفتگو کرو۔''

بہرحال یہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات ہیں، عہدِ نبوّت کے بعد عہدِ خلافتِ راشدہ میں بھی اسی طرزِ عمل کا ثبوت ملتا ہے، مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اِعلانِ جہاد کرنا بخاری ومسلم میں موجود ہے، مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور ان کے پیرووں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، اس سے حدیث وسِیَر کا معمولی طالبِ علم بھی واقف ہے۔ عہدِ فاروقی میں ایک شخص صبیغ عراقی قرآنِ کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرنے لگا جن میں ہوائے نفس کو دخل تھا، اور ان سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا۔ یہ شخص فوج میں تھا، جب عراق سے مصر گیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(۱) عن عمار بن ياسر رضی الله عنه قال: قدمت على أهلي ليلًا وقد تشققت يداى فخلقوني بزعفران، فغدوت على النبي صلى الله عليه وسلم فسلّمت عليه فلم يرد عليّ۔۔۔إلخ۔ (سنن ابی داؤد ج:۲ ص:۲۱۹، باب فی الخلوق للرجال، طبع ایچ ایم سعید)۔

گورنر مصر کو اس کی اِطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورتِ حال لکھی۔ حضرت عمرؓ نے نہ اس کا موقف سنا نہ دلائل، اس سے بحث و مباحثہ میں وقت ضائع کئے بغیر اس کا ''علاج بالجرید'' ضروری سمجھا، فوراً کھجور کی تازہ ترین شاخیں منگوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشا مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بہنے لگا، وہ چیخ اُٹھا کہ: ''امیر المؤمنین! آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے، تلوار لے کر میرا قصہ پاک کردیجئے، اور اگر صرف میرے دِماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اِطمینان دِلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا، اور چند دِن مدینہ رکھ کر واپس عراق بھیج دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ:

''ان لا یجالسه احد من المسلمین!'' (کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے!)

اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصۂ حیات تنگ ہوگیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کی حالت ٹھیک ہوگئی ہے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

۷:... سنن کبریٰ للبیہقی (ج:۹ ص:۸۴ طبع دارالمعرفۃ بیروت) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اغور ماء آبار بدر''

ترجمہ:... ''جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کردوں۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ:

''ان یغور المیاہ کلھا غیر ماء واحد فنلقی القوم علیه۔''

(سنن الکبریٰ للبیھقی ج:۹ ص:۸۵ طبع دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ:... ''سوائے ایک کنویں کے جو بوقتِ جنگ ہمارے کام آئے گا، باقی سب کنویں خشک کردیئے جائیں۔''

۸:... صحیح بخاری (ج:۲ ص:۱۰۲۳) میں ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے پاس چند بددِین زِندیق لائے گئے تو آپ نے انہیں آگ میں جلادیا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی اِطلاع پہنچی تو فرمایا: ''اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو، بلکہ میں انہیں قتل کرتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''من بدّل دینه فاقتلوہ!'' ترجمہ:... ''جو شخص مرتد ہوجائے، اسے قتل کردو!''۔

۹:... صحیح بخاری (ج:۱ ص:۴۲۳) میں مصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: ''رات کی تاریکی میں مشرکین پر حملہ ہوتا ہے تو عورتیں اور بچے بھی زَد میں آجاتے ہیں؟ فرمایا: وہ بھی انہی میں شامل ہیں!''(۱)

(۱) عن الصعب بن جثامة رضی اللہ عنه قال: مَرّ بی النبی صلی اللہ علیه وسلم بالأبواء او بوَدّان وسئل عن اهل الدار یُبَیَّتون من المشرکین فَیصابُ من نسائھم وذراریھم، قال: ھم منھم! (صحیح البخاری ج:۱ ص:۴۲۲، باب اھل الدار یبیتون فیصاب الولدان ...إلخ، طبع قدیمی کتب خانه)۔

اب فقہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱:۔۔۔علامہ دردیر مالکی شرح کبیر میں باغیوں کے اَحکام میں لکھتے ہیں کہ:

''وقطع المیرۃ والماء عنھم إلّا ان یکون فیھم نسوۃ وذراری۔'' (ج:۴ ص:۲۹۹)

ترجمہ:۔۔۔''ان کا کھانا پانی بند کردیا جائے، اِلَّا یہ کہ ان میں عورتیں اور بچے ہوں۔''

۲:۔۔۔کوئی قاتل اگر حرمِ مکہ میں پناہ گزین ہوجائے، اس سلسلے میں ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں کہ:

''فقال ابو حنیفۃ وابو یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد: إذا قتل فی غیر الحرم ثم دخل الحرم لم یقتص منه ما دام فیه، ولٰکنه لا یبایع ولا یواکل إلٰی ان یخرج من الحرم۔'' (احکام القرآن ج:۲ ص:۲۱)(۱)

ترجمہ:۔۔۔''اِمام ابوحنیفہؒ، ابویوسفؒ، محمدؒ، زُفرؒ اور حسن بن زیادؒ کا قول ہے کہ جب کوئی حرم سے باہر قتل کرکے حرم میں داخل ہو تو جب تک حرم میں ہے، اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، مگر نہ اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی جائے، نہ اس کو کھانا دیا جائے، یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہوجائے۔''

۳:۔۔۔درمختار میں ہے کہ:

''وأفتی الناصحی بوجوب قتل کل مؤذ، وفی شرح الوھبانیۃ ویکون بالنفی عن البلد وبالھجوم علٰی بیت المفسدین وبالإخراج من الدار وبھدمھا۔''

(الدر المختار ج:۴ ص:۶۴، طبع ایچ ایم سعید، مطلب یکون التعزیر بالقتل)

ترجمہ:۔۔۔''ناصحی نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر موذی کا قتل واجب ہے، اور ''شرح وہبانیہ'' میں ہے کہ تعزیر یوں بھی ہوسکتی ہے کہ شہر بدر کردیا جائے اور ان کے مکان کا گھیراؤ کیا جائے، انہیں مکان سے نکال باہر کیا جائے اور مکان ڈھادیا جائے۔''

۴:۔۔۔اِبنِ عابدین الشامی ردّالمحتار (ج:۴ ص:۶۵، مطلب یکون التعزیر بالقتل طبع ایچ ایم سعید) میں لکھتے ہیں کہ:

''قال فی احکام السیاسۃ: وفی المنتقی: وإذا سمع فی دارہ صوت المزامیر فأدخل علیه لأنه لما أسمع الصوت فقد أسقط حرمۃ دارہ۔ وفی حدود البزازیۃ، وغصب النھایۃ وجنایۃ الدرایۃ: ذکر صدر الشھید عن أصحابنا انه یھدم البیت علٰی من اعتاد الفسق وانواع الفساد فی دارہ، حتّٰی لا بأس بالھجوم علٰی بیت المفسدین، وھجم عمر رضی اللہ عنه علٰی نائحۃ فی منزلھا وضربھا بالدرۃ حتّٰی سقط خمارھا، فقیل له فیه، فقال: لا حرمۃ لھا بعد إشتغالھا بالمحرم والتحقت بالإماء ۔۔۔۔۔۔۔ وعن عمر رضی اللہ عنه انه احرق بیت الخمار وعن الصفار

(۱) زیرآیت:'' €Ÿ …ô Ûœ ,6 €S €³ Žf €6 €š ''(آل عمران:۹۷)، طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔

الزاهدی الأمر بتخریب دار الفاسق۔“

ترجمہ:۔۔۔”اَحکام السیاسۃ میں ”المنتقیٰ“ سے نقل کیا ہے کہ: جب کسی کے گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دے تو اس میں داخل ہوجاؤ، کیونکہ جب اس نے یہ آواز سنائی تو اپنے گھر کی حرمت کو خود ساقط کردیا ہے۔ اور ”بزازیہ“ کی کتاب الحدود، و”نہایہ“ کے باب الغصب اور ”درایہ“ کے کتاب الجنایات میں لکھا ہے کہ: صدر الشہید نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو شخص فسق و بدکاری اور مختلف قسم کے فساد کا عادی ہو، ایسے شخص پر اس کا مکان گرادیا جائے، حتیٰ کہ مفسدوں کے گھر میں گھس جانے میں بھی مضائقہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک نوحہ گر عورت کے گھر میں گھس آئے اور اس کے ایسا دُرّہ مارا کہ اس کے سر سے چادر اُتر گئی، اور اپنے طرزِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: حرام میں مشغول ہونے کے بعد اس کی کوئی حرمت نہیں رہی، اور یہ لونڈیوں کی صف میں شامل ہوگئی۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک شرابی کے مکان کو آگ لگادی تھی۔ صفار زاہدی کہتے ہیں کہ فاسق کا مکان گرادینے کا حکم ہے۔“

۵:۔۔۔مُلّا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ج:۴ ص:۱۰۷، طبع اصح المطابع بمبئی) باب التعزیر میں لکھتے ہیں کہ:

”وهٰذا تنصیص علی ان الضرب تعزیر یملکه الإنسان وإن لم یکن محتسبًا و صرح فی المنتقیٰ بذالک۔“

ترجمہ:۔۔۔”اور یہ کہ اس امر کی تصریح ہے کہ مارنا ایسی تعزیر ہے جس کا انسان اِختیار رکھتا ہے، خواہ محتسب نہ ہو، ”المنتقیٰ“ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔“

یاد رہے کہ اس قسم کے مقاطعہ کا تعلق در حقیقت بغض فی اللہ سے ہے جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”أحبّ الأعمال الحبُّ فی الله“ (سنن ابی داؤد ج:۲ ص:۲۷۶، باب مجانبة أهل الأهواء و بغضهم، طبع ایچ ایم سعید) فرمایا ہے، (کمافی روایة ابی ذر فی کتاب السُّنَّة عند ابی داؤد)۔

بغض فی اللہ کے ذیل میں اِمام غزالیؒ اِحیاء العلوم (ج:۲ ص:۱۶۸، ۱۶۹ طبع دار المعرفۃ بیروت) میں بطور کلیہ لکھتے ہیں کہ:

”الأوّل: الکفر، فالکافر إن کان محاربًا فهو یستحق القتل والإرقاق ولیس بعد هٰذین إهانة۔ الثانی: المبتدع، الذی یدعو إلٰی بدعته، فإن کانت البدعة بحیث یکفر بها فأمره أشد من الذمی لأنه لا یقر بجزیة ولا یسامح بعقد ذمة، وإن کان ممن لا یکفر به فأمره بینه وبین الله اخف من امر الکافر لا محالة، ولٰکن الأمر فی الإنکار علیه اشد منه علی الکافر لأن شر الکافر غیر متعد، فإن المسلمین اعتقدوا کفره فلا یلتفتون إلٰی قوله۔۔۔إلخ۔“

ترجمہ:۔۔۔”اوّل: کافر، پس کافر اگر حربی ہو تو اس بات کا مستحق ہے کہ قتل کیا جائے یا غلام بنالیا

جائے اور یہ ذِلت واہانت کی آخری حد ہے۔ دوم: صاحبِ بدعت، جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہے، پس اگر بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہو تو اس کی حالت کافر ذِمی سے بھی سخت تر ہے، کیونکہ نہ اس سے جزیہ لیا جاسکتا ہے اور نہ اس کو ذِمی کی حیثیت دی جاسکتی ہے، اور اگر بدعت ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دِیا جائے تو عنداللہ تو اس کا معاملہ کافر سے لامحالہ اَخف (ہلکا) ہے، مگر کافر کی بہ نسبت اس پر نکیر زیادہ کی جائے گی، کیونکہ کافر کا شر متعدی نہیں، اس لئے کہ مسلمان کافر کو ٹھیٹ کافر سمجھتے ہیں، لہٰذا اس کے قول کو لائقِ اِلتفات ہی نہیں سمجھیں گے۔۔۔ الخ۔‘‘

ردالمحتار (ج:۴ ص:۲۴۴ طبع ایچ ایم سعید) میں قرامطہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

’’ونقل عن علماء المذاهب الأربعة انه لا يحل إقرارهم فى ديار الإسلام بجزية ولا غيرها، ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم۔۔۔۔۔۔۔ والحاصل انهم يصدق عليهم إسم الزنديق والمنافق والملحد، ولا يخفىٰ ان إقرارهم بالشهادتين مع هٰذا الإعتقاد الخبيث لا يجعلهم فى حكم المرتد لعدم التصديق، ولا يصح إسلام احدهم ظاهرًا إلّا بشرط التبرى عن جميع ما يخالف دين الإسلام، لأنهم يدعون الإسلام، ويقرّون بالشهادتين وبعد الظفر بهم لا تقبل توبتهم اصلًا۔۔۔ الخ۔‘‘

ترجمہ:۔۔۔ ’’مذاہبِ اربعہ سے منقول ہے کہ انہیں اسلامی ممالک میں ٹھہرانا جائز نہیں، نہ جزیہ لے کر، نہ بغیر جزیہ کے، نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے، نہ ہی ان کا ذبیحہ حلال ہے۔۔۔۔۔ حاصل یہ ہے کہ ان پر زِندیق منافق اور ملحد کا مفہوم پوری طرح صادق آتا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس خبیث عقیدے کے باوجود ان کا کلمہ پڑھنا انہیں مرتد کا حکم نہیں دیتا، کیونکہ وہ تصدیق نہیں رکھتے، اور ان کا ظاہری اسلام غیرمعتبر ہے، جب تک کہ ان تمام اُمور سے جو دِینِ اسلام کے خلاف ہیں، براءت کا اِظہار نہ کریں، کیونکہ وہ اسلام کا دعویٰ اور شہادتین کا اِقرار تو پہلے سے کرتے ہیں (مگر اس کے باوجود پکے بے ایمان اور کافر ہیں) اور ایسے لوگ گرفت میں آجائیں تو ان کی توبہ اصلاً قابلِ قبول نہیں۔‘‘

فقہِ حنفی کی معتبر کتاب معین الحکام بسلسلہ تعزیر ایک مستقل فصل میں لکھا ہے کہ:

’’والتعزير لا يختص بفعل معين ولا قول معين، فقد عزّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهَجر، وذالک فى حق الثلاثة الذين ذكرهم الله تعالٰى فى القرآن العظيم فهُجِرُوا خمسين يومًا، لا يكلّمهم احدٌ، وقصتهم مشهورة فى الصحاح۔

وعزّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنفى فأمر بإخراج المخنثين من المدينة ونفاهم، وكذالک الصحابة من بعده۔

ونذکر من ذالک بعض ما وردت به السُنَّة مما قال ببعضه اصحابنا، وبعضه خارج المذهب۔

فمنها: امر عمر بهَجر صبیغ الذی کان یسأل عن الذاریات وغیرها، ویأمر الناس بالتَفقُّه فی المشکلات من القرآن، فضربه ضربًا وجیعًا ونفاه إلی البصرة أو الکوفة، وأمر بهَجره، فکان لا یکلّمه احد حتّٰی تاب وکتب عامل البلد إلٰی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه یخبره بتوبته فأذن للناس فی کلامه۔

ومنها: ان عمر رضی اللہ عنه حلق رأس نصر بن حجّاج ونفاه من المدینة لما شبَّب النساء به فی الأشعار وخشی الفتنة به۔

ومنها: ما فعله علیه الصلٰوة والسلام بالعُرَنِیّین۔

ومنها: ان ابابکر رضی اللہ عنه استشار الصحابة فی رجل یُنکح کما تُنکح المرأة، فأشاروا ابحرقه بالنّار، فکتب ابوبکر بذالک إلٰی خالد بن الولید، ثم حرقهم عبداللہ بن الزبیر فی خلافته، ثم حرقم هشام بن عبدالملک۔

ومنها: ان ابابکر رضی اللہ عنه حرق جماعة من الردة۔

ومنها: امره علیه الصلٰوة والسلام بکسر دِنان الخمر وشق ظروفها۔

ومنها: امر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوم خیبر بکسر القدور التی طُبخ فیها لحم الحُمر الأهلیّة، ثم استأذنوه فی غسلها، فأذن لهم، فدلّ علٰی جواز الأمرین لأن العقوبة بالکسر لم تکن واجبة۔

ومنها: تحریق عمر المکان الذی یباع فیه الخمر۔

ومنها: تحریق عمر قصر سعد بن ابی وقّاص لما احتجب فیه عن الرعیة وصار یحکم فی داره۔

ومنها مُصادرة عُمر عُمّاله بأخذ شطر أموالهم فقسّمها بینهم وبین المسلمین۔

ومنها: انه ضرب الذی زَوَّر علٰی نقش خاتمه واخذ شیئًا من بیت المال مائةً، ثم ضربه فی الیوم الثانی مائةً، ثم ضربه فی الیوم الثالث مائةً، وبه أخذ مالک لأن مذهبه التعزیر یزاد علی الحد۔

ومنها: ان عمر رضی اللہ عنه لما وجد مع السائل من الطعام فوق کفایته وهو یسأل، أخذ ما معه وأطعمه إبل الصدقة۔ وغیر ذالک مما یکثر تعداده، وهٰذه قضایا صحیحة

معروفة...إلخ۔“

معین الحکام(ج:۳ص:۷۵)

”ولا بأس بأن یبیع المسلمون من المشرکین ما بدا لھم من الطعام والثیاب وغیر ذالک، إلّا السلاح والکراع والسبی سواء دخلوا إلیھم بأمان أو بغیر أمان، لأنھم یتقوّون بذالک علٰی قتال المسلمین ولا یحل للمسلمین اکتساب سبب تقویتھم علٰی قتال المسلمین، وھٰذا المعنی لا یوجد فی سائر الأمتعة، ثم ھٰذا الحکم إذا لم یحاصروا حصنًا من حصونھم، فلا ینبغی لھم ان یبیعوا من أھل الحصن طعامًا ولا شرابًا ولا سببًا یقوِّیھم علی المقام، لأنھم إنما حاصروھم لینفد طعامھم وشرابھم، حتّٰی یعطوا بأیدیھم ویخرجوا علٰی حکم الله تعالٰی، ففی بیع الطعام وغیرہ منھم اکتساب سبب تقویتھم علی المقام فی حصنھم، بخلاف ما سبق فإن اھل الحرب فی دارھم یتمکنون من اکتساب ما یتقوّون به علی المقام، لا بطریق الشراء من المسلمین، وأمّا أھل الحصن لا یمتکنون من ذالک بعد ما احاط المسلمون بھم، فلا یحل لأحد من المسلمین ان یبیعھم شیئًا من ذالک، فمن فعله فعلم به الإمام أدّبه علٰی ذالک لارتکابه مالا یحل۔“

ترجمہ:...”اورتعزیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین حضرات کو (جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ عظیم میں ذِکر فرمایا ہے، مقاطعہ کی سزا دِی تھی، چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا، کوئی شخص ان سے بات تک نہیں کرسکتا تھا، ان کا مشہور قصہ صحاحِ ستہ میں موجود ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطنی کی سزا بھی دی، چنانچہ مخنثوں کو مدینہ سے نکالنے کا حکم دیا اور انہیں شہر بدر کردیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں، ہم ان میں سے بعض کو جو اَحادیث کی کتابوں میں وارِد ہیں، یہاں ذکر کرتے ہیں، ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل ہیں، اور بعض پر دیگر ائمہ نے عمل کیا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبیغ نامی ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دِی، یہ شخص ”الذاریات“ وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا، اور لوگوں کو فہمائش کیا کرتا تھا کہ وہ مشکلاتِ قرآن میں تفقہ پیدا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی سخت پٹائی کی اور اسے بصرہ یا کوفہ جلاوطن کردیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا، چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تائب ہوا اور وہاں کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی، تب آپ نے لوگوں کو اِجازت دی کہ اس سے بات چیت کرسکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصیر بن حجاج کا سر منڈواکر اسے مدینہ سے نکال دیا تھا، جبکہ عورتوں نے

اَشعار میں اس کی تشبیب شروع کردی تھی اور فتنے کا اندیشہ لاحق ہوگیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرنیہ کے افراد کو جو سزا دِی (اس کا قصہ صحاح میں موجود ہے)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بدفعلی کراتا تھا، صحابہؓ سے مشورہ کیا، صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلادیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم لکھ بھیجا، بعد اَزاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ہشام بن عبدالملکؒ نے بھی اپنے اپنے دورِ خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں ڈالا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے مٹکے توڑنے کا اور اس کے مشکیزے پھاڑ دینے کا حکم فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دِن ان ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا، پھر صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِجازت چاہی کہ انہیں دھوکر اِستعمال کرلیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِجازت دے دی۔ یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو جلادینے کا حکم فرمایا جس میں شراب کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب رعیت سے الگ تھلگ اپنے گھر ہی میں فیصلہ کرنا شروع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا مکان جلا ڈالا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عُمّال کے مال کا ایک حصہ ضبط کرکے مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔

ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر پر جعلی مہر بنوالی تھی اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سو دُرّے لگائے، دُوسرے دن پھر سو دُرّے لگائے، اور تیسرے دِن بھی سو دُرّے لگائے۔ اِمام مالکؒ نے اسی کو لیا ہے، چنانچہ ان کا مسلک ہے کہ تعزیر مقدارِ ''حد'' سے زائد بھی ہوسکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ایک سائل ایسا دیکھا جس کے پاس قدرِ کفایت سے زائد غلہ موجود تھا، اور وہ پھر بھی سوال کرتا تھا، تو آپ نے اس سے زائد غلہ چھین کر صدقے کے اُونٹوں کو کھلادیا۔

ان کے علاوہ اس نوعیت کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور صحیح اور معروف فیصلے ہیں۔

اور شرح سیر کبیر (ج:۳ص:۵۷) میں ہے:

اور کوئی مضائقہ نہیں کہ مسلمان، کافروں کے ہاتھ غلہ اور کپڑا وغیرہ فروخت کریں، مگر جنگی سامان اور گھوڑے اور قیدی فروخت کرنے کی اجازت نہیں، خواہ وہ امن لے کر ان کے پاس آئے ہوں یا بغیر اَمان کے، کیونکہ ان چیزوں کے ذریعے مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو جنگی قوّت حاصل ہوگی، اور مسلمانوں کے لئے ایسی کوئی چیز حلال نہیں جو مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کو تقویت پہنچانے کا سبب بنے اور یہ علت دیگر سامان میں نہیں پائی جاتی۔ پھر یہ حکم جب ہے جبکہ مسلمانوں نے ان کے کسی قلعے کا محاصرہ نہ کیا ہوا ہو، لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعے کا محاصرہ کیا ہوا ہو تو ان کے لئے مناسب نہیں کہ اہلِ قلعہ کے ہاتھ غلہ یا پانی یا کوئی ایسی چیز فروخت کریں جو ان کے قلعہ بند رہنے میں ممد ومعاون ثابت ہو، کیونکہ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ اسی لئے تو کیا ہے کہ ان کا رَسد اور پانی ختم ہوجائے، اور وہ اپنے کو مسلمانوں کے سپرد کردیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر باہر نکل آئیں، پس ان کے ہاتھ غلہ وغیرہ بیچنا، ان کے قلعہ بند رہنے میں تقویت کا موجب ہوگا۔ بخلاف گزشتہ بالا صورت کے، کیونکہ اہلِ حرب اپنے ملک میں ایسی چیزیں حاصل کرسکتے ہیں جن کے ذریعے وہاں قیام پذیر رہ سکیں، انہیں مسلمانوں سے خریدنے کی ضرورت نہیں، لیکن جو کافر کہ قلعہ بند ہوں، اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کررکھا ہو، وہ مسلمانوں کے کسی فرد سے ضروریاتِ زندگی نہیں خرید سکتے، لہٰذا کسی بھی مسلمان کو حلال نہیں کہ ان کے ہاتھ کسی قسم کی کوئی چیز فروخت کرے، جو شخص ایسی حرکت کرے اور اِمام کو اس کا علم ہوجائے تو اِمام اسے تادیب اور سرزنش کرے، کیونکہ اس نے غیرحلال فعل کا اِرتکاب کیا ہے۔''

مذکورہ بالا نصوص اور فقہائے اسلام کی تصریحات سے حسبِ ذیل اُصول ونتائج منقح ہوکر سامنے آجاتے ہیں:

۱:...کفار محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں، جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے، وہ گمراہ اور ظالم اور مستحقِ عذابِ الیم ہے۔

۲:...جو کافر، مسلمانوں کے دِین کا مذاق اُڑاتے ہیں، ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نشست وبرخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔

۳:...جو کافر، مسلمانوں سے برسرپیکار ہوں، ان کے محلے میں ان کے ساتھ رہنا بھی ناجائز ہے۔

۴:...مرتد کو سخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے، اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں، یہاں تک کہ اگر پیاس سے جان بلب ہوکر تڑپ رہا ہو، تب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

۵:...جو کافر، مرتد اور باغی، مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں، ان سے خرید وفروخت اور لین دین

ناجائز ہے، جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو، بلکہ ان کی اِقتصادی ناکہ بندی کرکے ان کی جارحانہ قوّت کو مفلوج کردینا واجب ہے۔

۶:۔۔۔مفسدوں سے اِقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں، بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اُسوۂ رسول ہے۔

۷:۔۔۔اِقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کے علاوہ مرتدوں، موذیوں اور مفسدوں کو یہ سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں: قتل کرنا، شہر بدر کرنا، ان کے گھروں کو ویران کرنا، ان پر ہجوم کرنا وغیرہ۔

۸:۔۔۔اگر محارب کافروں اور مفسدوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کی عورتیں اور بچے بھی تبعاً اس کی زَد میں آجائیں تو اس کی پروا نہیں کی جائے گی، ہاں! اِصالۃً عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اُٹھانا جائز نہیں۔

۹:۔۔۔ان لوگوں کے خلاف مذکورہ بالا اِقدامات کرنا دراصل اِسلامی حکومت کا فرض ہے، لیکن اگر حکومت اس میں کوتاہی کرے تو خود مسلمان بھی ایسے اِقدامات کرسکتے ہیں جو ان کے دائرۂ اِختیار کے اندر ہوں، مگر انہیں کسی ایسے اِقدام کی اِجازت نہیں جس سے ملکی امن میں خلل و فساد کا اندیشہ ہو۔

۱۰:۔۔۔مکمل مقاطعہ صرف کافروں اور مفسدوں سے ہی جائز نہیں، بلکہ کسی سنگین نوعیت کے معاملے میں ایک مسلمان کو بھی یہ سزا دِی جاسکتی ہے۔

۱۱:۔۔۔زِندیق اور ملحد جو بظاہر اِسلام کا کلمہ پڑھتا ہو، مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو، اور غلط تأویلات کے ذریعہ اِسلامی نصوص کو اپنے عقائدِ خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو، اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے کہ کافر اور مرتد کی توبہ بالاتفاق قابلِ قبول ہے، مگر بقول شامی، زِندیق کا نہ اِسلام معتبر ہے نہ کلمہ، نہ اس کی توبہ قابلِ اِلتفات ہے، اِلَّا یہ کہ وہ اپنے تمام عقائدِ خبیثہ سے براءت کا اِعلان کرے۔

ان اُصول کی روشنی میں زیرِ بحث فرد یا جماعت کی حیثیت اور ان سے اِقتصادی و معاشی، اور معاشرتی و سیاسی مقاطعہ یا مکمل سوشل بائیکاٹ کا شرعی حکم بالکل واضح ہوجاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم!

کتبہ:

ولی حسن ٹونکی غفر اللہ لہٗ

دارالافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ

نیوٹاؤن کراچی

*****